میری سرکار

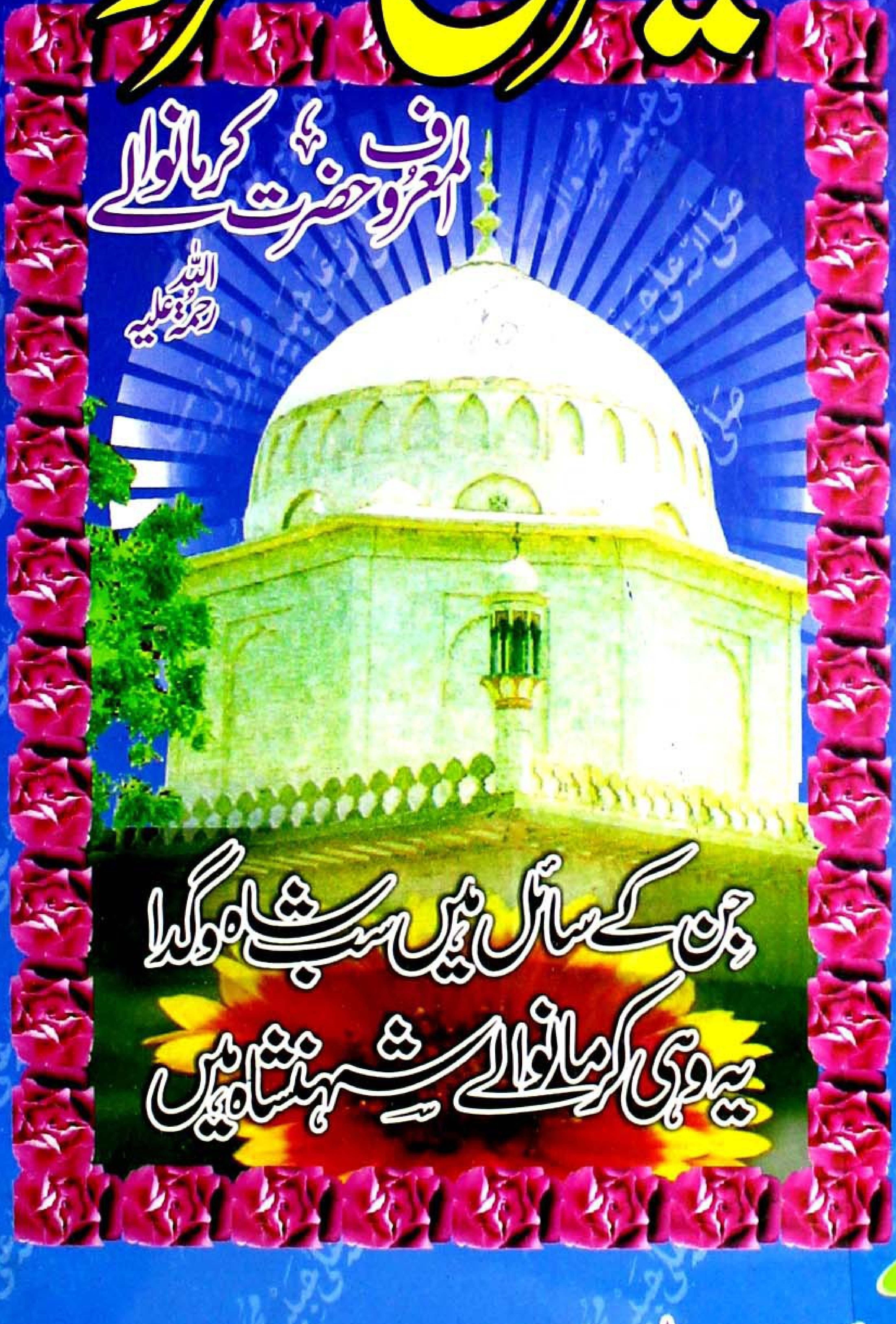

مرتب
محمد سمیع اللہ نوری

کرمانوالہ بک شاپ

Marfat.com

Marfat.com

(10)
5031

جن کے سائے میں سب شاہ و گدا
یہ وہی کرمانوالے شہنشاہ ہیں

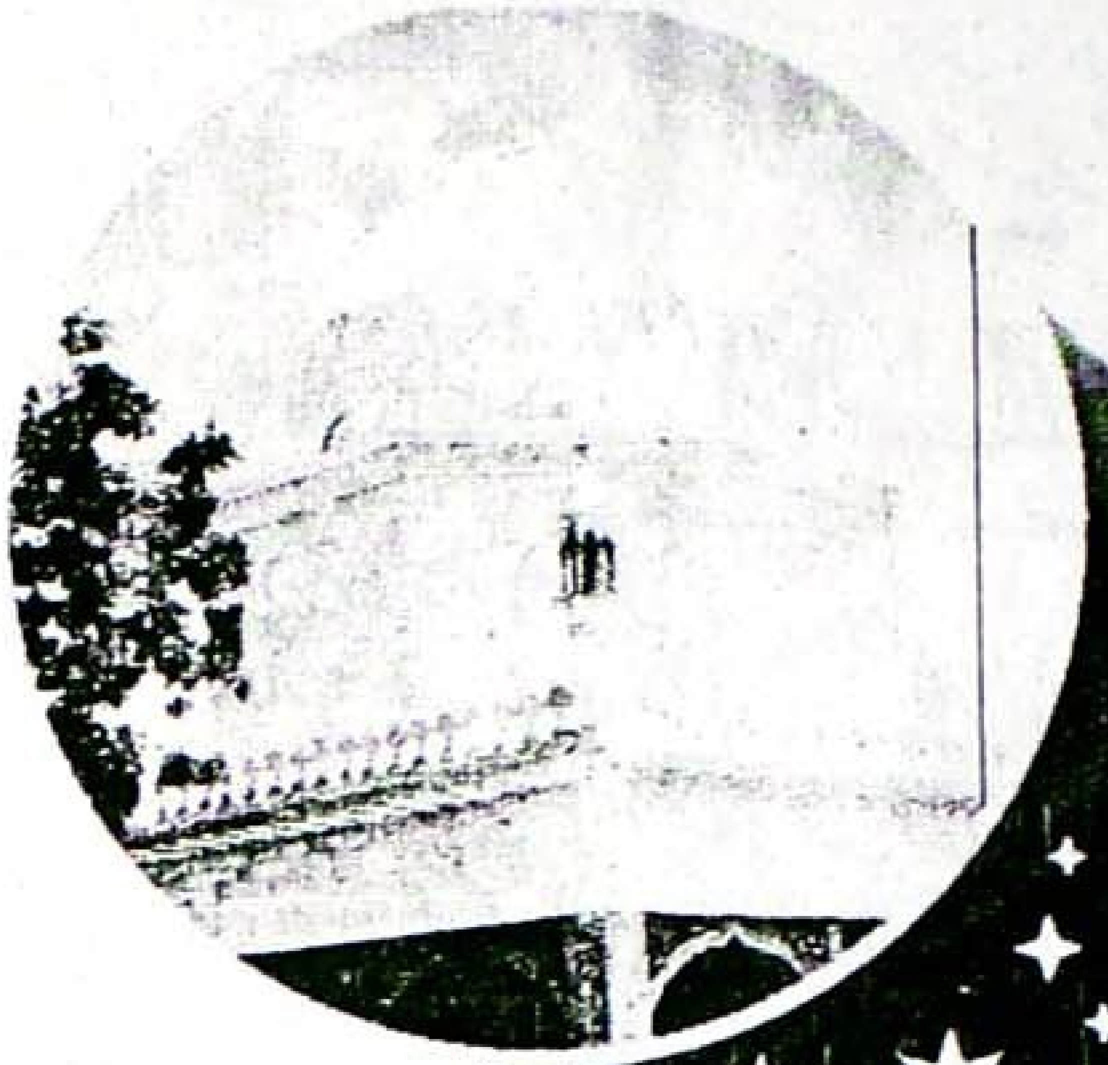

میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرمانوالے

ذخیرہ
صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ۔ لاہور پاکستان

مصنف
محمد سمیع اللہ نوری

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲۔
دربار مارکیٹ
لاہور
Voice: 042-7249515

Marfat.com

بفیضانِ کرم

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرمانوالے آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف۔ اوکاڑہ

81659

حضرت سید **محمد علی شاہ بخاری** رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید **محمد عثمان علی شاہ بخاری** رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید **محمد غضنفر علی شاہ بخاری** رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید **صمصام علی شاہ بخاری** مدظلہ العالی

بفیضانِ نظر

پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قیمت [redacted] روپے

زیرِ سرپرستی

حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

زیرِ اہتمام

سمیع اللہ برکت

شائع اول .... یکم مئی 2004

شائع دوم .... یکم ستمبر 2006

Marfat.com

موت آجائے مگر آئے نہ دل کو آرام
دم نکل جائے مگر نکلے نہ الفت تیری

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

میری سرکار المعروف حضرت کرمانوالے

Marfat.com

حضرت کرماں والے کرم کمائی جاندے
بے خبر لوکاں تائیں رب ملائی جاندے

عجب میں نے شان ویکھے کرمانوالے پیردے
بیڑے کیتی پار جاندے ہر دکھی دلگیردے

Marfat.com

جس نے ایک دفعہ بھی میری جوتی سیدھی کی، اس کی سفارش کروں گا۔

(فرمان حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ)

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی لاہور پاکستان
ذخیرہ

انتساب بنام

گلدستہء عقیدت

شمس العارفین، سراج السالکین، قطب الاقطاب،

حضرت سیّد محمّد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

کے لاڈلے بیٹے

اپنے دادا مرشد

حضرت سیّد محمّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ العزیز

المعروف باباجی سرکار

کی بارگاہ عالی جناب میں بصد ادب و نیاز حصول برکت کیلئے پیش کرتا ہوں۔

قوی امید ہے کہ یہ شوق ومحبت اور ارادت کے پھول اس تہی دامن کی مصائب دین ودنیا میں نجات کا باعث بن جائیں گے۔ (والسلام الی یوم القیام)

محمد سمیع اللہ نوری

خادم سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ طیبیہ 0321-4471746

15 جولائی 2004 بمطابق 25 جمادی الاول 1425ھ

Marfat.com

فہرست

تصویر مبارک میری سرکار رحمۃ اللہ علیہ	الف	عظمتِ اولیاء	ب
ابتدائیہ	ج	مقدمہ	د
دیباچہ	ی		

پہلی مجلس:	ابتدائی حالات وواقعات	1
دوسری مجلس:	اتباعِ شریعت	15
تیسری مجلس:	مرشدِ کامل	24
چوتھی مجلس:	دستگیری، علم غیب اور کشف	28
پانچویں مجلس:	مرشد ہو تو حضرت کرماں والے جیسا	42
چھٹی مجلس:	اولیاء راہست قدرت ازالہ	59
ساتویں مجلس:	قیامِ پاکستان	71
آٹھویں مجلس:	کرماں والے کرم کمائی جاندے	85
نویں مجلس:	عجب میں نے شان دیکھے	100
دسویں مجلس:	یک زمانہ صحبت با اولیاء	114
گیارہویں مجلس:	سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	126
بارہویں مجلس:	گفتہ او گفتہ اللہ بود	145
تیرہویں مجلس:	صحبت صالح ترا صالح کند	154
چودھویں مجلس:	ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا	161
پندرھویں مجلس:	چوں شوی دور از حضور اولیاء	171
سولہویں مجلس:	بندگانِ خاص خاص علام الغیوب	178
سترھویں مجلس:	خدا نے ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہا ہے	192
اٹھارھویں مجلس:	حضرت صاحب کرماں والے کی باتیں	206
انیسویں مجلس:	بیلی حضرت کرماں والے دے	215
بیسویں مجلس:	جو پاک لوگوں کا چہرہ صبح وشام دیکھتا ہے	223
اکیسویں مجلس:	اولیاء کی خاک پا کو سرمہ بناؤ	231
بائیسویں مجلس:	پیر کامل خدا کا سایا ہے	241
تئیسویں مجلس:	نہ رب عرش معلیٰ اُتے نہ رب خانے کعبے ہو	255
چوبیسویں مجلس:	ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی	264
پچیسویں مجلس:	اللہ اللہ کئے جانے سے اللہ نہ ملے	271
چھبیسویں مجلس:	مولوی ہرگز نہ شد مولائے	285
ستائیسویں مجلس:	کوئی لوہا خود بخود تیر یا خنجر نہیں بن سکتا جب تک کسی	291
اٹھائیسویں مجلس:	بزرگوں کی نگاہ دلی امراض کو شفا بخشتی ہے اور ان کی	298
انتیسویں مجلس:	اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں ہوتا	306
تیسویں مجلس:	راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے	312

Marfat.com

عظمتِ اولیاء

دین کا ڈنکا بجایا اولیاء اللہ نے
کفر و باطل کو مٹایا اولیاء اللہ نے

درسِ توحید ورسالت دے کے اہل کفر کو
اک درِحق پر جھکایا اولیاء اللہ نے

خفتہ ملت کو شبانہ روز کاوش کے طفیل
خوابِ غفلت سے جگایا اولیاء اللہ نے

کی فروزاں شمعِ تعلیماتِ قرآن وحدیث
بزمِ وحدت کو سجایا اولیاء اللہ نے

اپنے فیضانِ نظر سے تشنگانِ شوق کو
بادۂ عرفان پلایا اولیاء اللہ نے

راستی کی راہ سے بھٹکی ہوئی مخلوق کو
اپنے خالق سے ملایا اولیاء اللہ نے

ہند کی تاریخ کو تم خود ہی پڑھ کر دیکھ لو
کفر کو کس نے مٹایا! اولیاء اللہ نے

بت پرستوں کے دلوں پر اپنی چشم
خاص سے نقشِ اللہ ھو بٹھایا اولیاء اللہ نے

دہر کے گم کردہ راہوں کو کیا منزل شناس
جادۂ منزل دکھایا اولیاء اللہ نے

کس نے دنیا کے مقدر کو بدل کر رکھ دیا
یہ سبھی کچھ کر دکھایا اولیاء اللہ نے

ضربِ الا اللہ فضا میں گونجتا ہے آج بھی
ضربِ الا اللہ فضا میں گونجتا ہے آج بھی

ختم کر کے کینہ و بغض و عداوت کو قمر
درس الفت کا پڑھایا اولیاء اللہ نے

قمر یزدانی پنوانہ، ضلع سیالکوٹ

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

Marfat.com

ابتدائیہ

ان دنوں زمانہ کچھ ایسا آ گیا ہے کہ نئی روشنی میں پلے نوجوان اور کچھ مخصوص فرقہ کے لوگ صرف تعصب کی عینک کے باعث بزرگان دین کی اشاعت اسلام کیلئے خدمات، واقعات اور کرامات کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ذاتی انا، فرقہ واریت اور اندھی تقلید نے انہیں اسلاف کی رسم وراہ سے بیگانہ کر دیا ہے۔ یہ اسی بیگانگی کا نتیجہ ہے کہ انہیں بزرگان دین کے واقعات کا یقین نہیں۔ یہ پیشہ ور نجومیوں، رمالوں، عاملوں اور جھاڑ پھونک والوں کے علاوہ سائنسدانوں کی ایجادات کو تو تسلیم کرتے ہیں مگر نہیں مانتے تو بزرگوں کے واقعات کو نہیں مانتے حقیقت میں ان بیچاروں کا کوئی قصور نہیں۔ ان کے بڑوں کا قصور ہے ماں باپ انہیں خالص اسلامی تعلیم دلواتے اور بزرگوں کے حالات سے آگاہ رکھا جاتا تو پھر ان کے دلوں میں بھی یقین کا نور جگمگا اٹھتا۔ ان لوگوں کو کیا معلوم کہ اولیاء کی کرامات سے انکار، انبیاء کے معجزات کا انکار ہے اور معجزات یا کرامات کو ظاہر کر کے اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کو سر بلند و سرخرو کرتا ہے جس کا اسے پورا اختیار ہے۔ اب رہا تجربہ تو وہ بزرگوں کی صحبت اختیار کیے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

اس کتاب ''میری سرکار'' میں اسلام کی اصل تعلیمات سے لیکر تصوف و روحانیت کی حقیقت تک۔ اور توحید، شرک، بدعت، مدد مانگنا، حاضر و ناظر، غیب کی باتیں جاننا اور دیگر دورِ حاضر کے فرقہ وارانہ اعتراضات و مسائل کے تمام سوالوں کا جواب ملے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ دل سے کدورت اور تعصب کی عینک اتار کر مطالعہ کیا جائے۔ مزید برآں اہل محبت سے اپیل ہے کہ نہ صرف خود اس کا مطالعہ کریں بلکہ مختلف اوقات میں قریبی احباب و افراد کی مجلس میں اسے پڑھ کر سنیں اور سنائیں۔

اللہ کریم مجھے، آپ کو اور میری آپ کی اولاد کو حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی اور محبت میں زندہ رکھے اور موت دے۔ اور کل قیامت کو آپ کی غلامی اور محبت میں اٹھائے۔ (آمین)

محمد سمیع اللہ نوری

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالا شریفؒ

15 جولائی 2004ء بمطابق 25 جمادی الاول 1425ھ

0321-4471746

Marfat.com

مقدمہ

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

ایک بزرگ ابو یوسف ہمدانیؒ سے دریافت کیا گیا کہ جب ہم اپنے بزرگوں کو نہ پائیں تو کون سی ایسی بات کریں جس سے تباہی سے بچ جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہر روز ان کی (باتوں) پند و نصائح کا ایک ورق پڑھو ان کے علوم و معارف پر غور کرو۔ پھر یقیناً سلامت رہو گے۔

حضرت شیخ ابو بکر جنیدؒ فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے کہ ایسے شخص سے محبت رکھو جو حق تعالیٰ سے محبت رکھتا ہو اور اس کے احوال اور مقالات کا مطالعہ رکھو تا کہ اس کی برکت سے تم رفتہ رفتہ حق تعالیٰ جل جلالہ' تک پہنچ جاؤ۔

یہی وجہ تھی جس کے باعث ''میری سرکار'' کی ترتیب و تدوین کا خیال پیدا ہوا۔ قبل ازیں اگرچہ اعلیٰ حضرت صاحب کرمانوالےؒ کے احوال و آثار پر مشتمل کئی کتب موجود ہیں۔ جن میں ترمیم و اضافہ کے باعث حضرت صاحب کرمانوالےؒ کا ذکر خیر اور حالات واقعات ثانوی حیثیت اختیار کر گئے اور کتاب کا اصل موضوع پس پردہ چلا گیا۔ مزید کتاب کی ضخامت بڑھنے سے قیمت میں بھی اضافہ ہو گیا۔ غریب عوام الناس کی دسترس سے یہ کتب دور ہو گئیں۔

آج سے 37 سال پہلے ماہنامہ آئینہ لاہور میں مولوی محمد امین شرقپوری (مرحوم) کے اس عنوان اور مضمون ''میری سرکار'' کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ قارئین نے بے حد پسند کیا۔ اکثر لوگ اب بھی اس تحریر کی چاشنی اور روحانی کیف کو یاد کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل میرے علم میں یہ بات آئی کہ محترم جناب پیر محمد اشرف نجم خلیفہ مجاز حضرت کرمانوالہ شریف کے پاس آئینہ کے کافی شمارے محفوظ ہیں۔ ان سے استدعا کی تو انہوں نے تمام شمارے بخوشی عنایت فرما دیئے جو کہ ان کی گہری محبت اور فراخدلی کا ثبوت ہے۔ میرے لئے یہ

Marfat.com

بات بے حد حیرت کا باعث بنی کہ ''آئینہ'' کے جو شمارے پیر محمد اشرف نجم صاحب کے پاس نہیں تھے وہ میرے پاس موجود تھے۔ دوران مطالعہ احساس ہوا کہ یہ نادر و نایاب باتیں 'بیلیوں'' کیلئے ایک عظیم نعمت ثابت ہونگی اور آنے والی نسلوں کیلئے رہنما و مشعل بن جائیں گی۔ اس پر باباجی حضور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری سجادہ نشین حضرت کرمانوالا شریف کی خدمت اقدس میں اشاعت کا خیال پیش کیا اور اجازت طلب کی جو آپ نے بخوشی عطا فرمادی اور بعد ازاں متعدد بار آپ نے کتاب کی طباعت کے مراحل کے بارے میں پوچھا۔ آپ کی نظر شفقت اور حوصلہ افزائی کے باعث یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

روایتی طریقہ سے ہٹ کر تحریر کے تسلسل کو برقرار رکھنے کیلئے واقعات و کرامات کی ضمنی اذیلی سرخیاں نہیں دی گئیں۔ بلکہ علیحدہ علیحدہ مجالس کے عنوان سے قارئین کو یکسوئی سے مطالعہ کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ جسے دوران مطالعہ آپ محسوس کریں گے اور اپنے آپ کو 37 سال پیچھے حضرت صاحب کرمانوالے کے زمانے میں ان کی صحبت اور مجلس میں موجود پائیں گے۔

نوٹ: براہ کرم کسی قسم کی غلطی پر نشاندہی ضرور کریں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جاسکے۔ (شکریہ)

والسلام الی یوم القیام

محمد سمیع اللہ نوری

فون رابطہ: 0321-4471746

اشاعت دوم..........15 مئی 2006ء

0321-4471746

0321-4471746

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وسلم

دیباچہ

میری سرکار کی باتیں

میری سرکار — حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ — کے مقامات و مراتب کی عظمت کے مفہوم تک رسائی کچھ آسان کام نہیں — اُن کے کسی قول پر تحقیق کیجئے — اُن کے کسی فعل کو جانچ لیجئے — بس عظمتوں اور رفعتوں کے باب کھولتے جایئے — چلیے! آپ کی یادوں کو اُن کی بارگاہ میں لیے چلتا ہوں — وہ کیکر کے ایک ایسے درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں — جو کانٹوں سے مبّرا ہے — جس پر صرف پھول ہیں — ہاں! اِس لیے کہ اُسے ایک ایسی عظیم ہستی کی صحبت میسر ہے — جو محبتیں بانٹتی ہے — اُن کی سادہ باتوں میں اِک عجیب چاشنی ہے — چاشنی میں اِک مٹھاس ہے — اور — مٹھاس میں نشاط آفریں لذت ہے — اور — اُس لذت کا ذائقہ آج بھی ذہنوں میں رَس گھول رہا ہے — اُن کی محفل کا رنگ بھی جدا ہے — جس چیز کو دیکھو — اُس کا رُخ قبلہ کی طرف ہے — برتن — عصا — جوتے — درانتی — جھاڑو — ہر چیز کا رُخ قبلہ کی طرف ہونا کسی حکمت سے خالی نہیں — توحید — اور — رجوع الیٰ اللہ — کا ایسا درس — نہ کسی مکتب سے ملا — نہ کسی مدرسے نے دیا — جسمانی بیماریوں میں مبتلا حاضر خدمت ہو رہے ہیں — کسی نے عرض کیا: — حضور! ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے — آپ نے فرمایا: — "بیلیا! اللہ کریم نے تو جواب نہیں دیا" — دنیائے طب کے کاملین انگشت بدنداں ہیں — کہ آپ ٹی بی اور کینسر کے مریضوں کا علاج — معمولی چیزوں — مثلاً — کھوی — بھوسہ — اور — لنگر کی روٹی کے بچے کھچے ٹکڑوں سے کر رہے ہیں

Marfat.com

—— اور لوگ قریب المرگ آتے لیکن —— میری سرکار —— کے دامنِ کرم سے وابستہ ہونے کے بعد —— اپنے قدموں پر چل کر واپس جاتے —— قوتِ گویائی بخشنے میں بھی آپ کے انداز نرالے تھے —— ایک شخص حاضر خدمت ہوا —— اپنے بیٹے کو پیش کر کے کہتا ہے —— حضور! یہ بولتا نہیں ہے —— یہ بات نہیں کرتا —— میری سرکار نے اُس بچے سے فرمایا: —— بیٹے! تو بولتا کیوں نہیں؟ —— تو بات کیوں نہیں کرتا —— اور وہ بچہ اپنی زبان سے بول کر کہنے لگا: —— ''حضور! مجھے آج تک کسی نے بلایا ہی نہیں'' ——

روحانی بیماریوں میں مبتلا لوگ آتے تو آپ اقرارِ گناہ کے بعد توبہ کی طرف مائل کرتے ہوئے قسمت بدل دیتے —— لیکن اِن تمام تر باتوں کے باوجود اُس قدیم حویلی کے ایک کمرے میں وہ تشریف فرماتھے —— جو آج اُن کے بیٹوں اور پوتوں کی دید کو بنیاد بنائے کھڑی ہے —— جس کی فضا میں آج بھی اُنکی خوشبو رچی اور بسی ہوئی ہے —— جس کی خاک سے عظمتِ پاکیزگی عیاں ہے —— جس کے درودیوار میں مرشد العصر کی لمسِ زیارت آج بھی نہاں ہے —— ایک طالبِ تربیت —— سرجھکائے خدمتِ اقدس میں حاضر ہے —— اور —— حالات و واقعات میں مستغرق ہے —— مثلِ انبیائے بنی اسرائیل ہونے کی عطر لبریز حدیث —— بھی ذہن میں گردش کر رہی ہے —— اِسی دوران اُسکے دل میں خیال پیدا ہوا —— حضرت صاحب مردے بھی زندہ کر لیتے ہیں —— گروہِ جواسیس القلوب میں ممتاز مقام رکھنے والے —— اُس تاجدارِ کرم کی فراست سے بھلا کب یہ بات چھپی رہ سکتی تھی —— فوراً محبت آمیز لہجے میں فرمایا: —— ''بیلیا! دلوں کی باتیں جان لینا —— یا مردے زندہ کر دینا کوئی کمال نہیں —— یہ تو شعبدے بازیاں ہیں —— اصل کمال یہ ہے کہ کسی گمراہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا کر دیا جائے'' ——

اور لمحات نے آگے بڑھ کر عظمتِ ولایت کی اِس نشانی کو محفوظ کر لیا —— تقدیر نے اِسے فوراً دامنِ قبولیت میں جگہ دی —— اور آج حالات کتنے بدل گئے! —— لیکن اُن کا در منزلِ عروج کی جانب رواں دواں ہے —— فتنے کتنے پھیل گئے! —— لیکن اُن کا درسِ محبت آج بھی دلوں میں

Marfat.com

جاگزیں ہے ـــــ لوگ کتنے بدل گئے! ـــــ لیکن اُنکے جانشین کے ہر قول و فعل سے اُنہی کی خوشبو آتی ہے ـــــ جس شجرِ جمیل کی آبیاری اُنہوں نے فرمائی تھی ـــــ آج اُس کی شاخیں چہار اطراف میں پھیل چکی ہیں ـــــ جس تحریک کو اُنہوں نے آغاز بخشا تھا ـــــ آج اُسے دوام حاصل ہے ـــــ اِسی لیے ـــــ میری سرکار کی باتیں ـــــ اور ـــــ میری سرکار کے تذکرے ـــــ زمانے بھر میں پھیلے ہوئے ہیں ـــــ میں کرامات کی بات نہیں کر رہا وہ تو اُن کی حیاتِ طیبہ میں ہی زبانِ زدِ عام تھیں ـــــ معروف مصنف جناب مولانا محمد یٰسین قصوری نقشبندی اپنی کتاب ''خلفائے شیر ربانی'' میں لکھتے ہیں ـــــ ''حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا ظہور اپنے ہم عصر اولیاء میں سب سے زیادہ تھا'' ـــــ لیکن اِس فقیر کے نزدیک آپ کی سب سے بڑی کرامت سلسلہء عالیہ نقشبندیہ میں ''**طیّبیہ**'' کی اضافت ہے ـــــ جس کی وجہ سے آج میرے ہم عمر کئی نوجوان آپ کے جانشین پیر سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ کے دامنِ کریمی سے وابستہ ہو کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں ـــــ بہر حال یہ فقیر، محترم المقام جناب محمد سمیع اللہ نوری طیّبی (خلیفہء مجاز حضرت کرماں والا) کا تہہ دل سے شکرگزار ہے ـــــ جنہوں نے نہایت محنت کے ساتھ ''میری سرکار کی باتوں'' پر مشتمل اِس عظیم اور نایاب مجموعہ کی اشاعتِ نوء کا اہتمام کیا ـــــ میری اور تمام وابستگانِ سلسلہ کی دلی دعائیں اِن کے ساتھ ہیں ـــــ اللہ کریم جل شانہٗ انہیں اپنے مقاصدِ جلیلہ میں کامیاب فرمائے ـــــ آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خادمِ اولیائے سلسلہ طیّبیہ

ثناء اللہ اعوان

ایڈیٹر ''مجلّہ حضرت کرماں والا''

۱۶ جمادی الاوّل ۱۴۲۵ ہجری

سوموار، ۵ جولائی ۲۰۰۴ء

Marfat.com

پہلی مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

ابتدائی

حالات وواقعات

Marfat.com

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت صاحب قبلہ کرمانوالےؒ موضع کرموں والا (ضلع فیروز پور) انڈیا 1884ء میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار کا نام سید سید علی شاہؒ تھا۔ طبیعت میں ابتدا ہی سے اللہ اللہ کرنے کا شوق غالب تھا۔ زمانہ طفولیت سے ہی آپ کو لہو ولعب کی طرف رغبت نہ تھی۔ عام بچوں میں کھیلنا آپ کی عادت نہ تھی۔ موضع کھوئیاں سرور میں جا کر عبادت کرتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کو دینی علوم کے حصول کا بہت ہی شوق تھا۔ چنانچہ دہلی اور سہارنپور کے دینی مدارس سے اس شوق کی تکمیل فرمائی۔ اللہ اللہ کرنے کا شوق تو رکھتے ہی تھے کہ علم دین نے سونے پہ سہاگے کا کام کیا اور حضرت صاحب قبلہؒ فیروز پور کے مشہور صوفی بزرگ مولوی شرف الدین چشتیؒ (جن کا تعلق حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ سے تھا) کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ اس بیعت سے یہ شوق اور بڑھا کہ جہاں موقع ملتا تنہائی میں بیٹھ کر خوب اللہ اللہ کرتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی شادی اپنے ہی عزیز واقارب (چچا بزرگوار) کے ہاں انجام پائی۔ حضرت صاحب قبلہؒ جو تصوف کی انتہائی بلندیوں کو چھونے کیلئے مضطرب تھے۔ فرماتے ہیں کہ مولوی صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد ہماری عجیب حالت تھی کہ ان کے وصال کے بعد یہ حالت اور بھی متغیر ہوگئی۔ ایک روز ایک مجذوب جنون شاہؒ ہمیں دیکھ کر بولے کہ آپؒ کا حصہ شرقپور شریف میں ہے۔ یہ اشارہ ہمارا رہبر بن گیا اور ہم شرقپور شریف جہاں حضرت قبلہ عالم میاں شیر محمد صاحبؒ شرقپوری کی دھوم مچی تھی' کی خدمت بابرکت میں پہنچ گئے۔ دیکھ کر فرمایا ''شاہ جی آ گئے او۔'' عرض کیا ''جی۔'' فرمایا ''کچھ پڑھے لکھے بھی ہو۔'' بولے ہاں کچھ ہوں تو سہی مگر سمجھ (سُر) نہیں ہے۔'' حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ نے فرمایا ''اللہ سمجھ بھی دے دیں گے۔'' کمال مہربانی سے ان کے سامنے چاول (پلاؤ) کی طشتری رکھوائی۔ حضرت قبلہؒ فرماتے ہیں کہ ہم وہ چاول کھا رہے تھے اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ طریقت کے تمام رموز ونکات ہم پر کھل رہے ہیں۔ گویا مرشد کامل کی پہلی ہی ملاقات پر یہ مرید صادق بامراد ہو گئے تھے۔

فرماتے ہیں ہم خالی گئے تھے لیکن حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ نے بھر کر ہمیں بھیجا۔ حضرت میاں صاحبؒ اس قدر مہربان تھے کہ اس علاقے کے تمام ملنے والوں کو شرقپور آنے کی بجائے حضرت

Marfat.com

صاحب قبلہ کرمانوالےؒ کے پاس کرموں والے جانے کا حکم فرماتے۔فرماتے ہیں کہ مرشد کامل کے حضور ہمیں حاضر ہونے کا بہت کم موقع ملا۔لیکن جب بھی حاضر ہوا باادب اور خاموش رہتا۔ یہ خاموشی بڑے بڑے عقیدت عقیدے حل کرتی حضرت میاں صاحبؒ کی حضوری میں ہم پر ہر ایک کے حالات منکشف ہوتے رہتے۔ حضرت میاں صاحبؒ بہت ہی سادگی پسند تھے۔انہیں لفظ پیر یا دوسرے القابات سے بہت نفرت تھی کیونکہ حضرت میاں صاحبؒ شہرت کو کبھی بھی پسند نہیں کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ بلندی عطا کی تھی کہ حضرت میاں صاحبؒ کی بزرگی کا آج بھی ڈنکا بج رہا ہے۔حضرت میاں صاحبؒ سے حضرت صاحب کرمانوالےؒ کو محبت تھی، جب بھی حاضر ہوتے جو روپیہ پیسہ پاس ہوتا لاکر پیش کر دیتے۔ فرماتے ہیں کہ اس ایثار سے ہمارا بڑا کام بنا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت میاں صاحبؒ کے طفیل ہمیں ظاہری اور باطنی خوبیوں سے بہت بہت نوازا فیروزپور سے رائے ونڈ تک ریل پر آتے اور اس کے بعد دریا کے راستے شرقپور تک پیدل سفر کرتے۔

فرماتے ہیں، حضرت میاں صاحبؒ کی والدہ ماجدہؒ کا جس روز وصال ہوا ہماری طبیعت میں بڑی بے چینی تھی۔ ہم گاڑی میں بیٹھ کر حاضر خدمت ہوگئے، وہاں پہنچ کر طبیعت کی بے چینی کا حال کھلا حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا ''اگر یہ بھی نہ ہو تو اللہ اللہ سے فائدہ؟''............حضرت میاں صاحبؒ حقہ پینے والوں کو میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔(مجھے) حقہ چھڑانے کی ترکیب خوب آتی ہے۔ حالانکہ جو کچھ کرتے تھے۔ وہ میاں صاحبؒ ہی کرتے تھے۔حضرت قبلہؒ جب بھی حضرت میاں صاحبؒ ذکر کرتے، نام نامی بڑے ادب سے لیتے اور فرماتے کہ اگر حضرت میاں صاحبؒ یہ کرم نہ کرتے تو ہم چکی راہوں کیا بنتا۔ جب بھی کسی کرامت کا ذکر ہوتا اسے حضرت میاں صاحبؒ کی ذات بابرکات سے منسوب فرماتے اور اپنا نام کبھی نہ لیتے۔

فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت میاں صاحبؒ کی معیت میں مکان شریف (جہاں حضرت سید امام علی شاہ صاحبؒ اور بھورے والی سرکار کے مزارات عالیہ ہیں) گئے راستے میں مکان شریف کے قریب چند لڑکے کھیل رہے تھے جس کی وجہ سے راستہ گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا۔حضرت صاحب قبلہؒ نے چاہا کہ ان لڑکوں کو راستے سے ہٹا دیا جائے تاکہ حضرت میاں صاحبؒ اطمینان سے گزر جائیں۔حضرت

Marfat.com

میاں صاحبؒ نے اشارے سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔ ''سارا صدقہ تو اسی مٹی کا ہے اور بڑے اطمینان سے وہاں گزر گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کو یہ نعمت حضرت میاں صاحبؒ سے سب ہم عصروں سے وافر ملی تھی کہ حضرت صاحب قبلہؒ بزرگان دین اور اولا دامجاد کے نام بالخصوص اور عوام کے بالعموم ہمیشہ عزت و توقیر سے لیتے کسی بزرگ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ تصوف سراسر ادب ہی ہے جس نے اس رمز کو پالیا (کیا چھوٹا اور بڑا) وہ بلاشبہ آج بھی کامیاب ہے جس نے اسے ترک کیا وہ لاکھ عبادت و ریاضت کرے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

حضرت قبلہؒ کی زندگی کا زیادہ حصہ بندگان خدا کی رشد و ہدایت ہی میں بسر ہوا ہے۔ بیماری کے دوران چند ماہ چھوڑ کر جہاں بھی تشریف فرماتے لوگ پروانہ واران کے گرد جمع ہوتے۔ اکثر گفتگو کی ابتدا حضرت صاحب قبلہؒ ہی فرماتے کوئی صاحب اپنی بات کہتے تو اس کے جواب میں ارشاد فرماتے' بات کرنے والے کی بات کو خود قطع نہ فرماتے۔ آنے والے حضرات کا بڑا حصہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہوتا جو بیماریوں اور حالات کے ہاتھوں پریشان ہوتے تھے اور اپنے غم کا مداوا اسی مسیحائے وقت سے حاصل کرتے۔ **ارشاد فرماتے!** ہم سب بیمار ہی ہیں اور جب تک اعمال کی اصلاح نہیں ہوتی ہم صحت یاب نہیں ہوسکتے۔ فرماتے اللہ اللہ پوچھنے کے لئے لوگ نہیں آتے بلکہ اپنی نجی ضرورتوں کیلئے میرے پاس آتے ہیں۔ حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہم بن جائیں تو ہماری ضرورتیں پوری ہوسکتی ہیں۔ اگر کسی کا بُول اور بَول کا راستہ درست ہے تو وہ جنتی ہے۔''

حضرت صاحب قبلہؒ کے حلقہ میں اور بزرگوں کی طرح ذکر اذکار کی مجلس منعقد نہیں ہوتی تھی بلکہ حضرت صاحبؒ معتقدین کو ہمیشہ اسم ذات اور درود شریف پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔ درود شریف عموماً عشاء کی نماز یا تہجد کی نماز کے بعد پڑھنے کو کہتے۔ اسم ذات کے بارے میں حضرت صاحبؒ کا ارشاد تھا کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے زبان کو تالو کے ساتھ لگا کر اس ذکر میں محو رہے کہ آدمی تو درکنار فرشتوں کو بھی خبر نہ ہونے پائے۔ بس یہی ہمارے وظیفے ہیں اور یہی ہمارے چلّے ہیں ان دونوں وظائف کی پابندی کے ساتھ انسان کو چاہیے کہ وہ پنج وقتی نماز با جماعت ادا کرتا رہے' اللہ نے چاہا تو وہ بڑے بڑے گناہوں سے بچا رہے گا۔''

Marfat.com

بیٹھے بیٹھے اکثر زبان مبارک سے بے ساختہ نکلتا ''حضور کی بڑی شان ہے'' اشاد فرماتے کہ انسان جب خدا سے غافل ہو جاتا ہے تو وہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ انسان کے پہلو میں گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جسے دل کہتے ہیں۔ جب حق سبحانہ تعالیٰ کی یاد اس دل کو غافل کر دیتی ہے۔ تو یہ دل طرح طرح کے دنیاوی آلام کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ہم روحانی طور پر (جس کی پاکیزگی وتندرستی ہر لحاظ سے مقدم ہے) بیماریوں سے محفوظ رہیں تو ہمیں شب روز کے چوبیس گھنٹوں میں لحظہ بھر کے لئے بھی رب تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہیئے ہم جسمانی صحت پر تو بہت توجہ دیتے ہیں مگر اس بڑی بیماری سے نجات پانے کی کوشش نہیں کرتے۔ ارشاد فرمایا کہ درود شریف کے پڑھنے کے بڑے فضائل ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ درود شریف ہمیشہ باوضو اور دوزانو بیٹھ کر پڑھے۔ یہ وہ وظیفہ ہے جسے رب تعالیٰ بہت ہی پسند فرماتے ہیں اور وہ خود اور اس کے فرشتے بھی حضور نبی کریمؐ پر درود بھیجتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے عرض کیا کہ ''حضرت صاحبؒ مجھے غصہ بہت آتا ہے۔'' حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ ''اگر یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو اچھا ہے۔ اور اگر نفس کے لئے ہے تو برا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ خود کو زیادہ سے زیادہ عبادت میں مصروف رکھے' ایسے آلام خود بخود دور ہو جائیں گے۔'' ایک صاحب نے عرض کیا۔ ''حضرتؒ دعا فرمائیں کہ میں نیک بن جاؤں۔'' فرمایا۔ ''نیکوں کی صحبت میں بیٹھا کرو اللہ تمہیں نیک بنا دے گا۔''

ایک دفعہ کسی نے عرض کیا کہ حضرتؒ! کیا یہ سچ ہے کہ ''نگاہ مرد مومن'' سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔' ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ جلال پور شریف کے پیر حیدر شاہ صاحبؒ سے ایک شخص نے یہی سوال کیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا۔ ''گاہے گاہے۔''

ارشاد فرمایا کہ ''ہمارے گاؤں کا نام'' کرموں والا'' تھا' مگر حضرت میاں صاحبؒ لوگوں سے کہتے کہ ''کرموں والا'' نہیں کرماں والا کہا کرو۔'' (چنانچہ اسی نسبت سے آپؒ ''حضرت کرماں والہ'' کہلائے اور اسی نام سے آپؒ کی موجودہ اقامت گاہ کو بھی پکارا جاتا ہے)۔

حضرت صاحب قبلہؒ دوسروں کو کھلا کر ہمیشہ بہت خوشی محسوس فرماتے۔ کسی کو کھانا کھلانے یا پانی

Marfat.com

پلانے سے رزق میں کمی نہیں آتی بلکہ اللہ تعالیٰ اور برکت فرماتے ہیں راقم الحروف کی موجودگی میں مولوی محمد رفیق صاحب جنہیں محبت سے مولوی ''سرخا'' بھی کہا جاتا' کیونکہ ان کا رنگ سرخ وسفید تھا۔ نے ایک مرتبہ ایک ملنے والے کے ذکر پر کہا کہ وہ اپنے لئے جو کھانا پکاتے ہیں اگر نوکروں کو اس سے ذرا سستا قسم کا کھلا۔یا کریں تو کوئی حرج کی بات نہیں۔'' ارشاد فرمایا ''مولوی صاحب! ایسا مت کہئے۔اللہ تعالیٰ انہیں بڑی برکتیں دے گا۔'' بعض اوقات صاحب خانہ کی مجبوری کے پیش نظر اسے کھانے پر کم خرچ کرنے کا ارشاد بھی فرماتے کیونکہ حضرت قبلہؒ کبھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بھی ''بیلی'' (مرید) زیر بار ہو۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خورد و نوش کے معاملے میں حضرت قبلہؒ نے زندگی بھر بڑی احتیاط فرمائی اور ماسوائے چند خدام کے (مختلف شہروں اور جگہوں پر) کسی کے ہاں اقامت یا کھائے کی دعوت قبول نہ فرماتے۔اور یہی کوشش ہوتی کہ ''بیلیوں'' کے ساتھ جلد اپنے گھر واپس پہنچ جائیں۔غور سے دیکھا جائے تو دوسروں کے لئے اس میں بہت اہم سبق پوشیدہ ہے۔

حضرت صاحب قبلہؒ وہی بات ارشاد فرماتے جسے خود پسند فرماتے اور اس پر عمل پیرا بھی ہوتے۔ارشاد فرمایا کہ ''انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ وہی کام کرے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو' حتیٰ کہ ذکر و فکر بھی اس کی رضا کے لئے ہونا چاہئے' ورنہ نفس اور سرکشی پکڑے گا' جو ایک روز مخلوق میں رسوائی کا موجب ہوگا۔'' ارشاد فرمایا ''جب تک اللہ تعالیٰ کے امر و نہی پر عمل نہیں ہوگا۔ذکر و فکر سے بھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔'' فرمایا ''اکل حلال کے بغیر عبادت میں حظ محسوس نہیں ہوتا اور لقمہ حلال کے بغیر کوئی عبادت کارگر نہیں ہوتی۔'' ارشاد فرمایا کہ ''نماز تہجد میں کم از کم بارہ رکعت پڑھنی چاہئے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد پانچ مرتبہ قل شریف اور دوسری رکعت میں تین مرتبہ قل شریف'' اور اکثر کو اس نماز کے بعد پانچ سو مرتبہ درود شریف (صلی اللہ علی حبیبہ محمد آلہ سلم) پڑھنے کی ہدایت فرماتے ارشاد فرمایا کہ بیمار آدمی اگر دوائی کا استعمال ہر نماز کے بعد کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جلد صحت عنایت کرتے ہیں۔''

ایک مرتبہ ایک پرانے بخار کے مریض سے فرمایا کہ وہ سہاگہ جلا کر چٹکی بھر ہر نماز کے بعد استعمال کرلیا کرے۔اللہ تعالیٰ فضل کردے گا۔چنانچہ وہ شخص ان پڑھ اور دیہاتی ہونے کے سبب یہ سمجھا کہ حضرت صاحبؒ نے اسے کھیت میں پھیرنے والا لکڑی کا سہاگہ جلا کر استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی

Marfat.com

ہے۔ اس نے گھر جا کر لکڑی کا سہاگہ جلا دیا اور اس کی راکھ پیس کر مٹکے بھر لئے اور ہدایت کے مطابق چٹکی بھر راکھ ہر نماز کے بعد استعمال کرنے لگا۔ چند یوم کے بعد وہ صحت یاب ہو گیا اور حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ''حضور'' کی بتلائی ہوئی دوائی (سہاگہ) سے مجھے بڑا فائدہ ہوا ہے۔'' ارشاد ہوا ''مجھے بھی بتاؤ کہ کونسی دوائی تم نے کھائی وہ بولا ابھی تو میرے پاس اس کے دو مٹکے بھرے رکھے ہیں ارشاد ہو تو یہاں اٹھا لاؤں۔'' مزید استفسار پر اس نے بتایا کہ اس نے گھر جاتے ہی لکڑی کا سہاگہ جلا کر مٹکوں میں راکھ محفوظ کر لی تھی اور وہی استعمال کرتا رہا۔ سب حاضرین مسکرا دیئے' حضرت صاحب قبلہ بھی ہلکا سا تبسم فرما کر بولے بھئی! میں نے تمہیں دوسرا سہاگہ (بوٹی) استعمال کرنے کے لئے کہا تھا تم نے اپنے کھیت والا سہاگہ جلا دیا۔''

یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی سیف زبانی تھی کہ زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ قاری کے کانوں میں خواہ کسی طرح بھی پڑتے اور وہ الٹا سیدھا ہی عمل کر لیتا تو حق سبحانہ تعالیٰ اس میں بھی امرت رس گھول دیتا، در وہ جلی ہوئی لکڑی کی راکھ کی چٹکی بھی اکسیر بن جاتی۔

ایک مرتبہ ریلوے اسٹیشن سمہ سٹہ کے ایک ملازم کا لڑکا جس کو دیوانگی کا مرض لاحق تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے درِ دولت پر زنجیروں میں باندھ کر لایا گیا درِ دولت پر پہنچتے ہی لڑکے کی زنجیریں خود بخود کھل گئیں۔ اس کا باپ لڑکے کو لیکر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں دعا کا طالب ہوا۔ ارشاد فرمایا۔ ''یہ تو تندرست ہے پھر لڑکے سے مخاطب ہو کر بولے ''کیوں بھئی! تم راضی ہو نا؟'' اس نے کہا ''جی حضور!'' باپ سے بولے ''لو سن لو! یہ کیا کہتا ہے۔'' اس کی دیوانگی سچ مچ جاتی رہی تھی اور وہ بھلا چنگا ہو گیا تھا۔

بابو عبدالرشید خاں صاحب اوورسیر کراچی بیان کرتے ہیں کہ ان کا صاحبزادہ جب تین چار ماہ کا تھا تو بہت ہی بیمار ہو گیا تھا۔ بہتیرے ڈاکٹری علاج کئے ہزاروں روپے صرف ہو گئے۔ مگر بچے کی حالت دن بدن گرتی چلی گئی۔ آخر کار اس نے ایک دن کراچی سے حضرت صاحب قبلہؒ سے فون پر اس کی صحت کی التجا کی۔ ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ بچے کو ''گھوڑے ایسا'' چاق و چوبند کر دیں گے۔ چنانچہ اس روز سے بچے کی گرتی ہوئی حالت درست ہونے لگی۔

مولوی محمد امین شرقپوری کی بیوی ایک مرتبہ بہت بیمار ہو گئی کہ اس کا آپریشن ہوا۔ حضرت

Marfat.com

صاحب قبلہؒ سے عرض کرنے پر ارشاد ہوا کہ "اچھا کیا تم نے ہسپتال کا علاج کیا۔ اگر یہ علاج نہ بھی کرتے تب بھی وہ صحت یاب ہو جاتی۔"

برادرم سیٹھ محمد شفیع صاحب کی اہلیہ پیٹ کی رسولی کے سبب بہت ہی بیمار ہو گئیں کہ سیٹھ صاحب کو انہیں آپریشن کے لئے ہسپتال میں داخل کرانا پڑا۔ اسی روز حضرت صاحب قبلہؒ گرمانوالہ سے لاہور تشریف لے آئے اور سیٹھ صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ سیٹھ صاحب کی اہلیہ کو بہت ہی تکلیف تھی اور ان کی حالت بہت ہی خراب تھی لیکن حضرت صاحب قبلہؒ کی موجودگی سے یہ علاج نہ صرف کامیاب رہا بلکہ وہ بہت جلد صحت یاب ہو کر ہسپتال سے گھر واپس آ گئیں۔

ان دو واقعات کا ذکر تو یہاں ضمناً کر دیا ہے ورنہ بیماری کس گھر میں نہیں آتی۔ ہمارے گھروں کے کئی افراد بیمار پڑے اور حضرت صاحبؒ کی دعا سے صحت یاب ہو گئے۔

رائے محمد اقبال صاحب (چیچہ وطنی) پیشاب کے عارضے میں مبتلا تھے اور درد سے چلاتے تھے۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کا مشورہ دیا لیکن وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر صحت یابی کی دعا کے خواستگار ہوئے۔ فرمایا "صندل کا تیل ایک چمچہ بھر استعمال کیجئے۔ اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔" وہ بولے کہ "میں اب کوئی دوا استعمال نہیں کروں گا۔ مہربانی فرما کر بلا علاج صحت کیلئے دعا کیجئے اور آج ہی کیجئے۔" تبسم فرما کر بولے۔ "اللہ خیر کر دے گا۔" رائے صاحب لاہور جا رہے تھے جب واں رادھارام نماز کے لئے رکے اور استنجا کیلئے گئے تو خوب کھل کر پیشاب ہوا اور کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ انہیں اس بیماری سے نجات مل گئی تھی۔

ایک مرتبہ آپؒ شاہی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص برابر سے گھبرایا ہوا سا گزرا۔ ایک خادم سے فرمایا کہ "اس شخص سے معلوم کرو کہ اسے کیا تکلیف ہے؟ دریافت کرنے پر اس شخص نے بتایا کہ "حضرت صاحبؒ دو برس سے میرا بھائی گم ہو گیا ہے اس کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہوں۔" ارشاد فرمایا ذرا مسجد کے بڑے دروازے کے باہر جا کر تو دیکھو۔" چنانچہ وہ شخص بڑے دروازے کی سیڑھیوں سے اتر ہی رہا تھا کہ اس کا بھائی اوپر آتا ہوا اسے ملا اور اس طرح ان دونوں بھائیوں کا ملاپ ہو گیا۔

حضرت صاحب قبلہؒ کے حضور لوگ عموماً قبلہ رخ بیٹھتے۔ لائل پور کے ایک ہائی سکول کے ہیڈ

Marfat.com

ماسٹر صاحب کا بیان ہے کہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہر چیز پر ناقدانہ نظر ڈالتے رہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی نشست برخاست‘ بات چیت‘ وضع قطع‘ لباس‘ غرض ہر چیز سنت نبویؐ کے مطابق پائی حتیٰ کہ جب کوئی جوتا رکھتا تو ارشاد ہوتا کہ ”قبلہ رخ“ درانتی‘ کدال‘ پھاوڑا‘ استعمال کی ہر چیز قبلہ رخ پڑی تھی۔ ہیڈ ماسٹر مذکور کے خیالات خود بخود تائید کر رہے تھے کہ رب کا ایک برگزیدہ بندہ جب استعمالی اشیاء کو بھی جو کہ مکلف نہیں ہیں۔ قبلہ کی جانب متوجہ کر رہا ہے تو اس کی صحبت میں انسان بھلا کیونکر غیر جانب پھرے گا اور یہ حقیقت بھی ہے کہ جو شخص طلب صادق کے ساتھ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کا دل و دماغ غرض ہر چیز اللہ تعالیٰ کی طرف پھر جاتی۔

حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس لوگوں کے ٹھٹھ لگے رہتے کہ نماز کے لئے بھی بڑی مشکل سے وقت نکالا جاتا۔ جیسے ہی لوگ نماز سے فارغ ہوتے پھر حضرت صاحب قبلہؒ کے گرد جمع ہو جاتے۔ آنے والوں میں بعض اوقات ایک آدھ آدمی اس قسم کا بھی آجاتا کہ وہاں چل کر (حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس) دیکھئے تو سہی کہ آخر کیا بات ہے؟

گرمیوں میں دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ بھی فرماتے اور آنے والے حضرات کو خدام بڑی مشکل سے ظہر کی نماز کے بعد حاضری پر آمادہ کرتے (جو لوگ کچھ دیکھنے کے لئے آتے تھے۔ ظاہر ہے وہ بھلا ایسی پابندی کو کہاں خاطر میں لاتے تھے)۔ راقم الحروف کی موجودگی میں ایک صاحب جن کی بغل میں چھوٹی سی صندوقچی تھی۔ آئے خادم نے کہہ دیا کہ اب نماز کے بعد ملاقات ہوگی۔ وہ کسی قدر خفا ہو کر بولے بس جی بس! میں نے تمہیں دیکھ لیا۔“ حضرت صاحب قبلہؒ نے جو اس وقت نماز کیلئے اٹھ رہے تھے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا بس جی بس میں نے بھی تمہیں دیکھ لیا ہے یہ سن کر وہ شخص چپ چاپ چلا گیا۔

ایک روز ایک ضعیف آدمی (جو غالباً حضرت صاحب قبلہؒ کو کافی عرصے سے جانتا تھا) آیا اور حاضر ہو کر بولا ”میں نے تو آپؒ کو پہچان لیا ہے‘ کیا آپؒ نے بھی مجھے پہچانا؟“ ارشاد ہوا ”بڑے میاں! کیا تم نے بھی کبھی اپنے آپ کو پہچانا ہے؟“ وہ خاموش رہا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے پھر فرمایا۔ ”اچھا بتاؤ تم ایک دن میں کتنی مرتبہ سانس لیتے ہو؟“ وہ سر ہلا کر بولا ”جی مجھے معلوم نہیں۔“ ارشاد ہوا

Marfat.com

''سامنے کے کونے میں جا کر بیٹھ جاؤ اور ابھی سے گنتی شروع کر دو جب یہ کام کر چکو تو میرے پاس آنا۔''

اس ضعیف آدمی کے ساتھ اس گفتگو میں پتے کی بات تو یہ تھی کہ ہم لوگ ولی اللہ کو پرکھنے کے لئے تو نکل کھڑے ہوتے ہیں لیکن ہمیں خود اپنے آپ کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ''رب کے بندے کے امتحان کا قصد نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ ہماری سمجھ کجا؟ رب کے بندے کی سمجھ کجا؟''

ایک دن ایک تعلیم یافتہ صاحب آئے اور خاموشی سے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے متوجہ ہو کر آنے کا سبب دریافت فرمایا۔ وہ نوجوان بولے۔ ''حضرت صاحبؒ قلب کا مریض ہوں۔'' فرمایا ''میری سمجھ میں نہیں آتا آپؒ کیا کہہ رہے ہیں؟''

عرض کیا ''حضرتؒ قلب کی روشنی کا متلاشی ہوں۔'' فرمایا ''مجھے روشنی اور اندھیرے سے کیا سروکار؟ میں تو یہ جانتا ہوں کہ ہر مسلمان سنت نبوی کا پابند ہو اور حضورؐ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھال لے۔ پھر نہ کسی اندھیرے کا ڈر ہے اور نہ کسی روشنی کا خیال کہتے ہوئے فرمایا کہ ''نماز باقاعدگی سے ادا کریں، رزق حلال کی تلاش کریں' کسی کی حق تلفی نہ کریں' داڑھی نہ منڈوائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہر کام درست ہو جائے گا۔''

رائے محمد نیاز صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز صبح کے وظائف سے فارغ ہو کر حضرت صاحب قبلہؒ چبوترے پر تشریف فرما تھے۔ یہ بھی وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک مولوی صاحب آئے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا۔ ''مولوی صاحب آپ صبح ہی صبح لڑ کر آرہے ہیں؟'' مولوی صاحب بولے۔ ''حضرتؒ میں تو کسی سے نہیں لڑا۔'' فرمایا ''آپ نے فلاں شخص سے لوٹا جو چھینا تھا۔'' یہ سنتے ہی مولوی صاحب پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور دیر تک بے خود رہے۔ جب ہوش میں آئے تو ارشاد ہوا کہ مولوی صاحب! چھوٹی چھوٹی باتوں میں جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔

ارشاد فرمایا ''کہ بعض اوقات انسان بزرگوں کے پاس خود چل کر جاتا ہے اور اکثر یہ حضرات خود بھی جب چاہیں اپنے پاس بلا لیتے ہیں۔ ہم پانی پت شریف حضرت بوعلی شاہ صاحب قلندرؒ اور سید غوث علی شاہ صاحبؒ کے مزارات پر حاضر ہوئے' جیسے ہی ہم ریلوے اسٹیشن سے اترے ایک مست (حضرت

Marfat.com

بوعلی شاہ صاحب قلندرؒ کے آستانہ عالیہ پر عموماً مجذوب بے ہوش پڑے رہتے ہیں، ممکن ہے آج کل بھی ہوں یا شاید جیسا کہ راقم الحروف نے سنا ہے ان میں سے اکثر پاکستان چلے آئے ہیں) ہمارے ساتھ ہولیا۔ ہم جہاں جاتے وہ ہمارے ساتھ ساتھ رہتا اور جب واپسی کے لئے اسٹیشن پر آئے تو اس نے سونے کی ڈلی ہمیں دی۔ ہم نے بھی اسے حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ کی طرف سے کرایہ سمجھ کر لے لیا۔ نیز ہمیں معلوم ہوا کہ ہمیں اس سفر پر قلندر صاحبؒ نے خود بلوایا تھا۔

ارشاد فرمایا ''ایک مرتبہ ہم خواجہ غریب نوازؒ کے عرس پر اجمیر شریف حاضر ہوئے۔ واپسی پر گاڑیوں میں بڑی بھیڑ تھی کہ ایک شخص نے ہمیں سیکنڈ کلاس کے دو ٹکٹ دیئے کیونکہ ہمارے ساتھ ایک اور صاحب بھی تھے۔ سیکنڈ کلاس میں چونکہ بھیڑ زیادہ ہوتی ہے ہم نے فسٹ کلاس میں سفر کرنے کی خواہش کی اور اسٹیشن ماسٹر سے رجوع کیا تاکہ وہ ان ٹکٹوں کو فسٹ کلاس میں تبدیل کر دے۔ اسٹیشن ماسٹر نے وہ دونوں ٹکٹیں دیکھیں اور کہا کہ آپ انہی ٹکٹوں پر فسٹ کلاس میں سفر کر سکتے ہیں، تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں چنانچہ حضرت خواجہ صاحبؒ کی توجہ سے ہم نے یہ سفر بہت آرام سے طے کیا۔

ایک دفعہ حضرت صاحب کرماں والے قبلہ عالم نور محمد مہارویؒ کے عرس پر چشتیاں تشریف لے گئے۔ جہاں قیام تھا وہاں ایک مست نگرانی کے لئے مامور تھا۔ رات بھر دروازے پر گشت لگاتا رہا۔ صبح کو کسی صاحب نے اسے ایک پیسہ دیا، وہ لے کر فوراً حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس آیا اور نذر پیش کی۔ حضرت صاحب قبلہ مسکرائے اور یہ فرما کر اسے پیسہ لوٹا دیا کہ تمہاری نذر ہوگئی۔ مست بہت ہی خوش ہوا کبھی ناچتا اور کبھی نعرے لگاتا۔

ایک مرتبہ سرہند شریف حضرت مجدد صاحبؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضری ہوئی۔ واپسی پر فتح گڑھ اسٹیشن پر ایک مسجد ہے۔ مولوی اکرام صاحب سے فرمایا کہ آؤ ذرا اس مسجد میں ہو آئیں۔ مولوی صاحب نے سوچا کہ نماز کا تو وقت نہیں، نہ جانے یہاں آنے میں کیا حکمت ہے۔ انہوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک دیوار کے ساتھ ایک مجذوب گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھے تھے۔ ان کے بدن پر بے شمار مکھیاں بیٹھی تھیں، یکایک مجذوب نے ایک پھریری لی اور حضرت صاحب قبلہؒ کی طرف دیکھا۔ مکھیاں اڑ کر دیوار پر جا بیٹھیں۔ مجذوب اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت صاحب قبلہؒ نے ان کی پیٹھ پر دست شفقت پھیرا اور

Marfat.com

فرمایا لو بھئی اب خوش ہونا؟'' مجذوب مسکرائے اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔

ایک دفعہ شرقپور شریف حضرت میاں صاحبؒ کے عرس سے واپسی پر لاہور ٹھہرے۔ حضرت شاہ محمد غوثؒ کے مزار شریف پر حاضری کے بعد ساتھیوں سے ارشاد فرمایا کہ چلو مسجد وزیر خاں کی زیارت کر آئیں۔'' حضرت صاحب قبلہؒ ساتھیوں کے ہمراہ کبھی جلوس بنا کر نہیں نکلتے تھے اور نہ ایسا پسند فرماتے تھے۔ چند آدمیوں سے فرمایا کہ تم مسجد میں چلو اور دو تین سے کہا کہ تم آگے چلو۔ جب دہلی دروازے سے گزرے تو دریافت فرمایا ''یہاں دہلی دروازہ والی چھوٹی مسجد کا صحن ہے یا نہیں؟'' ایک نے کہا ''اس مسجد کا صحن نہیں ہے۔'' ارشاد فرمایا ''اچھا وہاں جا کر دیکھ آؤ۔'' یہ حضرات جب وہاں پہنچے تو ایک مستانی کو لیٹے ہوئے پایا۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔ انہیں مسکرا کر دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ساتھی سمجھ گئے کہ یہاں آنے کا مقصود کیا تھا۔

مستوں اور مجذوبوں سے حضرت صاحب قبلہؒ کی ملاقات کے ایسے واقعات بھی بے شمار ظہور میں آئے ہیں۔ کہاں تک قلم بند کیا جائے اللہ تعالیٰ کی رنگا رنگ کی مخلوق کو سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں اسے یا تو اللہ تعالیٰ ہی سمجھتے ہیں اور یا اس کے خاص بندے۔ ہم نے تو دیوانوں پر لوگوں کو پتھر اٹھاتے ہی دیکھا ہے، حالانکہ ہم میں سے کسی کو بھی اپنے سر کا ہوش نہیں۔

مولانا عبدالحق جو حضرت بابا صاحبؒ (پاک پتن شریف) کی مسجد کے خطیب تھے اور فاضل دیوبند بھی تھے۔ ان کے خیالات اولیائے کرام کے بارے میں کچھ اچھے نہ تھے۔ ایک مرتبہ یوں ہی وہ حضرت قبلہؒ کے پاس موضع کرموں والا شریف (فیروز پور) پہنچ گئے اور مختصر ملاقات کے بعد اجازت لے کر واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے ایک خط انہیں لکھا۔ اس خط کو مولانا صاحب کا دیکھنا تھا کہ ان کی حالت غیر ہوگئی۔ خط لئے ہوئے حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس پہنچے۔ ادھر خادمان کو ہدایت تھی کہ ان کے پاس انہیں نہ جانے دیا جائے۔ چنانچہ یہ تین روز وہاں پڑے رہے۔ روتے تھے اور آہیں بھرتے تھے آخر خدمت اقدس میں اجازت باریابی ہوئی۔ تین یوم کی گریہ وزاری سے انکے پہلے تمام خیالات ڈھل چکے تھے وہ پہلے کیا تھے اور اب کیا ہیں یہ مولانا موصوف ہی بہتر جانتے تھے۔

ایک مرتبہ بھری محفل میں ایک شخص نے حضرت صاحب قبلہؒ کی طرف دیکھا اور چیخ مار کر بھاگتا

Marfat.com

ہوا کنوئیں میں جا گرا۔ لوگوں نے جب اسے کنوئیں سے باہر نکالا تو دیکھا کہ اسے خراش تک نہ آئی تھی۔ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس حاضر ہوا فرمایا۔ ''ابھی صرف اس نے مجھے دیکھا ہے' میں نے اسے نہیں دیکھا۔'' پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ''اس طرح کنوئیں میں نہیں گرا کرتے۔''

ایک صاحب جو ایک بڑی گدی کے وارثوں میں سے ہیں (جن کا نام میں یہاں ظاہر کرنا نہیں چاہتا) داڑھی مونچھ صفا' کوٹ پتلون پہنے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے پوچھا 'بابو جی کہاں سے آئے ہو؟'' انہوں نے اس معزز جگہ کا نام لیا جہاں سے وہ آئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے جگہ مبارک کا نام لیا جہاں سے وہ آئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے جگہ مبارک کا نام دہراتے ہوئے فرمایا۔ ''آپ وہاں سے آئے ہیں؟'' وہ صاحب چیخ مار کر الٹے پاؤں چلے گئے۔ چند یوم کے بعد دوبارہ آئے تو داڑھی رکھ لی تھی۔ پھر تیسری مرتبہ آئے تو داڑھی شریعت کے مطابق تھی اور تہد و کرتا پہنے ہوئے تھے اور حضرت صاحب قبلہؒ کی موجودہ اقامت گاہ کے سامنے جو وضو کے لئے رہٹ لگا تھا اسے اپنی دھن میں مست چلا رہے تھے۔

تالیف القلوب کی یہ مثالیں ایک دو نہیں سینکڑوں ہزاروں ہیں کہ اکثر کی حالت تو حضرت صاحب قبلہؒ سے پہلی ہی ملاقات پر بدل گئی اور بعض کی حالت آہستہ آہستہ تبدیل ہو گئی۔

حضرت صاحب قبلہؒ کسی کو براہ راست تنبیہہ نہیں فرماتے تھے بلکہ اسے اشاروں' کنایوں سے سنت اور فرض کے ترک کی اہمیت سمجھا دیتے تھے۔ مثلاً مولوی محمد امین شرقپوری کے ایک عزیز داڑھی منڈواتے تھے۔ انہیں ایک روز میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ''بابو جی دیکھئے انہیں داڑھی کیسی اچھی لگتی ہے۔'' بس اس روز کے بعد انہوں نے داڑھی منڈوانی چھوڑ دی۔ بعض احباب جو نماز پڑھنا ایک بوجھ سمجھتے تھے۔ حضرت قبلہؒ سے پہلی ہی ملاقات پر نماز کے عادی بن گئے۔ وہ لوگ جو نیند کے غلبے سے تہجد کے وقت نہیں اٹھ سکتے تھے اکثر و بیشتر حضرات محض آپؒ کے ارشاد گرامی پر ہی گہری نیند سے چونک پڑتے۔ ان کا بیان ہے کہ انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی نہیں اس وقت جھنجوڑ کر جگا رہا ہے۔

حضرت صاحب قبلہؒ کا فیضان بلا تمیز مذہب و ملت ہر سائل کے لئے یکساں تھا۔ قیام پاکستان سے قبل حضرت صاحب قبلہؒ ایک مرتبہ اچھے والا (نزد فیروز پور چھاؤنی) میں قیام پذیر تھے۔

Marfat.com

سردیوں کے دن تھے۔ایک دن عصر کے وقت ایک ادھیڑ عمر کا سکھ اور اس کی بیوی وہاں آئے سکھ کی بینائی جاتی رہی تھی۔اس نے حضرت صاحب قبلہؒ سے بینائی کے لئے عرض کی۔حضرت صاحب قبلہؒ نے اس سے بات کی اور رخصت کر دیا۔دن ڈوب گیا تھا۔میاں بیوی باہر آٹا پیسنے کے خراس کے نیچے چھپ کر بیٹھ گئے کہ دن نکلے گا تو واپس جائیں گے۔آدھی رات ہوئی تو حضرت صاحب قبلہؒ نے چند درویشوں سے فرمایا کہ "بھئی! کچھ آدمی یہاں چھپے بیٹھے ہیں۔" انہوں نے ادھر ادھر دیکھا مگر وہاں پر کوئی شخص نظر نہ آیا۔آخر ایک درویش نے ان دونوں کو خراس کے نیچے دیکھ لیا وہ سمجھا یہ چور ہیں بے تحاشا ڈنڈے برسانے لگا۔اتنے میں اور درویش وہاں پہنچ گئے۔انہوں نے میاں بیوی کو پہچان لیا اور درویش کی مار سے انہیں نجات دلائی اور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا۔فرمایا "تم نے انہیں ناحق مارا' انہیں چائے پلاؤ اور لحاف لا کر دو۔" صبح کے وقت وہ اٹھ کر۔اپنے گاؤں چلے گئے۔چند دنوں کے بعد وہ سکھ اپنی بیوی کے ساتھ سر پر گٹھڑی اٹھائے دوبارہ چلا آیا.......... کہہ رہا تھا کہ میری تو اس روز کی مار سے آنکھیں بالکل ٹھیک ہو گئی ہیں۔

بیماروں اور کمزوروں کی صحت یابی کی ایک مثال ہو تو بیان کی جائے۔حضرت صاحب قبلہؒ جس کسی کے لئے جو بھی ارشاد فرما دیتے تھے وہ اٹل ہوتا تھا۔پاک بھارت جنگ کے چھڑنے سے قبل انہی گرمیوں کے ایام میں حضرت صاحب قبلہؒ غریب خانے پر تشریف فرما تھے۔ان دنوں بظاہر جنگ کا کوئی امکان نہ تھا' سخت گرمی پڑ رہی تھی۔برسات شروع نہیں ہوئی تھی صبح و شام ایک خادم (عبدالغنی) سے فرماتے کہ تم پانی برساؤ۔چنانچہ وہ پانی کا لوٹا بھر کر ہاتھوں سے اچھالتا۔یہ شغل کوئی ہفتہ بھر جاری رہا کہ لاہور میں خوب زور کا مینہ برسا اور غریب خانے کا نشیبی حصہ اور اس سے باہر کے ملحقہ پلاٹ زیر آب ہو گئے۔انہیں ایام میں شب و روز حضرت صاحب قبلہؒ حاضرین سے نعرے لگواتے۔یہ نعرے نعرہ تکبیر' نعرہ رسالت اور نعرہ حیدری پر مشتمل ہوتے۔نعرہ ہائے حیدری بہت زیادہ لگائے جاتے.......... اس میں دن اور رات کی کوئی تخصیص نہیں تھی۔حالانکہ اس سے قبل حضرت صاحب قبلہؒ اپنی قیام گاہ پر بھی) کبھی نعرے نہیں لگواتے تھے۔یہ بات ہر ایک کے لئے بالکل نئی تھی۔علاوہ ازیں گاہے گاہے گاڑی میں بیٹھ کر واہگہ بارڈر یا کسٹم کالونی کے پاس تشریف فرما ہوتے۔حفیظ صاحب سپرنٹنڈنٹ لینڈ کسٹمز واہگہ (جن کی رہائش کالونی میں

Marfat.com

تھی) بھی عقیدتاً حاضر ہو جاتے۔ کبھی کبھی قصور کی طرف بھی تشریف لے جاتے۔ اس وقت ہم میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ حضرت قبلہؒ صاحب جو بیمار بھی ہیں) ان مقامات پر کیوں بار بار تشریف لے جاتے ہیں۔ چھ ستمبر کو جس روز بھارت نے اچانک واہگہ کے راستے لاہور پر حملہ کیا اور راستے میں کسٹم کالونی کی آبادی کو بھی تہہ و بالا کیا۔ حفیظ صاحب بمشکل تمام اپنے بال بچوں کے ساتھ دشمن کی نظروں سے بچتے بچاتے پیدل لاہور پہنچے حضرت صاحب قبلہؒ اس روز اپنی اقامت گاہ پر تشریف فرما تھے۔ مولوی محمد رفیق جوان کے پاس موجود تھے' سے فرمایا۔ مولوی جی وہ واہگہ والے بابو جی (حفیظ صاحب) بڑے اچھے ہیں۔ ''یہ ارشاد کئی مرتبہ دہرایا۔ چھ ستمبر کے تین چار روز بعد جب حفیظ صاحب کے بارے میں معلوم ہوا تو حضرت قبلہؒ کا ارشاد مبارک جسے مولوی صاحب نے گوش گزار کیا تھا۔ یاد آ گیا۔ ٹھیک اسی وقت حفیظ صاحب کالونی سے بے بسی کے عالم میں مع بال بچوں کے نکلے تھے اور چھ ستمبر سے کم و بیش دو ماہ پہلے غریب خانہ پر نعرہ ہائے حیدری لگوائے جاتے تھے' وہ راز بھی کھل گیا۔ ایک مرتبہ اس ناچیز سے ارشاد فرمایا کہ 'جب کوئی شخص ہمارے پاس خواہ کہیں سے بھی) آنے کا قصد کرتا ہے تو ہم آگاہ ہو جاتے ہیں۔ نیز ارشاد فرمایا کہ ہماری نظر لوح محفوظ پر پڑتی ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ نعرہ حیدریؓ سے بڑے بڑے دشمنوں کے دل دہل جاتے ہیں۔ پھر ایک مرتبہ فرمایا کہ نعرہ حیدریؓ بلند کرتے ہی سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ خود تشریف لے آتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

دوسری مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

اتباع شریعت

Marfat.com

حضرت صاحب کرماں والےؒ اس دور کے بلند ترین انسان تھے جب کہ مذہبی لبادہ اوڑھنا تو کجا وضع داری کو نبھانا بھی کار دارد ہے۔ وہ دینی اور روحانی علوم سے مالا مال تھے۔ وہ مستحکم ارادے کے مالک اور بلند عزائم کے حامل تھے۔ انہوں نے دنیا کو محض تصوف کی نگاہ سے نہیں دیکھا' بلکہ دنیاوی اعتبار سے بھی وہ بہت بڑے مفکر تھے۔ طریقت کے گرویدہ اور شریعت کے پابند تھے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ شریعت ان کی خادمہ تھی اور طریقت لونڈی۔ اسی برس کی طویل عمر میں قدم قدم پر آداب شریعت کو ملحوظ رکھنا انسانوں کا نہیں فرشتوں　ہوسکتا ہے۔ اپنے آقا و مولا حضور سرکار دو جہاں ﷺ کی معمولی سے معمولی سنت پر بھی ہمیشہ عمل پیرا ہونا اور کاربند رہنا یہ حضرت صاحب قبلہؒ ہی کا کام تھا۔ حضرت صاحبؒ نے ساری عمر دوسروں کو بھی شریعت وطریقت کی پابندی کی تلقین فرمائی۔ ہمیشہ زبان مبارک سے اتباع سنت کی خوبیاں ہی بیان فرماتے۔ شمع رسالت پر پروانہ وار نثار ہونے والے اور حضور ﷺ کے عشق کا دم بھرنے والے بہت لوگ گزر چکے ہیں۔ کتابیں ان کے واقعات سے بھری پڑی ہیں مگر کوئی جناب رسالت مآبؐ کے اس پروانے کی لگن کو تو دیکھے جب تک عمر نے وفا کی حضرت صاحب کرماں والےؒ اس روشن شمع کا پروانہ وار طواف کرتے رہے۔

جدید علوم کی روشنی میں جب کہ نئے نئے مدارس فکر کھل رہے ہیں یہ کچھ عجیب بات　تھی کہ نئی روشنی کے دلدادہ بھی حضرت صاحب قبلہؒ سے مل کر بہت مطمئن ہوتے۔ کسی بڑے سے بڑے رہنما اور بزرگ کا یہ وصف کہ ہر ایک اس سے مل کر خوش اور ہر ایک اس سے فیض یاب ہو۔ حضرت صاحب قبلہؒ اس کی واحد مثال تھے۔ اگر کوئی طب کا ماہر آتا تو اس سے طبی نکات پر بات چیت فرماتے کہ وہ آپؒ کی طبی معلومات پر حیران رہ جاتا اور اگر کوئی دیگر علوم کا ماہر حاضر ہوتا تو وہ بھی حضرت صاحب قبلہؒ کی تبحر علمی کے سامنے بے بس نظر آتا۔ تعویذ' گنڈا' حضرت صاحب قبلہؒ کا معمول نہیں تھا' لیکن اس فن کا ماہر کوئی حاضر ہوتا تو۔ اس علم پر ایسی نپی تلی بات چیت فرماتے کہ وہ حضرت صاحبؒ کے سامنے ہیچ نظر آتا۔ تعمیرات کے ماہران کی معلومات پر تعجب کرتے۔ زرعی کاموں کے سمجھنے والے حضرت صاحبؒ کی باتوں پر عش عش کئے بغیر نہ رہتے۔ مذہب کے کسی نکتے پر بات چیت تو بہت ہی معمولی بات تھی۔ بڑے سے بڑے الجھے ہوئے اور

Marfat.com

(stamp)

دقیق مذہبی مسائل پر اس عمدگی سے روشنی ڈالتے کہ سننے والے دنگ رہ جاتے۔

میرا یہ سب لکھنے کا یہ ہرگز منشا نہیں کہ حضرت صاحب قبلہؒ بحث ومباحثہ کے عادی تھے یا ان کی صحبت میں مناظرے ہوتے تھے۔ بلکہ اکثر اختلافی مسائل پر حضرت خاموش رہنا ہی پسند فرماتے۔ ارشاد ہوتا کہ تمام مخالفین اور موافقین کے پاس مختلف مسائل پر کتابیں موجود ہیں اس لئے بحث سے کچھ حاصل نہیں البتہ اختلاف پسند لوگوں کے سامنے اگر کچھ کر کے دکھایا جائے تب یہ قائل ہو سکتے ہیں۔ ناچیز کی موجودگی میں ایک مرتبہ ایک صاحب علم غیب پر بات کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ اس موضوع پر وہ بہت دیر اپنی کہتے رہے اور حضرت صاحبؒ چپ چاپ سنتے رہے اور بہت سے لوگ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں ایک ادھیڑ عمر کا آدمی آیا اور حضرتؒ کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ حضرتؒ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا ''بھئی تمہارے کتنے بیٹے ہیں؟'' اس نے عرض کیا ''تین'' فرمایا ''بھئی! سچ سچ بتاؤ۔ وہ پھر بولا ''تین''۔ ارشاد ہوا ''کچھ حرج نہیں سچ سچ بتلا دو۔'' اس نے کہا ''ہیں تو چار لیکن میرا ایک بیٹا نافرمان ہے اس کا نام نہیں لیا۔ .... ''میرا سوال یہ نہیں ہے کہ'' فرماں بردار کون ہے اور نافرمان کون۔ میں نے تو تمہارے بیٹوں کی تعداد پوچھی ہے۔ جا اللہ تیرے اس بیٹے کو بھی نیک بنا دے گا۔'' اس گفتگو کو سن کر علم غیب پر بات چیت کرنے والے صاحب کچھ ایسے خاموش ہوئے کہ پھر نہیں بولے۔

ایک مرتبہ اجتماع میں تشریف فرما تھے کہ ایک صاحب نے کہا کہ'' آپ لوگ (نقشبندی حضرات) حضورؐ کا مقام اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھا دیتے ہیں حضرت صاحبؒ نے سنا اور خاموش رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ان صاحب نے جانے کی اجازت چاہی اور دریافت کیا کہ'' میں رات کو سوتے وقت کیا پڑھا کروں حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ ''عشاء کی نماز کے بعد درود شریف پڑھا کیجئے۔'' کچھ دنوں کے بعد وہ صاحب پھر تشریف لائے اور بولے کہ واقعی آپ حضرات نقشبندی بزرگ یہ ٹھیک کہتے ہیں کہ حضورؐ کا مقام اللہ تعالیٰ سے بلند ہے۔'' حضرت صاحبؒ نے ہلکا سا تبسم فرمایا اور بولے کہ'' مولوی صاحب! یہ بات نہیں، درود شریف پڑھنے والے پر حضورؐ بہت جلد مہربان ہوتے ہیں کہ پڑھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ بڑا ارفع و اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اور اس میں کوئی شک بھی نہیں حضورؐ وہ جو کچھ دیکھتا ہے بات اس سے بھی بہت آگے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سال ہا سال صرف ہو جاتے ہیں اور لاکھوں

Marfat.com

میں شاید ہی کسی کو رب تعالیٰ کا دیدار میسر ہوتا ہو۔ بس بات صرف اتنی ہے اب جیسا کوئی سمجھ لے۔ حضورؐ حضورؐ ہیں اور اللہ اللہ۔

حضرت صاحب قبلہ کے پاس بیمار اور مصیبت زدہ لوگ بڑی تعداد میں حاضر ہوتے تھے کہ بعض دفعہ نیا آنے والا یہ سمجھتا کہ ''حضرت صاحب قبلہ محض طبیب ہیں۔ ایک مرتبہ ایک پڑھے لکھے صاحب نے اپنی بیوی کی بیماری کا ذکر کیا۔ حضرت صاحب قبلہ نے مناسب دوا تجویز فرمائی اور وہ صاحب اٹھ کر چلے گئے۔ میرے برابر میں ایک اور صاحب بیٹھے تھے جن کو میں نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ ان کا نام نہیں جانتا) انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ تو صرف طبیب ہیں جو بیماروں کو دوا دارو بتلاتے ہیں۔ ادھر حضرت صاحب قبلہ جو کشف میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے نور باطن سے اس کے خیال سے آگاہ ہوئے تو ایک خادم سے کہا کہ ''وہ جو بابو جی ابھی گئے ہیں انہیں واپس بلا لو'' چنانچہ خادم انہیں واپس بلا لایا تو حضرت صاحبؒ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا'' تم کچھ علاج نہ کرنا اللہ تعالیٰ فضل کر دے گا۔'' وہ صاحب دوبارہ سلام کر کے چلے گئے تو میرے برابر جو صاحب بیٹھے تھے انہوں نے نہایت آہستہ سے کہا کہ'' یہ فتور میرے ہی دل میں اٹھا تھا۔'' حضرت صاحب قبلہ بیماروں اور حاجت مندوں سے عموماً یہی ارشاد فرماتے تھے۔ اللہ فضل کرے گا (یا خیر کرے گا) اس ارشاد میں نہ جانے کیا مقناطیسی طاقت مضمر تھی کہ اسی وقت ایسا محسوس ہوتا گویا کام بن گیا ہے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے ایک خاص فرقے کے بارے میں کہا کہ ان لوگوں میں یہ یہ خامیاں ہیں۔ فرمایا'' میاں تم اپنی خبر لو' تمہیں دوسرں سے کیا لینا ہے۔؟'' ایک نے سوال کیا کہ'' نماز کس وقت ادا کرنی چاہیے۔ ارشاد فرمایا'' اول وقت میں اور باجماعت۔ کیونکہ جماعت کے ساتھ پڑھنے کا بہت ثواب ہے۔''

حضرت صاحب قبلہ جب کبھی باہر جاتے تو مساجد ہی میں قیام کو زیادہ پسند فرماتے۔ لاہور کی شاہی مسجد تو آپؒ کو بہت ہی پسند تھی۔ اس کی محرابوں کی صناعی' فرش کے مصلّوں کی گنتی اور مسجد کے طول وعرض کی کئی مرتبہ پیمائش کرائی اور جب بھی لاہور تشریف لاتے تو شاہی مسجد دیکھنے کیلئے ضرور جاتے۔ عموماً عصر اور مغرب کی نماز بھی وہیں ادا فرماتے۔ موجودہ قیام گاہ پکا چک جو چک حضرت کرماں والا

Marfat.com

شریفؒ کے نام سے منسوب ہے' اور اوکاڑہ سے صرف دو اڑھائی میل ادھر ہے اور جہاں پر حضرت صاحبؒ ہی کے نام سے ریلوے اسٹیشن بھی ہے وہاں حضرت صاحب قبلہؒ نے جرنیلی سڑک کے کنارے چک کے بلند بند داخلی دروازے سے ملحقہ بہت بڑا پلاٹ ایک شاندار مسجد کیلئے مخصوص فرمایا' جہاں اب بھی پانچوں وقت پابندی سے نماز ادا کی جاتی ہے۔ عموماً جمعتہ المبارک کے روز اسی جگہ پر ہزاروں لوگوں کو پند و نصائح سے نوازتے۔ یہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں پر اس جمعتہ الوداع کے روز نماز جمعہ کے فوراً ہی بعد حضرت صاحبؒ کی نماز جنازہ کم و بیش ایک لاکھ افراد نے چشم تر سے ادا کی اور اس وسیع پلاٹ کے برابر میں ہی وہ قطع بھی منتخب ہوا جہاں اس آفتاب رشد و ہدایت کو زمین کے سپرد کیا گیا۔ اور وہ قطعہ رشک جنت بنا وہ دن دور نہیں جب حضرت صاحبؒ کے لاکھوں معتقدین حضرت صاحبؒ کی آرزو کے مطابق یہاں ایک شاندار مسجد دیکھیں گے اور مزار مبارک پر ایک عظیم الشان عمارت۔ چشم بصیرت تو آج بھی مزار مبارک پر ایک بلند و بالا اور رفیع الشان عمارت کو دیکھ رہی ہے کہ آستانہ عالیہ پر فرشتوں کے پرے کے پرے رحمت یزداں اور انوار الہیہ کے ان گنت پھول برسا رہے ہیں۔

شاہی عمارتوں میں جہانگیر کا مقبرہ حضرت صاحبؒ کو بہت پسند تھا۔ جب بھی ان کا نام لیتے احتراماً ''جہانگیر صاحب'' کہتے۔ اکثر وہاں فاتحہ خوانی کیلئے بھی تشریف لے جاتے۔ جلسے اور جلوس کو کبھی پسند نہیں فرمایا۔ اور نہ کسی الیکشن میں کبھی دلچسپی لیتے۔ ہاں جو حضرات الیکشن لڑنے کے خواہش مند ہوتے اور دعا کے لئے حاضر ہوتے۔ ان کی کامیابی کی دعا فرما دیتے۔ مزاج مبارک میں بے حد تحمل اور بردباری تھی لیکن خلاف مزاج باتوں پر گاہے گاہے خفگی کا اظہار بھی فرماتے کہ بعض پہلی مرتبہ آنے والے اصحاب کو یہ خیال پیدا ہوتا کہ شاید حضرت صاحب قبلہؒ کا مزاج مبارک۔ بہت گرم ہے حالانکہ یہ بات بالکل غلط تھی۔ یہ حضرت صاحب قبلہؒ ہی کی ذات بابرکات تھی کہ وہ لاکھوں مریدوں (بالخصوص مجھ جیسے) کی کوتاہیوں' گستاخیوں اور بے ادبیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے تھے اور ان کے لئے ہمیشہ دعائے خیر فرماتے۔

حضرت صاحبؒ گوناگوں خصائل کے حامل تھے کہ اس زمانے میں کسی ایک شخص میں ان تمام خوبیوں کا جمع ہونا بہت مشکل ہے مغربی پاکستان کی بڑی بڑی گدیوں کے تمام سجادہ نشین حضرت صاحب

Marfat.com

قبلہؒ کا بہت ہی احترام کرتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ ان کے اعراس میں شرکت فرماتے اور سجادہ نشین حضرات ان کی خاطر مدارت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے۔ اتنے بڑے اعزاز کے حصول کے باوجود حضرت صاحب قبلہؒ کا برتاؤ ان سب حضرات سے معتقدانہ ہوتا۔ ہمیشہ صاحب مزارؒ کے احترام کو بہت ہی ملحوظ رکھتے۔ جب بھی کسی بزرگ کا ذکر کرتے تو بہت ہی ادب سے۔ ان کی اور ان کی اولاد کی بڑی تعظیم کرتے اور ہمیشہ معمولی سے معمولی شخص کے نام کے ساتھ بھی صاحب کا لفظ استعمال کرتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی زبان مبارک سے کبھی کسی کی چغلی یا غیبت نہیں سنی۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی یہی وہ بلند کرداری تھی کہ جو بھی سینکڑوں (خواہ ہزاروں کی تعداد میں) ان کے حلقے میں بیٹھتا' وہ ان کی بلند ترین شخصیت سے مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا بلکہ بہتوں کی زبانیں تو پاس ادب سے گنگ ہو جاتیں اور ان پر ایسی خاموشی طاری ہو جاتی کہ جیسے وہ زبان ہی نہیں رکھتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے روبرو سب گردن جھکائے دوزانو بیٹھتے۔ حضرت صاحبؒ چھوٹے بچوں پر بہت ہی شفقت فرماتے اور انہیں کوئی پھل یا مٹھائی بھی دیتے۔

کچھ عرصے سے حضرت صاحب قبلہؒ تسلسل بول کے عارضے میں مبتلا تھے لیکن گزشتہ چند ماہ کے سوا کیا مجال جو کبھی کسی فرض یا سنت کو ترک فرمایا ہو۔ حضرت آخری چند ماہ میں بہت ہی علیل اور بے حد کمزور ہو گئے تھے۔ اٹھنے بیٹھنے سے بھی لاچار تھے۔ اس کے باوجود اشاروں سے نماز ادا فرماتے تھے۔ مسلسل بیماری' اور بے حد کمزوری کے سبب کون آدمی ہے جو ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر نہیں رہ جاتا اور جس کے چہرے پر پژمردگی نہیں چھا جاتی' لیکن آپؒ کے جسم مبارک میں نقاہت تو بہت پیدا ہو گئی تھی۔ مگر روئے انور ماہ تاباں کی طرح چمکتا تھا اور دن دونی اور رات چوگنی ترقی پر تھا۔

رمضان المبارک میں انتہائی کمزوری اور بیماری کے باوجود حضرت صاحبؒ نے ابتدائی دس بارہ روزے بھی رکھے گویا تھوڑا بہت پانی یا دودھ جو نوش فرماتے تھے وہ بھی ترک کر دیا اور یہ صرف سحری اور افطاری کے وقت ہی پیتے' دوائی کا استعمال تو ان اوقات میں بھی نہیں کیا۔ چوتھی مرتبہ صاحبزادگان انہیں ۱۵ رمضان المبارک کو گلبرگ لاہور بغرض علاج لے کر آئے۔ ۱۷ یا ۱۸ رمضان المبارک کو پکے چک سے خادم شمس الدین (واٹر مین ریلوے) عیادت کیلئے حاضر ہوا۔ حضرت صاحبؒ کی بیماری اور کمزوری کو دیکھ

Marfat.com

کراس نے عرض کیا تھا کہ حضور ایسی بیماری کی حالت میں لوگ اپنا روزہ کسی دوسرے کو رکھا دیتے ہیں آپؒ بھی ...... ارشاد فرمایا کہ ''جس نے مرنا ہو وہ روزے خود رکھتا ہے۔'' حضرت صاحبؒ کی کمزوری' بیماری اوراس پر دوائی کا استعمال ترک' خوراک بند اور یہ ارشاد۔ ۲۲ رمضان المبارک کو اپنے وطن کو واپس تشریف لے گئے۔ اور ۲۷ رمضان المبارک 1385ھ بمطابق 20 جنوری 1966ء بوقت چار بجے (عصر کے قریب) جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ جمعتہ الوداع کی بزرگی اور فضیلت میں ہمیشہ رطب للسان رہتے۔ یہ راز اس جمعتہ الوداع کو عیاں ہوا' اور یہ نیر تاباں نہاں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب سے بڑی فضیلت ایک بڑی فضیلت والے انسان کو عطا کر دی۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت صاحب قبلہؒ بڑی سے بڑی تکلیف پر بھی ہمیشہ شا کر رہے۔ تقسیم ملک کے وقت فیروز پور (موضع کرماں والا) سے نقل مکانی کے بعد اپنی تمام سکنی و زرعی جائیداد چھوڑ کر پاکستان تشریف لے آئے۔ چند یوم قصور میں قیام فرمایا اور پھر پاک پتن شریف میں اقامت پذیر ہوئے۔ بعد ازاں پکا چک (نزد اوکاڑہ) میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے زرعی جائیداد بھی دے دی۔ حضرت صاحبؒ کی برکت سے یہاں ریلوے اسٹیشن بھی کھل گیا کیونکہ حضرت صاحبؒ اکثر فرماتے تھے کہ میرے پاس آنے جانے والے 'بیلیوں'' (مریدین) کو سفر کی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ لوگ دور نزدیک سے حاضر ہوتے۔ حضرت صاحبؒ کا وسیع لنگر خانہ مہمانوں کے لئے شب روز کھلا رہتا کہ کم از کم اس دور میں اتنے وسیع عریض لنگر کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ حضرت صاحبؒ یہ کبھی گوارا نہ فرماتے کہ کوئی وہاں حاضر ہوا اور وہاں سے بھوکا پیاسا چلا جائے بلکہ یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی ادنیٰ کرامت تھی کہ اکثر احباب حضرت صاحبؒ کے دستر خوان کی ریزہ چینی کو سعادت سمجھتے اور لقمے کے حلق سے اترتے ہی ان کے قلب کی کیفیت میں نمایاں تبدیلی آنے لگتی۔ اکثر مہمان یہ سمجھتے کہ شاید عام لنگر کے علاوہ خاص آدمیوں کے لنگر میں خاص کھانے مہیا کئے جاتے ہیں اور حضرت صاحب قبلہؒ خود بھی اپنے لئے کوئی پر تکلف کھانا تیار کراتے ہیں لیکن یہ بات ہرگز نہیں تھی۔ عام لنگر کی چیزیں خاص لنگر (جو چند مخصوص اصحاب کے لئے ہوتا تھا) میں بھی مہیا کی جاتیں۔ ہاں ایک آدھ سبزی زائد ہوتی۔

حضرت صاحب قبلہؒ جو عرصے سے تسلسل بول کے مریض تھے ان کے لئے پرہیزی کھانا آتا

Marfat.com

مگروہ بھی حضرت صاحبؒ بمشکل تناول فرماتے۔ کم خوری اور کم خوابی حضرت صاحبؒ کی عادت ثانیہ بن گئی تھی۔ حضرت صاحبؒ ثقیل اور دیر ہضم غذائیں تو بالکل ہی نہیں کھاتے تھے‘ لباس سفید اور اجلا پہنتے‘ جس میں تہد‘ کھلی آستین کا کرتا‘ سر پر کپڑے کی ٹوپی اور اس پر صافہ مبارک باندھتے اور ایک کپڑا بطور رومال استعمال فرماتے۔ جاڑوں میں بند گلے کی گرم واسکٹ پہنتے‘ گرم چادر یا شال بھی اوڑھ لیتے تھے جس میں ململ کا کرتا پسند فرماتے تھے اور جب کہیں باہر تشریف لے جاتے تو نہایت ہی ہلکے کپڑے کی بند گلے کی واسکٹ بھی پہنتے‘ کرتا اور واسکٹ ہمیشہ بند رکھتے۔ فرماتے ’’بٹن کھلے نہیں رکھنے چاہئیں۔ گھر کا دروازہ بند ہو تو اس میں ایرا غیرا داخل نہیں ہو سکتا۔‘‘ خواہ کیسی بھی گرمی ہو‘ بدن مبارک سے کرتا کبھی جدا نہ کرتے‘ غسل کے وقت بھی پردے کا لحاظ فرماتے استنجا کے لئے ہر جگہ خادم پانی کا لوٹا موجود رکھتے۔ طویل بیماری کے سبب طبیعت میں لطافت بڑھ گئی تھی۔ اس لئے انگلیوں کے جوڑں میں نقرس کی تکلیف محسوس کرتے۔ اس لئے تیمم فرماتے۔ آخری چند سالوں میں جبکہ نقاہت بہت بڑھ گئی تھی‘ نماز بیٹھ کر ادا فرماتے۔

ہمیشہ ٹھنڈی چیزوں کا استعمال پسند فرماتے۔ آگ سے گرم شدہ مثلاً چائے وغیرہ) نہ پیتے اور دودھ پھیکا اور کچا نوش فرماتے‘ کھانے میں چاول استعمال نہ کرتے‘ اس احتیاط اور پرہیز کے باوجود حضرت صاحبؒ کو تسلسل بول یا شوگر کے عارضے کا لاحق ہونا ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے کسی نے کیا ہی سچ کہا ہے کہ ’’اہل اللہ کے امراض کو ہر کس و ناکس نہیں سمجھ سکتا۔‘‘ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ان حضرات کی بیماریاں بڑے بڑے طبیب اور ڈاکٹروں کی سمجھ سے بھی بالاتر ہیں۔

گزشتہ سات آٹھ مہینوں میں حضرت صاحب قبلہؒ کی صحت مبارک کافی گر گئی کہ صاحبزادگان والا تبار کو انہیں لاہور علاج معالجہ کیلئے لانا پڑا۔ لاہور میں میو ہسپتال میں حضرت صاحب قبلہؒ کا آپریشن بھی ہوا کیونکہ پیشاب کا اخراج بند ہو گیا آپریشن کامیاب بھی رہا مگر اس کا کیا علاج کہ:

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بیماری زور پکڑ گئی۔ پہلے تو آنے جانے والوں کے سلام کا جواب دے دیتے خیر خیریت بھی پوچھ لیتے۔ مگر آخری مرتبہ جب صاحبزادگان حضرت صاحبؒ کو علاج کیلئے لاہور لائے تو دو چار دن کے بعد

81659

Marfat.com

ہی خیر خیریت دریافت میں بھی بہت ہی کمی واقع ہوگئی۔صرف ہاتھ کے اشارے سے جواباً مزاج پرسی فرماتے۔

واپسی پر باباجی عثمان علی شاہ صاحب کو ایک رات قبل ہی فرمادیا تھا کہ ''پیر جی! اب ہمیں جلد گھر واپس جانا چاہیے۔'' روانگی سے تھوڑی دیر پہلے اس ناچیز نے بھی الوداعی سلام پیش کیا۔ جواب میں دونوں ہاتھ مبارک ہلائے (گویا فرماتے تھے خیریت سے تو ہو؟) میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اشارے دائمی جدائی کے اشارے تھے کہ دیکھ لو اور اچھی طرح دیکھ لو ہم پھر لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ ہائے کیسے ہیں وہ بزرگ جو اللہ سے بعد وصال بھی ملاقاتیں فرماتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں۔ اس ناچیز کو اپنی کوتاہیوں' خامیوں اور گناہوں کے سبب یہ توفیق بھی حاصل نہ ہوسکی کہ وہ اتنے بڑے ولی اللہ کے قرب سے کچھ حاصل کرتا' کچھ سیکھتا کہ آج جب کہ وہ اس دنیا سے دور بہت دور چلے گئے ہیں۔ ہدیہ سلام کا جواب ہی اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا۔ عقل کہتی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ہم سب میں موجود ہیں۔ ایک تمہارا ہی کیا سب کے سلام کا جواب دے رہے ہیں۔ سب کی مزاج پرسی فرمارہے ہیں۔ سب کے لئے دعاگو ہیں۔ اسی شدمد سے جیسے وہ بھرے مجمع میں یا اپنے کمرہ خاص میں بیٹھ کر دعائیں دیتے تھے۔ ہر ایک سے مہر و شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ ان کی آغوش تو آج بھی وا ہے۔ مگر وائے حسرت کہ میں اس قابل نہیں' تاہم ان کی غیر معمولی شفقت اور محبت سے کامل یقین ہے کہ ان کے انعام واکرام اور شفقت و مہربانی کو وہی فراوانی ہمیشہ رہے گی۔

انشاءاللہ کبھی کبھی تو دل بھی کہتا ہے۔ ''تم مانو یا نہ مانو'' محسوس کرو نہ کرو ان کا کام تو کرم نوازی ہے' اور بعد از وصال تو یہ نعمت اور بھی وافر ہوجاتی ہے۔'' سچ ہے کہ ان بلند و برتر ہستیوں کے گنبدوں کے صدقے ہی میں آج یہ زمین کھڑی ہے اور آسمان قائم ہے ورنہ ہمارے گناہوں کا تو کوئی حساب ہی نہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص عنایت ہے کہ وہ حضورؐ کے ان شیدائیوں کے طفیل اپنے بندوں پر ان کے گناہوں کے باوجود رحم وکرم فرماتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

تیسری مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

مرشد کامل

میاں شیر محمد شرقپوریؒ

Marfat.com

میاں صاحبؒ کی کمال شفقت

حاجی سیٹھ چراغ دین مرحوم لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار حضرت کرمانوالےؒ کچھ یوم شرقپور شریف ٹھہرے۔ مسجد شریف میں قیام تھا۔ دو تین دن ہو گئے تھے۔ حضرت میاں صاحب قبلہ شرقپوریؒ نے ہمیں یاد نہ فرمایا جس سے دوسرے ساتھی بھی بہت گھبرائے۔ میں نے کہا "گھبرائیے نہیں، حضرت میاں صاحب قبلہ شرقپوریؒ ہم لوگوں کو بھی یاد فرمائیں گے"۔ چنانچہ چوتھے روز ہم سب کو یاد کیا۔ حاضر خدمت ہوئے تو کمال شفقت سے اوپر کی منزل پر جہاں خود تشریف فرما تھے بلایا۔ حضرت صاحب قبلہؒ سے بات چیت فرمائی، مزاج پوچھا حضرت صاحب قبلہؒ نے عرض کیا، بیمار ہوں۔ حضرت میاں صاحب قبلہؒ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ ہمارے شاہ صاحب! (سرکار کرمانوالےؒ) بیمار ہیں ان کا علاج کراؤ۔ غرض ان کی بیماری کا سن کر بہت تشویش کا اظہار فرمایا، آخر میں حضرت صاحب قبلہؒ سے ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب فکر کی کوئی بات نہیں اللہ کریم صحت عنایت کر دیں گے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ لاہور میں کسی ڈاکٹر کو دکھا لینا۔ ساتھیوں سے بھی کہا کہ انہیں ڈاکٹر سے ملانا، اور جب رخصت فرمایا تو پھر ارشاد فرمایا کہ "شاہ صاحب" کوئی بات نہیں۔ انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

حاجی صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ میری نظر میں حضرت صاحب قبلہؒ بیمار نہ تھے، بلکہ حضرت میاں صاحب قبلہؒ سے اپنی کسی روحانی بیماری کی دوا چاہتے تھے اور حضرت میاں صاحب قبلہؒ تسلیوں اور دلاسوں سے ان کا علاج فرما رہے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کو ان دنوں بہ سبب روحانیت بہت جوش آتا تھا۔ اکثر جمعہ کے وقت دوران وعظ لوگ تڑپ تڑپ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب قبلہؒ نے بھی ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب اتنا جوش نہیں چاہئے۔ سنا ہے آپؒ کے آدمی وجد میں آ جاتے ہیں۔ جس کو دیا جائے اسے پتہ نہیں ہونا چاہئے۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب قبلہؒ کے اس ارشاد کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ کے جوش میں نمایاں کمی ہو گئی۔ لوگوں کو بھی کم وجد آتا۔

حاجی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ کرموں والا (نزد فیروز پور) جہاں حضرت صاحب قبلہؒ پہلے رہتے تھے۔ وہاں مسجد بہت چھوٹی تھی، عقب سے آپؒ کے گھر کو راستہ جاتا تھا۔ محراب کے

Marfat.com

سامنے آپؒ کا حجرہ مبارک تھا۔ یہاں سے بھی گھر کو راستہ جاتا تھا۔ حجرہ بہت بڑا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ چونکہ عالم تھے۔ کتابوں کے مطالعے کا بہت شوق رکھتے تھے۔ حجرے کی دیوار میں پھٹے لگے ہوئے تھے، جن پر کتابیں رکھی تھیں۔ انہوں نے خیال کیا کہ پھٹوں پر کتابیں کچھ اچھی معلوم نہیں ہوتیں ان کیلئے الماری ہونی چاہئے۔ سُن کر فرمایا "اچھا فیروز پور سے مضبوط سی الماری بنوا کر بھیج دینا۔ الماری اچھی اور بڑی ہونی چاہیئے۔ انہوں نے ویسی ہی الماری بھجوادی۔ لکھتے ہیں اس الماری میں بھی پوری کتابیں سمانہ سکیں۔ ایک روز انہیں حجرہ مبارک میں بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ کسی طرح حضرت میاں صاحب قبلہؒ کو کرموں والا لائیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا، ویسے تو حضرت میاں صاحب قبلہؒ نے ہمارا گاؤں دیکھا ہے، سفید گھوڑے پر تشریف لاتے تھے ہیں، لیکن ظاہراً نہیں۔ یہ بولے حضرت، میاں صاحب قبلہؒ یہ سب کتابیں دیکھیں گے تو کیا کہیں گے کہ شاہ صاحب اتنی کتابیں پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ہم ان پر کپڑا ڈال دیں گے، جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے خوف سے مائی زلیخا نے اپنے بتوں پر کپڑا ڈال دیا تھا۔

حاجی سیٹھ چراغ دین صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ فیروز پور تشریف لائے۔ میں قصائیوں کے بازار سے گزر رہا تھا، کہ حضرت صاحب قبلہؒ پر نظر پڑی، سردی کے دن، رات کے آٹھ نو بجے کا وقت تھا، مجھے قدرے حیرت ہوئی۔ آگے بڑھ کر السلام علیکم کہا، فرمایا، نماز پڑھی ہے۔ عرض کیا ابھی نہیں، بولے چلو مسجد میں چل کر نماز پڑھتے ہیں نماز کے بعد مزید پانچ دس آدمیوں کو آپؒ کی آمد کی اطلاع ہوگئی وہ بھی جمع ہوگئے۔ ان میں سے ایک دو نے حضرت صاحب قبلہؒ سے اپنے ہاں چلنے کی درخواست کی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ چراغ دین کے ہاں جاؤں گا۔ میرے ساتھ گھر پر تشریف لے آئے۔ کھانے کیلئے عرض کیا گیا، بولے جو موجود ہے وہی لے آؤ، کوئی تردد نہ کرنا۔ جو گھر میں پکا تھا میں اٹھا لایا۔ دو تین آدمی اپنے ہاں سے کھانے کی کوئی عمدہ چیزیں بھی لے آئے اور اصرار کیا، فرمایا یہ چیزیں میرے موافق نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ جب میں اور حضرت صاحب قبلہؒ اکیلے رہ گئے تو میں نے عرض کیا، حضرت آپؒ اس وقت کیونکر تشریف لائے؟ ساتھ کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔ فرمایا، کوئی ارادہ تو نہیں تھا۔ گھر سے نکل کر مسجد جا رہے تھے کہ دیکھا مسجد کی دیوار کانٹوں کی ہے۔ دروازہ بھی ایسا ہی نظر پڑا کسی طرح مسجد کے اندر گئے۔ اسی وقت حضرت میاں صاحب قبلہؒ نے بلا لیا۔ آدمیوں سے

Marfat.com

کہا کہ تم دھیان رکھنا۔ میں ریلوے اسٹیشن تک جاتا ہوں وہاں سے گاڑی میں بیٹھ کر رائے ونڈ پہنچے اور وہاں سے شرقپور شریف شام ہو گئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ" نے فرمایا اچھا ہوا آ گئے۔ معلوم ہوا کہ میاں صاحب قبلہ" کی مائی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضرت میاں صاحب قبلہ" نے راتوں رات ہی تکفین و تدفین کا انتظام فرمایا۔ صبح سویرے دیگیں پکوائیں۔ غریبوں اور فقیروں کو کھانا کھلایا شروع کے دو تین دن اسی طرح گزر گئے۔ تیسرے روز قل تھے۔ اس کے بعد جانے کی اجازت ہوئی۔ یہاں پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔ حاجی صاحب (مرحوم) فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہ" سے بے تکلفی کے سبب اکثر ایسی باتیں بھی ان سے پوچھ لیتا تھا جو کہ نہیں پوچھنی چاہئے تھیں، جب حضرت صاحب قبلہ" کے شرقپور شریف جانے کا حضرت صاحب قبلہ" کی زبان مبارک سے ذکر سنا تو خیال ہوا کہ انہیں یہ سب کیونکر معلوم ہو گیا۔ میرے استفسار پر فرمایا یہ بات کچھ بھی نہیں۔ مرید خواہ کم سے کم درجے کا ہو اسے بھی پانچ سو کوس کی خبر ہوتی ہے۔

اللہ بس ــــــ باقی ہوس

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

چوتھی مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والے ؒ

دستگیری، علم غیب اور کشف

Marfat.com

علی محمد چک نمبر 140، ضلع سرگودھا سے بیان کرتے ہیں کہ 1937ء کا ذکر ہے کہ ان کو دفتر صدر فیروز پور چھاؤنی سے امیدواران پٹوار نہر' مسلمان' ہندو اور سکھوں نے سرکار کر مانوالے کی خدمت میں بھیجا کہ حضرت صاحب قبلہؒ سے دعا کراؤ اور دریافت کرو کہ انہیں پٹوار کی نوکری مل جائے گی یا نہیں۔ کیونکہ یہ سب کے نام محکمہ نہر نے زائد از پچیس سال عمر ہونے کی وجہ سے خارج کر دیئے تھے اور انہوں نے لاہور میں بڑے افسران کے پاس اپیل کے واسطے جانا تھا۔ یہ جب صبح کے وقت حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ فرمانے لگے۔ ''تم کو ابھی پکی پٹوار نہیں ملی''۔ انہوں نے عرض کیا'' حضور ابھی کوئی جگہ نہیں ملی''۔ ارشاد فرمایا'' کوئی فکر نہ کرو' تم جلد ہی پکے پٹواری بن جاؤ گے''۔ انہوں نے واپس آ کر اپنے ساتھیوں سے ذکر کیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان کے کچھ عرض کرنے کے بغیر ہی اس طرح فرمایا ہے۔ سب خوش ہو گئے اور دوسرے دن لاہور پہنچ کر درخواستیں دے کر چلے گئے۔ چند ہی ماہ بعد حکومت پنجاب کی طرف سے بحالی کا اعلان ہو گیا اور انہیں مستقل پٹواری کر دیا گیا۔

حضرت صاحب قبلہؒ دربار کرموں والا شریف ضلع فیروز پور میں تشریف فرما تھے' فرمانے لگے ''دنیا کے کاموں والے تو بہت آتے ہیں مگر اللہ کا راستہ پوچھنے والا کوئی کوئی آتا ہے''۔ ہر وقت نیک کاموں کی تلقین فرماتے رہتے اور شریعت کے حکم کے مطابق لباس اور داڑھی رکھنے کی تاکید فرمایا کرتے۔

ایک دفعہ حضرت کرموں والا شریف کا ذکر ہے کہ حضرت صاحب قبلہ ظہر کی نماز پڑھا کر اندر تشریف لے گئے۔ یہ احاطہ کے صحن میں صف پر بیٹھے تھے' صحن بہت بڑا تھا اور پاس سے راستہ گزرتا تھا۔ ایک بزرگ سفید کپڑے پہنے' سفید داڑھی رنگ گورا' نہایت روشن صورت' سفید گھوڑے پر سوار بستی کرموں والا کی طرف سے آئے اور ان سے دریافت کیا کہ شاہ صاحب کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ''اندر تشریف لے گئے ہیں''۔ فرمایا ''شاہ صاحب کو بلوانا ہے''۔ انہوں نے اندر جانے والے ایک لڑکے سے کہا۔ شاہ صاحب ان بزرگ صاحب سے جو گھوڑے پر ہی سوار تھے' باتیں کرتے ساتھ ساتھ چلتے رہے' تھوڑی دور جا کر حضرت صاحب قبلہؒ واپس آ گئے۔ سورج غروب ہونے والا تھا اور گرمی کا موسم تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ بزرگ صاحب اب کہاں جائیں گے' غروب آفتاب کا وقت ہے۔ فرمانے

Marfat.com

لگے کہ "تم ان کا فکر نہ کرو یہ اللہ کے بندے ہیں انہوں نے جہاں جانا ہو دیر نہیں لگتی"۔ چنانچہ وہ بزرگ فوراً ہی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ان کا خیال ہے کہ وہ بزرگ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ تھے۔

یہ (موضع چک پکا) حال حضرت کرماں والا شریف میں دو تین دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تھے۔ ایک دفعہ جب وہاں پہنچے تو لب سڑک باہر مسجد میں مغرب کی نماز کی جماعت ہو رہی تھی، ان کے شامل ہونے تک سلام پھیرا گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کا چہرۂ مبارک دکھائی دیا۔ بعد ازاں نماز ختم ہونے کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ مریدوں کے پاس صحن مسجد میں کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ کہ ایک آدمی ارادۂ دشمنی پستول چھپائے ہوئے آ کر مجلس میں بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور ایک خادم سے فرمایا کہ فلاں قسم کے کپڑوں والے آدمی کو پکڑ کر اس کی تلاشی لو۔ چنانچہ پستول پکڑا گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اس کو معافی دے دی اور پستول بھی اسے واپس کر دیا۔ سبحان اللہ کیا شان بے نیازی تھی آپؒ کی!

لاہور سے چوہدری نور احمد مقبول صاحب لکھتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد 1952ء میں انہیں حضرت صاحب کرماں والاؒ نزداوکاڑہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس دفعہ بھی یہ چھ سات دن تک حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں رہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ اپنی قیام گاہ کے اندر ایک پلاٹ میں آنے والے تمام حضرات سے کام کیلئے ارشاد فرماتے اور سب لوگ تعمیل حکم میں سعادت سمجھتے ہوئے کمربستہ رہتے۔ انہیں حضرت صاحب قبلہؒ سے والہانہ عقیدت پیدا ہو چکی تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے عید الاضحیٰ گھر کرنے کی بجائے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں پہنچ کر ادا کی انہی دنوں میں حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کی کہ کچھ پڑھنے کا حکم فرمائیے۔ فرمایا "تہجد اور درود شریف پڑھا کرو"۔ ایک دن کسی مریض کو فرمایا "ناریل کھا لیا کرو، رب کریم فضل کریں گے"۔ اس کے بعد جو مریض آتا اس کے لئے یہی دوائی تجویز فرماتے۔

یہ دوران ملازمت اکتوبر 1947ء میں علاقہ جموں کی ڈوگراں پولیس کے نرغہ میں آ گئے اور انہوں نے انہیں کوئی پاکستانی افسر سمجھ کر نقصان پہنچانے کی سوچی۔ تمام دن بٹھائے رکھا۔ جوں جوں دن ختم ہو رہا تھا اور رات قریب آ رہی تھی ان کی تشویش بڑھتی جا رہی تھی کہ مبادہ رات کی تاریکی میں جان

Marfat.com

سے ہاتھ نہ دھونے پڑیں۔ عین اس وقت یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی طرف متوجہ ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھا' معاً ایک ڈوگرہ نمبردار آیا اور کہا کہ یہ ملازم سرکاری ہیں' بہتر ہے کہ انہیں فوری سوچیت گڑھ چوکی پر بھیج دیا جائے۔ وہاں بڑے افسر صاحب خود فیصلہ فرمادیں گے۔ چنانچہ انہیں سوچیت گڑھ بھیجا گیا' جہاں انہیں خوش قسمتی سے چھوڑ دیا گیا۔ یہ حضرت صاحب قبلہؒ کا کمال تصرف تھا۔

دوران ملازمت علاقہ آزاد کشمیر میں ان کا چند حضرات سے اختلاف ہو گیا اور وہ ان کی جان کے پیاسے ہو گئے۔ انہوں نے کئی بار خفیہ طور پر انہیں ختم کرنے کے منصوبے بنائے۔ جب ان کا گزر جنگلوں میں سے ہوتا تو دشمن موقع کی تلاش میں رہتے۔ کچھ مدت بعد وہی لوگ ان سے معافی کے طالب ہوئے اور عرض کی کہ اعلیٰ حضرت کرماں والے" آپ کے پیر کامل ہیں۔ ہمارے آدمیوں نے کئی دفعہ آپ پر حملہ کی تیاری کی' مگر جونہی وہ آپ کے نزدیک ہوتے انہیں ایسا خوف پیدا ہوتا کہ عقل و ہوش کھو بیٹھتے اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے"۔ انہیں یقین ہے کہ یہ مہربانی حضرت صاحب قبلہؒ ہی کی تھی جس کی بدولت ان کو دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوا۔

جب یہ انسپکٹر سے ترقی کر کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہوئے تھے اور مزید ترقی کیلئے ان کے ضروری کاغذات تیار ہو رہے تھے یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں دعا کیلئے حاضر ہوئے ان کے ساتھ محکمہ کے چند ایک گزیٹڈ افسر بھی تھے جو ان کے بعد حضرت سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور والاؒ نے ان کی عزت افزائی کی اور نہایت شفقت سے پیش آئے اور کسی درویش سے فرمایا کہ انہیں چائے پلاؤ۔ یہ بیٹھے رہے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں بھی ارشاد فرمایا کہ "تم کیوں نہیں جاتے' جاؤ چائے پیو"۔ یہ اٹھے تو ارشاد فرمایا "بیلیو یہ ڈاک خانہ کے بڑے بڑے افسر ہیں"۔ یہ فقرہ متعدد بار فرمایا۔ یہ دل میں خوش ہو رہے تھے کہ ابھی حرف مدعا زبان پر بھی نہیں لایا کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے پہلے ہی فرما دیا ہے۔ جب انہیں اجازت لیکر جانے کا خیال آیا تو ان کے دوسرے احباب نے حضرت صاحب قبلہؒ سے دعائے خیر کیلئے درخواست کی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "اللہ خیر کرے"۔ انہوں نے بھی عرض کی کہ "حضرت میرے لئے دعا فرمائیں"۔ فرمایا "ایک دفعہ کہہ دیا ہے' بار بار کیا ضرورت ہے"۔ اب تو انہیں یقین ہو گیا کہ پہلے احکام بھی ان ہی کیلئے تھے' نیز اسی دوران کئی دوست مجلس میں تھے۔ حضرت

Marfat.com

صاحب قبلہؒ پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ فرمایا ''وہ کیا پیر ہے جسے اپنے مرید کا ہوش نہیں کہ کس رنگ میں ہے اور کس حال میں ہے''۔ فرمایا ''جب اولیا اللہ دینے پر آتے ہیں تو جھولیاں بھر کر دیتے ہیں''۔ اب انہیں وثوق ہو چکا تھا کہ خدا کی مہربانی اور پیرومرشد کی نظر کرم سے ان کا کام بن گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا سبحان اللہ کیا شان ہوتی ہے اللہ کے پیارے اور برگزیدہ بندوں کی!

اسی طرح ایک اور مرتبہ انہیں کسی مجلس میں حاضری کی نعمت میسر تھی کہ ایک درویش حاضر خدمت ہوئے، جنہوں نے فرمایا کہ کوئی بڑے افسر فون پر بات کرنا چاہتے ہیں اور ان کی خواہش اور درخواست ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ خود تشریف لا کر بات کریں۔ فرمایا کہ ''فون کے بغیر بھی بات ہو سکتی ہے''۔ اور ایسا انہوں نے کئی بار کر کے دیکھا کہ تکلیف کے وقت حضرت صاحب قبلہؒ کی طرف توجہ کی اور فوراً مشکل حل ہو گئی۔

انہیں دوران ملازمت بغرض معائنہ ایک قصبہ میں جو ضلع کیمبل پور اور میانوالی کی سرحد پر ہے جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک بداعتقاد بوڑھا ایک زمیندار کے پاس بیٹھا کہہ رہا تھا کہ ''کہاں ہیں ولی اور بزرگ، دنیا خشک سالی سے تباہ ہو رہی ہے، فصلیں سڑ رہی ہیں اور بارش ہوتی نہیں۔ اگر اولیاء ہوں تو ان کی دعا سے بارش کیوں نہ ہو۔ یہ محض ڈھونگ ہے''۔ انہیں بھی اسی زمیندار کے ہاں ٹھہرنا تھا۔ جب یہ ان کے مہمان خانہ میں پہنچے تو وہ زمیندار خوش ہوا، اور اس بوڑھے سے مخاطب ہوا، لو بڑے میاں صوفی صاحب تمہاری بات کا جواب دیں گے۔ انہوں نے اس بوڑھے میاں کو سمجھانے کی کوشش مگر وہ نہ سمجھا۔ آخر انہوں نے کہا کہ ہو سکتا ہے، حضرت صاحب کرماں والےؒ کی دعا سے آج یا کل بارش ہو جائے۔ جنوری کا مہینہ تھا۔ بعد نماز عشا تمام نمازیوں نے مسجد میں بارش کے لئے دعا کی، انہوں نے بھی ہاتھ اٹھائے اور حضرت کرماں والےؒ کی طرف متوجہ ہو کر گزارش کی کہ ''اے پیرومرشد! اگر آپ رب کریم کی بارگاہ عالیہ میں دعا فرمائیں تو یقین ہے کہ رب العزت صدقہ اپنے حبیب اکرمؐ کے بارش برسا دیں اور یہ غلط العقیدہ لوگ راہ راست پر آ جائیں۔'' دعا کے بعد لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے، سحری کے وقت سے ہلکی ہلکی بارش شروع ہوئی۔ یہ بہ مشکل اس قصبہ سے پختہ سڑک تک ہی پہنچے تھے کہ ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ چھ روز تک جھڑی لگی رہی۔ اس حقیقت کے کئی عینی شاہد ہیں۔ اور یہ یقیناً حضرت صاحب

Marfat.com

قبلہؒ کی دعا کی برکت تھی۔

1948ء کے بعد ان کے ہاں کوئی لڑکا تولد نہ ہوا' چار بچیاں ہوئیں۔ فکر دامن گیر ہوا' اور جب بیوی امید سے ہوئی تو یہ دعا کرتے رہے۔ ایک رات ان کی زوجہ محترمہ نے خواب دیکھا کہ قبلہ خواجہ سخی سلطان صدرالدین صاحبؒ (اٹک والے) فرمارہے ہیں کہ "بیٹی یہ بچہ جو پنگوڑے میں ہے تمہارا ہے اسے اٹھالو"۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ان کے دائیں بازو پر ایک بچہ بیٹھا ہے' نہایت تندرست توانا اور خوبصورت۔ اور حضرت قبلہ کرمانوالےؒ فرمارہے ہیں کہ "تمہارا بچہ ہے نا"۔ جب انہوں نے دو خواب دیکھے تو پھر شک کی گنجائش نہ رہی۔ ولادت سے ایک ماہ قبل دو دنبے خرید کر قربانی کی' اللہ تعالیٰ نے ہو بہو اسی شکل کا فرزند عطا کیا' جیسا کہ انہیں خواب میں نظر آیا تھا' ولی کامل کو یہ طاقت ہے کہ وہ ایسی چیزوں کو جو عام لوگوں کی نگاہ سے غائب ہوں بخوبی دکھا دیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر حضرت صاحب قبلہؒ کی اکملیت کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔

ضلع نواب شاہ سندھ سے مستری غلام نبی لکھتے ہیں کہ غالباً 1955ء میں وہ منڈی تاندلیانوالہ ضلع لائل پور میں قیام پذیر تھے۔ ان کی زوجہ محترمہ کو عرصہ بارہ سال سے ایک پوشیدہ بیماری لاحق تھی۔ یہ 1945ء میں شہر دہلی میں ملازم تھے۔ وہاں بھی بہت علاج معالجہ کرایا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا' اور پھر پاکستان بننے کے بعد لائل پور اور اوکاڑہ وغیرہ میں علاج کرایا لیکن بے سود۔ یہ اسی پریشانی میں مارے مارے پھرتے تھے۔ آخر ان کو ایک اسکول ماسٹر صاحب ملے جن سے انہیں عالی جناب حضرت کرمانوالےؒ کا تعارف حاصل ہوا۔ انہوں نے تہیہ کرلیا کہ اگر کبھی اوکاڑہ جانے کا اتفاق ہوا تو کرمانوالہ شریف بھی جائیں گے۔ پہلے یہ اولیائے کرام سے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتے تھے۔ سمجھتے تھے کہ یہ لوگوں کی صرف خوش فہمی ہے کہ خواہ مخواہ موجودہ دور میں بھی ولی اللہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک شب انہوں نے ایک خواب دیکھا جس نے ان کی دنیا ہی بدل دی۔ جب ان کی آنکھ کھلی تو ان کی زبان پر یہ تھا کہ اے کاش یہ رات کچھ اور بڑھ جاتی۔ انہوں نے اٹھ کر نماز پڑھی اور گھر والوں۔ سے کہا کہ جلدی سے کھانا تیار کردو۔ کھانا کھا کر انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ "تم یہ رقم لے لو' بندہ چند دن کیلئے ایک دلبر کی تلاش میں جارہا ہے' کوئی خبر نہیں دس دن میں لوٹے یا مہینے میں۔ اگر مجھے زیادہ دیر ہوجائے تو

Marfat.com

اپنے میکے چلی جانا' اس کے بعد یہ گھر سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سہارے نکلے اور موٹروں کے اڈے پر پہنچے۔ سوچا کہ پہلے کس طرف جائیں۔ اچانک دل سے آواز آئی کہ کرمانوالہ شریف چلو۔ چنانچہ یہ ماڑی پتن کے راستے اوکاڑہ پہنچے اوکاڑہ میں ان کے دو رشتہ داران کے ساتھ ہو لئے۔ جب حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے اس وقت صبح کے تقریباً آٹھ بج رہے تھے۔ خادم نے گیٹ کے اندر داخل ہونے کی اجازت دی۔ یہ تینوں گیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی دیکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالی جناب سرکار کرمانوالے چہل قدمی فرما رہے ہیں۔ آپؒ نے ان کی طرف دیکھتے ہی فرمایا ''اس ایک آدمی کو کھڑا رہنے دو اور ان دو اشخاص کو پھاٹک سے باہر بھیج دو' خادم نے ایسا ہی کیا۔ ان کو تو حضور والا کے سامنے کھڑا رہنے دیا اور ان کے دونوں رشتہ داروں کو باہر بھیج دیا۔ انہوں نے جب حضرت صاحب قبلہؒ کے چہرۂ پرانوار کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی آفتاب حق ہیں جن کی اس رات خواب میں زیارت کی تھی۔ یہ ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑے تھے' فرمایا ''بھئی تیرے نال اسیں گل کردے آں''۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ' کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ الحمد اللہ یہ منزل مقصود تک پہنچ گئے اور زیادہ گھومنا پھرنا نہیں پڑا۔ یہ تقریباً نصف گھنٹہ وہیں کھڑے رہے۔ اس کے بعد باہر لوگ ملنے والے بہت تھے ان کو اندر آنے کی اجازت ہوگئی۔ حضور سیدی مرشدی چارپائی پر تشریف فرما ہوئے۔ سامنے سب لوگ بیٹھ گئے' اپنی اپنی باری پر سب اپنے لئے دعا کراتے چلے جاتے۔ جب ان کی باری آئی تو حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''بیلی تیرے نال پھر گل کراں گے''۔ یہ پھر بیٹھ جاتے اور دوسرے لوگ آجاتے۔ پھر باری باری ان سے باتیں ہوتی چلی جاتیں' یہ پھر اکیلے رہ جاتے۔ علی ہذا القیاس انہوں نے پانچ دفعہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد بات کرنے کی اجازت چاہی مگر نہ ملی' آخر شام ہوگئی۔ سورج غروب ہونے کو نصف گھنٹہ تھا کہ حضور سیدی مرشدی نے ان کو حکم دیا کہ ''مصلیٰ اٹھا کر لاؤ''۔ یہ مصلیٰ اٹھا کر لائے تو فرمایا ''ادھر چارپائی کے قریب بچھاؤ'' انہوں نے ایسا ہی کیا بیٹھنے کا حکم ہوا۔ مصلیٰ پر دوزانو بیٹھ گئے۔ ان کے بال انگریزی طرز کے تھے اور داڑھی منڈی ہوئی تھی۔ سرکار نے ایک انداز پرکشش میں فرمایا ''بال کٹواؤ اور داڑھی رکھو۔ اس کے بعد اور بھی نصیحتیں فرمائیں جوان کے دل کی گہرائیوں میں اتر گئیں پھر فرمایا ''اب جاؤ''۔ یہ ابھی گھر کی تکلیف بیان کرنا ہی چاہتے تھے' فرمایا ''جاؤ'' یہ اٹھ کر ابھی چند قدم ہی دور گئے تھے کہ فرمایا ''ٹھہرو'' یہ رک گئے' فرمایا ''کھوی

Marfat.com

گھاس کو پانی میں ابال کر گھر والوں کو پلا دینا' اللہ کریم مہربانی فرما دیں گے"۔ انہوں نے گھر آ کر بس ایک دفعہ وہ کھوی گھاس تھوڑی سی ابال کر پلائی اسی دن سے دس بارہ سال کا مرض ختم ہو گیا اور کلی شفا ہو گئی۔ اس سلسلے میں ایک قابل ذکر یہ بات بھی ہے کہ ان کے ساتھ جو دو رشتہ دار حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے ان میں سے ایک پوستی تھا اور ایک قرآن پاک کا حافظ تھا۔ آنکھوں سے نابینا تھا۔ جب سب لوگوں کو اندر آنے کی اجازت ہوئی تو یہ بھی اندر آئے۔ باری آنے پر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ "بھئی پوستی تم کیسے آئے"۔ اس کے بعد حافظ سے مخاطب ہوئے فرمایا "تم آنکھوں سے حافظ ہو"۔ اس نے عرض کیا "جی ہاں قرآن پاک کا حافظ بھی ہوں"۔ فرمایا "پورے تیس سپارے حفظ ہیں؟" اس نے کہا "جی ہاں" فرمایا "ہمیں کلام پاک کا ایک لفظ ساری رات ٹکنے نہیں دیتا' تیرے اندر تیس سپارے ہیں"۔ پھر فرمایا۔ "فلاں جگہ سے پڑھو"۔ حافظ نے ہر چند کوشش کی' مگر وہ رکوع نہ پڑھ سکا۔ "فرمایا" تم ماں باپ کے نافرمان ہو' رات کو فاحشہ عورتوں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہو' قرآن پاک تمہارے اندر کیسے رہ سکتا ہے"۔ وہ شرمندہ ہو کر رونے لگا۔ کیونکہ سرکار نے کشف سے اس کا سب حال بیان فرما دیا تھا۔

ایک دفعہ پھر یہ خدمت اقدس میں حاضر تھے' کچھ اور آدمی بھی موجود تھے۔ ان کا چشم دید واقعہ ہے کہ ایک دیہاتی کالی پگڑی باندھے ایک کونے میں بیٹھا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ فرماتے ہیں "او کالی پگڑی والے تم ادھر آؤ"۔ وہ کہتا ہے کہ "پیر جی میں سب کے اخیر بات کروں گا۔ آپؒ پہلے دوسرے لوگوں سے باتیں کریں"۔ فرمایا "نہیں پہلے تم آؤ' بولو کیسے آئے ہو"۔ اس نے عرض کیا کہ "میرے پیٹ میں تکلیف ہے آپ دعا کریں"۔ فرمایا "تکلیف بتاؤ" اس نے کہا "بس یہی تکلیف ہے"۔ فرمایا "سچ سچ کہو"۔ اس نے وہ ہی جواب دیا۔ فرمایا "اس کو پکڑ کر باہر نکال دو"۔ چنانچہ خادم اسے پکڑ کر باہر لے گیا۔ اور پوچھا "سچ سچ تکلیف بتاؤ"۔ اس نے کہا "ایک بار حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس لے چلو' سچ بتا دوں گا"۔ لہٰذا وہ پھر اندر لایا گیا۔ فرمایا "سچ کہو کیا تکلیف ہے"۔ مگر اس نے پھر وہی پہلا جواب دیا' حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "اس کو جوتے مار کر باہر نکال دو' سچ نہیں بولتا"۔ ایک دو آدمیوں نے اسے پکڑ لیا اور باہر نکالنے کیلئے لے چلے جب وہ بڑے دروازے کے پاس پہنچے' تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "اس کو

Marfat.com

آتشک کی بیماری ہے''۔ یہ سب لوگ حیران تھے۔اس دیہاتی کے کان میں بھی یہ بات پڑگئی۔بس اس نے ایک چیخ ماری اور رو پڑا' کہنے لگا''اب مجھے واپس لے چلو۔جو بات میں چھپاتا تھا' وہ پیر نے ظاہر کر دی' خدا کی قسم یہی بات ہے''۔لہٰذا پھر وہ حاضر خدمت کر دیا گیا۔بولا''پیر جی واقعی مجھے آتشک ہے۔ میں عزت والا آدمی تھا۔آپؒ نے مجھے دو سو آدمی کے سامنے رسوا کر دیا ہے۔سرکار نے فرمایا''بتاؤ شراب کبھی پی ہے؟''اس نے کہا''نہیں''آپؒ نے فرمایا''یہ پھر جھوٹ بول کر ہمارا وقت ضائع کرتا ہے اس کو باہر نکال دو''۔اتنے میں وہ آدمی بول پڑا''جی ہاں شراب بھی پی لیا کرتا ہوں''۔آپؒ نے پوچھا''کبھی زنا کیا ہے؟''وہ یہ سوال سن کر رونے لگا' کچھ دیر سوچ کر ہچکچاتا ہوا بولا''جی ہاں زنا بھی کرتا رہا ہوں''۔فرمایا ''کس سے' وہ تیری کیا لگتی تھی؟''دیہاتی بولا''میرے تایا کی لڑکی تھی''۔فرمایا''اب دل سے توبہ کرو' پانچ وقت نماز پڑھو اور اپنے سب مال کی زکوٰۃ نکالو۔صبح کے وقت تھوڑا سا مکھن لیکر بیماری کی جگہ لگا لیا کرو اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں گے''۔

مستری غلام نبی صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں اکثر اوقات حاضر ہوتے رہے ہیں۔ہر حاضری میں ان کی نیت یہی ہوتی تھی کہ حضرت صاحب قبلہؒ انہیں اپنی غلامی میں لیکر داخل سلسلہ کر لیں' مگر یہ ناکام واپس چلے جاتے رہے۔ایک دفعہ یہ گھر سے مکمل ارادہ کر کے کرمانوالہ شریف حاضر ہوئے کہ جب تک حضرت صاحب قبلہؒ ان سے اپنے دست مبارک پر بیعت نہ فرمالیں یہ کرمانوالہ شریف میں ہی رہیں گے' خواہ ایک سال رہنا پڑے یا دو سال' پرواہ نہیں' مگر بیعت ہوئے بغیر گھر نہیں آئیں گے۔ اسی نیت سے یہ وضو کر کے کرمانوالے محبوب کے دروازے کے سامنے بیٹھ گئے' دوسرے بھی بہت سے لوگ جمع ہوئے۔اجازت ملی تو سب اندر جا کر بیٹھ گئے۔حضرت صاحب قبلہؒ سب سے پہلے ایک ایسے شخص جو پیروں فقیروں کا قائل نہیں تھا' کی طرف مخاطب ہوئے۔فرمایا''تم ادھر آؤ' بولو کیا کام ہے''۔وہ آہستہ سے بولا''میری لڑکی بیمار ہے' عرصہ چھ ماہ سے دعا کرانے آ رہا ہوں''فرمایا''کوئی دوا کی ہے''۔ اس نے کہا''بہت علاج کرایا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔میں نے خود بھی بہت علاج کیا' کیونکہ میں مولوی فاضل بھی ہوں اور حکیم حاذق کی سند بھی رکھتا ہوں''۔فرمایا''پھر کوئی دعا کرنی تھی''اس نے کہا''وہ بھی کی ہے''۔فرمایا''کس طرح؟''اس نے کہا''آیت الکرسی چالیس دن پڑھی ہے' پانی پلاتا رہا ہوں''۔فرمایا

Marfat.com

شفا نہیں ہوئی اور نہ وہ فوت ہی ہوئی' معلوم ہوا کہ تم آیت الکرسی کا مقام نہیں جانتے' خود تمہارے کہنے کے مطابق کہ تم مولوی بھی ہو اور حکیم بھی ہو۔ بتاؤ آیت الکرسی کو آیت الکرسی کیوں کہتے ہیں؟'' اس نے عرض کیا کہ ''یہ آیت عرش کرسی سے آئی ہے''۔ فرمایا۔ ''وہ کرسی کس لئے بنائی گئی ہے'؟۔ اب وہ شخص نیچی گردن کر کے سوچنے لگا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ذرا سخت لہجہ میں فرمایا۔ ''جلدی بولو' میں نے سب لوگوں سے باتیں کرنی ہیں'' مگر وہ شخص گردن اوپر ہی نہیں اٹھاتا تھا۔ بولے تو کیا بولے اگر کہتا کہ خدا نے اپنے بیٹھنے کیلئے بنائی تو (نعوذ باللہ) خدا کی محتاجگی ثابت ہوتی ہے' اگر کہتا ہے کہ اپنے محبوب بندوں کیلئے بنائی تو اس کے اعتقاد پر زد پڑتی ہے۔ اب وہ بے چارہ سخت مشکل میں گرفتار ہوا۔ آخر کچھ نہ بن پڑا تو رونے لگا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے غصہ کے ساتھ ارشاد فرمایا ''بھئی میں تمہارا نوکر ہوں' اتنے لوگ بیٹھے ہیں میں نے ان سے بھی باتیں کرنی ہیں' کچھ تو بولو''۔ آخر اس نے گردن اوپر اٹھائی اور روتے ہوئے عرض کیا کہ ''حضور اپنے محبوب بندوں کی خاطر بنائی ہے''۔ یہ سن کر حضرت قبلہ کرمانوالےؒ نے فرمایا ''جاؤ اب وہی آیت الکرسی چالیس دن پڑھو۔ اللہ تعالیٰ جلشانہٗ شفا دیں گے''۔ اس کے بعد غالباً اس نے بیعت ہونے کیلئے درخواست کی' جو اس وقت قبول نہ ہوئی۔ بعد میں حضرت صاحب قبلہؒ نے سب کی طرف توجہ فرمائی اور باری باری سب کیلئے دعائے خیر فرمائی۔

جب مستری غلام نبی کی باری آئی تو ان سے بیٹھنے کو فرمایا۔ یہ کچھ دیر بیٹھے رہے۔ جب چند آدمی رہ گئے تو فرمایا ''ادھر آ کر بیٹھو''۔ یہ وہاں بیٹھ گئے۔ فرمایا ''تم کون ہو' کہاں سے آئے ہو''۔ انہوں نے عرض کیا کہ ''لوہار ہوں۔ فرمایا ''ترکھان کا کام بھی جانتے ہو۔'' عرض کیا ''جی ہاں ترکھان کا کام تو ہمارا جدّی پیشہ ہے''۔ فرمایا مستری یار ہمارا کام تو کرو اب تمہارا یہیں رہنے کا بھی خیال ہے''۔ پھر خادم سے ارشاد فرمایا۔ ''اچھا بھئی مستری کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور اس کو اپنے زیر تعمیر درس گاہ کی الماریاں اور دروازوں کی چوگاٹھیں دکھاؤ۔ اگر یہ مستری ان کو ٹھیک کر دیں تو اچھا ہے' کیونکہ اب اس نے یہیں تو رہنا ہے۔ چنانچہ خادم انہیں درس میں لے گیا۔ اور دروازوں اور کھڑکیوں کی چوگاٹھیں دکھائیں دیکھا وہ سب چوگاٹھیں ٹیڑھی ہوئی پڑی تھیں اور گیلی لکڑی سے بنائی گئی تھیں۔ خادم ان کو سب کچھ دکھا کر واپس حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں لے آیا' فرمایا ''کیوں بھئی مستری کام دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا

Marfat.com

''حضور دیکھا تو ہے، مگر وہ چوگاٹھیں تو ٹیڑھی ہو چکی ہیں اور درست نہیں ہوسکتیں''۔ فرمایا بھئی پھر تو لکڑی برباد گئی اور محنت بھی۔'' پھر دریافت فرمایا ''مستری یہ چوگاٹھیں کیوں ٹیڑھی ہوئی ہیں''۔ انہوں نے عرض کیا۔ 'حضور لکڑی گیلی لگائی گئی ہے جو سوکھ کر ٹیڑھی ہوگئی''۔ فرمایا ''جب تک لکڑی سوکھ نہ جائے کچھ بنانا نہ چاہئے نہ تو صفائی آتی ہے اور نہ سیدھی رہ سکتی ہے' مستری ٹھیک ہے نا؟'' انہوں نے عرض کیا ''حضور بالکل ٹھیک ہے''۔ یہ کہہ کر حضرت صاحب قبلہؒ سے اجازت لی اور واپس اپنے گھر آ گئے۔ دل میں یہ بات ٹھان لی کہ ابھی لکڑی گیلی ہے یعنی ابھی یہ بیعت ہونے کے قابل نہیں۔ سبحان اللہ بات کرنے کا کیا خوبصورت انداز ہے۔ اس کے بعد یہ اپنے آپ کو ملامت کرتے رہتے تھے کہ ''تو کب سوکھے گا اور کب کاریگر ہاتھ میں لے گا'' اسی طرح ماہ دو ماہ گزر گئے اور یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے سلام عرض کر کے مجلس شریف میں بیٹھ جاتے۔ جب لوگ اجازت لیتے یہ بھی دعا کیلئے عرض کر کے اجازت لیکر چلے آتے۔ آخر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی مہربانی کا دن آ گیا۔ جب ایک دفعہ یہ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے لوگوں سے بات چیت کرنی شروع کر دی۔ بات کر کے لوگ نکلتے گئے۔ جب ان کی باری آئی تو حضور انور نے ارشاد فرمایا ''ادھر قریب آ جاؤ''۔ یہ چارپائی کے قریب بیٹھ گئے۔ دریائے رحمت جوش میں آیا اور انہیں داخل سلسلہ فرمالیا۔ ان کو [illegible] ہوئی کہ احاطۂ بیان سے باہر ہے۔

ان کے ایک قریبی رشتہ دار حاجی محمد ابراہیم صاحب ایک پابند شرع بزرگ تھے۔ جب وہ دوسری بار حج پر گئے تو مکہ شریف جا کر بیمار ہو گئے بیماری کی حالت میں ان کو کچھ نیند آ گئی۔ خواب میں عالی جناب حضرت کرماں والےؒ کو دیکھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے حاجی صاحب سے فرمایا ''درود شریف پڑھا کرو شفا ہوگی۔'' اس کے بعد وہ خواب سے جاگے تو درود شریف پڑھنے لگے۔ ان کا بیان ہے کہ درود شریف پڑھنے سے ان کو افاقہ محسوس ہوا' ان کے دل میں خیال ہوا کہ میں نے حضرت سرکارؒ سے یہ نہ پوچھا کہ درود شریف بے وضو پڑھوں یا وضو سے' اسی خیال میں تھا کہ دن چڑھے کچھ نیند آ گئی۔ خواب میں پھر حضرت عالی جناب کرماں والےؒ کو دیکھا' عرض کیا کہ ''حضور درود شریف بے وضو پڑھ سکتا ہوں؟'' فرمایا ''وضو سے پڑھو چاہے بے وضو پڑھو' ہر طرح تم کو اجازت ہے''۔ ان کی آنکھ کھل گئی۔ حاجی صاحب

Marfat.com

کہتے ہیں کہ وہ پھر ایک ہندوستانی ڈاکٹر کے پاس علاج کرانے کیلئے گئے تو اس نے بھی ان سے کہا کہ درود شریف پڑھا کرو۔ وہ بڑے حیران ہوئے کہ اس کو کس نے بتلا دیا۔ پھر وہ حج سے واپس اپنے گھر آئے تو انہوں نے مستری غلام نبی صاحب سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کرماں والا شریف جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ وہ کرمانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے وہی کلمہ دہرایا جو مکہ شریف میں ان کو خواب میں فرمایا تھا' یعنی ''حاجی صاحب درود شریف پڑھا کرو''۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے ہی بات عرض کی کہ حضور درود شریف وضو سے پڑھا کروں یا بے وضو بھی پڑھ لیا کروں' تو فرمایا ہر طرح پڑھا کرو وضو سے بھی بے وضو بھی۔

حاجی محمد ابراہیم صاحب کہتے ہیں کہ وہ گھر سے نو دن کا وعدہ کر کے گئے تھے کہ نو دن تک واپس گھر آ جاؤں گا' مگر حضور عالی جناب حضرت کرماں والےؒ کی مجلس کی محبت انہیں واپس نہیں آنے دیتی تھی وہ رات کو اپنے رشتہ داروں کے ہاں اوکاڑہ منڈی میں چلے جاتے تھے اور دن کو کرمانوالہ شریف جا کر مجلس میں بیٹھ جاتے۔ ایک دن حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''تم اپنے گھر اب کیوں نہیں جاتے''۔ انہوں نے بڑی صفائی سے بات ٹال دی۔ دوسرے دن پھر جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو ان کی طرف دیکھتے ہوئے حضرت صاحب قبلہؒ نے لوگوں کو فرمایا ''اس کو پکڑ کر باہر نکال دو' گھر والے اس کا انتظار کر رہے ہیں اور یہ یہاں سے نہیں جاتا''۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ وہ شرمندہ ہو کر واپس چلے آئے۔ گھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ واقعی بہ دیر آنے پر وہ ناراض تھے۔

مستری غلام نبی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن یہ اپنی دکان پر بیٹھے مثنوی شریف مولانا رومؒ پڑھ رہے تھے کہ تحصیل چونیاں ضلع قصور۔ سے ایک سید صاحب اچانک آ گئے' بڑے اچھے اور باشرع آدمی تھے۔ ان کے پاس بیٹھ کر بزرگوں کی باتیں کرنے لگے' فرمانے لگے کہ ''آج کل بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو بزرگوں کی کرامتوں سے انکار کرتے ہیں۔ ہمارے پنجاب میں اوکاڑہ منڈی کے قریب حضرت کرماں والےؒ ایک بہت بڑے بزرگ ہیں۔ ہر وقت ان سے کرامتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ دو کرامتیں بندے نے خود دیکھی ہیں۔'' مستری صاحب ان کی باتیں کان لگا کر سننے لگے۔ فرمانے لگے۔ ''میرے ایک ماموں صاحب میرے پاس آئے' کہا چلو تم کو حضرت کرمانوالے کا مرید کرا دیں۔ میں

Marfat.com

نے اپنے ماموں سے کہا کہ میں تو کوٹلہ شریف والوں کا مرید ہوں گا یا مکان شریف والوں کا۔ انہوں نے کہا چلو میرے ساتھ کرمانوالہ شریف زیارت ہی کر آئیں۔ میں اپنے ماموں کے ساتھ کرمانوالہ شریف پہنچا۔ عالی جناب حضرت صاحب کرماں والاؒ سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ میرے ماموں صاحب نے عرض کیا کہ ''حضور یہ لڑکا آپؒ کا مرید کرانا ہے''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ان کو کوٹلہ شریف والوں کا مرید بنانا چاہئے''۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا ''کیوں جی ٹھیک ہے نا؟'' میں نے عرض کیا 'جی حضور آپؒ نے ٹھیک فرمایا' یعنی کشف سے میرے دل کی گہرائیوں تک پہنچ گئے'۔ اس کے بعد سید صاحب نے بیان کیا کہ حضور انور حضرت صاحب کرمانوالہ سرکارؒ کے وصال کی خبر ریڈیو سے سن کر وہ جمعہ کے دن صبح سویرے اپنے گھر سے پیدل ہی چل پڑے قریباً بیس میل کا سفر تھا۔ جب گیارہ میل طے کر چکے تو تھک گئے' کمزور تو پہلے ہی تھے' دن زیادہ چڑھ آیا اور حضرت صاحب سرکارؒ کے جنازے میں شامل ہونے کی امید کم ہو گئی۔ اچانک دیکھتے کیا ہیں کہ ایک موٹر کار ان کے قریب سے گزری۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ اگر وہ موٹر والا انہیں بھی سوار کر لیتا تو وہ بھی ایک مرد خدا کی نماز جنازہ میں شامل ہو جاتا۔ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ موٹر کار ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی' انہوں نے افسوس کیا' مگر پھر تھوڑی دیر بعد اچانک وہی کار واپس آئی اور ان کے قریب آ کر ٹھہر گئی۔ اس میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ انہیں کہاں جانا ہے۔ کہا ''کرماں والا شریف جانا ہے''۔ اس شخص نے کار میں بیٹھنے کی پیش کش کی۔ جب کرماں والا شریف پہنچے اور کار سے باہر نکلے تو معلوم ہوا کہ یہ لاہور کے بہت بڑے افسر کی کار ہے اور جب وہ دربار عالیہ کے اندر داخل ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ پر پانی ڈالنے کی سعادت انہی کو نصیب ہوئی۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اس بات کو اپنے لئے ایک بہت بڑی خوش نصیبی تصور کرتے ہیں۔

انہیں حضرت صاحب قبلہؒ کی معجزہ نما نظر کرم سے علم کا شوق اس قدر رہا کہ بہت سی تصوف کی کتابیں صرف تین سال کے عرصے میں پڑھ لیں۔ جو ان کے پاس اب بھی موجود ہیں۔ یہ سب کچھ اسی محبوب کی نظر کرم ہے۔ ذریعہ معاش انتظام بھی ان کی نظر کرم سے خزانہ غیب سے چل رہا ہے۔ یہ بات سن کر بعض کو تعجب ہو گا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ذریعہ آمدنی کے بغیر اتنی بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کر لیا گیا

Marfat.com

اور اتنا وقت کیسے گزارا۔ انہوں نے کبھی کسی رشتہ دار سے اپنی گزر اوقات کیلئے کچھ حاصل نہیں کیا ہے، نہ کسی کا کوئی تحفہ قبول کیا ہے، جب سے حضرت صاحب قبلہؒ کی نظر کرم ہوئی نہ کسی کے گھر کی روٹی کھائی ہے اور نہ کبھی چندے کیلئے کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے ہیں، نہ کسی دنیادار شخص کی کوئی دعوت کبھی قبول کی ہے۔

سات سال تک ایک بیوہ جس کے بچے یتیم ان کے زیر خدمت رہے ہیں۔ ان کا نان نفقہ، تعلیم و تربیت بھی بہ حسب حیثیت بقدر طاقت انجام پائی۔ ان پر اتنا بوجھ آ پڑا تھا کہ جیسے کسی کے سر پر پہاڑ آ گرا ہو کیونکہ لڑکیوں کا ان کو بہت فکر دامن گیر ہوا۔ کہ بغیر رقم کے ان کی شادی کس طرح یہ کریں گے۔ ذریعہ آمدنی بہت قلیل ہے حضرت صاحب قبلہؒ سے دعا کیلئے درخواست کرتے رہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا پاک ظہور پذیر ہوئی اور دو لڑکیوں کی شادی کے راستے کھل گئے۔ لڑکیوں کے والد مرحوم کے سگے بھائی کے لڑکوں سے نکاح کر دیئے۔ جس پر ان کا سوائے تین تین کپڑوں کے کچھ بھی خرچ نہ ہوا۔ دوسری کے بعد تیسری لڑکی کا ان کی حقیقی ہمشیرہ کے لڑکے سے نکاح پڑھا دیا گیا وہ اپنے گھر میں ماشاءاللہ خوش ہیں۔ ان کو نہ قرض اٹھانا پڑا نہ کسی رشتہ دار کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

پانچویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

مرشد ہو تو

حضرت کرماں والے جیسا!

Marfat.com

شیخ رحمت اللہ' گلی نمبر 5 انار کلی بازار لائل پور سے لکھتے ہیں انہیں حضرت صاحب قبلہؒ کرماں والے سے 1938 میں بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ تقریباً ایک سال بعد 1939ء میں یہ دفتر ڈپٹی کمشنر فیروز پور میں بطور چپڑاسی متعین ہوئے۔ بطور چپڑاسی کام کرتے ہوئے ایک سال ہی گزرا تھا کہ یہ کرموں والا شریف حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ عصر کی نماز کیلئے وضو فرما رہے تھے' دریائے کرم جوش پر تھا' ان سے ارشاد فرمایا ''رحمت اللہ جو چاہتے ہو مانگ لو''۔ یہ خاموش رہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے تین بار ایسا ہی فرمایا۔ یہ اسی طرح خاموش رہے۔ تیسری بار انہوں نے جھجکتے ہوئے عرض کیا کہ ''حضور میں چپڑاسی ہوں' کلرک بننا چاہتا ہوں' مجھے کلرک بنا دیں''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''بس کلرکی مانگی' اگر دنیا ہی مانگنی تھی تو کم از کم تحصیلدار یا کوئی بڑا عہدہ مانگتے''۔ یہ سمجھتے تھے کہ کلرکی ہی بہت کچھ ہے۔ کیونکہ یہ انگریزی نہیں جانتے تھے اور ان کی تعلیم بھی کم تھی۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ اللہ کے بندے کی دعا سے دنیا کی بڑی سے بڑی شے کا ملنا بھی ناممکن نہیں ہوتا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''جاؤ اللہ تمہیں کلرک بنا دے گا''۔ چنانچہ 1943 میں ان کی درخواست پر ڈپٹی کمشنر صاحب نے ان کا کیس کمشنر صاحب کو بھیج دیا۔ کمشنر صاحب نے تعلیم میں کمی اور عمر کی زیادتی کی وجہ سے کیس نامنظور کر دیا۔ یہ پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''حضور کیس نامنظور ہو کر واپس آ گیا ہے۔'' آپؒ نے ارشاد فرمایا' ''ابھی عملدر آمد کا وقت نہیں آیا' انشاء اللہ ضرور منظوری ہو گی'' ایک اور موقعہ پر حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''اب منظوری کا وقت آ گیا ہے''۔ انہوں نے عرض کیا کہ ''حضور اب تو سید امجد علی شاہ امریکہ چلے گئے ہیں اور سردار سکندر حیات خاں کا انتقال ہو چکا ہے۔ اب کیسے کام ہو گا؟'' ان کی اس بات پر حضرت صاحب قبلہؒ مسکرائے اور فرمایا ''پہلے تمہیں ان دونوں پر بھروسہ تھا' میرے رب پر بھروسہ نہیں تھا۔ اسلئے کام رہ گیا۔ اب وہ دونوں نہیں رب پر بھروسہ کرو ضرور کام ہو جائے گا''۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد کو ابھی دو ہفتے بھی نہ گزرے تھے کہ سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر صاحب نے از خود انہیں بلا کر کہا کہ تمہارا کیس میں نئے سرے سے منظوری کیلئے بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ ان کا کیس پھر کمشنر صاحب کو پیش کیا گیا۔ یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ اس وقت اچھے والا متصل

Marfat.com

چھاؤنی فیروز پور میں قیام فرماتے تھے۔ آپؒ نے انہیں فرمایا۔ ''جالندھر حضرت امام صاحبؒ کے روضۂ مبارک پر حاضری دو اور رات وہیں قیام کرو یہ جالندھر امام صاحبؒ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اس وقت عصر کی نماز ہو چکی تھی اور مغرب قریب تھی۔ یوں بھی سردی کا موسم تھا' مغرب کی نماز پڑھی تو انہیں خیال آیا کہ غلطی ہوئی کھانا کھا کر ہی یہاں حاضر ہوتا۔ خیر یہ خاموش رہے۔ عشاء کے بعد تمام حاضرین کو روضۂ مبارک سے باہر بھیج دیا گیا۔ مگر انہیں کسی نے وہاں سے نہ ہٹایا۔ یہ خاموش ہو کر لیٹ گئے۔ مگر بھوک کی شدت سے نیند نہیں آ رہی تھی۔ نصف رات کے وقت ایک بزرگ برقعہ پوش تشریف لائے اور فرمایا کہ روٹی کھا لو۔ مٹی کے برتن میں دال تھی۔ انہوں نے کہا ''کیا آپ روٹی کی قیمت وصول کریں گے''۔ درویش نے فرمایا کہ ''بطور مہمان آپ کو روٹی کھلائی جا رہی ہے۔ اجرت کے کیا معنی؟'' انہوں نے وہ روٹی کھائی۔ ان کا بیان ہے کہ آج تک انہوں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ دال کیا تھی کئی ایک کھانوں کا مجموعہ تھی۔ ہر لقمہ کا الگ ذائقہ۔ کھانا کھا کر لیٹ گئے۔ نیند آ گئی۔ خواب میں وہی بزرگ جو کھانا کھلا کر گئے تھے تشریف لائے اور فرمایا ''حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ دستخط کر دیئے ہیں۔ آپ نے کاغذات میرے پاس بھیجے ہیں' حالانکہ حضرت صاحب قبلہؒ خود ہی دربارِ رسالتؐ میں حاضر ہو کر کاغذات پر دستخط کروا سکتے تھے'' بزرگ نے ان سے فرمایا'' صبح کمشنر کے دفتر میں چلے جانا کام ہو جائے گا''۔ یہ صبح نماز فجر کے بعد کمشنر صاحب کے دفتر کو روانہ ہوئے۔ راستے میں ان کے ایک دوست اور حضرت صاحب قبلہؒ کے عقیدت مند سید منور شاہ صاحب تھانیدار ملے اور ان سے جالندھر آنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے سارا ماجرا سنایا اور وہ ان کے ساتھ ہو لئے۔ سپرنٹنڈنٹ ان کا دوست تھا۔ یہ دونوں سپرنٹنڈنٹ صاحب کے پاس گئے۔ اس نے کہا کہ ''چپڑاسی سے کلرک بننے کا کوئی قاعدہ ہی نہیں ہے''۔ سارا دن سپرنٹنڈنٹ صاحب رولنگ دیکھتے رہے کہ کوئی صورت نکل آئے مگر کوئی صورت نہ بنی اور آفس ٹائم ختم ہو گیا۔ انہیں سخت مایوسی ہوئی۔ یہ ابھی دفتر میں ہی تھے کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کہا'' ''ایک صورت میں کام ہو سکتا ہے' بشرطیکہ آپ نے کوئی فوجی خدمت سرانجام دی ہو''۔ انہوں نے کہا ''میرے پاس چالیس سرٹیفکیٹ ہیں' کیونکہ میں نے چالیس آدمیوں کو فوج میں بھرتی کرایا تھا۔ اور ان خدمات کی بنا پر گورنمنٹ نے مجھے یہ سرٹیفکیٹ دیئے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ان سے وہ

Marfat.com

سرٹیفکیٹ لے کر کہا ''اب کام ہو جائے گا۔ صبح آنا''۔ یہ صبح پھر گئے تو اس نے کہا ''دستخط ہو گئے ہیں اور میں بذریعہ ڈاک آپ کے کاغذات واپس بھیج رہا ہوں کل تک پہنچ جائیں گے''۔ دوسرے دن یہ دوبارہ دفتر گئے تو سب لوگ انہیں مبارکباد دے رہے تھے۔ یہ سب حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا اور نظر کا نتیجہ تھا۔ ورنہ کم تعلیم یافتہ اور زیادہ عمر والے آدمیوں کو ترقی کے موقع پر کون پوچھتا ہے۔

یہ صاحب بعد میں بطور ڈپٹی ریکارڈ کیپر ڈی سی آفس لائل پور میں کام کرتے رہے ہیں۔ ایک بار حکومت کی طرف سے ہی حکم ملا کہ جن کی تعلیم کم ہے' یا کوئی دوسری کمی ہے ان کو ملازمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔ دفتر میں جو دوست ان کے ساتھ کام کرتے تھے وہ سب ان سے کہنے لگے۔ ''آپ کی تعلیم کم ہے۔ اب آپ یقیناً ملازمت سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے''۔ انہیں ہمراہیوں کی باتیں سن کر بہت فکر ہوا کہ اگر سکریننگ کمیٹی میں نکالے گئے تو بہت بدنامی ہو گی۔ چنانچہ فوراً دربار حضرتؒ کرمانوالے میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان کے جاتے ہی ارشاد فرمایا۔ ''رحمت اللہ سکریننگ کمیٹی کیا کام کرتی ہے انہوں نے تمام صورت حال بیان کی ____ ارشاد فرمایا ''رحمت اللہ بے فکر رہو' تمہیں کوئی نہیں نکال سکتا۔ یہ مطمئن ہو کر واپس دفتر آ گئے۔ جو دوست ان کا مذاق اڑاتے تھے ان سب کو نوٹس آ گئے کہ سکریننگ کمیٹی کے روبرو پیش ہوں۔ مگر حضرت صاحب کرمانوالےؒ کے صدقے انہیں کسی نے طلب نہیں کیا۔

1941ء میں ان کی والدہ علیل ہو گئیں' میعادی بخار تھا۔ چار ماہ تک متواتر علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''تم جلدی واپس چلے جاؤ' کل بوقت عصر تمہاری والدہ انتقال کر جائیں گی''۔ اس وقت دس بجے تھے اور گاڑی گیارہ بجے اسٹیشن فیروز شاہ پر جو کہ کرموں والا شریف سے کافی فاصلے پر تھا پہنچتی تھی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''خراماں خراماں جائیں' یہ دس بجے کے بعد روانہ ہوئے۔ اور ابھی نصف فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ گاڑی اسٹیشن پر آ گئی۔ بجائے اس کے کہ یہ بھاگتے' حضرت صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق آہستہ آہستہ چلتے رہے۔ جب تک اسٹیشن پر نہیں پہنچے گاڑی وہیں کھڑی رہی۔ اسٹیشن پر پہنچے تو اسٹیشن ماسٹر نے جو سکھ تھا ان سے کہا فوراً آ جاؤ۔ میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ ادھر سے کوئی شخص آ رہا ہو گا'

Marfat.com

جس کو حضرت کرمانوالےؒ نے گاڑی پر سوار کرنے کو بھیجا ہوگا۔ اگرچہ گاڑی میں کوئی خرابی موجود نہیں لیکن یہ چل نہیں رہی"۔ مختصر یہ کہ ان کے سوار ہونے پر گاڑی چل دی۔ یہ نماز عشاء کے بعد گھر پہنچے۔ والدہ کی طبیعت پہلے سے بھی بہت اچھی ہو چکی تھی۔ لیکن دوسرے دن نماز عصر کے وقت حضرت صاحب کرمانوالےؒ کے فرمان کے مطابق وہ انتقال کر گئیں۔ وفات سے قبل ان کی والدہ نے اچھی طرح باتیں کیں اور یہ بھی بتایا کہ ایک بزرگ ان پاس تشریف لائے تھے اور فرمایا کہ آج انکا وقت آ گیا ہے۔ حلیہ دریافت کیا تو حضرت صاحب قبلہؒ کا تھا۔

1946ء کا واقعہ ہے کہ یہ اپنے والد بزرگوار کی معیت میں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے والد صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا کہ "کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں"۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ کہ "درود شریف کثرت سے پڑھا کریں اور حقہ چھوڑ دیں"۔ ان کے والد صاحب نے عرض کیا۔ "میں تو افیون بھی کھاتا ہوں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ "نہ حقہ پئیں اور نہ افیون کھائیں"۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد کا ان کے والد صاحب کے دل پر گہرا اثر ہوا اور اس وقت سے لیکر وفات تک انہوں نے نہ کبھی حقہ پیا اور نہ افیون کھائی، اور نہ ہی ان چیزوں کو چھوڑنے سے ان کے والد صاحب کو کوئی تکلیف ہوئی۔ یہ تھا حضرت صاحب قبلہؒ کا کرم۔

جنوری 1947ء کا واقعہ ہے کہ ان کے برخوردار انوار اللہ کا آدھا سر چھ ماہ سے درد کر رہا تھا (علاج معالجہ سے کوئی افاقہ نہ ہوتا تھا حضرت صاحب قبلہؒ اس وقت بمقام اچھے والا میں قیام فرما تھے اور یہ بستی ٹبکانوالی میں رہائش پذیر تھے۔ انوار اللہ نویں جماعت میں پڑھتا تھا یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان کو جاتے ہی ارشاد فرمایا "رحمت اللہ بابو صاحب کو کہو کہ یہ بھی لوگوں کے ساتھ بھوسے کو لتاڑیں"۔ انوار اللہ نے تھوڑا سا کام کیا اور اس کے دل میں خیال آیا کہ آئے تھے علاج کروانے اور حضرت صاحب قبلہؒ نے کام پر لگا دیا اس سے تو درد بڑھے گا یہ خیال آیا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے انوار اللہ کو بلوایا اور ارشاد فرمایا کہ "میرا مقصد تم سے کام لینے کا نہ تھا بلکہ اس کام میں تمہاری بیماری کا علاج بھی تھا۔ جاؤ پھر کبھی آدھے سر کے درد کی شکایت نہیں ہوگی"۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی نظر کرم سے آج تک انوار اللہ کو آدھے سر کی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ آپؒ کی نظر کرم سے انوار اللہ

Marfat.com

امتحان میں بھی کامیاب ہوگیا۔ حالانکہ اس نے درد کی وجہ سے امتحان کی تیاری نہیں کی تھی اور ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول فیروز پور نے کہا تھا کہ امتحان میں شامل نہ کرو۔

ان کی دختر کی شادی 1952ء میں تاندلیانوالہ میں ہوئی۔ لڑکی وہاں گئی تو شام کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع ملی کہ لڑکی سخت بیمار ہے۔ یہ کار لیکر گئے اور لڑکی کو گھر لے آئے۔ دو ماہ تک علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''خیریت ہے؟'' انہوں نے عرض کیا ''اللہ کا فضل اور حضور کی نظر کرم ہے''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے دریافت فرمایا ''لڑکی کا کیا حال ہے؟'' عرض کیا ''حضور پتہ نہیں چلتا کہ مرض کیا ہے۔ بہتیرے علاج کر چکا ہوں''۔ فرمایا ''کھوی گھاس پیس کر عمدہ شہد میں ملا کر چاٹ لیا کرے انشاء اللہ آرام آجائے گا۔'' انہوں نے پانچ چھ یوم یہ علاج کیا، مرض بالکل جاتا رہا اور لڑکی تندرست ہوگئی۔

1952ء کا واقعہ ہے، حضرت صاحب قبلہؒ کو موجودہ اقامت گاہ والی کوٹھی الاٹ ہو چکی تھی۔ لیکن کوارٹروں میں ابھی کچھ لوگ رہائش پذیر تھے۔ حضور والا شان عرس مبارک حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ سے واپس اوکاڑہ تشریف لائے۔ جہاں آپؒ نے ایک ماہ قیام فرمایا۔ یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان کو اور سیٹھ محمد شفیع صاحب کو کوٹھی کے کوارٹروں کا قبضہ لینے کے لئے بھیجا۔ حضور چاہتے تو تحصیلدار یا سب انسپکٹر پولیس کو ارشاد فرما کر فوراً قبضہ لے سکتے تھے۔ لیکن حضرت صاحب قبلہؒ چاہتے تھے کہ پیار اور محبت سے ان کو رضامند کر کے قبضہ لیا جائے۔ یہ اور سیٹھ محمد شفیع صاحب ڈیڑھ ہفتہ قبضہ لینے کیلئے روزانہ وہاں جاتے رہے مگر کواٹروں میں مقیم کوارٹر خالی کرنے پر آمادہ نہ تھے بلکہ لڑائی فساد پر اتر آئے۔ ان دونوں نے پریشان ہو کر حضرت صاحب قبلہؒ سے درخواست کی کہ دعا فرمائیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ صبح کا وقت تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ تلاوت قرآن پاک فرما رہے تھے ان کی بات سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ ''جاؤ اللہ تعالیٰ آج فضل کر دے گا۔ قبضہ مل جائے گا۔ یہ وہاں گئے تو لوگ خود بخود کوارٹر خالی کر کے جا رہے تھے۔ قبضہ مل گیا۔ پھر یہ دونوں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے فرمایا کہ دفتر سے کتنے یوم کی رخصت لیکر آئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور صرف دو دن کی رخصت لی تھی اور آج پندرہ دن ہو

Marfat.com

گئے۔فرمایا ''گھبرانے کی ضرورت نہیں' تمہاری حاضری لگتی رہے گی' دو یوم اور رہو''۔ وہ دو دن اور رہ کر یہ واپس لائل پور آ گئے۔ دفتر میں پہنچ کر حاضری کی کاپی دیکھی تو حیران رہ گئے' کیونکہ حاضری کی کاپی میں حاضری لگی ہوئی تھی۔

1955ء میں ان کی لڑکی پھر بیمار ہو گئی اور مسلسل کئی گھنٹے تک اس کی زبان بند رہی' کافی علاج کیا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ یہ ہر طرف سے مایوس ہو کر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ارشاد فرمایا کہ ''رحمت اللہ لڑکی کا کیا حال ہے''۔ انہوں نے عرض کیا کہ ''حضور بیمار ہے کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا''۔ ضرت قبلہؒ پانچ منٹ خاموش رہے۔ پھر ارشاد فرمایا ''اچھا'' کچھ دیر بعد ایک آواز آئی ''السلام علیکم'' حضرت صاحب قبلہؒ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا ''معصوم بچی کو تنگ کرنا شرعاً ناجائز ہے قیامت کو کیا جواب دو گے''۔ دوبارہ آواز آئی ''حضور اب نہیں تنگ کروں گا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اس سے دریافت فرمایا ''کیا کام کرتے ہو''۔ اس نے کہا کہ ''مولانا سردار احمد صاحب سے حدیث شریف پڑھتا ہوں۔ اور دو ماہ بعد فارغ ہو کر سند حاصل کر لوں گا''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا پڑھنے کی اجازت ہے' مگر فلاں گھر اور محلہ نہیں جانا ہوگا''۔ اس وقت گیارہ بجے تھے۔ انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ سے اجازت لی اور لائل پور واپس چلے آئے۔ شام کو گھر پہنچے تو لڑکی تندرست تھی اور روٹی پکا رہی تھی۔ ان کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ ''آج گیارہ بجے وہ ''بابا'' یہ کہہ کر چلا گیا کہ اب مجھے یہاں رہنے کی اجازت نہیں' آپ ایسی جگہ پہنچ گئے تھے جہاں بادشاہ بھی سلام کرتے ہیں''۔

اسی طرح 1965ء میں ان کا لڑکا ضیاء الحق بھی بیمار ہو گیا۔ بہت علاج کیا' مگر کوئی فائدہ نہ ہوا' عامل بلائے گئے' پتہ چلا کہ آسیب کا اثر ہے۔ عالموں سے بھی وہ جن نہ نکلا۔ یہ ضیاء الحق کو بڑی مشکل سے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں لے کر آئے۔ حضور نے فرمایا ''خیر ہے''۔ انہوں نے عرض کیا ''اللہ کا فضل و کرم اور حضور کی دعا ہے''۔ فرمایا ''یہ بابو صاحب کون ہیں' انہوں نے عرض کیا ''حضور یہ بھی میرا لڑکا ہے''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اس کو اپنی چارپائی کے نزدیک بلایا اور ہاتھ آگے بڑھا کر فرمایا ''السلام علیکم'' ضیاء الحق نے بھی ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ ارشاد فرمایا ''جاؤ اللہ خیر کر دے گا''۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے فرمانے سے برخوردار تندرست ہو گیا۔

Marfat.com

محمد عبداللہ نقشبندی مجددی ہرچرن پورہ 2 جھنگ روڈ لائل پور سے لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اور ان کے دو دوست مرزا عبدالرحیم اور عبدالمجید لائل پور سے حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں کرماں والا شریف حاضر ہوئے۔ جمعتہ المبارک کا دن تھا۔ نماز جمعہ کے بعد سینکڑوں عقیدت مند حضرت صاحب قبلہ کی حدمت میں بیٹھے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا 'بیلیو میں تم سب کو ایک دوائی بتاتا ہوں۔ جو بھی اس کو چالیس دن رگڑ کر پیئے گا اس کو کوئی روحانی اور جسمانی مرض لاحق نہیں ہوگا۔ نسخہ میں یہ اشیاء شامل ہیں۔ ایک تولہ پھول گلاب' ایک تولہ سونف' ایک تولہ سفید زیرہ اور ایک تولہ مغز بادام'' حضرت صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا ''جو بھی اس کو چالیس دن پیئے گا خدا تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائیں گے۔ ان کے دوست مرزا عبدالمجید نے عرض کیا کہ ''حضور میری بیوی عرصہ دو سال سے بیمار ہے اس کیلئے دعا فرمائیں۔'' حضرت صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ ''بیلیا میں کوئی حکیم ہوں'' چنانچہ دوسرے ہی دن اس کا انتقال ہو گیا۔

محمد عبداللہ صاحب نے حضرت صاحب قبلہ کے ارشاد کے مطابق اس دوائی کا استعمال شروع کر دیا ابھی تین ہی دن گزرے تھے کہ ایک رات انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ چند دوست لدھیانہ مشرقی پنجاب میں پھر رہے ہیں ان کا ارادہ ہوا کہ سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی کے آستانہ پر حاضری دے کر آئیں۔ وہ سب سرہند شریف چلے گئے اور حضرت مجدد صاحب کے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھنے کے بعد دعا مانگ رہے ہیں کہ اچانک آپ کا روضۂ مبارک وہاں سے غائب ہو گیا۔ آپ کے روضۂ مبارک کی جگہ ایک نورانی صورت بزرگ گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ سفید عمامہ سر پر ہے۔ داڑھی کے بال تین حصہ سیاہ اور ایک حصہ سفید ہیں اور وہ بزرگ کشتی دیکھنے کا بڑا شوق رکھتے ہیں اور ان کے ساتھیوں کی آپس میں کشتی کرا دیتے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر یہ رونے لگے۔ اس بزرگ ہستی نے فرمایا کہ تم کیوں روتے ہو''۔ انہوں نے عرض کیا ''حضور میں بہت کمزور ہوں۔ اگر آپ نے میری کشتی کسی سے کرا دی تو میں ہار جاؤں گا''۔ بزرگ نے مسکرا کر ان کی کمر پر تھپکی دی اور ایک بڑے پہلوان کے ساتھ ان کی کشتی کرا دی۔ انہوں نے آن کی آن میں اس پہلوان کو گرا دیا اتنے میں ان کی اہلیہ نے آواز دی کہ تہجد کا وقت ہو گیا۔ یہ بیدار ہو گئے۔ اس وقت ان کے جسم کا رواں رواں کھڑا تھا اور ان کی یہ حالت ڈیڑھ دو گھنٹے تک رہی۔

Marfat.com

انہوں نے ارادہ کرلیا کہ یہ خواب کسی کو نہیں بتائیں گے۔لیکن تین چار دن کے بعد انہوں نے اپنے ایک دوست سے یہ خواب بیان کر دیا۔اس کے بعد یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؒ فرمانے لگے۔بیلیا اپنیاں گلاں کسے نوں نہیں دسنیاں چاہی دیاں''۔وہ بزرگ حضرت امیر کلالؒ تھے۔

ایک مرتبہ یہ اپنے چچا کے انتقال کے موقع پر چیچہ وطنی گئے ہوئے تھے۔ان کے ساتھ ان کا دوست میاں عبدالحمید بھی تھا۔یہ چھ ماہ سے بیمار تھے۔دو تین ہزار روپے علاج معالجہ پر خرچ کر دیئے لیکن آرام نہ آیا۔ان کے دوست نے ان سے کہا ''چلو آج اپنے پیر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوکر دعا ہی کرائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت اور تندرستی دے''۔چنانچہ یہ اور ان کا دوست میاں عبدالحمید چیچہ وطنی سے حضرت کرماں والا شریف حاضر ہو گئے۔حضرت پیر عثمان علی شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب قبلہؒ لاہور تشریف لے گئے ہیں' چنانچہ یہ لاہور روانہ ہو گئے۔انہوں نے مغرب کی نماز دربار داتا گنج بخشؒ ادا کی۔نماز سے فارغ ہوکر یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی قیام گاہ موہنی روڈ سلامت محلہ سیٹھ محمد شفیع صاحب کے مکان پر پہنچ گئے۔سینکڑوں عقیدت مند حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں باادب بیٹھے تھے۔یہ بھی پچھلی صف میں بیٹھ گئے۔محمد عبداللہ صاحب نے اپنے دوست سے کہا کہ اگر حضرت صاحب قبلہؒ سے ابھی ملاقات ہو جائے تو رات کو آٹھ بجے کی گاڑی میں بیٹھ کر فوراً چیچہ وطنی چلے جائیں۔چنانچہ یہ دونوں پچھلی صف سے اٹھ کر آگے جا بیٹھے اور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔حضرت صاحب قبلہؒ نے سلام کا جواب دینے کے بعد جلالی شان سے ارشاد فرمایا ''یہاں سے چلے جاؤ' تم کو کس نے بلایا ہے۔عرض کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے تمام حاضرین کو وہاں سے اٹھا دیا اور آپؒ خاموشی سے لیٹ گئے اور طبیعت پر اداسی سی چھا گئی۔تقریباً دس بجے شب حضرت صاحب قبلہؒ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ ''چیچہ وطنی والے بیلیاں نوں بلاؤ'' آپؒ کا خادم ان کو ساتھ لیکر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔حضرت صاحب قبلہؒ کمال شفقت سے پیش آئے اور فرمانے لگے کہ ایک چھٹانک سرس کے بیج اور ایک چھٹانک کوزہ مصری باریک پیس کر صبح سویرے نماز کے بعد سات دن گائے کے دودھ کے ساتھ کھایا کرو' رب کریم رحم فرما دے گا''۔اس روز لاہور سے چیچہ وطنی جانے کیلئے جس گاڑی میں یہ سوار ہونا چاہتے تھے وہ گیمبر کے اسٹیشن پر مخالف سمت سے آنے والی گاڑی سے ٹکرا گئی اور

Marfat.com

سینکڑوں مسافر جاں بحق ہو گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں جھڑکیاں دے کر اس گاڑی پر سوار ہونے سے روک دیا تھا۔ اگر حضرت صاحب قبلہؒ پہلے ہی دوائی کے متعلق فرما دیتے تو فوراً آٹھ بجے کی گاڑی پر سوار ہو جاتے اور ان کا حشر بھی ان مسافروں جیسا ہوتا جو گیمبر کے حادثے میں جاں بحق ہوئے۔ سرس کے بیج اور کوزہ مصری تین دن ہی کھانے کے بعد انہیں مکمل آرام آ گیا۔

ایک دفعہ انہیں اور ان کے چند دیگر ساتھیوں کو پولیس پندرہ بیس دن روزانہ ایک مقدمہ کے سلسلے میں تھانے بلاتی رہی۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا' ان سب نے تھانیدار سے بڑی مشکل سے ایک دن کی چھٹی لی کہ انہوں نے جمعہ حضرت کرماں والا شریف پڑھنا ہے۔ چنانچہ یہ تنہا لائل پور سے حضرت کرماں والا شریف حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اس وقت مولانا درویش محمد کے علاوہ اور بھی عقیدت مند حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے عرض کیا ''حضور میں اور میرے ساتھی بیگناہ ہیں۔ پولیس روزانہ تھانے بلا کر تنگ کرتی ہے''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''اب تم تھانے مت جانا' اور نہ ہی تم کو کوئی بلائے گا''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب یہ لائل پور واپس گئے تو پولیس نے انہیں کچھ نہ کہا۔ سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ کے نیک بندوں کی' زبان مبارک سے جو فرمایا سچ ثابت ہوا۔

محمد صدیق احمد فیروز پوری خطیب پرانی عید گاہ' جھنگ صدر سے رقمطراز ہیں کہ جن دنوں یہ لاہور میں حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار شریف پر جامع گنج بخش میں زیر تعلیم تھے۔ ہر وقت پریشان حال رہتے۔ کیونکہ انہیں سبق یاد نہیں رہتا تھا۔ آخر ایک دن انہیں خیال آیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ ان کے خاندانی پیر ہیں' چل کر ان سے بیعت بھی ہونا چاہیئے اور تعلیم میں کامیابی کی دعا بھی کرائی جائے۔ چنانچہ یہ فوراً آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا ''حضور مرید ہونے آیا ہوں''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں اپنے حلقۂ مریدی میں لے لیا۔ تو انہوں نے دوبارہ عرض کیا ''حضور میری تعلیمی حالت بڑی ناگفتہ بہ ہے دعا فرمائیے کہ میری حالت تبدیل ہو جائے''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان کی پیٹھ پر دو تین بار تھپکی دی اور فرمایا ''خدا کے فضل سے تم بڑے مولوی بن جاؤ گے''۔ چنانچہ حضرت قبلہؒ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے انہیں علم بھی دیا ہے اور وعظ و تقریر کا

Marfat.com

ملکہ بھی عطا فرمایا ہے۔

ان کے دادا جان کے گھٹنے میں درد رہتا تھا۔ کافی علاج معالجہ کے بعد بھی درد زائل نہ ہوا تو وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا ''حضور گھٹنہ درد کرتا ہے''۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا ''اب گھٹنہ درد نہیں کرے گا ان کے دادا جان کی عمر اسی برس کے لگ بھگ ہوئی، مگر گھٹنے میں درد نہیں ہوا، بلکہ چار پانچ میل پیدل سفر بھی کر لیتے تھے۔

ایک مرتبہ یہ چک جاگو والہ نزد پتوکی گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے عقیدت مندوں میں سے ایک صاحب نے یہ واقعہ انہیں سنایا کہ وہاں ایک نزدیکی گاؤں میں ایک چال باز شخص بزرگوں کا لباس پہن کر پیر بن کر آ گیا ہے۔ بعض حضرات اس کے دام فریب میں آئے اور اس کو پیر مان کر گاؤں میں رکھ لیا۔ چند دنوں بعد وہ چال باز شخص گاؤں والوں کی ایک لڑکی اغوا کر کے لے گیا۔ انہوں نے تھانے میں رپورٹ درج کرا دی۔ تھانیدار صاحب تفتیش کیلئے گاؤں میں آئے۔ لوگوں کو اکٹھا کر کے کہنے لگے۔ تم نے صرف یہی سن رکھا ہے کہ مرید ہونا چاہئے یا یہ بھی جانتے ہو کہ پیر کیسا ہونا چاہئے۔ پیر تو حضرت کرماں والےؒ ہیں۔

صدیق صاحب کی بیوی کے گلے میں خنازیر نکل آئیں۔ انہوں نے بڑا علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر کسی کے بتانے پر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ کے دریافت فرمانے پر انہوں نے سارا واقعہ عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا۔ ''تم داڑھی رکھ لو اور دونوں میاں بیوی نماز پڑھا کرو۔ نماز کے بعد درود شریف پڑھ کر لعاب دہن لگایا کرو''۔ انہوں نے آپؒ کے فرمان پر عمل کیا۔ چند دنوں میں ان کی بیوی کی بیماری دور ہو گئی۔

گوجر پورہ لاہور کے انور حسین صاحب کا بیان ہے کہ موسم گرما 1952ء میں ایک دن یہ اپنے ایک عزیز کے پاس ان کے دفتر میں بیٹھے تھے۔ ان کے ایک ساتھی سے حضرت صاحب قبلہؒ کی تعریف سنی، مگر ان کے عزیز کو یقین نہ آیا۔ خود انہوں نے اگرچہ اس سے قبل وہ نہ تو حضور کی ذات گرامی کے متعلق سنا تھا اور نہ ہی پڑھا تھا، مگر پھر جب ان کے عزیز کے ساتھی نے حضرت صاحب قبلہؒ کا ذکر خیر کیا تو ان کے دل نے بن دیکھے ان کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور انہوں نے ارادہ کر لیا کہ کبھی حضرت صاحب

Marfat.com

قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر قدم بوسی کا شرف حاصل کریں گے۔

آخر آغاز موسم گرما 1953ء میں ایک دن یہ بذریعہ لاری حضرت کرمانوالے شریف پہنچے۔ جلد ہی حضرت صاحب قبلہؒ کے ایک خادم نے تمام حاضرین کو ایک ایک کر کے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر کرنا شروع کیا۔ یہ اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوئے کہ دوسرے ہی نمبر پر حاضر خدمت ہونے کا موقع مل گیا۔ یہ بیمار بھی تھے اور بیکار بھی۔ حاضر خدمت ہوکر پہلے بیماری سے شفا اور پھر حصول ملازمت کی درخواست کی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''جاؤ اللہ کریم خیر کر دیں گے''۔ اور اللہ کریم نے کرم کیا۔ پہلے انہیں بیماری سے شفا نصیب ہوئی اور پھر ایک سال بعد جس جگہ ملازمت کیلئے حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا تھا وہاں ملازمت بھی مل گئی۔

1955ء میں ان کے ایک اور عزیز نے حضرت صاحب قبلہؒ کی ایک کرامت کا ذکر کیا جس سے ان کے دل میں حضرت قبلہؒ کے متعلق عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی۔ ان کے عزیز کا بیان ہے کہ ان کی شادی کے بارہ سال بعد تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اپنی طاقت سے بڑھ کر علاج کرائے، تعویذ دھاگے اور دعائیں بھی کروائیں مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ ایک بار وہ کسی دوست کے کہنے پر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں کرمانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ اتوار کا دن تھا حاضری نصیب نہ ہوئی۔ اگلی اتوار پھر حاضر خدمت ہوئے۔ بھیڑ بہت تھی اور حاضر خدمت ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ دل میں سوچا کہ یہ اتوار بھی خالی گیا۔ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے ایک خادم سے ارشاد فرمایا۔ ''جو آدمی شیخوپورہ سے آیا ہے اسے بلا کر لاؤ (ان کے عزیز شہر شیخوپورہ سے ہی گئے تھے) لیکن ان کے عزیز اس خیال سے خاموش رہے کہ شاید کوئی اور صاحب ہوں گے جنہیں حضرت صاحب قبلہؒ نے وقت دے رکھا ہو۔ خادم ناکام واپس چلے گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے خادم کو پھر بھیجا اور فرمایا ''وہ آدمی آئے جو پچھلے اتوار بھی آیا تھا اور بغیر ملاقات کے چلا گیا تھا۔ ان کے عزیز یہ سنتے ہی سمجھ گئے کہ انہیں ہی بلایا گیا ہے۔ چنانچہ حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے دعا فرمائی اور دوا بھی تجویز کی فرمایا کہ ''یہ دوائی حمل ہونے تک کھلائیں''۔ ارشاد پر عمل کیا گیا اور دوائی بنا کر استعمال کی گئی۔ اب رب العزت نے کرم فرمایا اور حضرت صاحب قبلہؒ کی دعائے خیر کے طفیل ایک چاند سا لڑکا عطا فرمایا۔ انہوں

Marfat.com

نے اپنے عزیز کا وہ بچہ دیکھا ہے۔ بہت ہی معصوم' بھولا بھالا اور خوبصورت ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس وقت انور حسین صاحب کے یہ عزیز بھی بزرگوں کے متعلق کوئی اچھے خیالات نہیں رکھتے تھے لیکن اس واقعہ کے بعد آپ پکے مسلمان ہو گئے اور بزرگوں کی عزت کرنے لگے۔ واقعی حضرت صاحب قبلہ اللہ کریم کے سچے ولی ہیں جسے بھی ان کی زیارت ومحبت نصیب ہوئی اس کی دنیا ہی بدل گئی۔

یہ جمعتہ الوداع 1963ء کو ایک بار پھر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جمعہ شریف کی نماز کے بعد انہوں نے غلامی میں داخل ہونے کی درخواست کی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے دست شفقت ورحمت ان کے سر پر پھیرا اور ارشاد فرمایا ''جاؤ بیعت ہی بیعت ہے۔ نوافل (تہجد) کے بعد پانچ سو بار درود شریف پڑھا کرو''۔ ان کے ایک مہربان دوست مولوی مشتاق صاحب بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ بھی حضرت صاحب قبلہؒ کے معتقد ہیں۔ یہ انہیں کے ساتھ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے اس خیال سے کہ حضرت صاحب قبلہؒ مجھے ہاتھوں میں ہاتھ لیکر بیعت فرمائیں گے۔ ایک بار پھر بیعت کیلئے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ ناراض ہوئے اور فرمایا ''کوئی ہے جو اس کو یہاں سے لے جائے۔ انہوں نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے پھر ارشاد فرمایا ''ایک بار جو کہہ دیا ہے یہی کافی ہے''۔ یہ ندامت اور خوف سے پسینہ پسینہ تھے۔ اور سوچ رہے تھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ ناراض ہو گئے ہیں۔ یہ اسی سوچ میں تھے کہ چند سائلوں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں اپنی معروضات پیش کیں' سوائے ایک کے سب کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ وہ صاحب جو محروم رہے ان کا لڑکا ڈاک خانہ میں ملازم تھا' وہ کہتے تھے کہ ''دشمنوں نے ان کے لڑکے پر غبن کا جھوٹا کیس کر دیا ہے آپؒ دعا فرمائیں کہ وہ بری ہو جائے''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''جب کوئی قصور وار نہ ہو تو اس پر کیس کیسے ہو سکتا ہے''۔ مگر اسے اصرار تھا حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے فرمایا ''کیوں بابو پولیس کسی بیگناہ اور بے قصور کو تو نہیں پکڑتی''۔ ان جملوں میں اس قدر مٹھاس اور شفقت تھی کہ ان کا سب خوف دور ہو گیا۔ کہ حضرت صاحب قبلہؒ ان سے ناراض نہیں ہیں بلکہ ان کیلئے سراپا شفقت ورحمت ہیں۔ انہوں نے عرض کی ''حضرت صاحب آپؒ درست فرماتے ہیں۔ پولیس بیگناہ اور بے قصور آدمی کو

Marfat.com

تنگ نہیں کرتی''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے پھر اس آدمی سے پوچھا مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا۔ تو حضرت صاحب قبلہؒ فرمانے لگے ''اچھا جاؤ اگر تمہارا لڑکا بے قصور ہے تو بری ہو جائے گا''۔

یہ جمعتہ الوداع 1964ء کو پھر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور دامن مرادوں سے بھر اجب واپس آئے تو مطلع ابر آلود تھا اور صبح کو عید کا امکان تھا۔ گاڑی میں بیٹھے اسی کے متعلق تذکرہ کر رہے تھے کہ ان کے ایک دوست بولے ''کیا تمہیں اب بھی شک ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمادیا ہے کہ صبح عید ہے''۔ یہ بولے ہم نے سنا نہیں ورنہ ہم کون ہیں جو شک کریں۔ ان کے دوست کہنے لگے ''حضرت صاحب قبلہؒ کہہ جو رہے تھے کہ صبح عید ہے'' اور حقیقتاً صبح (ہفتہ) کو عید ہوئی۔

ایک بار حضرت صاحب قبلہؒ سیٹھ محمد شفیع صاحب کیلیانوالے کے ہاں تشریف فرما تھے انہیں پتہ چلا قدم بوسی کیلئے حاضر ہوئے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہؒ بادشاہی مسجد تشریف لے گئے ہیں اور شام کی نماز وہیں ادا کریں گے۔ پھر واپس تشریف لائیں گے۔ انہوں نے سوچا کہ بادشاہی مسجد میں حضور کی اقتدا میں نماز ادا کی جائے۔ تاکہ خیر و برکت نصیب ہو۔ مگر نماز میں صرف پانچ سات منٹ باقی تھے۔ گھڑی ان کے پاس تھی اور سائیکل پر سوار تھے۔ بادشاہی مسجد جلد سے جلد پہنچنے کیلئے اپنی طاقت سے بڑھ کر سائیکل تیز چلائی اگرچہ سڑک پر بہت بھیڑ تھی تاہم حضرت صاحب قبلہؒ کی نظر کرم کے باعث ہر تکلیف سے محفوظ رہے۔ جب یہ بادشاہی مسجد کے دروازے پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں سائیکل اسٹینڈ نہیں ہے۔ یہ بھاگ کر حدود حضوری باغ سے باہر آئے۔ خوش قسمتی سے ایک سائیکل کی دکان کھلی تھی وہاں سائیکل رکھی۔ پھر بھاگے اور حاضر خدمت ہوئے۔ یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں قریباً دس منٹ بیٹھے رہے اور پھر اذان ہوئی۔ یہ حیران تھے کہ آخر وقت کی رفتار کو کیا ہوا۔ سمجھ نہ آئی۔ لیکن دل نے تسلیم کرلیا کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے ہر چیز اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ حضرت کرماں والےؒ عہد حاضر کے ولی کامل تھے۔ اور ان کی نگاہ کرم سے ایسی کرامتوں کا ظہور تو بالکل چھوٹا سا واقعہ ہے۔

چوہدری نور احمد مقبول سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات لکھتے ہیں 1949ء کے وسط کا ذکر ہے کہ برادری کی پیچیدگیوں سے ان کی طبیعت سخت پریشان تھی اور یہ رخصت پر تھے۔ ان دنوں پوسٹ آفس

Marfat.com

میں محض ایک کلرک تھے۔ کسی پیر کامل کی تلاش بھی تھی۔ ان کے ایک دوست صوفی محمد ابراہیم صاحب سکنہ میر دوال ضلع شیخوپورہ نے جو حضرت صاحب قبلہؒ کے مرید تھے۔ ان کی رہنمائی فرمائی اور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا اور نصیحت فرمائی کہ ''مسجد میں ادب سے اٹھنا بیٹھنا جب حضرت صاحب قبلہؒ اجازت فرمائیں تب واپس آنا''۔ بہ کمال ارادت یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالی میں کرموں والا شریف نزد فیروزپور حاضر ہوئے۔ شام کی نماز کے بعد ملاقات کی اجازت ملی۔ حضرت صاحب قبلہؒ اس وقت ایک چھوٹی سی چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ حاضرین سے ہر ایک سے آمد کا مقصد دریافت فرماتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے دریافت فرمایا۔ ''والدین زندہ ہیں' کتنے بھائی ہو' کہاں سے آئے ہو' کیا کام کرتے ہو''۔ انہوں نے عرض کیا ڈاک خانے میں کلرک ہوں۔ (اس وقت ان کی عمر ستائیس سال تھی ہر روز شیو کرتے تھے) حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے فرمایا ''کیوں آئے ہو عرض کیا کہ ''دین اور دنیا کی بھلائی کی خاطر''۔ حضرت صاحب قبلہؒ خوش ہوئے مجلس برخاست ہوئی اور لنگر کھلانے کا حکم ہوا۔ یہ بھی دیگر معتقدین کے ساتھ وہیں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک درویش آئے اور بولے ''حضرت صاحب قبلہؒ انسپکٹر ڈاک خانہ کو بلا رہے ہیں''۔ انہوں نے خیال کیا کہ ساٹھ ستر آدمیوں میں کوئی صاحب ہوں گے۔ چنانچہ خاموش بیٹھے رہے۔ اور وہ درویش اکیلے واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہی درویش پھر آئے۔ اور بآواز بلند کچھ ناراضگی سے کہا ''کون ہے انسپکٹر ڈاکخانہ۔ حضرت صاحب قبلہؒ اسے بلا رہے ہیں اور وہ اٹھتا نہیں''۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ جب اور کوئی نہیں تو شاید انہی کو حکم ہو۔ یہ اس درویش کے ساتھ چل پڑے جونہی حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہنچے آپؒ نے ازراہ شفقت ارشاد فرمایا ''انسپکٹر جی میرے پاس بیٹھ جاؤ''۔ اور پھر فرمایا کہ ''جب تک یہ بابو صاحب یہاں رہیں میرے پاس کھانا کھایا کریں''۔ اسی وقت انہیں حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس ہی کھانا مل گیا۔ یہ اپنے آپ کو بہت ہی خوش قسمت محسوس کر رہے تھے بعد نماز فجر حضرت صاحب قبلہؒ وعظ فرماتے اور آیات قرآنی کی تفسیر بڑے دلکش انداز سے بیان فرماتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی پراثر تقریر اور مواعظ حسنہ سے دلوں میں نور پیدا ہو رہا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کا تکیہ کلام یہ تھا ''حضور پر نورؐ کی بڑی شان ہے'' دو تین دن کے بعد اجازت چاہی' مگر نہ ملی۔ اسی دوران بٹالہ ضلع گورداسپور سے دو ہندو بھی

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے کمال شفقت سے توجہ فرمائی اور وہ بامراد ہو کر ایک دو دن میں واپس چلے گئے۔ایک رات یہ اور ان کے ایک اور دوست (جو ایس ڈی او تھے' اور مصیبت زدہ تھے) اکیلے تنہائی میں اردو اور انگریزی میں گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ اجازت بھی نہیں دیتے اور مسجد میں دوزانو بیٹھے بیٹھے پاؤں اور گھٹنے درد کر رہے ہیں۔اب نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والا معاملہ ہے"فجر کی نماز کے بعد حسب عادت حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں سب دوست بیٹھے تھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا"کئی بیلی مجھے برا بھلا کہتے ہیں کہ میں انہیں جانے کی اجازت نہیں دیتا"۔انہوں نے ندامت سے سر نیچا کیا ہوا تھا اور پریشان تھے کہ اب کیا ہوگا۔جب حضرت صاحب قبلہ کا لہجہ ذرا نرم ہوا اور ارشاد فرمایا کہ ان کی طرف اشارہ کر کے"یہ چھور (لڑکا بھی اچھا ہے وہ بھی اچھا ہے تو کچھ جان میں جان آئی اس دوران میں مسجد شریف کیلئے اینٹیں بھی اٹھاتے رہے اور حضور خود بھی کام کرتے رہے۔بعض دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ ازراہ کرم انہیں دوپہر کے وقت پاس بلاتے اور دوائی کی گولیاں بندھواتے۔مختصراً یہ کہ سات دن تک حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں خدمت میں رکھا اور صبح کی مجلس کے بعد ارشاد فرمایا"تم جانا چاہتے ہو"۔عرض کیا"حضور چھٹی ختم ہے"۔ارشاد فرمایا"اچھا چلے جاؤ اور فوراً چلے جاؤ"۔ایک دوست نے عرض کیا"حضور گاڑی کا وقت بہت قریب ہے گاڑی نکل جائے گی"۔فرمایا"نہیں تم فوراً اٹھ بیٹھو اور روانہ ہو جاؤ"۔یہ اٹھے اور سلام عرض کیا اور روانہ ہوئے۔جو سفر پہلی دفعہ اسٹیشن فیروزشاہ سے کرموں والہ شریف تک انہیں چار میل محسوس ہوا تھا اب صرف ایک میل معلوم ہوا۔جب اسٹیشن پر آئے تو معلوم ہوا کہ گاڑی لیٹ ہے۔بعد ازاں نہایت اطمینان سے سوار ہو کر واپس گھر لوٹے۔

فروری 1947ء میں انہوں نے انسپکٹری کا امتحان دیا۔رات وہی سوالات خواب میں سامنے آئے جو صبح پرچہ میں ہونے تھے۔یہ حضرت صاحب قبلہؒ کا تصرف اور کرامت تھی۔چنانچہ اگست 1947ء میں یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا خیر کی بدولت علاقہ جموں میں انسپکٹر تعینات ہوئے۔

کرموں والا شریف کے قیام کے دوران پابندی شریعت' آداب مسجد کا نظارہ دیکھ کر دل خوش ہو رہا تھا کہ یہی وہ آستانہ ہے جس کی انہیں مدت سے تلاش تھی۔اللہ رحیم کا شکر ادا کیا کہ یہ عاجز' ایسے مرد کامل

Marfat.com

کے قدموں میں آ گیا ہے جو حقیقی معنوں میں حضور نبی اکرمؐ کے عاشق ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے داڑھی رکھنے کا حکم فرمایا۔ ایک دوست جن کے داڑھی تو تھی مگر بہت ہی کم تھی۔ اسے فرمایا کہ اسے نیچے تک آنے دیا کرو) ایک دن حضرت صاحب قبلہؒ نے سورۃ والشمس کی تفسیر کرتے کرتے گیارھویں شریف کا جواز بیان فرمایا یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں ہراساں ہراساں حاضر ہوئے تھے کہ شاید مجلس میں بھی حاضری نصیب ہو کہ نہ ہو۔ مگر حضرت صاحب قبلہؒ کمال شفقت اور مہربانی سے پیش آئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

چھٹی مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

اولیاء راہست قدرت ازالہ
تیر جستہ باز گردانند زراہ

Marfat.com

منشی عطا محمد صاحب خادم خاص حضرت صاحب قبلہؒ بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان سے پہلے حضرت صاحب قبلہؒ جلال پور شریف تشریف لے گئے۔ چار پانچ خدام خدمت میں تھے۔ حکیم ظہور حسین (ڈنگہ) بھی ہمراہ تھے۔ لالہ موسیٰ یا ہرن پور اسٹیشن پر رات ہوگئی۔ سب کو بیٹھے بیٹھے سونے کی اجازت مل گئی۔ مگر انہیں بیدار رہنے کا حکم ملا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے خراٹے لینے شروع کئے۔ انہوں نے سوچا کہ اب حضرت صاحبؒ آرام فرما رہے ہیں۔ میں بھی ذرا آنکھ بند کرلوں۔ بس ان کا آنکھ بند کرنا تھا' فرمایا ''تم سونے لگے ہو''۔ پھر انہوں نے تعمیل ارشاد میں اونگھنے کی بھی جرأت نہ کی۔ رات بغیر کھانے کے گزری۔ صبح چودہ میل کا پیدل سفر تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ سب ساتھیوں سے آگے آگے چل رہے تھے۔ رات کی بے خوابی اور بھوک بھلا ان لوگوں کو کہاں چلنے دیتی تھی دو چار میل کے بعد تھکان محسوس ہونے لگتی۔ اور یہ سب آپؒ سے بہت پیچھے رہ جاتے تو حضرت صاحبؒ پیچھے مڑ کر فرماتے ''چلو بھئی۔'' بس آپؒ کا یہ فرمانا ہوتا کہ ان میں پھر ایک طاقت کی لہر دوڑ جاتی۔ یہ پھر تھک کر پیچھے رہ جاتے۔ پھر یہی ارشاد ہوتا اور ان میں دوبارہ پھر چلنے کی سکت پیدا ہو جاتی۔ اسی طرح یہ تمام سفر طے ہوا۔ جلال پور شریف سے ملک وال براستہ منڈی بہاؤالدین جانے کا حکم ہوا۔ بذریعہ کشتی دریائے جہلم عبور کرنے کے بعد راستے میں ایک نالہ آیا جس میں کافی پانی تھا' ان لوگوں نے اسے عبور کرنے کیلئے اپنے کپڑوں کو ذرا سکیڑنا چاہا' فرمایا اسی طرح چلو' اللہ میاں پانی میں بھی دیکھتا ہے۔ غرض انہوں نے اس طرح اس نالے کو عبور کیا' جیسے خشکی پر چل رہے ہوں۔ تمام کپڑے تر بتر تھے اور یہ چلے جا رہے تھے۔ منڈی بہاؤالدین سے ملکوال پہنچے۔ وہاں حضرت سید فضل شاہ صاحب مدظلہ' ٹرین سے گزرنے والے تھے' حضرت صاحب قبلہؒ ان سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ ان کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ ملاقات ہوگی بھی یا نہیں۔ سارا وقت تو اس تلاش میں گزر جائے گا کہ آپؒ کون سے ڈبے میں ہیں ملاقات کیلئے کیا وقت ملے گا جب گاڑی کا سگنل ہوا تو آپؒ نے سامان اٹھانے کا حکم دیا اور پلیٹ فارم پر ایک جگہ جا کر کھڑے ہوگئے۔ گاڑی رکی تو حضرت سید فضل شاہ صاحب مدظلہ' کا ڈبہ بالکل حضرت صاحب قبلہؒ کے سامنے تھا۔ آپؒ نے فوراً گاڑی میں قدم رکھا اور حضرت فضل شاہ سے ملاقی ہوئے۔ اس

Marfat.com

طرح نہ انہیں تلاش کرنا پڑا اور نہ وقت ضائع ہوا۔

عطا محمد صاحب کے ایک عزیز غلام محی الدین خاں کچھ دنیا دار سے آدمی تھے۔ ایک دن انہیں داڑھی رکھے ہوئے دیکھا۔ عطا محمد صاحب نے پوچھا یہ انقلاب کیسا ہے؟ کہنے لگے "بیماری نے تنگ کر دیا تھا، کسی نے بتایا حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کرماں والا چلا جا، بچ جائے گا۔ میں وہاں چلا گیا۔ دعا کیلئے عرض کی۔ فرمانے لگے داڑھی رکھ لے۔ میں نے رکھ لی۔ اللہ نے شفا دے دی۔" عطا محمد صاحب نے کہا "نماز پڑھتے ہو؟" کہنے لگے۔ "حضرت صاحب قبلہؒ نے صرف داڑھی رکھنے کا حکم دیا تھا"۔

ایک مرتبہ عطا محمد صاحب اور بہت سے دوسرے درویش ریت اٹھا اٹھا کر ایک جگہ ڈال رہے تھے۔ عطا محمد صاحب بہت زیادہ تھک گئے۔ دل میں کہا۔ باری تعالیٰ بارش برسا دے، ریت گیلا ہو جائے گا تو شاید جان بچے ورنہ مر رہوں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد امرتسر سے آیا ہوا ایک سکھ ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ "کب بارش کرانا چاہتے ہو؟" یہ اس کی بات نہ سمجھے۔ اس نے کہا حضرت صاحبؒ فرماتے ہیں پھر انہیں خیال آیا کہ اوہو یہ تو ان کے وسوسے کی مہربانی ہے۔ انہوں نے کہا "جاؤ بابا جی بارش کیا کرانی ہے، ریت ڈھوئے جاتے ہیں"۔

کرموں والے گاؤں میں حضرت صاحب قبلہؒ کا بے تکلف بیلی، سیدھا سادا کمہار رہتا تھا۔ ایک روز اس نے حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا "پیر جی! لوگ کہتے ہیں کہ "آپ کو دل کی بات کا پتہ لگ جاتا ہے" آپؒ نے ہنس کر فرمایا "تم کمہار کے کمہار رہے نا، دل کی بات تو پانڈے (برتن) بناتے ہیں۔ اللہ والے تو عرش کی بات بتاتے ہیں۔"

حاجی نظام الدین صاحب مرحوم نے عطا محمد صاحب کو بتایا کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے ایک مرتبہ ان سے فرمایا کہ "حاجی صاحب بیلیوں کو گن کر گھر کھانے کی اطلاع کر دو"۔ حاجی صاحب نے حاضرین کو گن کر اطلاع کر دی آپ نے پوچھا "اطلاع کر دی"۔ انہوں نے کہا "جی حضور"۔ فرمایا۔ "کتنے مہمانوں کا کھانا کہا؟" انہوں نے کہا "اتنے مہمانوں کا"۔ فرمانے لگے، حاجی صاحب آپ نے سب کیلئے کھانے کا نہیں کہا انہوں نے کہا "حضور سب کیلئے کہا ہے" فرمانے لگے "اب گنو بس پھر کیا تھا فیروز شاہ سٹیشن سے گاؤں تک تمام راستہ انہیں صاف نظر آنے لگا اور یہ مسافروں کو گننے لگے۔ پھر تمام کو

Marfat.com

گن کر گھر کھانے کی اطلاع کی۔

منشی عطا محمد صاحب ایک دفعہ حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کو ظاہراً طور پر کچھ جسمانی تکلیف تھی اور شدید قسم کی تھی۔ اس رات عطا محمد صاحب پر نیند کا کچھ ایسا غلبہ طاری ہوا کہ سونے کے بعد ہوش نہ رہا۔ صبح اٹھے تو دل میں ندامت تھی کہ حضرت صاحب قبلہؒ تکلیف میں رہے اور خود سوئے رہے۔ حاضر خدمت ہوئے تو سر ندامت خم کر کے بیٹھ گئے، حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''لوگ ساری رات تو سوتے رہتے ہیں۔ اب مراقب ہو کر بیٹھ جاتے ہیں''۔

منشی صاحب کو وضو کرتے وقت ناک میں سے پانی گرانے کی عادت نہ تھی۔ ایسے ہی پانی سے ناک صاف کر لیتے تھے۔ ایک دن حضرت صاحب قبلہؒ فرمانے لگے ''بعض لوگ وضو کرتے وقت ناک میں اچھی طرح سے پانی نہیں گزارتے''۔ حالانکہ انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ کے سامنے کبھی وضو نہیں کیا تھا۔

حکیم شیر محمد صاحب امام مسجد گوجرانوالہ وٹھہ بہادر شاہ ضلع شیخوپورہ، بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کے مرید ہونے سے پہلے غیر مقلدانہ خیالات کے حامل تھے کہ ایک دن انہوں نے ایک کتاب میں حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کے حالات زندگی پڑھے اور ان کے آٹھوں خلفاء کا ذکر بھی پڑھا جن میں حضرت صاحب قبلہ سرکار کرمانوالےؒ کا اسم گرامی بھی تھا۔ حکیم صاحب کے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ حضرت صاحب قبلہؒ سے ملنا چاہیے۔ چنانچہ یہ حضرت صاحب قبلہؒ سے ملنے کیلئے ان کی خدمت میں پہنچے۔ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہؒ اپنے کمرے میں آرام فرما رہے ہیں۔ یہ کمرے میں چلے گئے اور حضرت صاحب قبلہؒ کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھ کر درود شریف پڑھنے لگے۔ دو تین مرتبہ ہی درود شریف پڑھا تھا کہ حضرت صاحب قبلہؒ بیدار ہو گئے اور جلال میں آ کر ان کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ''یا حضرتؒ! میں مرید ہونے کیلئے آیا ہوں'' حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''باہر چلے جاؤ''۔ چنانچہ یہ باہر آ گئے۔ دوبارہ ایک درویش کے کہنے پر کمرے میں گئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے ایک خادم سے فرمایا ان سے کہو کہ چلے جائیں''۔ اس پر انہوں نے چند باتیں کیں، اور پھر ڈیری طبروق چلے گئے۔ وہاں جا کر اپنے ایک رشتہ دار مولوی صاحب کو یہ سارا واقعہ سنایا، تو انہوں نے کہا

Marfat.com

''حضرت صاحب قبلہ تم سے ناراض ہو گئے ہیں۔ خیر کوئی بات نہیں۔ صبح میں تمہارے ساتھ اپنا ایک آدمی بھیجوں گا۔ اور حضرت صاحب قبلہؒ تمہیں مرید کر لیں گے''۔ لیکن جب یہ رات کو سوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ انہیں خواب میں نظر آئے۔ ان کا چہرہ سورج کی طرح تمتا رہا تھا اور بے پناہ نورانیت برس رہی تھی۔ آپؒ نے پوچھا ''مجھے پہچانتے ہو؟'' حکیم صاحب نے کہا ''حضور پہچانتا ہوں؟''۔ پھر فرمایا ''میں ناراض نہیں ہوں'' صبح آجانا میں تمہیں مرید کرلوں گا''۔ اور فرمایا کہ ''کلمہ شریف پڑھو۔ پھر فارسی کا یہ شعر پڑھا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

فرمایا: اولیاء اللہ کی صحبت میں رب ہوتا ہے' اس لئے وہاں زیادہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں''۔

صبح جب یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خوف سے دوزانو ہو کر دور بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے خود انہیں قریب بلایا۔ اور فرمایا ''تم تو کل والے حافظ نہیں ہو''۔ پھر رات والا شعر پڑھا اور پوچھا ''تمہیں یاد ہے یا نہیں؟'' پھر فرمایا ''زیادہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں''۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے یہ باتیں کیں تو یہ بہت خوش ہوئے۔ اور کوئی پون گھنٹہ تک وہاں دھوپ میں پڑے رہے۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے کہا ''باہر جا کر کوئی کام کریں''۔ چنانچہ یہ باہر آ گئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں مرید کر لیا اور یہ مرید ہو کر گھر آ گئے۔ اس کے بعد انہیں حضرت صاحب قبلہؒ سے اتنی محبت ہو گئی کہ ہر جمعہ وہاں جا کر پڑھتے۔ مگر جاتے ہی حضرت صاحب قبلہؒ انہیں چھٹی دے دیتے۔ اسی طرح یہ آٹھ مہینے وہاں جاتے رہے۔ پھر ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ نے تیرہ دن انہیں اپنے پاس رکھا اور چھٹی نہ دی۔ انہیں دنوں انہوں نے ایک دن دربار سے باہر دودھ مول لیکر چائے بنا کر پی جب حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس آئے تو آپؒ نے فرمایا کہ ''یہاں آ کر لنگر سے علیحدہ کوئی چیز مول لیکر نہیں کھانی چاہئے''۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ ایک شخص اخبار پڑھ رہا تھا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ ''یہاں خدا کا نام لینا چاہئے اخبار نہیں پڑھنا چاہئے''۔ اسی طرح جب انہیں تیرہ دن ہو گئے اور چھٹی نہ ملی تو انہوں نے گجیانہ والے بزرگ کو یاد کیا اور کہا۔ کہ ''بابا جی

Marfat.com

مجھے چھٹی لے دو"۔ پھر یہ باہر چلے گئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں بلوانے کیلئے ایک درویش کو بھیجا۔ مگر یہ نہ ملے۔ یہ اس وقت اسٹیشن پر بیٹھے سگریٹ پی رہے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے دوبارہ آدمی بھیجا اور کہا "جاؤ حکیم صاحب اسٹیشن پر بیٹھ کر سگریٹ پی رہے ہیں"۔ وہ درویش آیا اور اس نے حکیم صاحب سے کہا کہ "چلو تمہیں حضرت صاحب قبلہؒ یاد کر رہے ہیں" یہ حاضر خدمت ہوئے تو آپؒ نے فرمایا کہ "رات جس طرح بھی ہو گزار لو۔ صبح چلے جانا' کیونکہ تمہاری چھٹی کی سفارش آ گئی ہے۔"

حکیم شیر محمد صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ دن وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اجنبی آیا اور حضرت صاحب قبلہؒ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے پوچھا "تم نے مجھ سے کیا کہنا ہے؟" اس شخص نے کہا "یا حضرت! میرے لڑکے کو جن نے قابو کیا ہوا ہے بہت تدبیر کی لیکن وہ کسی طرح ٹھیک نہیں ہوا۔ اب جن خود بولا ہے کہ جب تک تم حضرت کرمانوالے سرکارؒ کے پاس جا کر توبہ نہیں کرو گے میں اسے ہرگز نہیں چھوڑوں گا" اور پھر کہنے لگا "یا حضرت! یہ میرے گناہوں کا عذاب ہے۔" حضرت صاحب قبلہؒ نے پوچھا "وہ کیا گناہ ہے؟ تو اس شخص نے کہا کہ "میں نے ایک عورت کے ساتھ منہ کالا کیا ہے"۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "توبہ کرلو' اللہ کریم رحم کر دے گا"۔ چنانچہ اس شخص نے توبہ کی اور اس کا لڑکا ٹھیک ہو گیا۔

ایک دن ایک مولوی صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس آئے اور بہت اچھی اچھی باتیں کرتے رہے۔ جب وہ جانے لگے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے دریافت فرمایا "مولوی صاحب! پھر بھی آؤ گے؟" مولوی صاحب نے کہا "ضرور آؤنگا' اگر آپؒ نے پہچان لیا تب۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔

"میں تو سو کوس سے پہچان لیتا ہوں کہ فلاں فلاں شخص نے بروز میثاق میری چادر کو ہاتھ لگایا تھا"۔

حکیم صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن وہ اپنی دکان میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا "میرا ایک عزیز بیمار ہے اس کا علاج کرو۔" انہوں نے مرض پوچھا تو حال کچھ خراب معلوم ہوا۔ حکیم صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ کو یاد کیا تو حضرت صاحب قبلہؒ کا دایاں ہاتھ نظر آیا اور آواز سنائی دی۔ آپؒ فرما رہے تھے۔ "جاؤ اللہ رحم کر دے گا"۔ رات کو پھر حضرت صاحب قبلہ حکیم صاحب کو خواب میں

Marfat.com

ملے اور فرمایا۔ ''روزی کا فکر نہ کیا کرو۔ میں نے تمہارے فرشتوں کو تمہاری روزی کے متعلق کہہ دیا ہے''۔
دوسری صبح حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک درویش نے ان سے کہا کہ ''کل عصر کے وقت حضرت صاحب قبلہؒ تمہیں یاد کر رہے تھے''۔ یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں گئے تو آپؒ نے فرمایا ''ہمارے بعض بعض مرید تو چھوٹی چھوٹی ہی باتوں پر اپنے پیروں سے مدد مانگنے لگتے ہیں''۔ حکیم صاحب سمجھ گئے کہ اشارہ ان کی طرف ہے۔

ایک دن شام کے وقت حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک عورت پاس سے گزری، ساتھ میں اس کا بچہ بھی تھا۔ اس نے کسی بات پر بچے کے اس زور سے تھپڑ مارا کہ اس کی چیخ نکل گئی۔ چیخ کی آواز سنتے ہی حضرت صاحب قبلہؒ بے خود ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو حکیم صاحب سے پوچھا ''کیا ہوا تھا؟'' انہوں نے بتایا کہ ''بچے کو اس کی ماں نے تھپڑ مارا تھا''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''وہ تھپڑ میرے دل پر لگا تھا''۔

ایک دن حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ گفتگو کے دوران حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے فرمایا کہ ''لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ کو غیب کا علم نہیں تھا، مگر میں کہتا ہوں کہ حضورؐ کے غلاموں کو بھی غیب کا علم ہے، اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ اس وقت دلی میں کیا ہو رہا ہے، یا لندن میں کیا ہو رہا ہے تو میں اسی وقت دکھا دیتا ہوں''۔

ایک دن ایک آدمی آیا اور حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا کہ ''میرے سالے نے اپنے سوتیلے باپ کو قتل کر دیا ہے اور اس کو پھانسی کی سزا ہو گئی ہے، آپؒ دعا فرمائیں''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے حکیم صاحب سے کہا ''اس سے سچی بات پوچھو''، حکیم صاحب نے اس شخص سے بار بار پوچھا مگر اس نے کچھ نہ بتایا۔ آخر عصر کے وقت حضرت صاحب قبلہؒ نے خود اس سے یہ کہا کہ ''قتل کی سازش تیری تیار کردہ تھی اور تو نے ہی اپنے سالے کو ٹوکہ لیکر دیا، اب میرے پاس آ کر جھوٹ بولتا ہے۔ اور مجھ سے دعا منگواتا ہے''۔ یہ سن کر اس شخص نے سچی بات بتا دی اور توبہ کی تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''جاؤ اللہ اس پر رحم کر دے گا''۔ آخر اس شخص کا سالا بری ہو گیا۔

حکیم صاحب کا کہنا ہے کہ وہ نماز پڑھتے وقت شہادت کی انگلی اٹھایا کرتے تھے، مگر دل میں

Marfat.com

ہمیشہ شک رہتا تھا۔ایک دن یہ حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپؒ نے فرمایا کہ حضرت مجددالف ثانیؒ کے سامنے جو بھی نماز میں شہادت کے وقت انگلی اٹھاتا تھا آپؒ اس سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہاری انگلی کاٹ دوں گا'' اس طرح یہ مسئلہ حل ہو گیا۔

ایک دن حضرت قبلہ کھانا کھا رہے تھے کہ حکیم صاحب نے دل میں خیال کیا کہ ''رب کریم نے ہم پر بڑا کرم کیا ہے کہ اتنا بڑا کامل شیخ ہمیں دیا ہے۔حضرت صاحب قبلہؒ تے فرمایا ''حکیم جی! ہمیشہ دل میں ایسے ہی خیالات ہونے چاہئیں''۔

ایک دن ملتان سے ایک مولوی صاحب آئے۔ان کا خیال تھا کہ ''یارسول اللہ'' کہنا ٹھیک نہیں۔جب وہ آ کر بیٹھے تو ان کی قمیض کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''مولوی جی! بٹن کھلے رکھنے کے متعلق کوئی حدیث مبارک ہے؟'' مولوی صاحب نے کہا ''ہے''۔حضرت صاحب قبلہؒ نے مشکوۃ شریف مولوی صاحب کو تھماتے ہوئے فرمایا ''دکھاؤ''۔مگر مولوی صاحب کو اس میں کہیں بھی یہ حدیث نظر نہ آئی تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''مولوی جی! اس مسئلے کو تو چھوڑو یہ بتاؤ کہ مشکوۃ شریف کہاں سے شروع ہوتی ہے؟'' مولوی صاحب نے کہا کہ ''ایک دن جبریل امین حضور رسول اکرمؐ کے پاس آئے اور یہ باتیں کہیں۔

یارسول اللہ خدا وحدہ لاشریک ہے؟'' حضورؐ نے فرمایا۔صدقتا

''یارسول اللہؐ! آپؐ سچے رسولؐ ہیں''

آپؐ نے فرمایا ''صدقتا''

''یارسول اللہ! آپ کا دین سچا ہے؟''

آپؐ نے فرمایا ''صدقتا''

''یارسول اللہ! قیامت آنے والی ہے؟''

آپؐ نے فرمایا ''صدقتا''۔

اس کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ ''اس حدیث کا راوی کون ہے؟'' مولوی صاحب نے کہا ''حضرت عمر فاروقؓ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''راوی تو سچا ہے مگر پھر

Marfat.com

بھی لوگ پوچھتے ہیں کہ "یارسول اللہ! کہنا جائز یا نہیں؟" یہ سن کر مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔

حکیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ رمضان المبارک کے مہینے میں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سترھویں روزے سے ان کا ہاضمہ خراب ہو گیا اور انہوں نے روٹی کھانی چھوڑ دی۔ اٹھائیسویں روزے تک یہی حالت رہی۔ اسی حالت میں حضرت صاحب قبلہؒ حکیم صاحب کو ظاہری حالت میں ملے اور فرمایا حکیم جی! آپ کا ہاضمہ خراب ہو گیا ہے' تھوڑا سا نمک کھائیں'۔ چنانچہ حکیم صاحب نے نمک کھایا اور ان کا ہاضمہ ٹھیک ہو گیا۔ حکیم صاحب نے عید کی نماز کے بعد یہ بات اپنے ایک ملنے والے فتح محمد صاحب کو بتائی اور پھر یہ دونوں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہنچے' نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے سب کو حکم دیا کہ جا کر نماز پڑھیں مگر حکیم صاحب اور فتح محمد صاحب کو بیٹھے رہنے کو کہا اور فرمایا "حکیم جی آپ کا ہاضمہ ٹھیک ہو گیا تھا" حکیم صاحب نے کہا "حضور ٹھیک ہو گیا تھا"۔ فرمایا "نمک میں نے اس لئے بتایا تھا کہ حضرت داتا گنج بخشؒ اور حضرت میاں میر اپنے لنگر خانوں میں نمک تقسیم کیا کرتے تھے"۔

ایک مرتبہ حکیم صاحب اپنے گاؤں میں فتح محمد صاحب کے ہاں گئے۔ ان کے ہاں ایک جھوٹی ولیہ آئی ہوئی تھی اور بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ حکیم صاحب بھی تقریباً ڈیڑھ بجے تک وہاں بیٹھے رہے کہ اچانک انہیں حضرت صاحب قبلہؒ آتے ہوئے نظر آئے تو حکیم صاحب نے کہا "وہ حضرت صاحب قبلہؒ آ گئے" اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کر آگے بڑھے جب حضرت قبلہ کے نزدیک گئے تو آپؒ نے فرمایا "ایسی عورتوں کے پاس نہیں بیٹھنا چاہئے"۔ اور یہ کہہ کر آپؒ غائب ہو گئے۔

ایک دن حکیم صاحب اپنے گھر کے پچھلے کمرے میں سوئے ہوئے تھے کہ ایک عورت روپے ادھار لینے کی غرض سے اندر آئی۔ اس نے روپے مانگے۔ حکیم صاحب نے جواب دے دیا اور وہ واپس چلی گئی۔ اس کے بعد جب حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس گئے تو آپؒ نے فرمایا "حکیم جی! اگر پچھلے کمرے میں سونا ہو تو غیر عورت کو اندر نہیں آنے دینا چاہئے' کیونکہ شیطان آدمی کا دشمن ہوتا ہے'۔

ایک مرتبہ حکیم صاحب کو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہؒ جنوں کی شادی پر گئے تھے تو انہوں نے

Marfat.com

تصدیق کرنے کی غرض سے حضرت صاحب قبلہؒ سے پوچھا کہ ''آپؒ جنوں کی شادی پر گئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''میں خود گیا تھا یا کسی نے بھیجا تھا'' حکیم صاحب نے کہا کہ ''حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ نے آپؒ کو بھیجا تھا'' تو آپؒ نے فرمایا کہ ''ہاں گیا تھا' جب میں شرقپور شریف سے باہر نکلا تو تھوڑی دور جا کر اس جن نے بغل میں سے ایک سرکنڈے کا دروازہ کھولا۔ جب میں نے آگے قدم رکھا تو کوہ قاف آ گیا۔ وہاں میں چھ دن رہا اور بہت زیادہ جن میرے مرید ہو گئے۔ اور اس جن کی شادی پر میں نے نکاح بھی پڑھا جب آنے لگا تو انہوں نے مجھے ایک جوتی اور لنگی دی اور ویسا ہی دروازہ بنایا۔ جب میں نے دروازے میں قدم رکھا تو شرقپور شریف آ گیا اور میں نے وہ دونوں تحفے حضرت میاں صاحبؒ کو دے دیئے''۔

ایک مرتبہ حکیم صاحب اور شیخ فضل کریم تونسہ شریف کے عرس پر جانے کیلئے تیار ہوئے اور سفر کیلئے بارہ روٹیاں پکوائیں۔ چار نمک والی' چار قیمہ والی اور چار میٹھی۔ یہ دونوں کوٹ ادو پہنچے' لیکن وہاں سے آگے تونسہ شریف جانے والی لاری نہ ملی تو یہ ایک آڑھتی کے پاس گئے' اس نے کہا کہ ایک ٹرک رات کو تونسہ شریف جائے گا۔ آپ دونوں اس میں چلے جانا۔ اسی دوران حکیم صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اتنے بڑے پیر کے مرید ہو کر دھکے کھا رہے ہیں''۔ جب یہ دونوں باہر آئے تو لاری تیار تھی یہ دونوں اس میں بیٹھ گئے۔ جب واپس حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہنچے تو آپؒ نے پوچھا ''راستے میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟'' حکیم صاحب یہ سن کر رو پڑے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''روتے کیوں ہو؟ روٹیاں تین قسم کی آپ کے ساتھ تھیں' جہاں دل کرتا تھا کھاتے تھے۔ جب لاری نہ ملی تو آپ کو افسوس ہوا' اور پھر آپ کو لاری بھی مل گئی تو پھر آپ کو تکلیف کون سی ہوئی؟''

ایک مرتبہ حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہنچے تو قبلہؒ چشتیاں شریف عرس پر تشریف لے جا رہے تھے۔ آپؒ نے حکیم صاحب سے فرمایا ''حکیم جی آپ یہاں رہیں میں آپ کے ساتھ ہی ہوں''۔ حکیم صاحب کو وہ اس لئے چھوڑ گئے کہ وہ کماد (گنا) اور آلوؤں کا کام کرائیں۔ ایک دن تو حکیم صاحب درویشوں کو باہر لے گئے اور تمام دن کام کیا۔ دوسرے دن نماز کے بعد درویش قرآن مجید پڑھنے لگے۔ حکیم صاحب نے ان سے کام پر چلنے کیلئے کہا۔ تو درویشوں نے کہا ''تھوڑا سا قرآن مجید

Marfat.com

پڑھ لینے دیں، پھر جائیں گے"۔ اچانک ہی حضرت صاحب قبلہؒ کی آواز حکیم صاحب کو سنائی دی، آپؒ کہہ رہے تھے کہ ان درویشوں سے کہو کہ قرآن پڑھنا تو مستحب ہے مگر شیخ کا حکم فرض ہے"۔ یہ بات حکیم صاحب نے درویشوں سے کہی تو وہ کام پر چلے گئے۔

ایک دن حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے ساتھ چک 24 نزد حضرت کرمانوالے گئے۔ آٹھ یا نو بجے کا وقت تھا، حکیم صاحب کو نیند آنے لگی تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "وہاں درخت کے نیچے صف پڑی ہے۔ اس پر سو جاؤ" یہ سوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ کوئی ڈیڑھ بجے گھر آئے۔ حکیم صاحب اٹھے تو انہیں بہت افسوس ہوا اور وہ بہت روئے، پھر جب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے فرمایا۔ "حکیم جی! روتے کیوں ہو؟" انہوںؒ نے کہا "میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا"۔ آپ نے پوچھا "مجھ سے بہت محبت ہے؟" انہوں نے کہا "حضور بہت!" فرمایا "درود شریف کثرت سے پڑھا کرو"۔

حکیم صاحب اکثر دل میں سوچا کرتے تھے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ حضرت علیؓ نے گھوڑے کی ایک رکاب میں قدم رکھ کر دوسری رکاب تک قدم لے جانے کے عرصے میں پورا قرآن مجید ختم کر لیا۔ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے یہ راز حضرت صاحب قبلہؒ کی صحبت میں پالیا، کیونکہ ایک روز انہوں نے دیکھا کہ ادھر اذان ہوئی اور اُدھر حضرت صاحب قبلہؒ نے پلک جھپکتے میں دعا پڑھ لی۔

ایک دن حکیم صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے ہمراہ چک نمبر 24 گئے۔ چھ آدمی اور بھی تھے۔ چھ آدمیوں کیلئے روٹیاں آئیں تو حضرت صاحب قبلہؒ نے آدھی روٹی کھالی، باقی رہنے دی اور فرمایا کہ جو روٹیاں باقی بچیں وہ حفاظت سے رکھ چھوڑنا"۔ حکیم صاحب سمجھے کہ کوئی خاص بات ہے۔ فوراً ہی دیوان صاحب وہاں آئے، ان کے ساتھ ستائیس آدمی تھے، انہوں نے بھی چھ آدمیوں کی بچی ہوئی روٹی سیر ہو کر کھائی۔

حکیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ ایک آدمی کو ساتھ لیکر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اس آدمی سے پوچھا "تو موچی ہے؟" تین مرتبہ اس سے یہی پوچھا۔ مگر اس نے نہ بتایا۔ حکیم صاحب اس کے متعلق جانتے تھے کہ یہ زمیندار ہے۔ انہوں نے جب

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہؒ کی زبان سے یہ سنا تو اس کے گاؤں جا کر اصل بات معلوم کرنے کی کوشش کی، آخر ایک بوڑھے شخص نے بتایا، کہ اس کی ماں کے ایک موچی کے ساتھ تعلقات تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

ساتویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

قیام پاکستان

Marfat.com

مولوی محمد یونس کیمبل پور سے لکھتے ہیں کہ 1947ء میں تقسیم سے پہلے میں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں اچھے والا (فیروز پور) حاضر ہوا۔ اس جگہ حضرت صاحب قبلہؒ نے "بیلیوں" کی سہولت کے لیے فیروز پور کے قریب اچھے والا میں اقامت اختیار فرمائی۔ نئی جگہ کے سبب لنگر وغیرہ کا انتظام ابھی مکمل نہ ہوا تھا جو کھانا سہولت سے تیار ہوتا وہی زائرین کو دیا جاتا اور وہ نعمت سمجھ کر قبول کرتے۔ اس روز ہم سب کو روٹی کے ساتھ پیاز کی چٹنی تقسیم ہوئی تھی جسے بصد شکر کھالیا۔ کھانے سے فارغ ہوکر جب خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا' مولوی صاحب آج تو ہمارے پاس پیاز ہی تھی۔ میں نے اور دوسرے حاضرین نے عرض کیا' لنگر شریف کے کھانے کا مزہ آج پہلے سے کہیں زیادہ آیا ہے اور بات بھی ٹھیک تھی۔ ظہر کا وقت ہوتو ارشاد فرمایا' مولوی صاحب مخالف ہوا چل رہی ہے اور ہم تو پہلا گھر بار بھی چھوڑ آئے ہیں۔ یہ بات پھر کسی وقت تم کو بتائیں گے۔ اچھا جو اللہ کو منظور ہے۔"

اس ارشاد مبارک کے تھوڑے ہی دنوں بعد فسادات شروع ہوگئے اور حضرت صاحب قبلہؒ کی نقل مکانی اور باد مخالف کے ارشاد کا پتا چل گیا۔

حضرت صاحب قبلہؒ اور اس علاقے کے تمام باشندوں کو پاکستان میں آنا پڑا۔

حضرت صاحب قبلہؒ کا یہ علاقہ آبائی وطن تھا' نقل مکانی سے قبل بھی حضرت میاں صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق لوگوں کے ہجوم حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس جمع ہوتے۔ ہندو اور سکھ بھی بڑی تعداد میں ہوتے۔ ایک دکاندار دھنامل نامی تو قیام پاکستان کے بعد بھی اس علاقے سے یہاں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ہندو مہمانوں کی خدمت کا کام دھنامل کے سپرد ہوتا تھا۔ یہ گورے رنگ کا ادھیڑ عمر کا آدمی باقاعدہ داڑھی مونچھ رکھتا تھا۔ اسے اکثر دوزانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ جیسے اندر ہی اندر اسم ذات کا ورد کرتا ہو' اس کے چہرے مہرے سے بالکل یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ یہ غیر مسلم ہے۔ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی جدائی میں بے چین ہوکر سال میں پاکستان کے ایک دو پھیرے ضرور کرتا۔ جوانی میں تو یہ اور بھی بہت خوبصورت ہوگا' اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ وہ ایک عورت کے جال میں پھنس گیا تھا کہ اس نے اس حرافہ سے چھٹکارا پانے کے لیے حضرت صاحب قبلہؒ کی طرف خیال کیا۔ چنانچہ دھنامل اس روز ایک بڑے گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رہا اور جیسے ہی حضرت صاحب قبلہؒ کے روبرو حاضر ہوا۔ حضرت

Marfat.com

صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''کیوں بھئی دھنا مل اگر پیر چاہے تو اس کا مرید گناہ سے بچ سکتا ہے۔''
دھنا مل ہاتھ جوڑ کر بولا ''دھن ہے مہاراج۔'' دھنا مل کہتا ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی رفاقت میں ایسے بے شمار واقعات پیش آئے کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا اور برکت سے بھگوان نے مجھے گناہوں سے بچا لیا۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آواز بھرا گئی۔ میں نے دیکھا کہ اس بڈھے کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ گلوگیر آواز میں بولا' میرا بس چلے تو میں اپنے سارے کنبے کو وہیں چھوڑ کر حضرت صاحب قبلہؒ کے ہی قدموں میں پڑا رہوں۔ لیکن کیا کروں انہیں بھی نہیں چھوڑ سکتا اور حضرت صاحب قبلہؒ کی جدائی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ آہ جب اس نے حضرت صاحب قبلہؒ کے وصال کی خبر جانکاہ سنی ہوگی تو اس کے دل پر کیا گزری ہوگی۔

مولوی محمد یونس بیان کرتے ہیں کہ تقسیم کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ اوکاڑہ میں گیٹ مین شمس الدین کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ ان دنوں ایک دفعہ میں بھی کیمبل پور سے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لاہور سے جس بس میں سوار ہوا راستے میں اسی بس میں میرے ساتھ کیمبل پور ڈویژن کے انسپکٹر ڈاک خانہ جات بھی بیٹھ گئے۔ مجھ سے علیک سلیک کے بعد بولے کہاں سے آ رہے ہو اور کہاں جانا ہے۔ میں نے کہا کیمبل پور سے آ رہا ہوں اور اوکاڑہ جا رہا ہوں۔ انسپکٹر صاحب نے دریافت کیا اتنی دور سے اوکاڑہ کس کام کے لیے جا رہے ہو۔ میں نے کہا وہاں میرے بزرگ رہتے ہیں۔ انکی خدمت میں جا رہا ہوں۔ انسپکٹر صاحب کہنے لگے بس اسی کام کیلئے تم نے اتنا لمبا سفر اختیار کیا ہے۔ میں نے کہا بزرگوں سے دعا لینے کے لیے حاضر ہو رہا ہوں۔ بولے دعا تو تم خود بھی گھر بیٹھے کر سکتے ہو' ایسے سفر سے کیا فائدہ۔

اس بات چیت کے دوران اوکاڑہ کا پھاٹک آ گیا اور میں لاری سے اتر گیا۔ گیٹ مین شمس الدین کا کوارٹر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ کچھ لوگ جگہ کی تنگی کے سبب باہر انتظار میں بیٹھے تھے۔ کچھ دیر بعد حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے دیکھ کر فرمایا ''مولوی جی بھلا ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ کسی سے بحث کریں۔ وہ بزرگوں کو برا کہیں' ہم تو ان کے بزرگوں کو ہمیشہ اچھا کہتے ہیں۔'' میں سرنگوں بیٹھا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ایک ہی اشارے میں دوران سفر انسپکٹر سے میری جو گفتگو ہوئی تھی' اس کی جملہ تفصیل بتا دی۔ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ اس قسم کے متضاد واقعات بیان کرنے والوں کو کبھی برا نہیں کہتے تھے۔ اکثر ارشاد ہوتا کہ خدا نے چاہا تو یہی لوگ ایک دن راہ راست پر آ جائیں

Marfat.com

گے۔ اخلاق کریمانہ کی ایسی متعدد مثالیں ظہور پذیر ہوتیں۔ بلکہ بسا اوقات تو مخالفت میں بولنے والے حضرات بھی حاضر ہو کر حضرت صاحب قبلہؒ کے روبرو زانوئے ادب تہہ کرتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ ارشاد فرماتے کہ کشف ہمارے راستے کی بہت ابتدائی منزل ہے۔ کسی کے دل کے حالات معلوم کرنا یا وہ ہمارے روبرو آنے سے پہلے راستے میں کیا بات چیت کرتا رہا' یہ جاننا کوئی بڑی بات نہیں۔ ہاں کسی کے دل کو دنیاوی آلائشوں سے موڑ کر رب تعالیٰ کی طرف لگانا یہ مردوں کا کام ہے۔ یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ اس دور میں لوگوں کے دلوں کو حق سبحانہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے میں کمال رکھتے تھے لوگ حاضر خدمت ہوتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی ایک نظر کیمیا صفت پڑتے ہی ان کی حالت متغیر ہو جاتی اور وہ زاروقطار رونے لگتے اور کچھ دیر بعد ان کا جی ہلکا ہوتا تو انہیں ایسا محسوس ہوتا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی توجہ پاک سے نہ صرف ان کے گناہوں کا بوجھ ہلکا ہو گیا بلکہ وہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب حضور رسول مقبول ﷺ کے لیے ایک بے پایاں محبت محسوس کرتے اور یہی منصب ولایت ہے۔

مولانا محمد یونس بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کرموں والے (نزد فیروز پور) حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر تھا' دو دیہاتی آئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے حسب معمول فرمایا' کس کام کے لیے آئے ہو۔ ایک بولا ''حضرت صاحب ہمارے کچھ آدمی پکڑے گئے ہیں دعا کے لیے آئے ہیں۔'' فرمایا وہ کیوں پکڑے گئے' کسی سے کچھ لین دین کا جھگڑا ہوا ہوگا۔ بولا ''جی ہاں لین دین ہی کا معاملہ تھا۔''

فرمایا: ''لین دین رشتے کے متعلق تھا۔'' کہا ''جی ہاں یہی بات تھی۔''

فرمایا ''تم نے روپے مانگے تھے انہوں نے نہیں دیئے اور تم نے چھین لیے!''

بولا: ''حضرت صاحب قبلہؒ یہی واقعہ ہوا۔''

فرمایا: ''تم نے اسے زمین پر گرا دیا۔''

وہ بولا ''حضرت صاحبؒ ایسا تو نہیں ہوا۔''

فرمایا ''بھائی ایسا مت کہو۔'' اس کا دوسرا ساتھی بولا ''حضرت صاحب قبلہؒ ایسا ہی ہوا تھا' اسے زمین پر گرا کر ہی روپے ہم نے چھینے تھے۔''

فرمایا: ''سچ بولنے میں بڑا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کر دیتے ہیں۔'' تھوڑی دیر بعد ان دیہاتیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اچھا جاؤ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کی کوئی صورت کر دیں گے۔''

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہؒ ہر آنیوالے کی خواہش کے مطابق اس کی دستگیری فرماتے اور سچائی پر تو اس قدر زور دیتے کہ واقعہ کی نوعیت خواہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو مگر بیان کرنے والا اسے چھپانے کی کوشش کرتا تو حضرت صاحب قبلہؒ اس پر خفا ہوتے۔ نیز وہ حضرت صاحبؒ کے لطف و کرم سے بھی محروم رہتا۔ اس کے برعکس کتنے ہی بڑے سے بڑے جرم کا مرتکب آ کر حضرت صاحب قبلہؒ کے روبرو آ کر سچ سچ کہہ دیتا تو حضرت صاحب قبلہؒ مناسب تنبیہ کے بعد اس کی رہائی کے لیے دعا فرماتے۔

ناچیز راقم الحروف نے دیکھا ہے کہ سچ بولنے والے قاتل بھی میری سرکار کی بارگاہ سے رہائی کا پروانہ حاصل کرتے تھے۔ ان کے قتل کا فیصلہ سال بعد یا دو سال بعد ہوتا' لیکن ہوتا وہی جو حضرت صاحب قبلہؒ کی زبان مبارک سے صادر ہوتا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی ذات بابرکات مجرموں اور عاصیوں کے لیے نجات دہندہ ہی نہ تھی بلکہ ان لوگوں کی رہائی کے ساتھ ساتھ نیک چلنی اور راست بازی کی تلقین بھی ہوتی اور وہ اس روحانی پیشوا سے نکلے ہوئے کلمات کا اس قدر اثر قبول کرتے کہ گناہ کی زندگی کو چھوڑ کر پاک بازی اختیار کر لیتے۔

آج ماہر نفسیات بھی مجرموں کی اصلاح کے لیے سزا کی بجائے انہیں ایسے راستوں پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں کہ انہیں گناہ سے نفرت دلائیں' اور وہ سیدھے راستے پر آ جائیں۔ یہ تو وقت ہی بتا سکتا ہے کہ ماہر نفسیات کی رائے پر عمل کرنے سے کتنے مجرم پاک باز بن گئے یا آئندہ بنیں گے لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ میری سرکارؒ کے حضور آنے والے لوگ گناہوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تائب ہو گئے۔ میں کوئی افسانے یا کہانیاں بیان نہیں کر رہا۔ پاکستان کے وسیع و عریض ملک میں حضرت صاحب قبلہؒ کے ہزاروں معتقدین پھیلے ہوئے ہیں اور وہ میرے اس دعوے کی تصدیق کریں گے کہ روحانی مشن کے یہ سب سے بڑے علمبردار لوگوں کو راہ راست پر لانے میں کتنی بڑی مہارت رکھتے تھے۔

پاکستان بننے سے چند سال پہلے کا ذکر ہے کہ چند بڑے افسر انگریز گورنر موڈی کے زیر عتاب آ گئے۔ ان میں ایک کمشنر صاحب بھی تھے۔ ان افسران کو معطل کر دیا گیا اور تحقیقات شروع ہو گئی۔ کمشنر صاحب اس ناگہانی افتاد کی وجہ سے پریشانی کی حالت میں قانونی پناہ لینے کے باوجود مطمئن نہ ہوئے اور بزرگان دین کی خدمت میں روحانی امداد کے لیے حاضر ہوئے لیکن ان کے دل کو تسلی نہ ہوئی۔ انہیں کہیں سے طمانیت قلب نصیب نہ ہوئی' اسی پریشانی کے عالم میں ان کی صحت بھی گر گئی۔ ایک دن ملتان ریلوے سٹیشن پر ان کی ملاقات اپنے ایک دیرینہ دوست سے ہوئی جو ریلوے میں بڑے افسر تھے۔ دوران گفتگو

Marfat.com

ریلوے افسر نے انہیں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے کہا۔ فیصلہ ہوا کہ دو دن بعد وہ انہیں لاہور میں ملیں گے اور وہاں سے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا پروگرام بنایا جائے گا۔ چنانچہ لاہور میں اوکاڑہ کے ایک دوست کے ہمراہ جانے کا پروگرام طے پا گیا اور اوکاڑہ والے دوست سے کہا گیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ سے ملاقات کے بعد وہ شام کا کھانا ان کے پاس اوکاڑہ میں کھائیں گے۔ انہوں نے اپنا ایک آدمی اوکاڑہ روانہ کر دیا کہ چار آدمیوں کے لیے کھانا تیار کیا جائے نیز اسے سمجھا دیا کہ کھانے میں پلاؤ مرغ اور کباب وغیرہ بھی ہوں۔ کچھ خانیوال کے خربوزے وغیرہ بھی ہوں اور سہارنپوری آم بھی لے رکھے۔ حسب پروگرام یہ لوگ شام کو حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ آپؒ اس وقت نماز مغرب کی ادائیگی کے لیے مصلے پر تشریف فرما تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے مسکرا کر فرمایا' پہلے آپ سب نماز پڑھ لیں پھر باتیں کریں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت صاحب قبلہ بھی نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ آپؒ نے ان کی خیر و عافیت دریافت فرمائی اور اشارہ فرمایا کہ پہلے کھانا کھا لیجئے پھر باتیں کریں گے۔ ہاتھ دھلائے گئے اور دستر خوان بچھایا گیا۔ جب کھانا چنا گیا تو اس میں وہ تمام اشیاء موجود تھیں جن کے لیے اوکاڑہ میں دوست کو خصوصی پیغام بھجوایا گیا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا میں تو بیمار رہتا ہوں۔ غذا پرہیزی کھاتا ہوں۔ آپ حضرات کے لیے اللہ کریم نے آج یہ سب چیزیں بھیج دی ہیں۔ شوق سے تناول فرمائیں۔ کھانے کے بعد خربوزے اور آم بھی آ گئے۔ سب خاموشی سے کھا رہے تھے۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے نہایت شفقت سے گفتگو شروع کی اور کمشنر صاحب سے ہی دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ انگریز گورنر میرا مخالف ہے اور مجھے ملازمت سے برطرف کر کے سزا دلوانے پر تلا ہوا ہے۔ اگر مجھے ایک گھنٹے کی سزا بھی ہو گئی تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے تسلی و تشفی دی اور فرمایا غلطیاں کس سے نہیں ہوتیں' لیکن وہ غفار الذنوب ہے۔ اس کی ذات پاک معاف بھی کر دیتی ہے۔ پاکستان کے قیام میں آپ لوگوں نے بہت کام کیا ہے۔ اچھا اللہ کریم خیر کر دیں گے۔ کمشنر صاحب کہتے تھے کہ انگریز گورنر چونکہ مخالف ہے وہ ضرور نقصان پہنچائے گا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''جائیے تھوڑے دنوں میں وہ بھی چلا جائے گا۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا' کچھ عرصہ بعد گورنر موڈی چلا گیا اور کمشنر صاحب کو پنشن ہو گئی۔

میاں چراغ دین صاحب...... کراچی کے ایک بڑے تاجر تھے۔ تقسیم ملک سے پہلے وہ فیروز

Marfat.com

پور میں کپڑے کی دکان کرتے تھے۔ کاروبار کچھ ایسا ہی تھا۔ وہ اکثر کرموں والا شریف (نزد فیروز پور) میں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب بھی وہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تو حضرت صاحب قبلہؒ نہایت شفقت سے فرماتے آؤ بھئی کراچی کے سیٹھ تم آ گئے۔'' میاں چراغ دین کچھ دیر خدمت بابرکت میں ٹھہرتے اور واپس فیروز پور چلے جاتے۔ جب ان کے والدان سے دریافت کرتے کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کاروبار کی ترقی کے لیے بھی عرض کیا تھا یا نہیں تو میاں چراغ دین کہتے کہ مجھے تو وہاں کہنے کی جرأت نہیں پڑتی۔ البتہ آپؒ نے فرمایا تھا کہ آؤ بھئی کراچی کے سیٹھ تم آ گئے۔

ایک دن میاں چراغ دین کے والد نے کہا کہ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور میں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ دونوں باپ بیٹے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہنچے۔ میاں چراغ دین کے والد نے کہا کہ حضور گھر میں گزارہ مشکل سے ہو رہا ہے۔ دعا فرمائیں مولا کریم کاروبار میں ترقی عطا فرمائیں۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا'' گھبراؤ نہیں' مولا کریم بہت برکت فرما دیں گے۔'' جلد وہ وقت آئے گا کہ تمہاری سب تنگی دور ہو جائے گی۔'' تھوڑے عرصے بعد تقسیم ملک کے وقت میاں چراغ دین کراچی چلے گئے اور وہاں جا کر معمولی سرمایہ سے کام شروع کر دیا۔ کچھ ہی عرصے میں کراچی میں میاں چراغ دین کو تاجر طبقہ سیٹھ چراغ دین...... کے نام سے یاد کرتا تھا۔

حاجی شیخ فضل دین جس کی مسجد وزیر خان کے چوک میں بزازی کی دکان تھی۔ پہلے وہاں ایک پھٹے پر چند تھان رکھ کر بیچا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کا خیال ہوا کہ اس معمولی جگہ سے کسی دوسری جگہ پر کاروبار منتقل کر دیا جائے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے پیغام بھیجا کہ وہیں بیٹھے رہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔ چنانچہ حاجی صاحب نے (جو بعد میں فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد حاجی کہلائے) اس جگہ پر دکان کرنے سے بہت دولت کمائی۔ ان کا کاروبار بھی بڑھ گیا۔ باغبانپورہ کے قریب ایک کوٹھی تعمیر کی اور اسی کاروبار سے گلبرگ کے بی بلاک میں بھی ایک کوٹھی تعمیر کی۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ کیلیاں والا شریف کے عرس سے واپس آ رہے تھے۔ یہ ناچیز بھی ہمراہ تھا۔ جب کیلیاں والا شریف اور اکال گڑھ کے نزدیک سے گزرے تو یہی شیخ صاحب پیرانہ سالی کے باوجود پیدل جا رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا' کیا ہے' اللہ نے دے رکھا ہے کسی یکہ ٹم میں بیٹھ

Marfat.com

جاتے۔ شیخ صاحب اس اعتبار سے بہت سیانے آدمی تھے۔ ان کی اہلیہ کا انتقال ہو چکا ہے اور کاروبار کو زیادہ ان کے لڑکے خوب چلا رہے ہیں (اللہ تعالیٰ اور برکت دے۔)

غلام مصطفیٰ زرگر ساکن پاک پتن کا بھائی بہاولنگر میں رہتا تھا۔ اس کی تین چار سال کی بچی ایک دن گھر سے باہر کھیلتی ہوئی گم ہو گئی۔ بچی کی گمشدگی پر والدین کو بے پناہ اضطراب ہوا...... سخت پریشانی کی حالت میں غلام مصطفیٰ زرگر اور اس کا بھائی حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں کرمانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے تسلی دی اور فرمایا' جاؤ' بچی گھر ہی آ جائے گی' گھبراؤ نہیں۔"

دونوں بھائی واپس چلے گئے اور تلاش جاری رکھی۔ پولیس میں اطلاع دی گئی۔ ہر طرف دوڑ دھوپ شروع ہوئی لیکن بچی کا کوئی سراغ نہ ملا۔ اس پریشانی میں وہ اکثر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے رہے۔ مگر جب بھی وہ آتے آپؒ ہر دفعہ ان کو تسلی و تشفی دیتے اور فرماتے کہ گھبراؤ نہیں' بچی واپس تمہارے گھر آ جائے گی۔ دن اور مہینے گزرتے گئے۔ ایک' دو' تین سال گزر گئے۔ والدین کی بے قراری دن بدن بڑھتی جا رہی تھی اور جب بے قراری بڑھ جاتی تو حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ ارشاد فرماتے کہ گھبراؤ نہیں لڑکی گھر آ جائے گی۔ آخر جب قریباً چار سال کا عرصہ گزرنے کو آیا تو ایک دن آفتاب غروب ہونے کے ساتھ ہی ان کی امیدوں کا آفتاب طلوع ہوا۔ اچانک ایک جیپ کار ان کے دروازے کے سامنے آ کر رکی۔ ایک تھانیدار کار سے باہر نکلے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب غلام مصطفیٰ کا بھائی باہر آیا تو تھانیدار نے دریافت کیا کہ یہ مکان کس کا ہے اور تمہارا کیا نام ہے۔ جب تھانیدار کو یقین ہو گیا کہ یہ مکان ان زرگروں کا ہی ہے تو اس نے کار میں بیٹھے ہوئے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ وہ کار سے نیچے اترے اور ایک ننھی بچی بھی ان کے ساتھ کار سے نکلی۔ باپ نے بیٹی کو پہچانا اور خوشی سے لپٹ گیا۔ چار سال سے بچھڑی ہوئی بچی جب گھر کے اندر عورتوں کے پاس گئی تو وہاں عجیب سماں تھا' خوشی اور مسرت کے جذبات سے گھر میں چیخ و پکار کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ لڑکی کی دستیابی کے متعلق جب تھانیدار سے باتیں ہوئیں تو انہوں نے بتایا کہ ان کی لڑکی حیدرآباد سندھ سے ملی ہے اور اسے اٹھا کر لے جانے والا شخص فقیروں کے بھیس میں بہاولنگر میں ان زرگروں کے مکان کے قریب ایک کٹیا میں رہا کرتا تھا۔

منٹگمری ضلع کچہری کے ایک پرانے اہلکار ایک دفعہ رشوت ستانی کے مقدمے میں پھنس گئے۔ کسی ماتحت کا قصور تھا لیکن وہ اہلکار بھی اس ماتحت کے ساتھ ہی دھر لیے گئے اور ملازمت سے معطل کر دیئے

Marfat.com

گئے۔ بیچارے عیالدار آدمی تھے اور معمولی سی بات پر...... پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ چند روز پولیس کے زیر حراست بھی رہے۔ آخر بعض احباب کے کہنے پر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور گریہ وزاری سے التجائے دعا کی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے شفقت سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ بری ہو جاؤ گے۔

تفتیش مکمل ہونے کے بعد ان کا مقدمہ ایک سخت قسم کے مجسٹریٹ کے سپرد ہو گیا اور اس اہلکار کو پریشانی اور بھی زیادہ ہوئی' کیونکہ مجسٹریٹ سخت گیر مشہور تھا۔

ایک مرتبہ پھر انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اب تو بظاہر کوئی صورت رہائی کی نہیں' حاکم بہت سخت ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے پھر تسلی و تشفی دی اور فرمایا ''جاؤ بری ہو جاؤ گے اور مجھے کیا کہتے ہو۔''

مقدمہ پیش ہوا اور اس دن جتنے مقدمات تھے سب میں سزائیں سنائی گئیں لیکن اس اہلکار کے متعلق لکھے ہوئے فیصلے کو جس میں سزا تجویز کی گئی تھی......عدالت نے سب سے آخر نمبر پر رکھ دیا۔ جب عدالتی کام ختم ہو گیا تو مجسٹریٹ نے اس اہلکار کے کاغذات اٹھائے اور حکم سنایا کہ جاؤ تم بری ہو' میں کسی پر خواہ مخواہ ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اس عدالت کے اہلمد جنہوں نے یہ فیصلہ ٹائپ کیا تھا حیران تھے کہ آج مجسٹریٹ صاحب نے کس طرح آخری وقت پر اپنے فیصلے کو بدل دیا جب کہ ملزم کو سزا سنائی جانے والی تھی۔ چنانچہ عدالت نے دوبارہ فیصلہ ٹائپ کر دیا۔

شیخ خادم حسین انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ حضرت صاحب قبلہؒ کے خادموں میں سے ہیں۔ وہ مارکیٹ کمیٹی میں بطور کلرک کام کرتے تھے۔ اسی دفتر میں انسپکٹر کی آسامی خالی ہوئی۔ شیخ صاحب نے اپنے تجربے کی بنا پر اس آسامی کے لیے درخواست دے دی اور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر دعا کے لیے طلب گار ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے از راہ شفقت تبسم فرمایا اور کہا ''جس دن اہلکار کا انتخاب ہو تو اس دن طرے دار پگڑی باندھنا' اللہ کریم مہربانی فرمائیں گے اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔'' شیخ صاحب انتخاب کے دن حسب ہدایت خوب ٹھاٹھ سے افسر اعلیٰ کے روبرو پیش ہوئے۔ افسر اعلیٰ نے کہا: بے شک تمہارا تجربہ بھی ہے اور تم منتظم بھی ہو لیکن دوسرے امیدواروں کے مقابلہ میں تمہاری قابلیت کم ہے۔ وہ بی اے پاس ہیں اور تم دسویں پاس بھی نہیں ہو' شیخ صاحب خاموش کھڑے رہے۔

افسر اعلیٰ نے امیدواروں کا انتخاب کر لیا۔ پہلے نمبر پر ایک بی اے پاس امیدوار کو رکھ دیا گیا اور

Marfat.com

دوسرے نمبر پر شیخ خادم حسین تھے۔ شیخ صاحب نے واپس آ کر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں گزارش کی کہ افسر اعلیٰ نے مجھے دوسرے نمبر پر رکھا ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم دوسرے نمبر پر کیسے ہو' تم تو پہلے نمبر پر ہو۔'' چنانچہ جس شخص کا نام پہلے نمبر پر تجویز ہوا تھا وہ ایک بیمار آدمی تھا۔ اس لیے ملازمت پر نہ آ سکا۔ شیخ صاحب ہی کچھ عرصہ کے لیے اس آسامی پر عارضی طور پر کام کرتے رہے اور پھر بعد میں مستقل ہو گئے۔

حافظ غلام جیلانی صاحب قصوری بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس کا لڑکا اور ایک اور آدمی قتل کے مقدمے میں ماخوذ تھے۔ چند دنوں بعد مقدمہ سیشن جج کے پاس فیصلے کے لیے پیش ہونے والا تھا۔ دیہاتی صاف گو آدمی تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے دریافت فرمایا کہ ''بابا جی تم کیسے آئے ہو؟'' دیہاتی نے عرض کیا کہ میرے بیٹے اور اس کے ایک ساتھی نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ نوجوان نے سخت غلطی کی ہے ان کو معافی دی جائے۔''

حضرت صاحب قبلہؒ نے دریافت فرمایا کہ ''آخر اسے قتل کرنے کی وجہ کیا تھی۔'' بوڑھے دیہاتی نے عرض کیا ''حضور پرانی رنجش تھی اور بس۔ وہ بدقسمتی سے ان کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے طیش میں آ کر اسے مار ڈالا۔''

اس دیہاتی کی صاف گوئی سے حضرت صاحب قبلہؒ بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ''جاؤ بابا تمہارا لڑکا بری ہو جائے گا' لیکن کسی کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔ یہ بڑا گناہ ہے۔''

دیہاتی بولا' حضور بے شک وہ آئندہ ایسا قصور نہیں کریں گے۔ دیہاتی نے پھر عرض کیا' حضور نے مجھ پر تو کرم فرمایا ہے لیکن میرے لڑکے کے دوست کے والدین کیا کہیں گے کہ یہ اپنے بیٹے کو تو چھڑا لایا اور ہمارا لڑکا جیل میں پھنسا رہا۔

حضرت صاحب قبلہؒ مسکرائے اور فرمایا کہ ''جاؤ بابا دونوں بری ہو جائیں گے' لیکن توبہ کریں۔''

آٹھ دس دن کے بعد وہ بوڑھا دونوں جوانوں کو ساتھ لیے پھر حاضر خدمت ہوا' وہ مقدمے سے بری ہو چکے تھے اور اظہار عقیدت کے لیے آئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ اُن کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ''جاؤ پھر کبھی ایسا برا کام نہ کرنا۔''

مولانا ظہور احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ قصور' ایک جید عالم تھے۔ وہ پاک پتن شریف میں

Marfat.com

ایک مدرسے میں صدر مدرس بھی رہے۔ حضرت بابا گنج شکرؒ کے عرس کے ایام تھے حضرت صاحب قبلہؒ عرس کے موقع پر پاک پتن شریف میں موجود تھے اور مسجد عید گاہ میں اقامت پذیر تھے۔ مولانا ظہور احمد صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس اکثر آیا جایا کرتے تھے۔ عرس مبارک کے ایام میں مولانا ظہور احمد صاحب بیمار ہو گئے، بخار کی شدت تھی۔ ایک دن صبح کے وقت چائے پی کر لیٹے تھے کہ کسی شخص نے جو عیادت کے لیے آیا تھا انہیں میٹھے چوسنے کے لیے کہا، وہ بازار سے میٹھے لے آیا اور بہ اصرار مولانا صاحب کو کچھ میٹھے کاٹ کر دیئے۔ مولانا صاحب نے چوس لیے۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا کی طبیعت خراب ہو گئی اور بے قراری حد سے بڑھ گئی۔ ڈاکٹر بلائے گئے اور انہوں نے دوائیں اور ٹیکے تجویز کیے۔ دوائیں شروع کی گئیں۔ ٹیکے پاک پتن شریف کی دکانوں سے نہ ملے تو منٹگمری / ساہیوال منگوائے گئے۔ ادھر مولانا صاحب کی طبیعت زیادہ خراب ہوتی جا رہی تھی۔

مولانا صاحب سے کسی نے کہا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ مسجد عید گاہ میں تشریف فرما تھے۔ مولوی صاحب اسی وقت حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے حسب معمول مولانا صاحب کی خیر صلا پوچھی۔ مولانا صاحب نے ناسازی طبع کا ذکر کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ "بعض ڈاکٹر تو اچھے بھلے آدمیوں کو سوئے مار کر ادھ موا کر دیتے ہیں۔ مولوی صاحب آپ جائیں اور گلے میں انگلی پھیرتے رہیں۔" مولانا صاحب اٹھ کر باہر گئے اور گلے میں انگلی پھیرتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہیں منہ بھر کر قے ہوئی۔ منہ صاف کر کے واپس آئے۔ اب ان کی طبیعت بہتر تھی۔ تھوڑی دیر حضرت صاحب صاحب قبلہؒ کی خدمت میں اور بیٹھے رہے۔ طبیعت بالکل ٹھیک ہو گئی۔ بعد میں اجازت لے کر اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

کرموں والے میں حضرت صاحب قبلہؒ کے ہندو خادم دھنامل کا بیان ہے کہ ایک رات وہ بیل گھر میں باندھ کر گہری نیند سو گیا۔ دن بھر کا تھکا ہوا تھا۔ سوتے ہی بے خبر ہو گیا۔ دشمن تاک میں تھا۔ وہ موقع پا کر گھر میں داخل ہوئے اور بیلوں کی جوڑی کھول کر گاؤں کی حدود سے باہر نکل گئے۔ پچھلی رات تہجد کے وقت دھنامل کی آنکھ کھلی اور جب نگاہ دوڑائی تو بیلوں کی جوڑی نظر نہ آئی۔ سمجھ گئے کہ بیل چوری ہو گئے ہیں۔ خاموشی سے وضو کیا اور اسی وقت حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ایسے وقت آنے کی وجہ دریافت فرمائی تو دھنامل نے جواب دیا کہ "حضور چور آئے

Marfat.com

تھے اور بیلوں کی جوڑی کھول کر لے گئے ہیں۔"

حضرت صاحب قبلہؒ ازراہ شفقت فرمایا: فکر نہ کرو گھر جا کر اللہ اللہ کرو۔ بیل صبح کو مل جائیں گے۔" دن نکلا تو دھنامل چند ساتھیوں کو ہمراہ لے کر بیلوں کی تلاش میں گاؤں سے باہر نکلے اور بیلوں کے قدموں کے نشانات پر چلنے لگے۔ تھوڑی دور گئے تو وہاں بیل مل گئے۔ دھنامل بیلوں کو ہانک کر گھر لے آیا۔

چند روز کے بعد چور خود ان کے گھر آئے اور کہنے لگے کہ "بھائی تمہارا گرو تو بہت زور آور ہے۔ ہم تمہارے بیل چرا کر گاؤں کی حدود سے باہر نکلے ہی تھے کہ ہمیں آنکھوں سے دکھائی نہ دیتا تھا۔ ہم سب اندھے ہو گئے تھے۔ بیل چھوڑ دیتے تو راستہ نظر آنے لگتا اور جب بیل لے کر چلتے تو پھر کچھ نظر نہ آتا۔ آخر ہم نے بیل چھوڑ دیئے اور چلے گئے۔ آج ہم تمہارے پاس معافی مانگنے آئے ہیں۔"

دھنامل نے کہا "یہ معافی تو تم میرے گرو سے مانگو، جن کی دعا و برکت سے تم بیلوں کی جوڑی نہ لے جا سکے۔"

انہی ایام کا ایک اور واقعہ سنئے۔ چودھری شادی سکنہ ہٹھیار ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے اور حضرت صاحب قبلہؒ کے معتقدین خاص میں سے تھے اور اکثر اوقات کرموں والا شریف (ضلع فیروز پور) میں خدمت عالیہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

ایک دفعہ چودھری صاحب کی اونٹنی چور لے گئے۔ چند دن چودھری صاحب ادھر ادھر تلاش کرتے رہے مگر بے سود۔ بعض حاسدوں نے یہ شرارت کی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد وہ آوازے کسنے لگے۔ چودھری صاحب ان کی باتیں سن کر گھبرائے اور سیدھے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے حسب معمول ان کی خیر و عافیت پوچھی۔ چودھری صاحب نے کہا کہ سب طرح سے تو حضور کی کرم نوازی ہے البتہ میری اونٹنی چور لے گئے ہیں اور لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں کہ آ گئی تمہاری اونٹنی۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "جاؤ اونٹنی مل جائے گی۔" اس نے عرض کیا اب میں تلاش کرنے نہیں جاؤں گا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ "جاؤ اونٹنی تمہارے گھر آ جائے گی۔" چودھری صاحب نے پھر کہا "بات تب ہے کہ اونٹنی آج میرے گھر پہنچنے سے پہلے واپس آ جائے اور حاسدوں کا منہ کالا ہو۔" حضرت صاحب قبلہؒ نے تبسم فرمایا کہ "اطمینان سے جاؤ، اللہ کریم ایسا ہی کر دیں گے اور اونٹنی

Marfat.com

تمہارے گھر پہنچنے سے پہلے آ جائے گی۔اور مجھے کیا کہتے ہو؟''

چودھری صاحب واپس لوٹے اور جب گھر کے اندر قدم رکھا تو اونٹنی بھی بھاگتی ہوئی آئی اور ان کے ساتھ ہی گھر کے اندر داخل ہوئی۔اس کے گھٹنوں کے ساتھ گھنگھرو بندھے ہوئے تھے جو دھیمی آواز سے بج رہے تھے۔

کرموں والا (ضلع فیروز پور) کے اردگرد بہت سے گاؤں ایسے بھی تھے جن میں سکھوں کی آبادی تھی۔ان دیہاتوں کے سکھ باشندے اکثر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

حضرت صاحب قبلہؒ بھی ان سے نرمی اور مہربانی سے پیش آتے تھے۔ایک سکھ لوہار بہت غریب اور عیالدار آدمی تھا۔گاؤں والوں کی خدمت سے اس کا گزارہ نہیں ہوتا تھا۔آدمی بہت کاریگر تھا۔اس نے زمانے کے حالات [illegible] پستول بنا کر بیچنا شروع کر دیئے۔چنانچہ پولیس اس کے پیچھے پڑ گئی۔ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا رہتا تھا۔جب اسے معلوم ہوا کہ پولیس اسے گرفتار کرنا چاہتی ہے تو وہ پھر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔حضرت صاحب قبلہؒ نے دریافت فرمایا ''تمہیں کیوں گرفتار کرنا چاہتے ہیں؟'' اس نے کہا ''نہایت غریب اور عیالدار ہوں' گزارہ نہیں ہوتا تھا اس لیے پستول بنا کر بیچتا ہوں اور بال بچوں کا پیٹ پالتا ہوں۔'' حضرت صاحب قبلہؒ کو اس کی یہ صاف گوئی بھا گئی۔فرمایا ''اچھا اللہ تعالیٰ خیر کر دیں گے۔'' وہ سکھ لوہار پستول بنا کر بیچتا اور گزر اوقات کرتا رہا۔پولیس جب کبھی اس کے ہاں چھاپہ مارتی تو لوہار کے عام ہتھیاروں کے سوا وہاں کچھ دستیاب نہ ہوتا' اسی طرح کچھ عرصہ وہ لوہار یہ کام کرتا رہا۔

ایک دن حضرت صاحب قبلہؒ نے اسے کوئی اور کام کرنے کی نصیحت کی اور فرمایا ''جس کام میں خطرہ ہو وہ نہیں کرنا چاہیئے' اللہ کارساز ہے۔'' لوہار کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور اس نے شہر میں عام لوہار کا کام شروع کر دیا۔تھوڑے دنوں میں اس کا کاروبار چمک اٹھا اور وہ آسودہ ہو گیا۔

شہزادہ فیروز الدین صاحب فیروز پور میں نائب تحصیلدار تھے مگر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہتے تھے اور آپؒ بھی ان پر شفقت فرماتے تھے۔

ایک دفعہ افسر مال صاحب علاقہ دورے پر آئے۔شہزادہ صاحب نے ان سے ذکر کیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔افسر مال صاحب نے کہا کہ ''چائے پی کر چلیں گے۔'' نائب تحصیلدار صاحب نے کہا چائے وہاں ہی چل کر پئیں گے۔افسر مال صاحب ان پر مہربان تھے۔

Marfat.com

بولے بھئی درویشوں کی خشک چائے پر کیوں ٹرخاتے ہو اور اپنی کیک پیسٹری بچاتے ہو وہاں کیک پیسٹری کہاں ملے گی' ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔" شہزادہ صاحب نے کہا "کیک پیسٹری نہ ملی تو کم از کم ان کے گھر کی چائے تو ہوگی اور ہمارے لیے وہاں سے خالی چائے پینا ہی بہت بڑی سعادت ہے۔"

آخر یہی فیصلہ ہوا کہ اچھا چائے وہیں پئیں گے اور دونوں صاحب گھوڑوں پر سوار ہو کر کرموں والے شریف پہنچے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے خیر و عافیت دریافت فرمائی اور ایک درویش کو اشارہ کیا "چائے لاؤ"

تھوڑی دیر کے بعد چائے آ گئی اور دستر خوان بچھا کر مہمانوں کے سامنے برتن رکھے گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ "ہمارے تحصیلدار صاحب یہاں آ کر روکھی سوکھی کھا لیتے ہیں' آج ہمارے افسر مال آئے ہیں یہ تو کیک پیسٹری کھاتے ہوں گے' لاؤ بھئی ان کے لیے کچھ لے آؤ" اور سامنے الماری کی طرف اشارہ کیا۔ درویش وہاں سے بہت سی پیسٹری اور کیک نکال لایا۔ افسر مال صاحب کھا رہے تھے اور دل ہی دل میں یہ خیال کر رہے تھے کہ انہوں نے تو ہمارے لیے پہلے ہی یہ چیزیں منگوا کر رکھ لی ہیں۔ دل میں عقیدت کے جذبات موجزن تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ کی بابرکت دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوئے۔

انہی شہزادہ فیروز الدین صاحب کا بیان ہے کہ ان کا ایک مقدمہ کسی عدالت میں چل رہا تھا اور ان کے والد اس سلسلے میں سخت پریشان تھے۔ شہزادہ صاحب نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں دعا کے لیے عرض کیا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا "شہزادہ صاحب فیصلہ آپ کے حق میں ہوگا' گھبرائیں نہیں۔ جج صاحب پہلے آپ کے خلاف لکھیں گے اور پھر اس فیصلے کو پھاڑ کر آپ کے حق میں فیصلہ دیں گے۔ آپ ہرگز نہ گھبرائیں۔ کچھ دنوں کے بعد مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ جج ہندو تھا اور سرکاری وکیل بھی ہندو تھا۔ طرفین کے وکلاء نے خوب زور شور سے بحث کی بحث سننے کے بعد جج نے فیصلہ لکھوایا اور وہ فیصلہ شہزادہ صاحب کے والد کے خلاف تھا۔ شہزادہ صاحب کے والد نے اونچی آواز سے کہا کہ جناب مجھ سے تو سرکاری وکیل نے کہہ دیا تھا کہ جج ہندو ہے اس لیے فیصلہ تمہارے حق میں نہیں ہوگا۔ اس لیے مجھے پہلے سے علم تھا کہ آپ میرے خلاف ہی فیصلہ کریں گے۔ جج نے سوالیہ نظروں سے سرکاری وکیل کی طرف دیکھا۔ سرکاری وکیل نظریں نیچی کیے خاموش کھڑا تھا۔ جج نے فیصلے کا کاغذ لے کر پھاڑ ڈالا اور نیا فیصلہ لکھوایا جو کہ شہزادہ صاحب کے والد کے حق میں تھا۔

Marfat.com

آٹھویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

حضرت کرماں والے کرم کمائی جاندے
بے خبر لوکاں تائیں رب ملائی جاندے

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہؒ کی زندگی کا بڑا حصہ ہدایت خلق ہی میں بسر ہوا ہے۔ کیا دن کیا رات۔ جب بھی اور جہاں بھی مناسب خیال فرماتے آپؒ یہ اہم فریضہ ہی انجام دیتے۔

ایک روز مولوی خلیل اختر صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ چند احباب کے ساتھ حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس کرماں والے (موجودہ اقامت گاہ) پر حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد جب مولوی صاحب نے جانے کی اجازت طلب کی تو ارشاد فرمایا "تھوڑی دیر تو اور بیٹھیں۔" انہوں نے ذرا دیر کے بعد دوبارہ اجازت چاہی۔ فرمایا "کچھ دیر اور رک جاتے تو اچھا تھا۔ خیر آپ کو جلدی ہے۔" مولوی صاحب اجازت لے کر باہر نکلے' سڑک پر کھڑے سواری کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک سائیکل سوار مولوی صاحب کے ساتھ ٹکرایا' یہ سڑک پر گر پڑے اور کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ مولوی صاحب کو احباب تانگہ میں ڈال کر اوکاڑہ کے ہسپتال میں لے گئے مگر علاج سے تکلیف بڑھتی گئی۔ مولوی صاحب کا آدمی ہر روز حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی بیماری کی اطلاع دیتا۔ حضرت صاحب قبلہؒ فرماتے "وہ گھرائیں نہیں آرام آجائے گا۔" جب ان کی تکلیف اوکاڑہ ہسپتال میں کم نہ ہوئی تو احباب نے انہیں لاہور ہسپتال میں داخل ہونے کا مشورہ دیا۔ یہاں ڈاکٹروں نے کولہے کا ایکسرے لیا اور بتلایا کہ کولہے کی ہڈی چار جگہ سے ٹوٹ گئی ہے۔ دوبارہ درست ہونے کی توقع نہیں' ٹانگ ہی کاٹی جائے گی۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کی گئی۔ فرمایا "مولوی صاحب ٹانگ نہ کٹوائیں اللہ تعالیٰ فضل کر دیں گے اور فرمایا کہ مالش وغیرہ کرائیں۔" چنانچہ چند روز کی مالش سے اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا اور ٹانگ درست ہو گئی کہ مولوی صاحب بآسانی چلنے پھرنے لگے۔

ایک مرتبہ یہ ناچیز مولوی محمد امین اپنے چند عزیزوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ رخصتی کی اجازت چاہی فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ میری طبیعت میں افتاد زیادہ ہے۔ چند منٹ کے بعد پھر عرض کیا ارشاد ہوا' ابھی رک جاؤ۔ جب تیسری مرتبہ کہا تو ارشاد فرمایا "اس طرح اللہ تعالیٰ مصیبتیں ٹالتا ہے۔" جیسے ہی یہ الفاظ مبارک حضرت صاحب قبلہؒ کی زبان مبارک سے سنے' چپ ہو گیا اور پھر ظہر کی نماز کے بعد رخصت ہونے کی اجازت ملی۔

Marfat.com

برادرم سیٹھ محمد شفیع صاحب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولانا محمد عمر اچھروی صاحب اور ایک صاحب جو کسی ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے' جب انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ سے جانے کی اجازت چاہی تو مولانا صاحب کو کراچی کی طرف جانے کو فرمایا اور دوسرے صاحب جو کراچی کی طرف جانا چاہتے تھے انہیں لاہور کی طرف بھیج دیا۔ اس طرح اس سفر سے ہی ان دونوں حضرات کو ذہنی کشمکش سے نجات مل گئی۔

حضرت صاحب قبلہؒ کے ایک خادم منشی عطا محمد صاحب کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ میاں علی محمد صاحب مرحوم سلطان خان والوں سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت صاحب قبلہؒ کی کب اور کیسے غلامی اختیار کی۔ میاں علی محمد جو حضرت قبلہؒ کے عاشق تھے بولے مجھے کسی نے کہا تھا کہ اگر ولی اللہ کی پشت کے پیچھے درود شریف پڑھا جائے تو ان کو اس بات کا علم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ میاں علی محمد صاحب مرحوم حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کرموں والے حاضر ہوئے اور پشت مبارک کے پیچھے بیٹھ کر جی ہی جی میں درود شریف پڑھنے لگے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فوراً میاں علی محمد صاحب کو روبرو بلایا اور فرمایا کہ ایسا نہیں کرتے۔ میاں علی محمد صاحب پر رقت طاری ہوگئی اور عرض کیا کہ مجھے بیعت کر لیں۔ فرمایا کہ "ہم آپ کو شرقپور شریف حضرت اعلیٰ قبلہ میاں صاحبؒ کی خدمت میں لے چلیں گے۔" تھوڑے دنوں بعد مکان شریف (رتڑ چھتڑ) کا عرس شریف آ گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے ہمراہ میاں علی محمد صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ نماز کا وقت ہوا' جماعت کے لیے صفیں تیار ہوئیں۔ حضرت اعلیٰ قبلہ میاں صاحب شرقپوریؒ اول صف میں کھڑے تھے اور ان سے کئی صفیں پیچھے حضرت صاحب قبلہؒ کی بائیں جانب میاں علی محمد صاحب کھڑے تھے۔ میاں علی محمد صاحب کہتے ہیں کہ "مجھے اس وقت اچانک خیال ہوا کہ حضرت صاحب قبلہؒ میرے بائیں ہاتھ کھڑے ہیں۔ ایسے میں اگر حضرت اعلیٰ قبلہ میاں صاحب دائیں جانب کھڑے ہوتے تو مجھے بہت ہی خوشی ہوتی اور میری نماز قبول ہوتی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت اعلیٰ میاں صاحبؒ پیچھے ہٹے اور آ کر میرے دائیں ہاتھ پر کھڑے ہو گئے۔ میری خوشی کا کچھ ٹھکانہ نہ تھا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے میاں علی محمد صاحب سے فرمایا کہ تم نے ناحق حضرت اعلیٰ میاں صاحبؒ کو تکلیف دی' ان کا بڑا مقام ہے' ان کی غلامی اختیار کر لو۔ مگر میاں علی محمد صاحب جنہیں سچ مچ حضرت صاحب قبلہؒ سے عشق تھا' بولے "مجھے تو آپؒ اپنی ہی غلامی میں رہنے

Marfat.com

دیں۔" یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ حضرت قبلہؒ کا یہ ارشاد اپنے شیخ کے بے حد احترام میں تھا ورنہ "جو تو ہے وہی میں ہوں" کا معاملہ تھا۔ کیونکہ حضرت صاحب قبلہؒ حضرت میاں صاحب کے ذکرِ خیر پر اکثر ارشاد فرماتے کہ "بات ایک ہی ہے۔"

حضرت صاحب قبلہؒ کی خاموش تلقین اتنی زود اثر اور توجہ اتنی قوی تھی کہ جس کسی کو ذکر و فکر کا ارشاد ہوا وہ اس میں جان و دل سے لگ گیا اور جس خوش قسمت کو مئے سرمدی کا جرعہ عطا ہوا وہ پیتے ہی مدہوش ہو گیا۔ اکثر لوگ ایسے بھی آتے کہ ذکر و فکر میں محو ہو کر بے خود ہو جاتے۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ پاک پتن شریف میں شیخ عبدالرحمٰن کے مکان کی بالائی منزل پر تشریف فرما تھے کہ فرید کوٹ کے ایک نوجوان ولی محمد نے مجمع میں سے اٹھ کر نعرہ لگایا' حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ اسے بٹھا دو۔ ہم نعروں کو پسند نہیں کرتے۔ ذکر و فکر خاموشی سے کرنا چاہیے۔" وہ نوجوان بیٹھ گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ دوبارہ اٹھا اور پہلے سے بھی بلند آواز سے نعرے لگانے لگا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اسے پھر بیٹھنے کا حکم دیا۔ اس کے سینے میں عشق کی آگ بھڑک رہی تھی اور نوجوان پھر اٹھا اور "اللہ" کہہ کر نیچے کود پڑا۔ لوگ جلدی سے نیچے اترے۔ دیکھا تو وہ بے ہوش پڑا تھا۔ پاک پتن سکول کے ہیڈ ماسٹر نے چند اسکاؤٹ لڑکے بلوائے جو اسے اٹھا کر ہسپتال میں چھوڑ آئے۔ ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کیا اور بولا کہ اسے تو کوئی سخت قسم کا نشہ پلایا گیا ہے۔ یہ مشکل سے بچے گا۔ وہ نوجوان رات بھر ہسپتال میں رہا۔ علی الصبح چپکے سے اٹھا اور کمبل لپیٹ کر پھر حضرت صاحب قبلہؒ کی چوکھٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے سنا تو فرمایا کہ اسے ہسپتال میں ہی چھوڑ آؤ۔ اسے دوبارہ ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ ہسپتال کے عملے کی نگرانی کے باوجود حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضری کے لیے ہاتھ پیر مارتا تھا۔ آخر تین روز کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ پاک پتن شریف سے چلے آئے اور وہ نوجوان بھی فرید کوٹ واپس لوٹ گیا۔ اس کی حالت میں نمایاں تبدیلی ہو گئی تھی۔

ایک روز چند آدمی حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد پر ان کی موجودہ رہائش گاہ کے صحن میں مٹی کی ٹوکریاں ڈال رہے تھے...... ان دنوں جگہ جگہ مٹی ڈلوانا اور کبھی وہاں سے مٹی نکلوا کر باہر پھنکوانا حضرت صاحب قبلہؒ کا معمول تھا۔ فرماتے "میری ساری عمر گڑھے بھرواتے ہی گزر گئی لیکن اب تک یہ گڑھے

Marfat.com

نہیں بھر سکا۔'' ہاں تو ایک روز مستری محمد علی ساکن بہاولنگر سر پر مٹی اٹھا کر لا رہا تھا اور اس کے دو لڑکے بھی مٹی ڈھو رہے تھے۔ مستری علی محمد نے بچوں سے کہا کہ مٹی ڈھوتے ہوئے ''اللہ'' کا ذکر بھی جاری رکھیں۔ چنانچہ جب یہ آواز حضرت صاحب قبلہؒ کے کان میں پڑی تو آپؒ نے ایک مولوی صاحب سے فرمایا کہ مستری سے کہہ دو کہ ان کے بچے خاموشی سے مٹی ڈھوئیں۔ جب مستری سے کہا گیا تو وہ حضرت صاحب قبلہؒ کے فرمان کو نہ سمجھ سکا اور اس نے بچوں کو ذکر کرنے سے منع نہ کیا۔ ادھر جب ایک لڑکے نے مٹی کی ٹوکری ڈالی تو اس کی حالت ہی کچھ اور تھی۔ آنکھیں بند' جسم میں ایک کھچاؤ سا تھا اور زبان سے زور زور سے اللہ اللہ کر رہا تھا۔ زمین پر گر پڑا اور ہاتھ پیر مارنے لگا۔ اب تو مستری علی محمد بھی گھبرایا۔ بچے کو اٹھا کر حضرت صاحب قبلہؒ کے روبرو لایا۔ فرمایا' جب تو کہنا نہیں مانا۔ خیر اب اسے باہر نیم کے پیڑ تلے آرام سے لٹا دو۔ تھوڑی دیر کے بعد لڑکے کی حالت درست ہو گئی۔ بعض حضرات کو حضرت صاحب قبلہؒ کے مٹی ڈلوانے کا یہ کام بظاہر بہت چھوٹا نظر آئے گا لیکن صاحب بصیرت جانتے ہیں کہ اس شغل سے ذکر اللہ کی مشق کرانے میں حضرت صاحب قبلہؒ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ اکثر و بیشتر اوقات حضرت صاحب قبلہؒ تلقین وارشاد کے بعد لوگوں کو چھوٹے موٹے کاموں میں مصروف کر دیتے اور ارشاد ہوتا کہ خالی بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ وہ کچھ کرتا رہے۔ حضرت میاں صاحب قبلہؒ کا ارشاد گرامی کہ ''خالی مت بیٹھو اور اللہ اللہ ہی کرتے رہو۔'' پر حضرت صاحب قبلہؒ ہمیشہ عمل پیرا رہے اور اوروں سے بھی ذکر اللہ کی مشق کراتے رہے۔ سبحان اللہ! خالی بیٹھنے کی آفتوں سے لوگوں کو محفوظ کرنے کے لیے ان بزرگ حضرات نے کیا ہی بہترین ذریعہ تلاش کیا۔ جو حضرات دور رہ کر کام کاج میں مصروف ہوتے ان پر حضرت صاحب قبلہؒ کی توجہ زیادہ پڑتی۔ چک 36/SP (نزد پاک پتن شریف) کی اراضی میں (جو حضرت صاحب قبلہؒ کو الاٹ ہوئی تھی) شجر ہائے جنڈ و کریر بہ کثرت کھڑے تھے کہ اراضی کا بڑا حصہ ان پرانے درختوں کی وجہ سے ناقابل کاشت بن کر رہ گیا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے چند خدام کو ان درختوں کے صفایا پر معمور فرمایا۔ پھر کیا تھا' اللہ کے بندوں کی یہ مختصر فوج ''ہوہا'' کی آواز کے ساتھ جب کلہاڑے چلاتی تو دور دور تک فضا گونج اٹھتی اور جنڈ و کریر کا یہ جنگل جس کا صفایا بظاہر بہت ہی مشکل نظر آ رہا تھا' چند ہی روز کی محنت سے بالکل صاف ہو گیا۔ گرد و نواح کے لوگ جب اس صفائی کو دیکھتے تو تعجب کا

Marfat.com

اظہار کیے بغیر نہ رہتے اور خود وہ لوگ بھی جنہوں نے ایک فوج ظفر موج کی طرح اس جنگل کو اکھیڑ کر رکھ دیا تھا' یہ کہتے سنے گئے کہ یہ کام اتنی جلدی محض حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا اور ارشاد کی برکت ہی سے تکمیل پا سکا ورنہ ان سے پہلے نہ جانے کتنے لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے اس جنگل کی صفائی پر سوچا تو ہوگا مگر قدم اٹھانے کی ہمت نہ کر پائے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد پر لوگوں میں ایک غیر معمولی لگن اور جوش پیدا ہو جاتا کہ وہ شب و روز (جس کام پر بھی حضرت صاحب قبلہؒ انہیں معمور کرتے) مصروف رہتے۔ ان میں سے بہت سے ایسے حضرات ہیں جو ذکر و فکر کی لذت سے سرشار ہو کر کاروبار میں مصروف رہتے ہیں کہ انہیں اپنا ہوش بھی نہیں رہتا۔ ذکر اللہ کے کیف و سرور کی نعمت کے یہ نمونے دنیا میں خال خال ہی نظر آئیں گے۔

ہمارے حضرت صاحب قبلہؒ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے میکدہ بردوش تھے۔ میں کہتا ہوں جس کو اس شیخ وقت سے ایک جرعہ تو بہت بڑی بات ہے ایک قطرہ مئے نقشبندیہ کا نصیب ہو گیا وہ ہمیشہ کے لیے مخمور ہو گیا اور حضرت صاحب قبلہؒ کے یہ مخمور جب کبھی روبرو آئے تو حضرت صاحب قبلہؒ بھی بڑے لاڈ سے انہیں کہتے "او مستا! تیرا کیا حال ہے؟" ایسا ہی ایک مست جب ناچیز کی موجودگی میں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ "یا حضرت! مجھے اللہ تعالیٰ سے ملا دیجئے۔" تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "یہ مست کیا کہتا ہے؟" اور اس سے پہلے کہ کوئی اور شخص (بیٹھے ہوؤں میں سے) اس کی بات دہراتا' خود ہی ارشاد فرمایا "جاؤ کام کرو' اللہ تعالیٰ مل جائیں گے۔"

چند سال کی بات ہے کہ ایک روز راقم الحروف حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں جا رہا تھا کہ راستے میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت اعلیٰ قبلہ میاں صاحبؒ تو امور کا فیصلہ فوراً فرماتے تھے' لیکن ہمارے حضرت صاحب قبلہؒ اکثر معاملات میں تصفیہ میں اتنی عجلت سے کام نہیں لیتے۔ جب حاضر ہوا تو حضرت صاحب قبلہؒ اندر کمرے میں اکیلے لیٹے تھے اور محی الدین عربیؒ کی کسی کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک مولوی صاحب چند آدمیوں کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان پر ایک نگاہ ڈال کر فرمایا؟؟ مولوی صاحب! آپ کے سات آٹھ آدمی ہیں نا؟" مولوی صاحب اور ان کیساتھ بیٹھتے ہوئے بولے "جی ہاں۔"

Marfat.com

مولوی صاحب کہنے لگے کہ ”حضرت صاحبؒ ان لوگوں پر قتل ......“ وہ بات مکمل نہ کر پائے تھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا ”مولوی صاحب آدمی کو جان سے مارنا بڑا گناہ ہے۔ یہ توبہ کریں، اللہ تعالیٰ ان کو بری کر دیں گے اور یہ داڑھی نہ منڈایا کریں اور اب چلے جاؤ۔“ مولوی صاحب اپنی بات کو پوری کرنے کے لیے دوبارہ بولے ”قتل کی دفعہ تو اس تاریخ پر ہٹ گئی ہے۔ اب ایک اور دفعہ رہ گئی ہے۔“ فرمایا ”مولوی صاحب میں نے آپ سے کہہ دیا کہ یہ توبہ کریں اللہ تعالیٰ بری کر دیں گے اور اب یہاں سے چلے جاؤ۔“

ادھر مولوی صاحب ابھی اور باتیں کرنے پر مصر تھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے تیسری مرتبہ فرمایا ”مولوی صاحب آپ نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بری کر دے گا۔“ مولوی صاحب اور ان کے ساتھی اٹھ کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے کمال مہربانی سے اس ناچیز کی طرف دیکھا۔ یہاں ندامت سے گردن خم تھی اور جی ہی جی میں شرمندہ ہو رہا تھا کہ اولیا اللہ کے بارے میں (خواہ اچھے ارادے سے ہی ہوں) کہ کسی گمان کو جگہ نہیں دینی چاہیے۔

حاجی میاں کندر خان مرحوم ساکن ماموں کے (پاکپتن شریف) وٹو قوم کے سردار تھے اور حضرت صاحب قبلہؒ کے خاص مقربین میں سے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ بھی ان سے بے حد محبت کرتے تھے۔ جب کبھی آپ پاک پتن شریف عرس مبارک حضرت بابا صاحبؒ پر تشریف لاتے تو عرس مبارک سے فارغ ہو کر چک ماموں کے جاتے اور حاجی میاں کندر خان کے پاس ایک دن قیام فرماتے۔ حاجی صاحب ہمیشہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کرتے کہ حضور نے میرا بازو پکڑ کر فرمایا تھا کہ ”کندر خاں ہم قیامت میں بھی تمہارا بازو نہیں چھوڑیں گے۔ اس بازو پکڑنے کی لاج رکھیں“ ......

چنانچہ جب تک حاجی کندر خان جیتے رہے حضرت صاحب قبلہؒ ہر سال ان کے گاؤں موضع ماموں کے تشریف لے جاتے رہے اور جب بھی حاجی صاحب کا ذکر ہوتا حضرت صاحب قبلہؒ انہیں دعاؤں سے یاد فرماتے۔ یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ حیات مبارکہ میں حضرت صاحب قبلہؒ یہ وعدہ ہر ”بیلی“ (دوست) سے فرماتے اس لیے ہمیں یہ کامل یقین ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے جو بانہہ (بازو) یہاں پکڑی ہے اس کی لاج وہ قیامت کے روز بھی رکھیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

Marfat.com

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ حاجی کندر خان کے پاس ''ماموں کے'' تشریف لے گئے۔ ایک عورت حاجی کندر خان کے پاس آئی کہ حضرت صاحب قبلہؒ سے دعا کے لیے کہیں کہ اللہ کریم میری بھی گود ہری کردے۔ عورتوں کے طعنوں سے بیزار ہو چکی ہوں'' حاجی کندر خان نے کہا جب حضرت صاحب قبلہؒ کھانا کھانے کے بعد روانہ ہونے لگیں تو تم راستہ گھیر کر کھڑی ہو جانا امید ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ مہربانی فرمائیں گے۔ وہ عورت موقع کی منتظر کھڑی رہی۔ جب آپؒ تیار ہو کر موٹر میں تشریف فرما ہوئے تو وہ فوراً راستے میں جا کر لیٹ گئی۔ راستہ تنگ تھا۔ جب موٹر وہاں پہنچی تو راستے میں عورت لیٹی ہوئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ کیا بات ہے۔ اس عورت نے راستہ کیوں روک رکھا ہے۔ حاجی کندر خان نے عرض کیا کہ یہ ایک بے اولاد عورت ہے اور کہتی ہے کہ اس زندگی سے مر جانا بہتر ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ ''جاؤ اللہ کریم بیٹا دیں گے۔ اس سے کہو ہمارا راستہ چھوڑ دے۔'' چنانچہ عورت کو جب یہ پیغام دیا گیا تو وہ خوشی خوشی زمین بوس ہوتی ہوئی روانہ ہو گئی۔ وہ سال گزرنے نہ پایا تھا کہ اللہ کریم نے اس کی گود ہری کر دی اور چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔

اس ناچیز کے مشاہدے میں یہ بات بارہا آئی کہ حضرت صاحب قبلہؒ جب بھی کسی بے اولاد کو اولاد کی خوش خبری دیتے تو اسے اللہ تعالیٰ اولاد سے ضرور نوازتے۔

انہی حاجی کندر خان کا لڑکا علی محمد کسی کام کے لیے لاہور گیا۔ وہاں سے واپسی پر غلطی سے ایسی گاڑی پر سوار ہو گیا جو حضرت کرماں والا اسٹیشن پر نہیں رکتی تھی۔ جب حضرت کرماں والا اسٹیشن آیا تو اس نے دیکھا کہ گاڑی رکتی نہیں اور پوری رفتار سے بڑھی چلی جا رہی ہے اس نے آنکھیں بند کیں اور ایک نعرہ مار کر چھلانگ لگا دی۔ زمین پر دور تک لڑھکنیاں کھاتا ہوا چلا گیا۔ گاڑی کے مسافروں نے خیال کیا کہ گرنے والا کیا سلامت رہا ہو گا لیکن تھوڑی دیر کے بعد علی محمد کپڑے جھاڑتا ہوا زمین سے اٹھا اور ہنستا ہوا گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے کوئی خاص چوٹ نہ آئی تھی۔ صرف خراشیں آئی تھیں۔ جب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں گیا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا ''برخوردار ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جان کی حفاظت ضروری ہے۔ مجھے ان باتوں سے تکلیف ہوتی ہے۔''

حضرت صاحب قبلہؒ کے اسٹیشن پر اترنے کا یہ جرأتمندانہ اقدام پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اکثر

Marfat.com

حضرات جو لاعلمی کے سبب میل گاڑی میں بیٹھ جاتے وہ اس اسٹیشن پر چھلانگیں لگا کر اترتے...... اور چوٹوں وغیرہ سے محفوظ رہتے...... مگر حضرت صاحب قبلہؒ نے ہمیشہ ایسے لوگوں کو یہی تنبیہ فرمائی کہ وہ عام گاڑی سے بیٹھ کر آیا کریں جو اس اسٹیشن پر رکتی ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ خلاف قانون باتوں کی کبھی حوصلہ افزائی نہ فرماتے بلکہ مروجہ قواعد اور قوانین کی پابندی پر زور دیتے۔

ایک سال صدارتی انتخاب کے موقع پر جب لوگ حضرت صاحب قبلہؒ سے اس انتخاب کے بارے میں دریافت کرتے تو آپؒ نے ہمیشہ یہی رائے ظاہر فرمائی کہ ملک کا حکمران ہمیشہ مرد ہی ہونا چاہیے۔ عورت حکومت کا کام نہیں چلا سکتی۔ الیکشن ابھی شروع بھی نہیں ہوئے تھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی رائے مبارک سے اکثر ملنے والے حضرات آگاہ ہو چکے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ ہمیشہ دنیاوی جھگڑوں سے الگ تھلگ رہتے اور اپنے پیرومرشد حضرت میاں صاحبؒ اور دوسرے پرانے بزرگوں کی طرح حکام وقت سے میل جول کبھی پسند نہ فرماتے' بلکہ ان کے ہر اچھے کام کے لیے دعا فرما دیتے' ہاں اگر کوئی وزیر (جیسا کہ دیکھنے میں آیا ہے) یا کوئی اور اعلیٰ افسر خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا تو خدام کو اس کی خاطر مدارت کی ہدایت فرماتے اور اس کے حق میں دعا فرماتے۔

ایک دفعہ ایک شخص پریشان حال خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ اس کا اکلوتا بیٹا گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا تھا۔ باپ اپنے بیٹے کی جدائی میں بے حال ہو رہا تھا۔ خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو بے قراری اس پر غالب تھی۔ آپؒ نے شفقت سے دریافت فرمایا ''کہاں سے آئے ہو؟'' اس نے جگہ کا نام لیا۔ آپؒ نے پوچھا ''کس کام کے لیے آئے ہو؟'' اس شخص نے رو کر عرض کیا کہ میرا اکلوتا بیٹا کہیں چلا گیا ہے۔ آپؒ نے قدرے ناراض ہو کر ایک خادم سے کہا کہ ''یہ تو بات بھی ٹھیک طرح سے نہیں کرتا اسے باہر نکال دو' اس کا لڑکا آ جائے گا' اسے کہو ابھی چلا جائے۔'' باہر جا کر اس نے اصرار کیا کہ ''جب تک میرا لڑکا نہیں آئے گا میں تو نہیں جاؤں گا۔'' آخر لوگوں نے بڑی مشکل سے اسے سمجھا بجھا کر روانہ کیا اس میں کوئی حکمت ہے۔ تم حضرت صاحب قبلہؒ کا حکم مانو اور چلے جاؤ۔ آخر وہ چارو ناچار روانہ ہوا۔ اب اوکاڑہ اسٹیشن پر پہنچا تو اس کا لڑکا بھی اسی گاڑی پر سوار ہونے کے لیے اسی ڈبے میں آ گیا۔ وہ شخص بہت خوش ہوا اور لڑکے کو ہمراہ لے کر پھر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد

Marfat.com

فرمایا" جاؤ اسے گھر لے جاؤ' بچوں کو محبت اور پیار سے رکھنا چاہیے۔"

بچوں کے ساتھ حضرت صاحب قبلہؒ کا سلوک نہایت ہی مشفقانہ ہوتا تھا۔ والدین کو ہمیشہ بچوں سے پیار محبت ہی کی تلقین فرماتے۔ اگر کوئی باپ حاضر ہو کر اپنے بیٹے کی شکایت بھی کرتا تو ارشاد ہوتا کہ تم اس سے پیار کرو اللہ نے چاہا تو وہ نیک ہو جائے گا۔ جب کسی کا جوان لڑکا گھر سے نکل جاتا اور وہ حضرت صاحب قبلہؒ سے دعا کا ملتجی ہوتا تو حضرت صاحب قبلہؒ یہی ارشاد فرماتے کہ ضرور تم اس پر خفا ہوئے ہو گے اور اس شخص کو اس عادت کو ترک کرنے کی ہدایت فرماتے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ادھیڑ اور بوڑھوں کی طرح نوجوانوں کی بڑی تعداد بھی حضرت صاحب قبلہؒ کی طرف کھنچی چلی آتی تھی۔ سکول کے بچے امتحان کے دنوں میں خاص طور پر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کامیابی کی التجا کرتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نہ صرف انہیں خندہ پیشانی سے کامیابی کا مژدہ سناتے' بلکہ اکثر سے فرماتے کہ" جا اللہ تجھے "فسٹ" پاس کرے گا۔"

حاجی نظام الدین مرحوم اگرچہ آلو مہار شریف والوں کے ملنے والوں میں سے تھے لیکن حضرت صاحب قبلہؒ ان پر نظر شفقت رکھتے تھے۔ حاجی صاحب بڑے خوش خلق' خدمت گزار اور ادا شناس تھے۔ اس لیے سفر میں حضرت صاحب قبلہؒ کے ہمراہ ہونے کا ان کو شرف حاصل تھا۔ قیام پاکستان سے پہلے کی بات ہے کہ حاجی صاحب ایک دفعہ کرمووالہ (نزد فیروز پور) حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں لنگر کھلانے کی خدمت پر مامور کر دیا۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے سب لوگوں کو دوپہر کا کھانا کھلا دیا اور فارغ ہو کر حضرت قبلہؒ کے پاس چلا گیا۔ حضرت قبلہؒ نے دریافت فرمایا کہ" کیا سب مہمانوں کو کھانا کھلا دیا ہے؟" حاجی صاحب نے کہا" جی ہاں" حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا" جاؤ دیکھ کر آؤ کوئی ایسا شخص رہ تو نہیں گیا جس نے کھانا نہ کھایا ہو۔" نیز حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا" حاجی صاحب کوئی نہ کوئی شخص ضرور رہ گیا ہو گا۔ ادھر ادھر بھی دیکھ لیا کرو۔" حاجی صاحب متفکر ہوئے اور پھر تحقیقات کر کے واپس آئے۔ عرض کیا کہ جناب سب کھا چکے ہیں۔ کوئی بھی اور نظر نہیں آتا۔ فرمایا" اچھا بیٹھ جاؤ۔" حاجی صاحب بیٹھے اور بیٹھتے ہی آنکھیں بند کر لیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اسٹیشن کی طرف سے دو آدمی چلے آ رہے ہیں اور آپس میں کہہ رہے

Marfat.com

ہیں کہ "بھئی جلدی چلو بھوک لگ رہی ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے لنگر سے کھانا کھائیں گے۔"

حاجی صاحب کی آنکھیں کھل گئیں اور باہر جا کر ان دنوں آدمیوں کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں بھی آ گئے اور حاجی صاحب نے انہیں کھانا کھلایا۔

حاجی نظام دین صاحب کا شمار حضرت صاحب قبلہؒ کے چند بڑے خدام میں ہوتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی حاجی صاحبؒ سفر و حضر میں حضرت صاحب قبلہؒ کے ساتھ رہے۔ حاجی صاحبؒ عالم آدمی تھے۔ شعر بھی کہہ لیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت قبلہؒ کی شان میں پنجابی اشعار پر مشتمل ایک چھوٹی سی کتاب بھی چھپوا کر تقسیم کی تھی۔ اس کتابچے کا یہ شعر مشہور ہے۔

عجب میں نے شان دیکھے کرمانوالے پیر دے
بیڑے کیتی پار جاندے ہر دل دلگیر دے

اوران کی نوک زبان پر تو حضرت صاحب قبلہؒ کی شان میں کئی اشعار رہتے۔ وصال سے چند روز قبل حضرت صاحب قبلہؒ برادرم سیٹھ محمد شفیع صاحب کے مکان پر تشریف فرما تھے اور حاجی صاحب خوش الحانیؒ سے حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد پر اشعار سنا رہے تھے۔ کمرہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "حاجی صاحب آج جو کچھ بھی آپ کو یاد ہے سب سنا ڈالو۔" حاجی صاحب اس وقت بھلے چنگے تھے، لیکن چند ہی روز بعد میں نے ان کی رحلت کی خبر سنی۔ اس روز یہ پتہ چلا کہ حضرت صاحب قبلہ چند یوم پہلے ان سے کیوں بکثرت اشعار سن رہے تھے اور سنوار رہے تھے۔

حضرت صاحب قبلہؒ جب مجلس مبارک میں تشریف فرما ہوتے تو اکثر کسی حافظ یا قاری سے قرآن پاک کا رکوع سنتے اور پھر کسی نعت خواں سے نعت پڑھنے کے لیے کہا جاتا۔ حضرت صاحب قبلہؒ سماعت کے دوران راگ راگنی کو ہرگز پسند نہ کرتے بلکہ آواز میں جس قدر سوز ہوتا اسی قدر وہ پسندیدہ ہوتی۔ کیونکہ حضرت صاحب قبلہؒ خود تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عشق میں ڈوبے ہی رہتے تھے اس لیے حضرت صاحب قبلہؒ کی یہ انتہائی خواہش ہوتی کہ حاضرین بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام نامی پر دلوں میں وہی سوز اور کسک محسوس کریں اور ان کے خوابیدہ دل بھی اس اذکار سے جاگ اٹھیں۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ جن ایام میں میں دہلی اور سہارنپور کے عربی

Marfat.com

مدارس میں تعلیم پا رہا تھا' کلیر شریف عرس مبارک حضرت علی احمد صابرؒ میں میرا شرکت کا ارادہ ہوا۔ عرس مبارک میں ابھی چند دن رہتے تھے کہ کلیر شریف سے ایک صاحب نے پندرہ روپے بھیجے اور لکھا کہ یہ حضرت علی احمد صابرؒ سرکار کلیر شریف نے آپ کو کرایہ بھیجا ہے تا کہ آپؒ عرس مبارک میں تشریف لے آئیں۔

ارشاد فرمایا جب میں وہاں پہنچا تو عرس مبارک کے سبب آستانہ پر زائرین کا ہجوم تھا اور میں حاضری کے لیے اندر جانا چاہتا تھا کہ وہی بزرگ جنہوں نے روپے بھیجے تھے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا آپ اندر جانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں وہ مجھے اندر لے گئے۔ میں نے حاضری دی۔ حضرت علی احمد صابرؒ نے بڑی مہربانیاں فرمائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک منتظم میرے پاس آئے اور کہا کہ اب حضرتؒ کا غسل ہے' آپ ذرا باہر تشریف رکھیں۔ لیکن بھیڑ کی وجہ سے مزار مبارک سے باہر نکلنا بھی سہل نہ تھا کہ وہی پہلے بزرگ آئے اور مجھے حفاظت سے اپنے ساتھ باہر لے گئے۔ میں باہر صحن میں بیٹھ گیا اور حضرت علی صابرؒ وہاں بھی انعام و اکرام فرماتے رہے اور عرس مبارک کے اختتام کے بعد بخیریت واپس چلا آیا۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہم بابا صاحبؒ پاک پتن شریف کے عرس میں ہر سال شرکت کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ بہت بیمار تھے کہ کسی سواری کے بغیر سفر ممکن نہ تھا۔ اگلے روز اچانک صبح سویرے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک صاحب اونٹنی لے کر میرے پاس آئے اور کہا ''یہ سواری آپؒ کو حضرت بابا صاحب نے جانے کے لیے بھیجی ہے......آپؒ تشریف لے چلیے۔'' حضرت بابا صاحبؒ کی اس مہربانی پر بیماری کے باوجود کمر ہمت باندھ لی اور اونٹنی پر بیٹھ کر عرس مبارک میں شریک ہوئے۔ یہ واقعہ قیام پاکستان سے قبل کا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ ہر سال حضرت بابا صاحبؒ کے عرس مبارک میں نہ صرف پابندی سے شرکت فرماتے بلکہ ہفتہ عشرہ پاک پتن میں قیام بھی فرماتے۔ پاک پتن شریف کی عیدگاہ میں تشریف فرما ہوتے۔ قیام کے دوران اتنی بڑی جگہ بھی ناکافی ہوتی۔ شب و روز وہاں لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے رہتے۔ حضرت صاحب صاحب قبلہؒ لوگوں کو حضرت بابا صاحبؒ کے دربار پر حاضری کے لیے فرماتے لیکن لوگ تھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ کے گرد پروانہ وار منڈلاتے'

Marfat.com

گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ تو انہیں حضرت بابا صاحبؒ کے دربار پر حاضری کے لیے تاکید کرتے اور حضرت بابا صاحبؒ ان سب کو آپؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے کہتے ہیں۔ اس قیام کے دوران جود و سخا کا دریا خصوصیت سے جوش پر رہوتا۔ جو بھی حاجت مند کیسی بھی درخواست لے کر حاضر ہوتا وہ کامیابی سے ہمکنار ہوتا۔

ارشاد فرماتے کہ حضرت بابا صاحبؒ بحر تصوف کے بہت بڑے شناور ہیں اور یہی وجہ تھی کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اس عالی ظرف شناور نے ہمارے حضرت صاحب قبلہؒ کو چشتیہ فیضان سے اس قدر مالا مال کر دیا تھا کہ ایک طرف لوگ دربار گوہر بار سے جھولیاں بھرتے تھے اور دوسری طرف عید گاہ میں حضرت بابا صاحبؒ کے یہ لاڈلے گوہر و جواہرات لٹاتے تھے۔

پیر جلیل شاہ صاحب (ساکن واں رادھارام) کے ملنے والے اسی علاقے کے نمبردار نے ایک مرتبہ ناچیز سے یہ کہا کہ وہ پیر جلیل شاہ صاحب کے ساتھ حضرت بابا صاحبؒ کے عرس میں شرکت کے لیے پاک پتن شریف گئے۔ ان کے ہاں دو بیویاں ہیں لیکن کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ انہوں نے دعا کی خواہش ظاہر کی۔ پیر جلیل شاہ جو حضرت صاحب قبلہؒ کے خادموں میں سے ہیں بولے تو آؤ پھر ہم عید گاہ میں چلیں۔ حضرت صاحب صاحب قبلہؒ کے گرد ایک ہجوم جمع تھا۔ جب یہ وہاں پہنچے تو ایک ادھیڑ عمر کا آدمی حضرت صاحب قبلہؒ سے التجا کر رہا تھا کہ اس کا داماد دوسری شادی کر رہا ہے کیونکہ اس کے گھر اولاد نہیں ہوتی۔ جیسے ہی یہ دونوں حضرات حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہنچے' حضرت صاحب قبلہؒ کی نظر پیر جلیل شاہ پر پڑی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''پیر جی اس بوڑھے کی لڑکی کے لیے اولاد کی دعا کرنی ہے۔'' پیر جلیل شاہ اور اس کا ساتھی خود اس غرض کے لیے حاضر ہوئے تھے بولے ''حضور آج ہم بھی اسی غرض کے لیے حاضر ہوئے ہیں' کہتے ہوئے پیر جلیل شاہ نے اپنے ساتھی کا مختصر سا ذکر کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے مسکرا کر فرمایا تب تو یہ چودھری صاحب اس بڈھے کے لیے اور اپنے حق میں بھی دعا مانگیں۔ ان کے ساتھی نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ حضور ہم تو خود دعا کے طالب ہیں' اس لائق کہاں کہ ہم گنہگاروں کی دعا بارگاہ ایزدی میں قبول ہو۔ ارشاد فرمایا نہیں چوہدری صاحب آج گناہگاروں ہی کی سنی جائے گی۔ چودھری صاحب نے تعمیلاً ہاتھ اٹھا دیے۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے کیا مانگا' وہ خود بھی نہیں

Marfat.com

جانتے۔ہاں انہوں نے ناچیز کو یہ ضرور بتایا کہ اب دونوں بیویوں سے لڑکے ہو رہے ہیں حالانکہ سات پشت سے ایک ہی نرینہ اولاد ہمارے خاندان میں ہوتی آئی ہے' ناچیز نے عرض کیا کہ اس سلسلے میں بھی حضرت صاحب قبلہؒ ہی سے رجوع فرمائیے۔ معلوم نہیں کہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے یا نہیں' ناچیز تو صرف اتنا ہی جانتا ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ ہوں اور پاک پتن شریف کی مقدس سرزمین پھر بھلا دعائیں کیوں نہ قبول ہوں۔

اجابت از درحق بحر استقبال می آید

پھر بھلا کمی کس چیز کی رہتی۔ یہ واقعہ تو میں نے عرس کے ایام کا قلم بند کیا ہے۔ گزشتہ کئی سال سے تو حضرت قبلہؒ کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ آپؒ ہر اتوار کو آدھی رات کے وقت قیام گاہ سے پاک پتن شریف کے لیے روانہ ہوتے یہ ناچیز بھی ہوتا' عموماً فجر کی نماز حضرت صاحب قبلہؒ پاک پتن شریف کے قریب اپنی اراضی (واقع 36 چک) میں ادا کرتے۔ چک میں پہنچنے سے پہلے اس چوک میں جہاں سے ایک سڑک پاک پتن شریف کو جاتی ہے اور ایک عارف والا کی طرف جاتی ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ دعائے خیر کے لیے ہاتھ اٹھا دیتے اور حضرت بابا صاحبؒ کی روح مقدسہ کو ایصال ثواب پہنچاتے اور اسی طرح واپسی کے وقت بھی وہاں رک کر دعا فرماتے۔

چک 36 کی اراضی کے بارے میں حضرت صاحب قبلہؒ ارشا فرماتے کہ یہ ہمیں حضرت بابا صاحبؒ نے دلوائی ہے۔ جب حضرت صاحب قبلہؒ کی سواری ہر اتوار کو منہ اندھیرے وہاں پہنچتی تو لوگ جو وہاں پہلے ہی سے آنے شروع ہو جاتے تھے۔ دن نکلتے نکلتے کافی تعداد میں جمع ہو جاتے جس میں پاک پتن شریف سے تو لوگ آتے ہی تھے لیکن گردونواح سے بھی بڑی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے۔ چک 36 کی یہ مبارک جگہ عید گاہ کا نمونہ بن گئی۔ جہاں حضرت صاحب قبلہؒ سے بڑی تعداد میں لوگ (جو اقامت گاہ نزد اوکاڑہ) آسانی سے نہیں پہنچ سکتے تھے' حاضر خدمت ہو کر فیضیاب ہوتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کا یہ معمول کئی برس لگا تار جاری رہا' گزشتہ چند ماہ میں بسبب بیماری جبکہ نقاہت بہت بڑھ گئی تھی اور سفر میں بھی دشواری ہوتی تھی' وہاں کا جانا بند ہوا۔

ایک ڈاکٹر صاحب جو پاک پتن شریف کے ہسپتال کے انچارج تھے' عمر 55 کے لگ بھگ تھی'

Marfat.com

ان کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی تھیں۔ عموماً ہر اتوار کو 36 چک حاضر خدمت ہوتے۔ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ سے اولاد نرینہ کے لیے دعا کی التجا کی۔ ارشاد فرمایا' اللہ تعالیٰ آپ کو دو لڑکے عطا فرمائے گا۔ ایک لڑکا تو ان کے ہاں اسی دوران تولد ہوا تھا۔ جسے ڈاکٹر صاحب نے دعا کے لیے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پیش بھی کیا تھا۔ اس کے بعد ان کا پاک پتن شریف سے تبادلہ ہو گیا......اور پھر میری ان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔

Marfat.com

نویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

عجب میں نے شان دیکھے کرماں والے پیر دے
بیڑے کیتی پار جاندے ہر دکھی دلگیر دے

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہؒ کے بہت پرانے خادم چوہدری اللہ بخش سفید پوش' بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ اپنے گاؤں موضع کرمونوالہ ضلع فیروز پور سے چوہدری صاحب کے گاؤں موضع تلونڈی نیپالاں تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور تشریف لائے اور ان کے باغ میں قیام فرما ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ رفع حاجت کیلئے چلے تو چوہدری صاحب مذکور بھی لوٹا لے کر آپؒ کے ہمراہ چلے۔ راستے میں حضرت صاحب قبلہؒ ایک آم کے پودے کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا "اسے کیا ہو گیا ہے؟" چوہدری صاحب نے کہا "حضور یہ پودا دن بدن خشک ہو رہا ہے۔ بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی کارگر نہیں ہوئی اور یہ پودا بدستور خشک سے خشک تر ہوتا جا رہا ہے"۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے پانی کا لوٹا لیکر اپنے دست مبارک سے اس پودے پر پانی ڈالنا شروع کیا اور فرمایا "اسے کوئی بیماری نہیں بلکہ کوئی عورت اس پر غسل کر گئی ہے خداوند کریم اس پودے پر رحم کر دے گا اور یہ ہرا ہو جائے گا اور اس عورت پر بھی اللہ کریم رحم کر دے گا"۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہؒ کی زبان مبارک کے طفیل ایسا ہی ہوا۔ وہ پودا دن بدن ہرا ہونا شروع ہو گیا۔ 1947ء میں جب چوہدری صاحب پاکستان آئے تو اس آم کے درخت کو پھل لگنا شروع ہو گئے تھے۔

قیام پاکستان سے کئی سال پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے چوہدری اللہ بخش صاحب' شیخ ناظر حسین مرحوم اور حکیم جمال دین مرحوم کو مختار عام بنایا' انہوں نے عرضی نویس سے صرف فیروز پور ضلع کیلئے مختار نامہ لکھوایا۔ جب انہوں نے مختار نامہ لکھ کر حضرت صاحب قبلہؒ کے سامنے پیش کیا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے پڑھ کر فرمایا' "بیلیو! فیروز پور کے ساتھ ضلع منٹگمری بھی لکھوانا تھا"۔ انہوں نے عرض کیا "حضور! ہماری زمین تو ضلع فیروز پور میں ہے۔ منٹگمری ضلع کے ساتھ ہمارا کیا تعلق؟" آپؒ نے پھر فرمایا' بیلیو! اس کے ساتھ منٹگمری بھی لکھواؤ" حتیٰ کہ جب ڈپٹی صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت حاضر ہوئے تو حضرتؒ نے اس میں ضلع منٹگمری کا بھی اضافہ کرا دیا۔ جب پاکستان بنا تو وہ مختار نامہ ضلع منٹگمری میں ہی کام آیا۔ یہ ہے اللہ کے بندوں کی کرامت کہ کئی سال پہلے ہی آپؒ کو معلوم تھا کہ ضلع منٹگمری میں قیام ہو گا۔

Marfat.com

1945ء میں حضرت صاحب قبلہؒ نے اچھے والا میں مسمی موہر سنگھ جاٹ سے ایک کنواں آبپاشی کیلئے فیروز پور شہر کے متصل خریدا جس کے ساتھ تراسی ایکڑ زمین بھی تھی، چوہدری صاحب مذکور نے بیعنامے کا کاغذ عرضی نویس سے لکھوا کر حضرت صاحب قبلہؒ کے سامنے پیش کیا ابھی سب لوگ بیٹھے ہی تھے اور زمین یا بیعنامے کے بارے میں کوئی ذکر بھی نہیں کیا تھا کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے خود ہی فرمایا ''کاغذ احتیاط سے لکھوایا کرو، کہیں بیعنامے کی جگہ رہن نہ لکھوالینا'' شیخ ناظر حسین نے عرض کیا کہ ''حضور! ہم اتنے نادان تو نہیں ہیں۔ ساری عمر عدالتوں میں کام کرتے گزر گئی ہے۔ بیع کی جگہ رہن کیسے لکھوا سکتے ہیں؟'' شیخ ناظر حسین اس وقت تحصیل دار کے ریڈر تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''اچھا مضمون پڑھ کر سناؤ''۔ چنانچہ جب شیخ ناظر حسین نے مضمون سنایا تو بیع کی بجائے رہن کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ یہ سب بہت شرمندہ ہوئے اور عرضی نویس سے دوبارہ رہن کی جگہ بیع کا لفظ لکھوایا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''اب یہ مکمل ہو گیا ہے''۔ انہوں نے عرض کیا ''حضور جب موہر سنگھ تحصیلدار کے سامنے بیان دے گا تو اس کھاتے کا انتقال ہمارے نام ہو جائے گا''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کیا موہر سنگھ کے بیان کے بغیر بھی انتقال درج ہو سکتا ہے؟'' انہوں نے کہا ''جب تک موہر سنگھ تحصیلدا کے سامنے بیان نہ دے، کھاتے کا انتقال ہمارے نام نہیں ہو سکتا''۔ مغرب کا وقت قریب تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ ''ابھی جاؤ اور تحصیلدار کے سامنے موہر سنگھ سے بیان دلواؤ''۔ انہوں نے عرض کیا ''اب دیر ہو گئی ہے کل صبح جا کر بیان کروالیں گے''۔ آپؒ نے ڈانٹ کر فرمایا ''نہیں ابھی جاؤ اور موہر سنگھ کو ساتھ لے جا کر بیان کی تصدیق کراؤ''۔ چنانچہ یہ سب حضرت صاحب قبلہؒ کے حکم کے بموجب موہر سنگھ کے مکان پر گئے، معلوم ہوا کہ وہ سخت بیمار ہے۔ خیر یہ بمشکل اسے اٹھا کر تحصیلدار کے پاس لے گئے اور بیان کی تصدیق کرائی۔ اگلے روز معلوم ہوا کہ موہر سنگھ مر گیا ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا 'بیلیو! کیا تم میرے کہنے پر عمل کرنے سے فائدے میں نہ رہے؟''

لالہ دھنامل حضرت صاحب قبلہؒ کا ایک خادم تھا وہ لنگر کیلئے اپنے بیلوں سے آٹا پیستا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس کے دو بیل اور ایک بھینس چوری ہو گئی۔ اگلے دن صبح جب حضرت صاحب قبلہؒ نے کہلا کر بھیجا کہ کل لنگر کا آٹا پیسنا ہے تو اس نے عرض کیا کہ ''حضرت صاحب میرے دو بیل اور بھینس رات کو چور

Marfat.com

لے گئے ہیں"۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "ہم نے تو کل ان بیلوں ہی سے آٹا پیسنا ہے"۔ اس نے کہا "کسی کے بیل لیکر آٹا پیس لیں گے"۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے کہا "جاؤ بیلوں کا پتہ کرو"۔ گاؤں کے کچھ لوگ جو مخالف خیال کے تھے طنزاً کہنے لگے کہ "دیکھیں پیر اب اپنے مرید کو بیل واپس کراتا ہے یا نہیں"۔

چنانچہ ایسا ہوا کہ چور لالہ دھنامل کے بیل لیکر جا ہی رہے تھے کہ کسی آدمی نے شبہ کی بنا پر ان کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ یہ بیل کہاں سے لائے ہو' جب ان سے سختی کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ "ہم چار آدمی ہیں۔ دو بیل اور ایک بھینس کرموں والا سے دھنامل کے ہاں سے چوری کر کے لائے ہیں۔ ہمارے دوسرے دو ساتھی بھینس لے گئے ہیں اور ہم یہ بیل لے جا رہے ہیں"۔ چنانچہ اس آدمی نے اس چوروں کو پکڑ کر تھانہ لکھو میں پولیس کے حوالے کر دیا۔ وہاں سے پولیس کا ایک سپاہی کرمونوالہ شریف آیا اور دھنامل سے کہا کہ تمہارے جو بیل چوری ہوئے ہیں تھانے چل کر انہیں شناخت کر لو"۔ دھنامل نے کہا' حضرت صاحب قبلہؒ جب پڑھ کر فارغ ہو جائیں گے تو ان سے اجازت لیکر چلیں گے۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہؒ نے فارغ ہو کر فرمایا "جاؤ جا کر دیکھو"۔ چنانچہ چوہدری صاحب دھنامل کے ساتھ گئے اور ضمانت دیکر بیل واپس لے آئے اور اس دن لنگر کا آٹا ان بیلوں سے پیسا۔ جس دن کیلئے حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا تھا۔ پھر حضرت صاحب قبلہؒ نے دھنامل سے فرمایا کہ "جاؤ چوہدری اللہ بخش کے پاس جا کر بھینس کا پتہ کرو۔ چنانچہ دھنامل چوہدری صاحب کے پاس شام کو تلونڈی پہنچا۔ چوہدری صاحب نے کہا اب صبح ہی پتہ کریں گے۔

اسی رات چور کا باپ چوہدری صاحب کے ہاں آیا اور آوازیں دینے لگا' چوہدری صاحب باہر نکلے تو چور کے باپ نے ان سے کہا کہ "میرا لڑکا کرمونوالے سے دھنامل کی بھینس چرا کے لے آیا ہے ہم نے اس کا دودھ پیا ہے اور پیتے ہی تمام گھر والوں کے پیٹ میں شدت سے درد ہو رہا ہے۔ چوہدری اللہ بخش صاحب نے کہا کہ دھنامل اندر ہے آؤ اس سے بات کرتے ہیں۔ چنانچہ چوہدری صاحب اس شخص کو لیکر دھنامل کے پاس پہنچے اور اسے سارا ماجرا سنایا۔ دھنامل نے کہا "میں تو چوہدری صاحب کے پاس آیا ہوں۔ اب جس طرح یہ کہیں مجھے منظور ہے"۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے چور کے باپ سے کہا

Marfat.com

''جاؤ اس بھینس کو اپنی بھینس سمجھ کر چارہ ڈالو اور صبح جا کر 'پھاٹک' '' (کانجی ہاؤس) میں دے آنا ہم وہاں سے لے لیں گے۔ چنانچہ وہ صبح ہی صبح موضع سلطان خان والا میں جا کر بھینس کو پھاٹک میں دے آیا اور اس کے گھر والوں کے پیٹ کا درد دور ہو گیا۔ چوہدری صاحب اور دھنا مل نے جا کر وہاں سے بھینس لے لی اور حضرت صاحب قبلہؒ کے حکم کے مطابق پولیس میں رپورٹ نہ کرائی' کیونکہ آپؒ نے فرمایا تھا کہ چوروں کو قید نہ کرانا۔ چنانچہ انہوں نے عدالت میں چوروں کی بابت کہا کہ ''ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے بیل کس نے چوری کئے ہیں؟'' چنانچہ وہ چور بھی بری ہو گئے۔ تب دھنا مل نے اپنے مخالف خیال کے لوگوں سے کہا ''دیکھی میرے پیر کی کرامت؟'' وہ سب یہ سن کر بہت شرمندہ ہوئے۔

ایک مرتبہ چوہدری اللہ بخش صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے ہمراہ حضرت باوا صاحبؒ کے عرس مبارک پر پاک پتن شریف گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ عرس شریف پر حاضری کے بعد کندر خاں کے پاس موضع ''ماموں کے'' جایا کرتے تھے اور وہاں سے موضع ملکیکی شمس الضحیٰ خاں کے پاس جایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہؒ جب موضع ''ماموں کے'' سے ملکیکی کار پر جا رہے تھے تو تھوڑے ہی فاصلے پر ایک عورت راستہ روک کر کھڑی ہو گی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے کار روک کر فرمایا ''راستہ چھوڑ دو''۔ اس نے کہا ''میری شادی کو کئی سال ہو گئے لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی اور میرے سسرال والے مجھ پر طعنہ زنی کرتے ہیں میں ایسی زندگی سے مر جانا بہتر سمجھتی ہوں''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا اس سے کہہ دو کہ اللہ کریم اسے لڑکا دے دے گا' ہمارا راستہ چھوڑ دے''۔ چنانچہ دوسرے سال جب یہ لوگ وہاں گئے تو اس عورت کی گود ہری ہو چکی تھی اور اللہ کریم نے اسے لڑکا ہی دیا تھا۔

چوہدری صاحب کو موضع دیوسیال متصل واں رادھا رام میں تقریباً بارہ مربعہ الاٹ ہوئے' وہاں پانی کی بہت قلت ہے۔ ایک مرتبہ یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بیٹھے تھے' آپؒ نے فرمایا کہ چوہدری جی آپ کہتے تھے کہ دیوسیال میں نہری پانی کم ہے' وہاں ہم ٹیوب ویل کیوں نہ لگوالیں' انہوں نے عرض کیا کہ حضور وہاں ٹیوب ویل کامیاب نہیں ہوئے۔ اس سے پیشتر تین ٹیوب ویل لوگوں نے لگوائے ہیں اور گورنمنٹ نے بھی دس پندرہ سوفٹ تک بورنگ کیا ہے مگر میٹھا پانی دستیاب نہیں ہوا' اسی وجہ سے کارپوریشن نے میرے ٹیوب ویل کے روپے واپس کر دیئے ہیں''۔ یہ سن کر حضرت صاحب قبلہؒ

Marfat.com

نے فرمایا ''جاؤ ٹیوب ویل لگواؤ' کڑوا پانی اللہ کریم نے ہمارے لئے ہی رکھا ہے''۔ بموجب حکم انہوں نے جا کر بورنگ شروع کرا دی تقریباً پانچ سوفٹ کے فاصلے پر حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا کی برکت سے میٹھا پانی آ گیا اور ابھی تک بالکل ٹھیک پانی آ رہا ہے۔

1947ء میں قیام پاکستان کے وقت چوہدری صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں تھے اور حضرت صاحب قبلہؒ کے ساتھ ہی یہ کئی دن کے بعد قصور پہنچے۔ ایک دن یہ قصور میں اپنے بال بچوں اور تمام خاندان کی فکر میں بے چین حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس بیٹھے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ''چوہدری جی آپ فکر نہ کریں۔ میں تو بھاگا ہی پھرتا ہوں آپ اپنے چھوٹے موٹے آدمی سب گن لینا۔ پھر یہ حضرت صاحب قبلہؒ کے ساتھ موضع کوئیکے بہاول چلے گئے۔ ایک رات حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''چوہدری جی ایک مرتبہ ایک سوداگر اپنا مال جہاز میں کہیں لے جا رہا تھا۔ راستے میں طوفان آیا اور جہاز کو بہت خطرہ ہو گیا۔ جہاز کے کپتان نے خطرے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ سوداگر نے اپنے پیر کو یاد کیا۔ اس کا پیر اس وقت بہت دور کئی آدمیوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ پیر صاحب نے تین مرتبہ دونوں ہاتھوں سے جھٹکے مارے اور ساتھ ہی اپنی آستین سے پانی گرایا' لوگوں نے دریافت کیا کہ پانی کہاں سے آ گیا پیر صاحب نے بہت ٹالا مگر لوگ بضد ہوئے تو پھر پیر صاحب نے فرمایا کہ ایک بیلی کا جہاز غرق ہونے لگا تھا اس کو طوفان سے باہر نکالا ہے۔ اس واقعہ کے کچھ دن بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے بابو نور عالم صاحب کو حکم دیا کہ صبح چوہدری صاحب کے ساتھ جا کر ان کے بال بچوں کا پتہ لگائیں چنانچہ یہ دونوں وہاں سے قصور آئے تو ان کے خاندان کے تمام آدمی اور بال بچے مل گئے۔ جب چوہدری صاحب نے اپنے لڑکوں سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا گزری تو انہوں نے اس رات کا ہی واقعہ سنایا جس دن حضرت صاحب قبلہؒ نے سوداگر کا واقعہ سنایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس رات ہماری کشتی بہت خطرے میں تھی۔ نہ تو ہمارے پاس کوئی چپو تھا نہ بانس نہ ملاح فقط خدا اور پیر کامل کا سہارا تھا' دریا طغیانی پر تھا۔ خدا کی قدرت ہماری کشتی موضع ہری کے پتن پر جہاں ہندوؤں کی ملٹری بیٹھی ہوئی تھی جا پہنچی' چونکہ رات اندھیری تھی' ملٹری والوں نے کشتی کی آواز سن کر بیٹری کی روشنی کے ساتھ گولی سے فائر شروع کر دیئے' روشنی سے ہماری آنکھیں بند ہو گئیں' جب ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم لوگ ہری کے پتن سے تقریباً چھ سات میل دور محفوظ مقام پر پہنچ

Marfat.com

چکے تھے۔ یہ حضرت قبلہؒ کی کرامت تھی جس نے ناامیدی کو امید میں بدل کر ڈوبتی بیڑی کو پار لگا دیا۔
ایک واقعہ جو بیڑی میں پیش آیا یہ تھا کہ جب بیڑی کنارے کے پاس پہنچ رہی تھی تو ایک عورت نے بیڑی کے نیچے سے ایک کپڑا دریا میں تیرتا دیکھا اور اس کو پکڑ لیا کھولا تو اس میں سے چوہدری صاحب کا بھانجہ نصر اللہ خان نکلا جو تین سال کا تھا' معلوم نہیں یہ کب گرا تھا' اللہ کی مہربانی اور حضرت صاحب قبلہؒ کی کرامت تھی کہ بیڑی کے نیچے سے بچہ صحیح سلامت نکل آیا اور حضرت صاحب قبلہؒ نے جو فرمایا تھا کہ اپنا بچہ بچہ گن لینا وہ بھی پورا کر دکھایا۔

تقریباً پندرہ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ اپنے رہنے کیلئے زمین تلاش کر رہے تھے۔ ایک دن چوہدری صاحب آپؒ کے ہمراہ تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ ریلوے اسٹیشن کسان کے پاس چک نمبر 24/2 کے پانی کے موگہ پر پہنچے تو نماز عصر کا وقت تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے مولوی احمد دین سے فرمایا ''مولوی جی جماعت کرا دو''۔ مولوی صاحب نے جماعت کرائی' نماز سے فارغ ہو کر حضرت صاحب قبلہؒ نے مولوی صاحب سے پوچھا ''مولوی جی یہ مربعے کس کے ہیں؟'' مولوی صاحب نے کہا' حضور یہ مربعے (ن) کے ہیں حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''کیا یہ مربعے (م) کے نہیں ہو سکتے؟'' یہ سب خاموش ہو گئے۔ خدا کی قدرت دیکھئے کچھ مدت کے بعد وہی مربعے حضرت صاحب قبلہؒ نے خرید لئے اور وہاں ٹیوب ویل بھی لگوا دیا۔

حاجی محمد رحمت علی صاحب مہاجر سرانواں بودلہ آڑھتی غلہ منڈی بورے والا بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی غلامی میں تقریباً 1925ء میں داخل ہوئے۔ ہوا یوں کہ انہیں باؤلے کتے نے کاٹ لیا۔ کسولی ہسپتال لکھا تو وہاں سے انہیں ٹیکے لگوانے کیلئے تار بھیج کر طلب کر لیا گیا' کسولی ہسپتال کا طریق علاج یہ تھا کہ وہ باؤلے کتے کے کاٹے کو چودہ ٹیکے لگاتے تھے' ابھی سات ٹیکے ہی لگے تھے کہ حاجی صاحب کو ایسے چکر آنے شروع ہوئے کہ چارپائی اور زمین گھومتی ہوئی نظر آنے لگی اور جب بھی یہ سونے کا ارادہ کرتے تو ایسا دورہ پڑتا جیسے ہلکاؤ کا ہوتا ہے۔ انہوں نے بہتیرے علاج کرائے۔ مگر تین سال تک کسی بھی ڈاکٹری' یونانی یا روحانی علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور مرض بڑھتا ہی گیا۔ مرض کی شدت میں حاجی صاحب کو وہم اور تبخیر کی بھی شکایت ہو گئی تھی' چنانچہ جب دورے پڑتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ بس

Marfat.com

اب دم نکلا کہ نکلا۔ مدینہ منورہ منی آرڈر بھیجے اور ہر سال ایک سو پچاس روپے بھجواتے رہے۔ اجمیر شریف' دہلی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے آستانے پر اور پھر کلیر شریف' پاک پتن وغیرہ متعدد جگہوں پر نذریں پیش کیں' مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور ایک دن اسی حالت میں یہ اللہ اللہ کرتے ہوئے سو گئے کہ حالت خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک باغ ہے اور اس میں ایک بنگلہ ہے اور اس بنگلے میں حضور نبی کریم ﷺ کی عدالت لگی ہوئی ہے' لوگ جوق در جوق حاضر ہو رہے ہیں۔ یہ زیارت کی خاطر اس طرف چل کھڑے ہوئے۔ جب باغ کی چاردیواری کے اندر داخل ہونے لگے تو ایک داڑھی والے بزرگ نے جو فوجی وردی پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ میں چھڑی پکڑے ہوئے تھے۔ انہیں روکا کہ اندر نہیں جا سکتے"۔ انہوں نے بہت منت سماجت کی تو انہوں نے اندر جانے دیا۔ جب یہ باغ کے اندر بنگلے پر پہنچے تو وہاں کسی بھی آدمی کو نہ پایا۔ انہوں نے بنگلے کے چاروں طرف چکر لگایا کہ شاید کوئی نظر آ جائے۔ آخر ایک دروازے سے اندر داخل ہونے کی کوشش کی' دروازہ کھلا تو ایک صاحب اندر سے نکلے انہوں نے پھر انہیں روکا اور کہا آپ واپس چلے جائیے' اندر نہیں جا سکتے"۔ یہ کہہ کر خود اندر جانے لگے تو یہ بھی ان کے ساتھ اندر چلے گئے۔ انہوں نے انہیں باہر نکالنے کی کافی کوشش کی مگر یہ باہر نہ نکلے۔ اندر پہنچ کر انہوں نے کہا کہ سرکار رسالت مآب ؐ سفید چادر اوڑھے ایک چارپائی پر آرام فرما رہے ہیں اور نیچے قالینوں پر بزرگان و اولیائے عظام صفوں میں دوزانو ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب وہ صاحب انہیں نکال رہے تھے تو ایک سفید کپڑوں میں ملبوس سیاہ داڑھی والے بزرگ نے ان کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ "انہیں آنے دو"۔ چنانچہ یہ ان بزرگ کے پاس چلے گئے' چونکہ قطار میں جگہ نہ تھی اس لئے پیچھے بیٹھ کر ان کے بازو کے نیچے سے سر نکال کر عرض کیا حضور مجھے حکم ہو تو سرکار رسالت مآب ؐ کی قدم بوسی کر لوں۔" آپ نے ان سے فرمایا "دیکھتے نہیں ہو کہ حضور ؐ آرام فرما رہے ہیں"۔ اتنے میں ان کی آنکھ کھل گئی"۔

حاجی صاحب کا بیان ہے کہ انہوں نے اس پاک ہستی کا حلیہ یاد رکھا اور آئندہ عرسوں پر جا کر انہیں تلاش کرنے کا عزم کر لیا۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حاجی صاحب مذکور کے فارسی کے استاد صبغت اللہ صاحب سرانواں بودلہ خطیب مسجد محلہ قلندراں نے انہیں آٹھ دن کی چھٹی دے دی۔ اور کہا کہ "میں آٹھ دن کیلئے

Marfat.com

اپنے پیر کے پاس جا رہا ہوں"۔ حاجی صاحب نے پوچھا "آپ کے پیر کہاں رہتے ہیں؟" تو انہوں نے کرمونوالہ شریف" کا نام لیا۔ چنانچہ حاجی صاحب نے اپنے اساتذہ گرامی سے عرض کیا کہ وہ اپنے پیر صاحب سے ان کی بیماری کیلئے بھی دعا کرائیں کہ انہیں جو دورے پڑتے ہیں، کسی طرح اس مرض سے چھٹکارا مل جائے۔ چنانچہ آٹھ دن بعد جب استاد صاحب واپس تشریف لائے تو حاجی صاحب نے معلوم کیا کہ ان کے بارے میں پیر صاحب نے کیا فرمایا ہے"۔ انہوں نے ایک مٹھی بھر کشمش کا تبرک دیا اور کہا "میرے پیر صاحب حضرت صاحب قبلہؒ سرکار کرمانوالےؒ نے یہ کشمش آپ کیلئے دی ہے کہ یہ کھائیں اور ایک آیت شریف ارشاد فرمائی ہے کہ سات کنوؤں کا پانی لیکر اس سے پاک دوات تیار کریں اور پھر یہ آیت شریف لکھ کر سات کنوؤں کے پانی میں گھول کر سات دن تک روزانہ پئیں۔" چنانچہ استاد صاحب اصلی چینی کی پلیٹ پر یہ آیت لکھ کر سات دن تک حاجی صاحب کو پلاتے رہے۔ جب حاجی صاحب نے وہ کشمش کھائی تو ان کے دورے پڑنے کا مرض جاتا رہا اور پھر جب سات دن تک آیت کریم پی چکے تو صحت اور بھی اچھی ہو گئی۔ پھر حاجی صاحب نے اپنے استاد سے عرض کیا کہ انہیں بھی وہ اپنے پیر صاحب کے پاس مرید کرانے لے چلیں، چنانچہ وہ تیار ہو گئے اور انہیں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کرمونوالہ شریف لے گئے۔ جب حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں دیکھا تو دور سے ہی فرمایا۔ "بھئی تو وہ تو نہیں؟ تو وہی ہے"۔ دو تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا، انہوں نے کوئی خیال نہ کیا۔ جب نزدیک پہنچے اور حضرت صاحب قبلہؒ کو سلام کر کے قدم بوسی کی، تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو وہی پاک ہستی ہیں جنہوں نے خواب میں بنگلے کے اندر حضور رسالت مآب ﷺ کی زیارت کیلئے طلب فرمایا تھا۔ یہ خاموش کھڑے رہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے پھر فرمایا "تو وہی عدالت والا ہے"۔ یہ پھر بھی خاموش رہے۔ ان کے استاد نے حضرت صاحب قبلہؒ سے بیعت کیلئے عرض کیا تو آپؒ نے فرمایا "مغرب کی نماز پڑھ کر میرے پاس آ جائیں"۔ چنانچہ انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی اور دعا مانگ کر فوراً حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں چلے گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ اس وقت اکیلے تھے اور اللہ اللہ میں مشغول تھے۔ حاجی صاحب کو یہ علم نہ تھا کہ وہاں نماز کے بعد گھنٹہ آدھ گھنٹہ مراقبے میں بیٹھنا چاہئے تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ فارغ ہوئے تو ان سے فرمایا "نہیں بھئی وہاں ابھی آدھ گھنٹہ مراقبہ میں بیٹھنا تھا۔" پھر فرمایا "اچھا میرے پاس آؤ"۔ چنانچہ یہ حضرت

Marfat.com

احب قبلہؒ کے نزدیک گئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے ایک ہاتھ ان کے سر پر رکھا اور ایک ہاتھ سینے پر کھتے ہوئے انہیں بیعت فرمایا اور درود شریف' تہجد اور اسم ذات وظیفہ سمجھایا۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ ن کا دل اسی وقت ذاکر ہو گیا۔

چوہدری صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری اور آپ کی جان ہے جب میں حضرت رکار میاں صاحب قبلہؒ کی خدمت میں جاتا تھا تو دنیا ایسے نظر آتی تھی جیسے ہتھیلی پر سرسوں کا دانہ نظر آتا ہے۔ اور یہاں تک نظر آتا تھا کہ وہ آدمی فلاں جگہ جا رہا ہے اور اس آدمی نے فلاں روز مرنا ہے' یہ دوزخی ہے اور یہ جنتی ہے' کل کو کیا ہونا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ایک روز حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہم اکیلے رائے ونڈ موہلن وال کے راستے رقپور شریف جا رہے تھے۔ راستے میں دریا پڑتا تھا۔ ساون کا مہینہ تھا اور دریا طغیانی پر تھا۔ جب دریا پار رنے کیلئے دریا میں داخل ہوئے تو پانی گلے تک آ گیا اور ایسے لگا کہ اب ڈوب جاؤں گا' پیچھے ہٹ آیا' دریا کے کنارے پر ہی شام گہری ہو چلی تھی اور اندھیرا چھا گیا تھا۔ ایک جانور سرخ آنکھوں والا رے نزدیک آیا اور سر نیچے کر کے کھڑا ہو گیا میں بھی اس سے بالکل نہ ڈرا اور اس کی طرف دیکھتا رہا۔ س نے مجھے کچھ نہ کہا' بلکہ اس اجاڑ جنگل بیابان میں میری حفاظت کرتا رہا۔ جب اندھیرا گھپ ہو گیا تو ن آدمی سفید پوش آئے اور مجھ سے کہا ''میاں صاحب! آپؒ نے دریا پار کرنا ہے؟'' میں نے کہا ہاں'' انہوں نے کہا ''ہمارے پیچھے آؤ''۔ میں ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ تھوڑی دور جا کر وہ دریا میں خل ہو گئے اور مجھ سے کہا ''ہمارے پیچھے چلے آؤ'' دریا میں اس جگہ سرکنڈوں کے نشان لگے ہوئے ے۔ جب ہم کنارے پر پہنچے تو وہ آدمی کہیں غائب ہو گئے اور اتنے میں ہم نے دیکھا کہ سرکار میاں احب شرقپوری بہ نفس نفیس وہاں تشریف فرما ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ سرکارؒ نے فرمایا ''شاہ صاحب! گئے؟'' میں نے کہا ''ہاں سرکار! آ گئے''۔ پھر پوچھا ''کیا آپ کو میرا خیال آیا تھا؟'' میں نے کہا ''جی ں خیال آیا تھا''۔ سرکارؒ نے فرمایا ''مجھے خیال آیا تھا کہ شاہ صاحبؒ گرمونوالے تشریف لا رہے ہیں' دریا ملوا اس لئے ملنے آ گیا۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ اپنے حجرے میں رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے' چوہدری رحمت علی صاحب پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دس بارہ سال کی عمر کا لڑکا جو ترکی ٹوپی اوڑھے ہوئے تھا وہاں آیا اور سر پر ہاتھ رکھ کر دہاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے چوہدری صاحب سے فرمایا ''چپ کرو' اللہ کریم رحم فرمائیں گے''۔ آخر بڑی مشکل سے اسے چپ کرایا گیا۔ چوہدری صاحب نے لڑکے سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے' تو اس نے کہا کہ ہم قلعہ فیروز پور سے آئے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''تمہارے ساتھ اور کون آیا ہے؟'' لڑکے نے کہا میری والدہ حضرت صاحب قبلہؒ نے پوچھا ''کیوں آئے ہو؟'' تو اس نے کہا ''میرے والد نے میری بھابی کو بندوق سے ہلاک کر دیا تھا' اب ان کو پھانسی کی سزا سنا دی گئی ہے۔ آپؒ دعا فرمائیں کہ ان کو معافی مل جائے اور وہ بری ہو جائیں''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے دریافت فرمایا ''کہ تمہارے والد نے تمہاری بھابی کو کیوں مارا؟'' لڑکے نے کہا ''سرکار!'' وہ بدکار تھی'' حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا'' کیا تمہارے والد نے اس کی بدکاری دیکھی تھی؟'' اس نے کہا ''مجھے پتہ نہیں'' حضرت صاحب قبلہؒ نے پوچھا ''تمہاری والدہ کہاں ہیں؟'' لڑکے نے بتایا کہ ''سرکار'' وہ آپؒ کے گھر چلی گئی ہیں'' حضرت صاحب قبلہؒ نے چوہدری صاحب سے فرمایا کہ ''پیر امام شاہ صاحب کو بلاؤ۔ پیر امام شاہ صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے چچازاد بھائی اور محترمہ اماں جان کے بھائی ہیں' وہ گھر میں جاتے تھے' چوہدری صاحب انہیں بلا لائے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے فرمایا کہ ''گھر جاؤ اور اس لڑکے کی والدہ سے تمام حالات پوچھ کر آؤ''۔ چنانچہ پیر صاحب تمام حال پوچھ کر آ گئے اور بتایا کہ وہ مائی کہتی ہے ''میرا شوہر قلعہ فیروز پور قاصو بیگو میں ہیڈ کلرک تھا' میرے لڑکے کی بیوی جس کو مارا گیا ہے بدکارہ تھی اور روزانہ چوبارے کی کھڑکی میں بجلی کی بتی جلا کر اپنے آشنا کے انتظار میں طوائفوں کی طرح بن سنور کر بیٹھتی تھی۔ میں نے اس کو کئی بار روکا وہ باز نہ آئی۔ ایک روز میرے خاوند نے جب کہ وہ بندوق کے ہمراہ رات کو قلعہ سے آ رہے تھے اس کو دیکھا اور وہیں سے بندوق چلا کر ڈھیر کر دیا''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''پیر امام شاہ! مائی صاحب کے پاس دوبارہ جاؤ اور اس سے پوچھو کہ ''اس نے یا اس کے خاوند نے تمہارے لڑکے کی زوجہ کی برائی خود اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی؟'' اس عورت نے کہا ''میں نے اور میرے خاوند نے ایک روز ہر دو کو برائی کرتے دیکھا تھا اس روز ہی میرا خاوند

Marfat.com

بندوق سے اس کو مار ڈالتا کہ جونہی وہ بندوق لینے اندر گیا میں نے باہر سے کنڈی لگا دی اور ان کا دروازہ کھٹکھٹا کر ان کو باہر نکال دیا' خود بھی کہیں چلی گئی دو تین سال بعد میرا لڑکا اپنی بیوی کو لے آیا تو اس کی وہی پہلی چال تھی' اس لئے میرے خاوند نے اسے بندوق سے مار ڈالا"۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا "اچھا اللہ کریم رحم فرمائیں گے"۔ اس مائی سے جا کر کہو کہ "پانچ سو دفعہ قل شریف۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد پڑھ کر حضورؐ کی روح پاک کو پیش کر دینا اور اپنے خاوند کو بھی جیل کی کوٹھری میں جا کر کہہ آنا کہ وہ رات کو یہی عمل کرے۔ اگر تم اس تک نہ پہنچ سکو تو خود نہا دھو کر عشاء کی نماز کے بعد پانچ سو دفعہ قل شریف' آگے پیچھے درود شریف پڑھ کر حضورؐ کی روح پاک کو پیش کر دینا۔ ان کی ہائی کورٹ میں دوسرے دن تاریخ تھی' وہاں سے حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے رہائی مل گئی۔

تیسرے دن یہ سب لوگ حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی لڑکا اور اس کی والدہ اور اس کا رہا شدہ والد پھلوں کی ٹوکریاں لئے آ رہے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے چوہدری صاحب سے فرمایا کہ "کیا یہ تمہارا وہی پرسوں رات والا بیلی نہیں ہے؟ مجھے تو وہی معلوم ہوتا ہے۔ اپنے والد کو چھڑائے لئے آ رہا ہے"۔ دیکھا تو وہی تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "کیوں اپنے والد کو چھڑا لائے ہو" اس نے عرض کیا "حضور کی دعا سے یہ سب کچھ ہوا ہے ورنہ پھانسی کی سزا تو سنائی جا چکی تھی"۔

غالباً یہ 1935ء کا ذکر ہے کہ ایک روز حضرت صاحب قبلہؒ نے چوہدری صاحب سے فرمایا کہ "باہر ملنے کیلئے آدمی آئے ہوئے ہیں دو دو کر کے میرے سامنے لاؤ' مگر دیکھو کہ ٹوپ والے صاحب کو جس نے چھتری لی ہوئی ہے ان کو مت لانا"۔ چوہدری صاحب دو دو آدمیوں کو سرکار کی خدمت میں لاتے رہے۔ اور فیض یاب ہونے کے بعد انہیں اجازت ملتی رہی۔ ٹوپ والے صاحب نے انہیں بہت تنگ کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ خود ملاحظہ فرما رہے تھے کہ وہ انہیں تنگ کر رہا ہے۔

فرمایا "وہ کیا کہتا ہے؟" چوہدری صاحب نے کہا "حضور وہ کہتا ہے کہ مجھے بھی لے جاؤ"۔ چنانچہ اسے پیش کیا گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "دو لفظی بات کریں تا کہ وقت ضائع نہ ہو"۔ وہ لدھیانہ کے سول سرجن تھے۔ قریباً ایک گھنٹہ ادھر ادھر کی سیاسی باتوں' اخباری خبروں اور اپنے تعارف میں لگا دیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ بار بار فرماتے رہے "بابو جی! میں نے اور آدمی بھی بھگتانے ہیں' اپنا مدعا بیان کرو"۔

Marfat.com

وہ انکاری تھا کہ میں نہیں بتاؤں گا آپ "خود ہی بتائیں۔ حضرت صاحب قبلہ" نے فرمایا "میں خود بتاؤں؟" اور اسے ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ کہ مسلمان ہو کر نصاریٰ کی شکل بنائی ہوئی ہے۔ اور اسی شکل میں غریب مسافر کو تمہارے لڑکے نے گاڑی میں لوٹا ہے اب سزایابی پر میرے پاس آئے ہو چلے جاؤ باہر"۔ غرض حضرت صاحب قبلہ" بہت ناراض ہوئے اور خود بھی اٹھ گئے۔ سول سرجن صاحب نے اپنا ٹوپ اٹھایا اور سر پر رکھ کر چلتا بنا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب قبلہ" تشریف لائے چوہدری صاحب ڈر کر ایک کونے میں بیٹھے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ" فرماتے آ رہے تھے کہ کوئی نہ کوئی ایسا آدمی آ جاتا ہے جو ہمارے آدمیوں کو بھی ہم سے ناراض کر جاتا ہے۔ اور فرما رہے تھے کہ یہ شخص سول سرجن تھا۔ اس کے بیٹے نے کسی مسافر کا گاڑی میں سترہ سو روپیہ نکال لیا اور پکڑا گیا۔ چالان ہوا' ڈیڑھ سال سزایاب ہوا ہے۔ اب اپیل کی ہے' آیا تھا کہ بری ہو جاوے اور یہی میرا امتحان لینا چاہتا تھا خود بتاتا نہیں ہے۔ پھر چوہدری صاحب سے کہا کہ "جاؤ وہ گاؤں سے بہت دور اسٹیشن کی طرف جا رہا ہوگا"۔ چنانچہ دو فرلانگ کے فاصلے سے اس کو واپس لائے۔ وہ جب اپنے نوکر کے ہمراہ واپس آئے تو حویلی کے باہر کھڑے ہو گئے' اور ان سے کہا کہ کہیں حضرت صاحب قبلہ" پھر ناراض نہ ہو جائیں پہلے اجازت لے آؤ۔ یہ اندر گئے' حضرت صاحب قبلہ" سے عرض کیا کہ سول سرجن صاحب باہر کھڑے ہیں کیا حکم ہے۔ فرمایا "ان سے کہہ دو کہ تمہارا لڑکا بری ہو جائے گا' جاویں اجازت ہے۔ چنانچہ وہ بری ہو گیا اور اس کو وہ سول سرجن چوہدری صاحب کی موجودگی میں سلام کیلئے لائے تھے۔

بڑے صاحبزادہ صاحب قبلہ حضرت بابا محمد علی شاہ صاحب کی شادی تھی۔ اپنے پیارے پیارے اور چہیتے معتقدین کو حضرت صاحب قبلہ" نے بلایا تھا جو کہ قریباً پندرہ سولہ آدمی تھے۔ برات نے جانا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ" نے چوہدری صاحب کو بلایا اور فرمایا۔ تمام صاحبان کو بمعہ ہر دو صاحبزدگان و پیر امام شاہ (ماموں صاحبزادگان) میرے پاس لاؤ۔ یہ تمام کو بلا لائے۔ حضرت صاحب قبلہ" نے فرمایا کہ بھئی آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ میں بیمار پڑا ہوں' میرا ارادہ یہ ہے کہ ہر دو صاحبزادگان اور پیر امام شاہ ایک کار میں چلے جاویں اور نکاح کے بعد فوراً اسی کار میں واپس آ جاویں تم ان کے آنے تک اپنی رسم ولیمہ کی دیگیں وغیرہ چڑھا لو۔ اور کہا کہ کیا یہ ٹھیک ہے میرا تو یہی خیال ہے۔ انہوں نے بھی عرض کیا

Marfat.com

حضور بہت اچھا ٹھیک ہے۔ چنانچہ یہ اپنے اپنے حجروں میں چلے گئے۔ بڑے صاحبزادہ حضرت بابا جی نے چوہدری صاحب کو بلایا اور کہا کہ میں سرکار کی خدمت میں جا کر عرض کروں کہ جب تک حضرت صاحب قبلہؒ میری بارات کے ہمراہ نہیں جائیں گے میں اکیلے نہیں جاؤں گا' انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا' فرمایا ''پھر تمام کو میرے پاس بلا لاؤ''۔ یہ بلا لائے۔ فرمایا ''پیر جی نے حاجی صاحب سے یہ کہا ہے کہ جب تک میں ان کی بارات کے ہمراہ نہ جاؤں وہ نہیں جائیں گے''۔ بابا پیر محمد علی شاہ سے فرمایا ''پیر جی آپ نے کہا ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ حضور کہا ہے'' ___ فرمایا بھلے لوگو! میں یہاں کمرے کے اندر اپنی علیحدہ نماز پڑھتا ہوں اور آپ باہر نیم کے نیچے باجماعت پڑھتے ہیں اس میں بھی کوئی وجہ ہے جب کہ میں نے چالیس سال باجماعت نماز پڑھی ہے اور چالیس سال میں ایک دفعہ بھی نماز جماعت' نماز تہجد اور درود شریف قضا نہیں کیا ہے اور اب میں اکیلا ہی پڑھتا ہوں اور اندر باندھ توڑ کر بیٹھا ہوں اس کی بھی آخر کوئی وجہ ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ یہ کہتے ہوئے جلال میں آگئے اور فرمایا ''مجھے آپ کیا سمجھتے ہیں میں اگر چاہوں تو خدا کی قسم فرشتوں کی برات لے جا سکتا ہوں''۔ پھر حضرت صاحب قبلہؒ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ''چلو اگر مجھے ہی لے چلنا ہے تو میں چلتا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت صاحب قبلہ کار میں بیٹھ گئے۔ جب برات ملٹری فارم پہنچی وہاں مسجد میں حضرت صاحب قبلہؒ نے قیام فرمایا اور وہاں ہی رسم نکاح ہوئی۔ رسم نکاح کے موقع پر سیٹھ شفیع صاحب نے چھوہارے تقسیم کئے اور چھوہاروں کو ادھر ادھر براتیوں پر پھینکا اور حضرت صاحب قبلہؒ کے حجرے میں بھی کئی مشت بھر بھر کر زور زور سے پھینکیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے دو تین چھوہارے زور سے لگے۔ واپسی پر رات گھر ذکر ہوا۔ چوہدری صاحب سے پوچھا' چھوہارے کس نے تقسیم کئے تھے''۔ انہوں نے عرض کیا ''حضور سیٹھ شفیع صاحب نے'' فرمایا انہیں بلاؤ'' یہ بلا لائے' فرمایا ''چھوہارے ایسے پھینکے تھے کہ سب کو تکلیف ہوئی اس قدر زور سے نہیں پھینکنے چاہئیں

___ ایک دن حضرت صاحب قبلہؒ خوش و خرم تھے۔ چوہدری صاحب اکیلے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بیٹھے تھے عرض کیا ''حضور آپؒ نے برات کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ اگر میں چاہوں تو فرشتوں کی برات لے جا سکتا ہوں''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے مسکرا کر فرمایا ''اللہ کریم کے نیک بندوں (الا ان اولیا اللہ کے تحت تفسیر فرمائی) اللہ کے فرشتے ماتحت ہوتے ہیں جدھر وہ حکم کریں وہی کرتے ہیں۔

Marfat.com

دسویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ اطاعت بے ریا

Marfat.com

مولوی محمد حنیف صاحب فیروز پوری بیان کرتے ہیں کہ شمس العارفین سراج السالکین حضرت صاحب قبلہؒ محمد اسماعیل شاہ صاحبؒ کے وصال کے بعد ان کی طبیعت ابھی تک پریشان ہے کیونکہ انہیں حضرت صاحب قبلہؒ کی بابرکت مجلسیں نصیب نہیں ہوتیں' فرماتے ہیں۔ حضرت سرکار کرمانوالےؒ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر لفظ مردہ دلوں کیلئے آب حیات کی تاثیر رکھتا تھا۔ آپؒ اپنی مبارک مجلسوں میں شریعت وطریقت کے ایسے ایسے رموز ونکات بیان فرمادیتے تھے کہ اہل بصیرت جھوم جھوم اٹھتے تھے۔ آہ حضرت صاحبؒ آج اگرچہ اس عالم آب وگل میں موجود نہیں ہیں لیکن آپؒ کے اکثر واقعات آج بھی رہ رہ کر یاد آجاتے ہیں۔

فرماتے ہیں حضرت صاحب قبلہؒ کی پہلی بیعت خاندان چشت کے بزرگ حضرت مولانا شرف الدین فیروز پوری سے تھی۔ میاں رحمت علی جو کہ ہر دو صاحبزادگان کے معلم ہیں' بیان کرتے ہیں کہ وہ اوائل عمر میں فیروز پور شہر میں نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے جایا کرتے تھے۔ حضرت صاحبؒ ہر جمعہ کو اپنے دست مبارک سے لنگر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ حضرت صاحبؒ فیروز پور کی زندگی ہی میں آپؒ حصول علم کیلئے ہندوستان چلے گئے۔

ایک مرتبہ سرکار کرماں والےؒ فرمانے لگے کہ جب میں سہارنپور میں پڑھتا تھا تو وہاں ایک سیاہ پوش بزرگ بھی رہا کرتے تھے۔ ہر روز اکابرین شہر صبح کے وقت ان کو سلام کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ اگر ان کا کوئی مرید دو سو میل پر ہوتا اور وہ توجہ فرماتے تو وہ فوراً حاضر ہو جاتا۔ فرماتے کہ جب میں ان کے پاس جاتا تو تمام حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر کہتے کہ "اب سب لوگ چلے جائیں کیونکہ میرے بھائی آگئے ہیں"۔ آپ نے بتایا کہ وہ بزرگ یا مالک کا ورد کثرت سے کرتے تھے۔

فرماتے ہیں ایک روز میں ان سیاہ پوش بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پاؤں کی انگلیوں سے روٹی کو پکڑ رکھا تھا اور ہاتھ سے توڑ توڑ کر کھا رہے تھے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ "یہ تو خلاف شریعت ہے"۔ وہ بزرگ میرے خیال کو فوراً سمجھ گئے اور فرمانے لگے "بھائی صاحب کیا کروں' لوگ بہت تنگ کرتے ہیں۔ اس لئے ایسا کر رہا ہوں تاکہ لوگ مجھ کو جاہل اور قابل نفرت سمجھ سکیں"۔

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ کسی اللہ والے کو ملنے کیلئے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ بزرگ گھر پر نہیں تھے۔ خدام سے پتہ چلا کہ کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں اور آج فلاں وقت گاڑی پر آ رہے ہیں۔ ہم سب اسٹیشن پر جائیں گے۔ آپ نے فرمایا' مجھے بھی خیال آیا کہ اسٹیشن پر جاؤں۔ چنانچہ میں اسٹیشن پر پہنچا جہاں ان کے مریدین بہت بڑی تعداد میں ایک جگہ کھڑے ہوئے تھے۔ جب گاڑی آئی تو میں سب سے ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا گاڑی رکی تو جہاں میں کھڑا تھا اسی جگہ بالکل میرے سامنے والے ڈبے سے وہ بزرگ اترے اور بڑے تپاک سے ملے۔

ایک جمعہ کو دھوپ بڑی تیز تھی۔ آپؒ نے فرمایا' یہ جمعہ دھوپ میں ہی پڑھیں گے۔ درویش کو حکم دیا کہ منبر شریف کھلے میدان میں رکھا جائے۔ چنانچہ آپ جلتی دوپہر میں منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حسب معمول پورے اطمینان سے وعظ فرماتے رہے جب نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو غالباً پہلی ہی رکعت میں حنیف صاحب کا سر چکرایا اور وہ سجدے کی جگہ پیشانی کے بل گرے۔ مگر کسی غیبی طاقت نے انہیں ایسا سنبھالا دیا کہ نہ انہوں نے زمین پر ہاتھ لگائے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے پھول کو اٹھالیا ہے۔ نماز کے بعد جب یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت مبارک میں عاضر ہوئے تو آپؒ نے فرمایا "او محمد حنیف نماز دے وچ توں ڈگ پیا سیں' کوئی سٹ تاں نئیں لگی۔"

ایک مرتبہ آپؒ فرمانے لگے۔ "یہ مولوی لوگ حاضر وناظر کے مسئلہ کو متنازعہ بنا بیٹھتے ہیں۔ میں تو اپنے پیر کو حاضر ناظر سمجھتا ہوں پھر آپؒ نے یہ واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے۔ ایک مرتبہ ہم حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے عرس مبارک سے واپسی پر اسٹیشن پر گئے۔ گاڑی میں بہت رش تھا۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک کوئی جگہ نہ ملی۔ اتنے میں گارڈ آیا اور پوچھنے لگا کہ آپ نے گاڑی پر سوار ہونا ہے؟ ہم نے کہاں ہاں' مگر جگہ نہیں ہے۔ وہ بولا آیئے میرے ساتھ۔ اور اس نے ساتھ لے جا کر سیکنڈ کلاس کے ڈبے کا دروازہ کھول کر ہمیں سوار کرا دیا۔ ہم نے کہا ہمارے پاس تو اس کلاس کے ٹکٹ نہیں ہیں۔ وہ بولا کوئی بات نہیں آپ تشریف رکھئے۔ آپ فرمانے لگے' ہم کیوں نہ اپنے پیر کو حاضر و ناظر سمجھیں؟

صوفی محمد عالم چوڑی گر فیروز پوری بیان کرتے ہیں کہ وہ پہلی مرتبہ کرمنوالے جانے کیلئے گاڑی پر سوار ہو کر فیروز شاہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو آندھی چلنے لگی اور وہ تیز آندھی ہی میں کرمنوالے کی

Marfat.com

طرف چلتے رہے۔ راستے میں ایک گاؤں آیا تو انہوں نے سمجھا کہ یہی کرمونوالا ہوگا۔ جب وہ گاؤں میں داخل ہوئے تو پتہ چلا کہ یہ اٹاں والی گاؤں ہے اور حضرت شاہ صاحب قبلہؒ کا گاؤں کرموانولا اس سے آگے ہے آخر وہ کرمونوالا پہنچے دوپہر کا وقت تھا' آپؒ نے ان کو کھانے کے متعلق دریافت کیا مگر انہوں نے یہ سوچ کر اس وقت صرف انہی کیلئے روٹی کا انتظام کرنا پڑے گا کہہ دیا کہ بھوک نہیں ہے اور تھوڑی دیر انتظار کے بعد اسٹیشن واپس پہنچے۔ رات سر پر آ گئی تھی' آندھی کے ساتھ بارش بھی شروع ہوگئی تھی' ہر طرف اندھیرا پھیل رہا تھا' اور بھوک سے برا حال ہو رہا تھا کہ دفعتہً ایک سفید ریش بزرگ نے قریب آ کر کہا ''کیا کھانا کھاؤ گے؟'' بھوک سے برا حال تو ہو ہی رہا تھا۔ انہوں نے فوراً کہا ہاں کھاؤں گا۔ چنانچہ اس بزرگ نے کھانا پیش کر دیا اور خود چہرہ دوسری طرف کئے کھڑے رہے۔ کھانے کے بعد وہ برتن لیکر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

صوفی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد مجھے حضرت صاحبؒ سے گہری عقیدت ہو گئی۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ذوالحجہ کے مہینے میں میں حاضر خدمت ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ اگلے ماہ میں پاک پتن شریف جا کر بہشتی دروازہ سے گزرنے کی سعادت نصیب ہو لیکن حالات اور کام کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ پاک پتن شریف جانا مشکل نظر آتا تھا۔ صوفی صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پاک پتن شریف کے عرس مبارک میں شرکت کی خواہش کا اظہار کیا اور ساتھ ہی ناگزیر حالات کا بھی ذکر کر دیا' جن کے باعث عرس میں شرکت غیر یقینی نظر آتی تھی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے یہ سن کر فرمایا چلے جانا۔

صوفی صاحب کا بیان ہے کہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد کے مطابق پاک پتن شریف پہنچے۔ اس وقت دربار شریف میں خاصا' ہجوم تھا اور پولیس ہجوم پر قابو پانے کیلئے لوگوں کو دربار شریف سے باہر نکال رہی تھی۔ صوفی صاحب نظامی مسجد کے قریب کھڑے تھے لیکن ان کی طرف کسی نے بھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا اور نہ ہی کسی نے باہر جانے کیلئے کہا۔ وہ بدستور اسی مقام پر کھڑے رہے اور تمام رسومات انہی کے سامنے ادا ہوئیں' صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ جس وقت بہشتی دروازہ کھلا تو دفعتہً حضرت صاحب قبلہؒ کرمانوالے دکھائی دیئے' جو ان کے قریب آ کر فرمانے لگے۔

Marfat.com

"آؤ بہشتی دروازے سے گزریں"۔ اس کے بعد حضرت صاحب کرماں والے "انہیں اپنے ساتھ لیکر بہشتی دروازے کی طرف بڑھے۔ ابھی چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ حضور مڑے اور پیچھے سے ہو کر انہوں نے صوفی صاحب کے کندھے پکڑ لئے صوفی صاحب نے رک کر عرض کیا۔

"حضور! یہ بے ادبی ہوگی کہ میری پشت آپ" کی طرف ہو یہ کہہ کر صوفی صاحب حضرت صاحب قبلہ" کے پیچھے ہو گئے اور آپ" کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

صوفی صاحب حضرت صاحب قبلہ" کے مقدس جلو میں بہشتی دروازے سے گزرے اور دروازے سے باہر آ کر انہوں نے دیکھا تو حضرت صاحب قبلہ" انہیں کہیں بھی دکھائی نہ دیئے۔

ایک موقعہ پر حضرت صاحب قبلہ" ملتان میں تشریف فرما تھے' صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ نیاز احمد صاحب پاک پتن والے نے اس مسئلہ کے متعلق حضور سے عرض کیا کہ مزارت پر مراد حاصل کرنے کیلئے کس طرح دعا کرنی چاہیے۔ حضور نے ارشاد فرمایا علماء کے نزدیک تو یہ طریقہ دعا ہے کہ خدائے برتر کے حضور میں اس بزرگ کے وسیلہ سے مراد کیلئے دعا کی جائے لیکن فقرا کے نزدیک یہ ہے کہ اسی بزرگ سے براہ راست دعا مانگی جائے۔

ایک اور واقعہ کے متعلق صوفی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ حضور" کرمونوالے میں تشریف فرما تھے' سردیوں کے دن تھے اور سرکار" دھوپ میں بیٹھے تھے۔ ارادت مند بھی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ" زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ" کی پشت مبارک سلطان خان والے کی جانب تھی اور حاضرین مجلس کا رخ سلطان خاں کی طرف تھا۔ ایک عورت سلطان خاں والے کی سمت سے حضرت صاحب" کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے آ رہی تھی۔ حضور نے پیچھے مڑ کر دیکھے بغیر حاضرین مجلس سے فرمایا۔

"ایک عورت مخالف سمت سے آ رہی ہے اور اس کا ارادہ اس طرف آنے کا ہے اور ایک آدمی اسے جا کر کہے کہ عورتیں یہاں نہیں آتیں ــــ لہٰذا وہ ہمارے گھر چلی جائے۔"

ایک شخص فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور اس عورت کو راستے میں ہی روک کر کہا۔ "اماں آپ نے کہاں جانا ہے؟"

عورت نے کہا۔ "میں سرکار" کی خدمت میں جا رہی ہوں"۔ تو اس شخص نے عورت سے کہا کہ

Marfat.com

حضرت صاحبؒ سے عورتیں نہیں مل سکتیں۔ لہٰذا تم حضور کے گھر چلی جاؤ' اور جو کچھ کہنا ہے گھر ہی میں کہہ دو۔ چنانچہ وہ عورت وہیں سے واپس ہو کر گھر کی طرف چلی گئی۔

شیخ چراغ دین فیروز پوری تحریر کرتے ہیں کہ وہ فیروز پور میں تھے کہ انہیں بال جھڑ کی بیماری ہو گئی۔ وہ کرمونوالہ حضرت صاحب سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف کا حال بیان کیا۔

حضرت صاحبؒ نے فرمایا ''خربوزے کے اندر کا گودا سر پر ملو اور خربوزے کو کھالو''۔

لیکن موسم خربوزے کا نہیں تھا۔ چنانچہ شیخ چراغ دین صاحب نے عرض کیا۔

''حضور موسم خربوزے کا نہیں ہے اور اس وقت خربوزہ کہاں سے ملے گا؟''

حضور نے تبسم فرمایا اور کہا ''علاج بھی ہم بتائیں اور خربوزہ بھی دیں۔ یہ کہہ کر حضور نے اپنے تکیے کے پچھلی طرف سے دست مبارک بڑھایا اور ایک تازہ خربوزہ عنایت کیا۔ شیخ صاحب خربوزہ پا کر بہت خوش ہوئے اور حضرت صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں یہ خربوزہ گھر جا کر دکھاؤں گا کہ دیکھو اس بے موسم میں حضور نے خربوزہ عنایت کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت صاحب کرماں والےؒ نے فرمایا ''یہ خربوزہ گھر نہیں جائے گا''۔

شیخ چراغ دین صاحب فیروز پوری یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اجازت پا کر گھر کی طرف لوٹے تو تمام راستے یہ سوچتے رہے کہ یہ خربوزہ گھر ضرور لے جائیں گے ___ لیکن فیروز شاہ اسٹیشن پر پہنچے تو خربوزے کو کھانے پر مجبور ہو گئے۔ اور گودا سر پر مل لیا۔ اس کے بعد بال جھڑ کی بیماری ہمیشہ کیلئے جاتی رہی۔

شیخ صاحب کے بیان کے مطابق کرمونوالا میں ایک ارادت مند نے حضرت صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حضور نبی کریم ﷺ کی شان مبارک میں وہ مشہور شعر پڑھے جن کے آخر میں یہ مصرع ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یہ شعر سن کر حضور نے فرمایا۔ ''میں بَعد اور بُعد کو نہیں مانتا''۔

شیخ چراغ دین صاحب فیروز پوری لکھتے ہیں کہ ملتان میں اپنے قیام کے دوران ایک مرتبہ حضرت صاحب کرماں والےؒ جمعہ کے وقت باغ لانگے خاں میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ حاجی نظام الدین (سیالکوٹ) بھی ہمراہ تھے۔ اچانک ایک جگہ حضرت صاحب قبلہؒ رک گئے اور فرمایا' جہانگیر کے

Marfat.com

مقبرے کی عمارت بہت اچھی ہے۔ حضرت صاحب کے اس فقرے سے وہ بہت پریشان ہوئے۔ اور میرے دل کو وسوسوں نے گھیر لیا۔

شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب بھی کبھی مصیبت کا وقت آتا تھا تو میں سب کام چھوڑ کر کرموں والا میں حاضر ہو جاتا تھا اور حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے مصیبت ٹل جاتی تھی۔

ایک دفعہ میں کسی ناگہانی مصیبت کا شکار ہو گیا اور سیدھا کرمونوالا پہنچا۔ اس وقت حضرت صاحب قبلہؒ گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے مسجد کا رخ کیا جہاں دن کو بھی اندھیرا ہوتا تھا۔ میں مسجد میں تنہا تھا اور اپنی بے بسی پر آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ حضرت صاحبؒ گھر سے تشریف لائے اور مسجد کے اندر منہ کر کے فرمایا۔

"کوئی بات نہیں اللہ پاک رحم کردے گا"۔

میں حضرت صاحبؒ کی آواز سن کر حیران رہ گیا کہ اول تو میں مسجد کے اندھیرے میں تھا' پھر آپؒ نے مجھے کیسے دیکھ لیا۔ لیکن حضرت صاحب قبلہؒ کی شفقت و محبت کا یہ فیض تھا کہ میری مصیبت ان کی دعا سے راحت میں بدل گئی۔

ایک مرتبہ آپؒ کی خدمت اقدس میں مولوی چراغ دین صاحب حاضر ہوئے اور حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ لاہور مغل پورہ کے نزدیک ایک درویش کی مسجد ہے جو عرصہ دراز سے غیر آباد ہے اور اسے آباد کرنے کی ہدایت فرمائی ساتھ ہی مسجد کے محل وقوع کی نشانی دہی فرماتے ہوئے کہا۔ یہ مسجد مغل پورہ کے اسٹیشن سے آگے ریلوے لائن کے بالکل قریب ہے۔

مولوی چراغ دین صاحب لاہور پہنچے اور مسجد کی تلاش میں مغل پورہ گئے۔ وہاں انہوں نے اس مسجد سے آگے کسی اور مسجد کو دیکھا اور یقین کر لیا کہ یہی وہ مسجد ہے جس کے متعلق حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ کرمونوالہ واپس آئے اور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس مسجد کو تلاش کر لیا ہے۔ جس کو آباد کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

حضور نے اس مسجد کا محل وقوع پوچھنے کے بعد فرمایا کہ یہ وہ مسجد نہیں ہے۔ اور جس بزرگ کی مسجد آباد کرنا مقصود ہے وہ اسی مسجد کے مغرب میں واقع ہے دوبارہ جاؤ گے تو مل جائے گی۔

Marfat.com

چنانچہ مولوی چراغ دین صاحب دوبارہ مغل پورہ آئے اور وہاں انہیں خودرو جھاڑیوں میں چھپی ہوئی مسجد دکھائی دی۔ مولوی چراغ دین صاحب دوبارہ خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت صاحب قبلہؒ نے اس مسجد کی تصدیق کر دی جس سے ملحقہ ایک کنواں بھی تھا اور حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد کے مطابق مسجد آباد ہو گئی اور کنواں دوبارہ جاری ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد مولوی صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس مسجد کا نام کیا رکھنا چاہیے؟ حضور نے فرمایا ''مسجد نور''۔

مسجد آباد ہو گئی اور پانچوں وقت اللہ کا نام لیا جانے لگا۔ ایک روز بڑے زور کی بارش ہوئی اور مسجد کے صحن کی چاردیواری کے باہر ایک اور کنوئیں کے آثار نمایاں ہو گئے۔ مولوی چراغ دین صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور نئے کنوئیں کی دریافت کے متعلق حضور سے عرض کیا۔ اس وقت حضرت صاحب قبلہؒ لیٹے ہوئے تھے اور مولوی صاحب کی بات سنی اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پھر متبسم ہونٹوں سے فرمایا۔

''یہ کنواں بھی ہمارا ہو گیا' لہٰذا اسے بھی آباد کریں' اور مسجد کی حدود کے اندر لے آئیں۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ ''گھبراؤ نہیں' اللہ رحم کر دے گا۔''

اس کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ ایک دفعہ مسجد نور میں بنفس نفیس تشریف فرما تھے اور موجودہ کنوئیں کے مقام پر جس کو اس وقت نام و نشان تک نہ تھا' کھڑے ہو کر فرمایا۔

''اس مقام پر ایک بہت بڑا کنواں ہے اور انہیں بزرگ کا لگایا ہوا ہے جنہوں نے مسجد نور کی بنیاد رکھی تھی۔ لہٰذا اسے دوبارہ کھود کر جاری کرنا ضروری ہے اور اس کنوئیں کا پانی ہر بیماری کیلئے اکسیر ہو گا۔''

مولوی چراغ دین صاحب فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پر حضرت صاحب قبلہؒ مسجد نور میں تشریف رکھتے تھے۔ سرکارؒ نے اس جگہ کی بھی نشان دہی فرمائی' جہاں مسجد نور کی بنیاد رکھنے والے بزرگ کا مزار تھا اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا۔ اللہ اللہ۔ اللہ والوں کا بھی بڑا حوصلہ ہے۔ اوپر سے گاڑیاں گزرتی ہیں۔ اور یہ کچھ نہیں کہتے۔

Marfat.com

محمد اکرم صاحب ___ کہروڑ پکا، تحصیل لودھراں سے تحریر کرتے ہیں کہ 1956ء کا واقعہ ہے کہ میرا بڑا بھائی میری والدہ سے جھگڑ کر کہنے لگا کہ میں ایسی جگہ جاؤں گا کہ تم میری صورت کو ترس جاؤ گی۔ میری والدہ نے اسے بہت سمجھایا کہ روٹھ کر کہیں نہ جانا لیکن وہ بضد رہا، آخر والدہ نے کہا کہ میں تمہیں حضرت شاہ صاحبؒ سے کہہ کر بلوالوں گی، لیکن میرے بھائی نے اکڑ کر کہا ''کیا وہ خدا ہیں میرے پاس بھی تعویذ ہے میں کبھی گھر نہیں آؤں گا''۔ میرا بھائی ناراض ہو کر گھر سے چلا گیا اور ہمیں معلوم نہیں کہاں گیا۔ ہم حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے بے چین تھے کہ بھائی کا واقعہ سنایا جائے لیکن کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے پروگرام بنتا اور ختم ہو جاتا۔ آخر ایک دن اللہ تعالیٰ نے کرایہ کا سبب بھی بنا دیا۔ میں اور میری والدہ حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں بہت سارے لوگ بیٹھے تھے میں بھی بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے میری طرف توجہ فرمائی اور پوچھا۔ کہ ''بیلیا تیرا کیہہ ناں اے''۔ میں نے اپنا نام بتایا۔

پھر فرمایا ''کہاں سے آئے ہو؟'' میں نے عرض کیا ''جی کہروڑ پکا سے''۔ آپ نے فرمایا ''تم صوفی نور محمد کے لڑکے ہو؟'' پھر کمال شفقت و محبت سے دریافت کیا ''کس کام کیلئے آئے'' میں نے عرض کیا ''حضور کی زیارت کیلئے آیا ہوں''۔ آپؒ نے فرمایا سچ بتاؤ۔ میں نے پھر یہی دہرایا کہ زیارت کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ مگر آپؒ نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ ''لوگ آتے ہیں کسی کام سے اور کہتے ہیں ملنے آئے ہیں''۔

چنانچہ میں نے اپنے بھائی کا قصہ عرض کیا کہ میرا بھائی گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے پانچ ماہ ہو چکے ہیں، کوئی پتہ نہیں کہ کہاں گیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ وہ گھر آ جائے۔ آپؒ نے فرمایا کہ صوفی نور محمد نے تو کبھی ذکر نہیں کیا۔ پھر میرے والد کو بلا کر فرمایا، تم نے تو کبھی نہیں بتایا۔ میرے والد نے کہا۔ ''آپؒ سے کون سی بات چھپی ہوئی ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ''بیلیا دنیاوی باتیں بھی ہوتی ہیں''۔ (میرے والد صاحب ان کی خدمت میں رہتے تھے۔)

دعا کے کچھ دیر بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم پرسوں چلے جانا۔

تیسرے روز دس بجے صبح میں گھاس کاٹنے چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت

Marfat.com

میں بیس پچیس یوم گزار کر جاؤں گا۔ میں گھاس کاٹ رہا تھا کہ ایک مرید آیا اور اس نے کہا' کہ بھئی حضرت شاہ صاحبؒ نے کہا ہے تم اسی گاڑی سے گھر چلے جاؤ۔ میں اسی وقت واپس آیا اور والدہ سے کہا کہ تیار ہو جائیں گھر چلیں گے۔ والدہ نے کہا کہ دس پندرہ دن کے بعد جائیں گے۔ میں نے کہا حضرت شاہ صاحبؒ نے اجازت دے دی ہے اور جانے کیلئے کہہ رہے ہیں۔ والدہ خاموش ہو گئیں۔ میں اور میری والدہ اسٹیشن پر آ گئے۔ ہم ٹکٹیں لیکر گاڑی میں سوار ہو گئے۔ گاڑی روانہ ہوئی۔ اور کچھ دور جا کر رک گئی۔ میں نے باہر کی طرف دیکھا تو والد صاحب گاڑی کی طرف دوڑے آ رہے ہیں اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔ میں نے والد صاحب سے پوچھا' آپ کیسے آ گئے تو والد صاحب نے کہا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کا حکم ہے کہ تم بھی چلے جاؤ۔ میں نے کہا کہ گاڑی تو ملے گی نہیں وہ چل پڑی ہے۔ تو شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ بھاگتے ہوئے جاؤ' گاڑی مل جائے گی۔ میں نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ارشاد کی تعمیل کی تو گاڑی بھی مل گئی۔

ہم جب لودھراں پہنچے تو ہمیں لودھراں اسٹیشن پر ایک شخص نے بتایا کہ تمہارا بھائی کہروڑ پکا پہنچ گیا ہے۔ ہم سن کر حیران رہ گئے۔ آخر ہم جب گھر پہنچے تو میرا بھائی گھر میں موجود تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے بھائی سے دریافت کیا کہ اب تم کیسے آ گئے۔ اس نے بتایا کہ میں پرسوں لاہور تھا۔ صبح کے دس بجے تھے کہ زبردست آندھی آئی اور ایک بزرگ سفید لباس میں تھے۔ انہوں نے آ کر میرا کان پکڑا اور کہا ''بیلیا اپنے گھر چلا جا' ایتھے بالکل نہ رہ''۔

آندھی رک جاتی ہے۔ میں لوگوں سے آندھی کے متعلق ذکر کرتا ہوں کہ کتنی زبردست آندھی تھی۔ لوگ مجھے پاگل خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کب آندھی تھی۔ میں ان کو وقت بتاتا تو الٹا مذاق کرتے اور میں نے دل میں سوچا کہ گھر نہیں جاؤں گا۔ لیکن دوسرے دن پھر اسی طرح آندھی آئی۔ اور وہ بزرگ پھر ملے اور ناراض ہو کر فرمانے لگے کہ بیلیا گھر جاؤ۔ جب آندھی رک گئی تو میرا دل اس بات کیلئے بے چین ہو گیا کہ گھر چلا جاؤں۔ چنانچہ میں گاڑی میں سوار ہوا اور گھر آ گیا۔

محمد اکرم صاحب کا بیان ہے کہ میرا بھائی جو ہمیشہ کیلئے مجھ سے جدا ہو گیا تھا' حضرت صاحب قبلہؒ کی عنایت وکرم سے گھر واپس آ گیا۔

Marfat.com

محمد اکرم صاحبؒ ولد صوفی نور محمد کہروڑ پکا لکھتے ہیں کہ میرے چچا اکثر بیمار رہتے تھے۔ علاج کرا۔تے کراتے تنگ آ گئے تھے۔ ہم نے کئی مرتبہ ان سے کہا کہ آپ کرمانوالے شریف جائیں اور حضرت صاحب قبلہؒ سے دعا کرائیں۔

لیکن وہ یہ کہتے کہ بزرگوں کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ آخر ایک دن میں اپنے چچا کو حضرت کرماں والا شریف لے گیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے ہم سے کوئی گفتگو نہ کی اور رات کو ہم کمرے میں سو گئے۔ لیکن میرے چچا کو بخار بہت زیادہ ہو گیا' اور بہت بے چینی بڑھ گئی۔ ان کی تکلیف دیکھ کر میں بہت پریشان ہوا۔ اور تمام رات جاگ کر گزاری۔ جب صبح نماز کا وقت ہوا تو ایک مرید نے تمام مسافروں کو جگا کر کہا' نماز پڑھو۔ تو میں نے اس سے کہا کہ ان کو بخار ہے طبیعت بہت خراب ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ جب مسجد میں تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ اندر تو کوئی آدمی نہیں۔ تو کسی نے کہا کہ جی کوئی نہیں۔ آپؒ نے فرمایا' اندر آدمی ہے۔ یہ کہہ کر آپؒ کمرے میں تشریف لے گئے اور فرمایا کیہڑا ایں بیلیا۔ اور کان سے پکڑ کر کہا۔ اٹھ بیلی نماز پڑھ۔ میرے چچا فوراً اٹھے اور مسجد میں آ کر نماز پڑھنے لگے۔ میں نے نماز کے بعد اپنے چچا سے تکلیف کے بارے میں پوچھا تو میرے چچا بہت خوش تھے اور کہنے لگے' جب حضرت شاہ صاحبؒ نے آ کر میرا کان پکڑا تھا تو میری سب تکلیفیں رفع ہو گئی تھیں۔

گورنمنٹ کمرشل کالج سیالکوٹ کے لیکچرار صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ان کا ایک بھائی قتل کے کیس میں ملوث ہو گیا بے انتہا کوشش کے باوجود کیس سیشن کورٹ تک جا پہنچا اور وہاں سے اسے پھانسی کا حکم ہو گیا۔ اب دستورِ زمانہ کی طرح اپیل ہائی کورٹ میں دائر کر دی گئی۔ مگر فیصلہ وہی رہا۔ پریشانی انتہا کو پہنچ گئی۔ اور زندگی اور موت کا سوال پیدا ہو گیا۔

پھر ایک خطیر رقم خرچ کر کے ملک کے مشہور و معروف وکلاء کی اعانت سے سپریم کورٹ میں اپیل کر دی گئی مگر فیصلہ جو تھا وہی رہا۔ امیدوں بھرے دل پاش پاش ہو گئے۔ عزیزوں پر ایک سکوت طاری ہو گیا اور ہر کسی کے ذہن میں ایک ہی سوال ابھرا کہ اب کیا ہو گا؟

اب ایک ہی مرحلہ رہ گیا تھا کہ مملکت کے سربراہ کے پاس رحم کی اپیل کر دی جائے۔ چنانچہ سب کی آراء کے مطابق رحم کی اپیل کر دی گئی اور قسمت ظریفی یہ کہ وہ بھی مسترد ہو گئی اور امید کی آخری کرن بھی

Marfat.com

بحر غم میں ڈوب گئی۔

ہر صبح ایک نئی امید دل میں جنم لیتی اور ہر شام اس امید کو ایک دبیز سائے میں سمیٹ لیتی اور اسی طرح دن مایوسیوں میں گزرنے لگے اور یہ خیال آتے ہی دل دہل جاتا کہ پھانسی۔؟

آخر والد بزرگوار حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دعا کیلئے درخواست کی۔ واقعات سن کر حضرت صاحب قبلہؒ ایک منٹ خاموش رہے اور پھر فرمانے لگے کہ "خیر اللہ بہتر کرے گا"۔

اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ اسی سال جشن انقلاب منانے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس جشن کی خوشی میں صدر مملکت کے احکام کے مطابق پھانسی پانے والوں کی سزائیں عمر قید میں بدل گئیں اور اس طرح اسے پھانسی کی بھیانک سزا سے نجات مل گئی اور یقیناً یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا کا اثر تھا۔ وہ لڑکا آزاد بھی ہو گیا ہے اور اس کی شادی بھی ہو گئی اور اس کی زندگی ایک خوشگوار دور میں داخل ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

گیارویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

ذخیرہ
کتب خانہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی لاہور پاکستان

سید عثمان علی شاہ فانوس بزم
کوہ حلم و بحر جود و تاجدار ضبط و نظم

Marfat.com

بابو نور عالم صاحب جو کافی عرصہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں رہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کے ہمراہ سرہند شریف' حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عرس مبارک پر گئے۔ واپسی پر لدھیانہ اسٹیشن پر حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ وہ کرمانوالہ شریف جا کر صاحبزادگان کو لیکر شرقپور شریف پہنچ جائیں۔ سرہند شریف کے عرس کے فوراً ہی بعد شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحبؒ کا عرس مبارک شروع ہو جاتا ہے۔ یہ تعمیل ارشاد میں صاحبزادگان کو لیکر شرقپور شریف پہنچ گئے۔ حضرت میاں صاحبؒ کے دربار پر حاضری کے بعد حضرت حاجی عبدالرحمن صاحب قصور والے (جو مسجد میاں صاحبؒ میں قیام فرماتے) کے پاس صاحبزادگان کو لیکر حاضر ہوئے۔ حاجی صاحبؒ کو فالج کا عارضہ تھا۔ وہ ایک چھوٹی سی چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ یہ سب ان کے حجرے میں چٹائی پر بیٹھ گئے۔ حاجی صاحبؒ نے بڑی عاجزی سے فرمایا۔ ''بھئی! میری بے ادبی معاف کرنا میں بیماری کے سبب مجبور ہوں' اس لئے چارپائی پر بیٹھا ہوں جب کہ صاحبزادے نیچے چٹائی پر تشریف رکھتے ہیں اور ساتھ ہی چھوٹے صاحبزادہ صاحب سید عثمان علی شاہ بخاری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بڑا بابا ہے' بہت بڑا بابا ہے' یہ بہت ہی بڑا بابا ہے''۔ یہ ناچیز راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ چھوٹے صاحبزادہ صاحب سید عثمان علی شاہ بخاری جو کہ اپنے حلم' تدبر اور رحم و کرم کے سبب حضرت صاحب قبلہؒ کی ہو بہو تصویر تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ زمینداری کا بہت بڑا کام یہ تنہا سنبھالے ہوئے تھے اور لوگ بھی ان پر جان چھڑکتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کو ملنے والے اکثر و بیشتر حضرات بھی صاحبزادہ موصوف کا بہت ہی احترام کرتے تھے حضرت صاحب قبلہؒ نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں انہیں بیعت کی اجازت مرحمت فرما دی تھی۔ لیکن میری سرکار حضرت صاحب قبلہؒ کی حیات مبارکہ میں انہوں نے احتراماً کبھی کسی کو بیعت نہیں کیا۔

بابو نور عالم صاحب بیان کرتے ہیں کہ کرموں والا شریف کا ذکر ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ اپنا غسل خانہ بنوا رہے تھے۔ عصر کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ وہاں پر تشریف لے گئے' وہاں ٹوٹی پھوٹی اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا' اتنے میں سید عثمان علی شاہ صاحب (چھوٹے صاحبزادے بھی کھیلتے کھیلتے ادھر

Marfat.com

آ نکلے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں دیکھ کر ٹوٹی پھوٹی اینٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ''پیر جی تمہارا حجرہ ان اینٹوں سے بنوا دیں''۔ صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا کہ ''میرا حجرہ ٹوٹی ہوئی اینٹوں کا؟'' اس پر حضرت صاحب قبلہؒ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر فرمایا ''پیر جی آپ تو لوگوں کی ٹوٹی ہوئی جوڑیں گے''۔ یہ ناچیز راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے یہ ارشاد عالیہ تو اس وقت فرمایا تھا جب صاحبزادہ صاحب ابھی بچے تھے اور میں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی زبان مبارک سے بارہا یہ کلمات سنے ہیں کہ ہمارے پیر جی (سید عثمان علی شاہ) بہت بڑے بزرگ ہوں گے۔ نیز اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ انہیں چھوٹے صاحبزادے نہ کہا جائے۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ''ہم تو فالتو مال ہیں' جو کچھ ہیں پیر جی عثمان علی شاہ ہیں''۔ میں نے حضرت صاحب قبلہؒ سے یہ بھی سنا ہے کہ اگر صاحبزادہ صاحب (پیر جی) نہ ہوتے تو ہم کسی کام کے نہ تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے سینکڑوں خدام جانتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہؒ سید عثمان علی شاہ صاحب کی بہت مانتے تھے' بلکہ ایسے ایسے کام جن کی طرف سے لوگ (بیلی) مایوس ہو جاتے تھے اور انہیں حضرت صاحب قبلہؒ سے دوبارہ یا سہ بارہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی تھی وہ کام پیر عثمان علی شاہ صاحب کی وساطت سے پورے ہو جاتے تھے۔

یہی بابو نور عالم صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت خواجہ ابو شکورؒ کے عرس مبارک پر سرسہ تشریف لے گئے وہاں ایک تحصیلدار جو بڑے ملنسار اور بزرگوں کے ماننے والے تھے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت صاحب قبلہؒ سے کھانے کے لئے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ چونکہ مسجد میں تشریف فرما تھے اس لئے بابو صاحب نے تحصیلدار صاحب سے کہا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کا کھانا مسجد میں ہی بھجوا دیجئے۔ تحصیلدار صاحب نے بہت عاجزی سے حضرت قبلہ کی خدمت میں دست بستہ عرض کیا کہ ''میری بڑی خوش قسمتی ہوگی اگر حضور میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیں گے''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے منظور فرما لیا۔ چنانچہ دوسرے دن جب حضرت صاحب قبلہؒ تحصیلدار صاحب کے مکان پر تشریف لے جانے لگے تو راستے میں ان سے فرمایا کہ ''بابو جی! آپ کو بابا باگڑ شاہ کی زیارت کرائیں''۔ باگڑ شاہ کا خادم عموماً حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور حضرت قبلہ بابا باگڑ شاہ کے واسطے کبھی کبھی کیلئے' کبھی حلوہ اور دودھ وغیرہ بھجوایا کرتے تھے جب حضرت صاحب قبلہؒ

Marfat.com

وہاں تشریف لے گئے تو بابا کے خدام نے حضرت صاحب قبلہؒ کیلئے کرسی لاکر رکھ دی اور حضرت صاحب قبلہؒ کرسی پر بیٹھ گئے۔ بابا ایک دکان پر چارپائی پر لیٹا ہوا تھا' مجذوبی کی حالت تھی وہ بابا ہر وقت حقہ پیتا رہتا تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی ایک آدمی سے بابا نے کہا۔ ''حقہ لاؤ'' وہ آدمی اٹھا اور حقہ تیار کرنے لگا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے اس آدمی سے فرمایا ''تم چھوڑ دو' یہ بابو آپ ہی حقہ تیار کر دے گا''۔ چنانچہ بابو نور عالم صاحب نے حقہ تازہ کر کے بابا کے سامنے رکھا۔ بابا نے حقہ کی نے کو پکڑا اور منہ کے پاس لے جا کر بغیر کش لگائے ان سے کہا کہ ''اٹھاؤ اسے یہاں سے دور کر دو''۔ انہوں نے حقہ اٹھا کر دور رکھ دیا' مگر پھر بابا نے فرمایا ''اس کو میری آنکھوں سے دور کر دو''۔ چنانچہ انہوں نے حقہ اٹھا کر بابا کی نظروں سے دور رکھ دیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ وہاں تقریباً آدھ گھنٹہ تشریف فرما رہے۔ لوگ حیران تھے کہ بابا جو ہر وقت حقہ پیتا رہتا تھا' آج اسے حقہ کا خیال تک نہیں ہے۔ بابو صاحب نے ان سے کہا کہ جب تک حضرت صاحب قبلہؒ یہاں تشریف فرما ہیں۔ حضور کے ادب کے سبب بابا حقہ نہیں پیئے گا۔ چنانچہ یہ آدھ گھنٹہ بیٹھ کر چلے آئے۔ تھوڑی دور جا کر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ''یہ بابا وقت کا اویسؒ ہے''۔

بابو نور عالم صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کا بڑا لڑکا مظہر قیوم بیمار ہو گیا' انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں شفا کے واسطے عرض بھجوائی' خیر پور چھاؤنی میں ڈاکٹر برج نرائن اسسٹنٹ سرجن کا علاج تھا۔ اس نے کہا کہ لڑکے کو ڈبل نمونیہ ہو گیا ہے اس کی احتیاط رکھو۔ بابو صاحب کے ہاں حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا و برکت سے چار لڑکیوں کے بعد یہ لڑکا ہوا تھا۔ یہ سن کر سخت پریشان ہوئے اور فوراً گاڑی پر سوار ہو کر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ اپنے حجرۂ مبارک کے سامنے کھڑے تھے۔ انہیں دیکھ کر فرمایا ''خیر ہے''۔ عرض کیا کہ حضور کی دعا و برکت سے خیر ہے''۔ پھر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''لڑکے کا کیا حال ہے؟'' انہوں نے عرض کیا کہ اس کو ڈبل نمونیہ ہو گیا ہے''۔ بعد ازاں آپ انہیں اپنے ہمراہ اندر لے گئے اور ایک چبوترے پر بٹھا دیا۔ اور کہا کہ روٹی کھاؤ' چنانچہ انہوں نے حضور کے حکم کے مطابق روٹی کھائی۔ اتنے میں سید عثمان علی شاہ صاحب بھی کھیلتے کھیلتے ادھر تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے فرمایا ''پیر جی! تمہارا ''بیلی'' بیمار ہو گیا ہے دعا کرو وہ اچھا ہو جائے۔'' واپسی پر حضرت صاحب قبلہؒ نے بابو صاحب سے فرمایا کہ ''پھلکوی

Marfat.com

بریاں کر کے دن میں دو تین بار چٹکی بھر دے دیا کرو۔ چنانچہ انہوں نے ڈاکٹر کا علاج چھوڑ دیا اور پھٹکڑی دینی شروع کر دی۔ ان کے دفتر کے ایک بابو جوان کے ساتھ ایک ہی احاطے میں رہتے تھے' کہنے لگے کہ پھٹکڑی کیا اثر کرے گی' ڈاکٹری علاج مت چھوڑو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ''نہیں صرف پھٹکڑی ہی کافی ہے''۔ چنانچہ دوسرے دن لڑکے کو افاقہ ہو گیا اور چند دن میں لڑکا بالکل تندرست ہو گیا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نمبردار سکنہ موضع کا دابوڑا نے حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ ایک غیر مسلم زمین بیچتا ہے اگر حضور کا خیال ہو تو آپ وہ زمین خرید لیں۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہؒ نے وہ زمین خرید لی۔ اس کا خیال تھا کہ حضرت صاحب قبلہؒ زمین خرید کر اس نمبردار کے سپرد کر دیں گے' مگر حضرت صاحب قبلہؒ نے اپنے درویشوں کے ذریعے کھیتی باڑی کا کام شروع کرا دیا۔ اس کو ناگوار گزرا اور حضرت صاحب قبلہؒ پر حق شفع کا دعویٰ کر دیا۔ مقدمہ چلتا رہا۔ ایک دن کسی سے اس نے طنزاً کہا کہ اگر حضرت صاحب قبلہؒ اولیاء اللہ ہیں تو میرے لئے بددعا نہیں کریں گے۔ حضرت صاحب قبلہؒ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا ''میں تو اولیاء نہیں ہوں۔ شاید میری لڑی میں آگے پیچھے کوئی اولیاء ہو''۔ اتنے میں صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب کھیلتے کھیلتے تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے دیکھ کر فرمایا' کہ ''اگر میں عثمان علی شاہ کو کہوں کہ ہاتھ اٹھائے تو زمین و آسمان ڈولنے لگیں''۔

بابو نور عالم صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان کے فوراً بعد گورنمنٹ نے حکم دیا کہ اپنے اپنے تمام نقصان کی فہرست بنا کر دو۔ بابو نور عالم صاحب بھی صاحبزادہ صاحب کے حکم کے بموجب چک' 51 ای بی نزد عارف والا فہرست کی تیاری کیلئے گئے اسی اثنا میں پاک پتن سے ایک ڈرائیور گاڑی لیکر ملتان گیا۔ وہ ریلوے دفتر کے بابو صاحبان سے ملا تو انہوں نے دریافت کیا کہ صوفی کا کیا حال ہے؟ (بابو صاحب کو ریلوے دفتر فیروز پور میں لوگ عموماً صوفی کہا کرتے تھے) اس نے کہا کہ میں نے کئی دن سے ان کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کی بابت کچھ سنا' اس نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو سنا ہے کہ وہ مر گیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ تو نہیں سنا۔ البتہ میں نے انہیں کئی دن سے نہیں دیکھا۔ انہوں نے اس سے تاکید کی کہ پاک پتن شریف جا کر اس کے گھر سے دریافت کر کے وہ اطلاع دے کہ یہ ٹھیک ہے یا غلط؟ دوسرے دن صبح وہ ان کے لڑکے کی دکان پر آیا اور پوچھا ''تمہارا باپ

Marfat.com

کہاں ہے؟'' اس نے جواب دیا کہ جب وہ جاتے ہیں تو ہمیں کوئی اطلاع نہیں دیتے''۔ اس نے لڑکے سے کہا کہ میں نے ملتان میں سنا ہے کہ وہ مر گئے ہیں' کیا تمہیں اس کا کوئی علم نہیں؟ لڑکا گھر پر آیا' اور اس نے اپنی والدہ سے ذکر کیا' اس کی والدہ نے اس سے کہا کہ جا کر حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کرو۔ حضرت صاحب قبلہؒ اس وقت پاک پتن شریف عیدگاہ میں تشریف فرماتھے۔ آپؒ نے فرمایا کہ ''جاؤ وہ کہیں گیا ہوگا آجائے گا'' دوسرے دن حضرت صاحب قبلہؒ چوہدری اللہ بخش سفید پوش کو ساتھ لیکر بابو نور عالم صاحب کے مکان پر تشریف لائے راستے میں آپؒ نے اللہ بخش سے فرمایا ''چوہدری بابو بغیر میری اطلاع کے مر گیا۔'' پھر حضرت صاحب قبلہؒ نے ان کے گھر پہنچ کر ان کے لڑکے سے فرمایا'' تم فکر نہ کرو' بابو آجائے گا''۔ چنانچہ چند یوم کے بعد بابو صاحب بخیریت تمام گھر واپس آگئے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ پاک پتن شریف میں ایک سنار محمد بخش رہتا تھا۔ اس کی ایک بالکل کم سن لڑکی سڑک پر کھیلتی کھیلتی گم ہوگئی۔ بہت تلاش کی نہ ملی تو اس نے آکر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؒ نے فرمایا'' آپ ہی آجائے گی'۔ چنانچہ تقریباً عرصہ ڈیڑھ دو سال بعد ایک آدمی بہاولپور ریاست سے لڑکی کو لا کر چھوڑ گیا۔

بابو نور عالم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت کرماں والا شریف میں وہ مولوی خلیل اختر صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ اور دیگر اشخاص کے ساتھ بیٹھے ہوئے افسر مال کا انتظار کر رہے تھے کہ باتوں باتوں میں بابو صاحب نے کہا'' حضرت صاحب قبلہؒ کی شان کتنی بلند ہے کہ ہزاروں میلوں پر اپنے خادموں کی امداد کرتے ہیں مگر کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے''۔ اس پر مولوی خلیل اختر صاحب نے کہا'' چند دن پہلے میں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہاں ایک اور آدمی بھی اپنے لڑکے کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ غسل خانے میں گئے ہوئے تھے۔ جب آپؒ واپس تشریف لائے تو اس لڑکے نے آپؒ کو دیکھ کر کہا'' بابا آپؒ یہاں رہتے ہیں؟'' آپ نے اس لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔'' چپ کر چپ کر''۔ وہ لڑکا خاموش ہوگیا۔ ہم کچھ دیر بیٹھ کر باہر آئے تو میں نے اس آدمی سے دریافت کیا کہ'' لڑکے کا کیا معاملہ ہے؟'' اس نے کہا کہ یہ لڑکا کہیں چلا گیا تھا۔ میں نے آکر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا تو آپؒ نے فرمایا۔'' اللہ رحم کرے گا' آجائے گا''۔ چنانچہ یہ آگیا

Marfat.com

ہے۔ میں نے اس لڑکے سے دریافت کیا کہ ''تو کہاں گیا تھا''۔ اس نے کہا ''میں کراچی گیا تھا' وہاں ایک بابا ملا' جس نے مجھ سے کہا کہ ''تیرا باپ تجھے تلاش کرتا ہے اور تو یہاں پھر رہا ہے چل میرے ساتھ''۔ میں بابا کے ساتھ چل پڑا اور گاڑی میں سوار ہو گیا۔ بابا نے مجھے یہاں اتار دیا کہ جاؤ۔ پھر وہ لڑکا بولا کہ یہی وہ بابا ہے جو مجھے لایا ہے۔ میں اس وقت حضرت صاحب قبلہؒ سے یہی پوچھ رہا تھا کہ آپؒ یہاں رہتے ہیں' مگر حضورؒ نے مجھے چپ کرا دیا''۔

قیام پاکستان سے پہلے کا ذکر ہے کہ پاک پتن شریف میں حضرت بابا صاحبؒ کے عرس کے موقع پر حضرت صاحب قبلہؒ کی طبیعت علیل ہو گئی اور آپؒ نے عرس پر حاضری کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے بابو نور عالم صاحب سے فرمایا کہ وہ صاحبزادگان سے کہیں کہ ہم بہ سبب بیماری اس مرتبہ عرس شریف میں حاضر نہیں ہو سکتے' اس لئے وہ بھی عرس پر جانے کا ارادہ ملتوی کر دیں۔ چنانچہ بابو نور عالم صاحب نے بڑے صاحبزادہ صاحب کو حضرت صاحب قبلہؒ کے اس ارشاد سے مطلع کیا' لیکن انہوں نے کہا کہ ''میں اس عرس کے موقع پر ضرور جاؤں گا۔ میں نہیں رک سکتا''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ میں بیمار اور بوڑھا ہوں' میرے پاس کسی کو رہنا چاہیے۔ چنانچہ چھوٹے صاحبزادہ صاحب (سید عثمان علی شاہ صاحب) نے عرض کیا کہ میں یہیں رہوں گا' اور عرس پر نہیں جاؤں گا۔ حضرت صاحب قبلہؒ ان کے جواب سے بہت خوش ہوئے اور بابو نور عالم صاحب سے فرمایا کہ اچھا تم بڑے صاحبزادہ صاحب کے ساتھ عرس پر چلے جاؤ۔ ناچیز عرض کرتا ہے کہ چھوٹے صاحبزادہ صاحب کی یہ فرماں برداری حضرت صاحب قبلہؒ کو بہت ہی پسند تھی اور اس کے باوجود کہ وہ چھوٹے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ انہیں بڑے ہی خیال فرماتے تھے اور ان پر بڑی بڑی مہربانیاں فرماتے اور ان کی اس فرمانبرداری کے طفیل چھوٹے صاحبزادہ صاحب روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ ہو یا تصوف کا کوئی اور بلند سلسلہ فیضان ہمیشہ بزرگوں ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اکثر دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ اس راہ میں عبادت و مجاہدے ناکام ہو جاتے ہیں لیکن تابعداری اور فرمانبرداری رائیگاں نہیں جاتی۔ چھوٹے صاحبزادہ صاحب جو بظاہر ایک زمیندار ہی معلوم ہوتے۔ درحقیقت بلند روحانی برکات کے حامل تھے۔ پھر حضرت صاحب قبلہؒ جیسے بلند مرتبت بزرگ انہیں ہمیشہ خاص توجہ سے نوازتے تھے۔

Marfat.com

ملک محمد شریف صاحب (انشورنس کمپنی والے) کے بھائی پر قتل کا مقدمہ تھا۔ انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا۔ آپؒ نے فرمایا ''اللہ کریم رحم کر دے گا' وہ بری ہو جائے گا''۔ اس مقدمے میں سیشن نے اسے پھانسی کی سزا سنا دی۔ ہائیکورٹ سے اپیل بھی نامنظور ہو گئی۔ یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا ''وہ بری ہو جائے گا''۔ عرض کیا ''یہاں تو تمام اپیلیں خارج ہو گئی ہیں''۔ فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا دربار تو کھلا ہے وہاں سے تو اپیل خارج نہیں ہوئی۔'' چنانچہ ملک میں انقلاب رونما ہوا اور راتوں رات ہی کو حکومت بدل گئی۔ نئی حکومت نے پھانسی کے ملزموں کی سزا معاف کر دی اور وہ سچ مچ بری ہو گئے' شریف صاحب نے حاضر ہو کر یہ خوشخبری حضرت صاحب قبلہؒ کو سنائی فرمایا دیکھا نا باؤ جی وہ میں نہیں کوئی اور کہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو فضل کرتے دیر نہیں لگتی۔''

حاجی خورشید احمد پاک پتن شریف بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ ان کے روئی کے کارخانے واقع پاک پتن شریف میں تشریف لے گئے' کہ ایک شخص جس کو گنٹھیا کا عارضہ تھا اور جو نہ بیٹھ سکتا تھا نہ چل سکتا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں، حاضر ہوا اور شفایابی کیلئے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''تم نے کوئی گناہ کیا ہے؟'' اس نے عرض کیا کہ ''میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا''۔ چنانچہ آپؒ نے پھر فرمایا ''سوچ لو' اس نے عرض کیا کہ ایک زمیندار نے گائے دی تھی میں چوری چوری اس زمیندار کے کھیتوں سے چارہ لا کر اس گائے کو ڈالتا رہا اور اس کا دودھ پیتا رہا''۔ اس کے اس اقبال گناہ پر آپؒ نے فرمایا ''اٹھو' دوزانو بیٹھ جاؤ''۔ وہ جو چل پھر بھی نہیں سکتا تھا' آسانی سے دوزانو بیٹھ گیا اور اسی وقت تندرست ہو کر چلا گیا۔

بابو نور عالم صاحب بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان سے پہلے ملک شیر باز خاں مرحوم پاک پتن شریف میں کئی سال سے انسپکٹر پولیس لگے ہوئے تھے کہ ان کا وہاں سے تبادلہ ہو گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ازراہ کرم نوازی فرمایا کہ ملک صاحب آپ عرس مبارک کے موقع پر بہشتی دروازہ سے گزرنے میں ہماری مدد فرمایا کرتے تھے۔ اب یہ کام کون کرے گا؟'' مولوی عبدالحق صاحب خطیب مسجد حضرت بابا صاحبؒ نے عرض کیا کہ ''ملک صاحب یہاں ہی رہ جائیں تو اچھا ہے''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''کوئی بات نہیں اللہ نے چاہا تو یہ بڑے افسر ہو کر یہاں آ جائیں گے۔'' چنانچہ ملک صاحب کچھ ہی

Marfat.com

دنوں کے بعد ڈی ایس پی ہو کر پاک پتن شریف آ گئے۔ اور یہیں سے ریٹائر ہوئے۔ جب ملک صاحب کی ریٹائرمنٹ کا حکم آیا تو اس وقت آپؒ نے فرمایا "ابھی تو پانچ سال ملک صاحب نے اور کپتانی کرنی ہے" چنانچہ ملک صاحب ریٹائر ہو کر گھر چلے گئے اور قیام پاکستان کے بعد انہیں پھر واپس بلا لیا گیا اور وہ پانچ سال کپتان رہے۔

قیام پاکستان کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ پاک پتن شریف میں تشریف فرما تھے اس وقت ملک محمد نواز خاں صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر پولیس لگے ہوئے تھے۔ وہ عموماً حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے' ایک روز وہ مولوی عبدالحق صاحب' سابق خطیب مسجد حضرت بابا صاحبؒ کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے' مولوی صاحب نے ملک محمد نواز خاں صاحب کیلئے دعا کیلئے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "یہ بڑا افسر ہو جائے گا"۔ مولوی صاحب نے عرض کیا "تھانیدار؟" آپؒ نے فرمایا "جو اس سے بڑا ہوتا ہے"۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ "انسپکٹر" آپؒ نے پھر فرمایا کہ "جو اس سے بڑا ہوتا ہے"۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ "ڈپٹی" غالباً آپ نے پولیس کپتان تک فرمایا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

قیام پاکستان سے کئی سال پہلے کا واقعہ ہے کہ موضع کرمونوالہ کے چند زمینداروں پر ایک ساہوکار ماکھی رام نے قرضہ کا مقدمہ چلا کر انہیں حوالات میں بند کرا دیا۔ ان سے سپاہیوں نے پوچھا کہ "تم کہاں کے رہنے والے ہو؟" انہوں نے بتایا کہ "ہم موضع کرمونوالہ کے رہنے والے ہیں"۔ سپاہیوں نے کہا "تم جھوٹ بولتے ہو' حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے تو قاتل بھی بری ہو جاتے ہیں مگر تم تو حوالات میں دھکے کھا رہے ہو"۔ چنانچہ جب وہ ضمانت پر رہا ہو کر آئے تو انہوں نے یہ تمام واقعہ حضرت صاحب قبلہؒ کو سنایا کہ پولیس والوں نے یہ پوچھا اور انہوں نے یہ جواب دیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "جاؤ تم سب بری ہو جاؤ گے"۔ چنانچہ وہ سب بری ہو گئے۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے اپنے گاؤں میں خاص خاص آدمیوں سے یہ کہہ رکھا تھا کہ شادی بیاہ کے موقعوں پر مستورات کو گانے بجانے سے احتراز کرنا چاہیے۔ ایک مرتبہ ایک زمیندار لشکر ولد جلا کے ہاں بیاہ تھا۔ اس کے گھر میں اس کی نواسی نے گانا بجانا شروع کر دیا اور بہت زور شور سے یہ سلسلہ جاری

Marfat.com

رہا۔ ادھر جب اس نے بہت اودھم مچایا تو اس کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ "توبہ توبہ" کرنے لگی۔ چنانچہ انہوں نے چوہدری فتح دین کی معرفت حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ چوہدری فتح دین کے حضرت صاحب قبلہؒ کے ساتھ بہت اچھے مراسم تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے چوہدری فتح دین سے فرمایا "وہ لڑکی گانے بجانے سے توبہ کرلے اللہ رحم کردے گا"۔ چنانچہ اس نے توبہ کی اور اس کی تکلیف رفع ہوگئی۔

علی محمد نمبردار "ماموں کا" پاکپتن شریف بیان کرتے ہیں کہ ان کی چچی کسی مہلک بیماری میں مبتلا تھیں۔ انہیں میو ہسپتال میں داخل کرایا۔ مگر وہاں بھی ڈاکٹروں نے ان کے مرض کو لاعلاج کہہ کر جواب دے دیا۔ آخر نمبردار علی محمد کے چچا نے حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس جا کر عرض کیا کہ "دعا فرمائیں کہ یا تو وہ مرجائے یا اچھی ہوجائے۔" حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "اللہ رحم کردے گا اور وہ اچھی ہوجائے گی"۔ چنانچہ اللہ کریم کی مہربانی اور حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا و برکت سے وہ بالکل تندرست ہوگئیں۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت صاحب قبلہؒ کو کلیر شریف کے عرس پر آنے کی دعوت دی اور آنے جانے کا کرایہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ وہاں تشریف لے گئے' بابو نور عالم صاحب بھی ہمراہ تھے۔ مزار مبارک کے اردگرد آہنی جنگلا لگا ہوا تھا یہ لوگ وہاں کھڑے ہوگئے' تھوڑی دیر بعد ایک بزرگ آئے اور حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا کہ "آپ مزار مبارک کے اندر جانا چاہتے ہیں تو چلئے"۔ اس وقت تک کوئی شخص بھی اندر نہیں گیا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ اکیلے اندر چلے گئے۔ بہت دیر کے بعد آپؒ باہر تشریف لائے اور فرمایا "بڑی جلالت ہے"' واپسی پر ان صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ کو مزار مبارک کا غلاف جو نیم جو گیا رنگ کا تھا بطور تبرک تحفہ دیا۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ اجمیر شریف تشریف لے گئے حاجی نظام الدین مرحوم بھی ساتھ تھے۔ روضۂ مبارک کی طرف جارہے تھے کہ ایک عمر رسیدہ فقیر ملے اور انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ سے کہا "بابا پیسے دو۔ پیسے دو" حضرت صاحب قبلہؒ نے بابا سے کہا کہ "آپ بادشاہ ہیں۔ آپ ہمیں پیسے دیں۔ یہ سن کر وہ بزرگ مسکرا کر چلے گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے حاجی نظام الدین صاحب مرحوم سے فرمایا کہ "یہ خواجہ صاحب تھے۔"

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ لاہور تشریف لے گئے' حاجی نظام الدین صاحب مرحوم بھی ہمراہ تھے۔ آپؒ شاہی مسجد کی طرف جارہے تھے۔ کہ راستے میں ایک مجذوب مائی نے حاجی نظام الدین صاحب مرحوم سے مخاطب ہوکر کہا کہ "کوٹھی ہماری ہے اس کی ایسی تیسی جو ہماری کوٹھی لے"۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی موضع کرمانوالہ شریف میں جو موجود کوٹھی ہے وہ ابھی آپ کو آدھی ہی الاٹ ہوئی تھی' باقی حصہ کسی اور کو الاٹ کردیا گیا تھا' حاجی صاحب مرحوم نے تو حضرت صاحب قبلہؒ سے مائی کی بات کا ذکر تک نہ کیا۔ البتہ حضرت صاحب قبلہؒ نے خود ہی ان سے فرمایا' کہ "وہ مائی اپنی کوٹھی کی بابت ذکر کررہی ہے۔ اس کو سلام کرنا تھا وہ اس علاقے کی مالک ہے۔

حضرت صاحب قبلہؒ کی فیروزپور کی زمین کا مقدمہ جو بیلا نمبردار نے حق شفع کیلئے دائر کیا ہوا تھا' چل رہا تھا۔ اسی دوران میں مستری مہردین گھڑی ساز سکنہ سرسہ شریف حضرت صاحب قبلہؒ کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اس سے فرمایا کہ "بابا باگڑ شاہ سے کہنا کہ ہماری زمین کا جھگڑا چل رہا ہے دعا کریں"۔ مستری مذکور نے جاکر بابا کو حضرت صاحب قبلہؒ کا پیغام دیا تو بابا باگڑ شاہ نے فرمایا "شاہ صاحبؒ سے کہہ دو کہ آپ کو عدالتوں میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں آپ ہی عدالتوں میں بھگت لوں گا"۔ چنانچہ وہ مقدمہ حضرت صاحب قبلہؒ کے حق میں فیصل ہوگیا۔

مولوی محمد عمر صاحب اچھروی بیان کرتے ہیں کہ جب وہ حج مبارک کیلئے تشریف لے گئے اور مدینہ شریف حاضری کیلئے گئے تو انہوں نے روضہ حضرت ابوبکر صدیقؓ پر دعا مانگی اور عرض کیا کہ "آپ میرے پیرومرشد سے میری سفارش کریں کہ مجھ پر مہربانی فرمایا کریں"۔ چنانچہ جب مولوی صاحب حج سے واپس آکر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابھی سلام ہی عرض کیا تھا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "مولوی صاحب جب نیچے اپنے آپ ہی کام چلے تو اوپر کہنے کی کیا ضرورت تھی؟"

بیلا نمبردار جس نے حضرت صاحب قبلہؒ پر حق شفع کا دعویٰ کیا تھا' ایک مرتبہ اس کا لڑکا سخت بیمار ہوگیا اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ نمبردار نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر لڑکے کی صحت کے واسطے عرض کیا' حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "اللہ رحم کردے گا"۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا و برکت سے لڑکا بالکل اچھا ہوگیا۔

Marfat.com

بیلا نمبردار مذکور نے مرتے وقت اپنے لڑکے کو وصیت کی کہ اس کی طرف سے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں سلام عرض کرنا اور کہنا' اس کا جنازہ آپؒ پڑھیں۔ چنانچہ اس کا لڑکا علی الصبح حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے باپ کی وصیت عرض کی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے مغفرت کی دعا کی اور فرمایا "میں بیمار ہوں' جاؤ اللہ کرم کردے گا۔"

رائے محمد اقبال صاحب چیچہ وطنی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ چیچہ وطنی سے اوکاڑہ ریل پر آئے اور وہاں سے تانگہ پر بیٹھ کر موضع حضرت کرماں والے پہنچ گئے وہاں جا کر پتہ چلا کہ حضرت صاحب قبلہؒ باہر تشریف لے گئے ہیں اور ظہر کے وقت واپس آئیں گے۔ انہوں نے خیال کیا کہ یہاں بیٹھنا بیکار ہے' جہاں حضرت صاحب قبلہؒ تشریف لے گئے ہیں' وہاں ہی جانا چاہئے۔ چنانچہ وہ اسی تانگہ میں بیٹھ کر نہر کے پل پر پہنچے سوچا کہ کس طرف جائیں؟ تھوڑی دیر کے بعد دل میں خیال آیا کہ لاہور کی طرف تانگہ لے چلیں۔ کوئی ایک میل کے فاصلے پر گئے ہوں گے کہ دیکھا حضرت صاحب قبلہؒ تشریف لا رہے ہیں وہ وہاں ہی رک گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے خادم سے کہا کہ چادر بچھا دو۔ خادم نے چادر بچھا دی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے رائے صاحب سے فرمایا "آیئے رائے صاحب آپ بھی بیٹھ جایئے۔ آپؒ کو راستے میں کسی باغیچے والے نے مالٹے دیئے تھے آپ نے وہ سب کے سب رائے صاحب کے آگے رکھنے کا حکم فرمایا' پھر آپؒ نے رائے صاحب سے فرمایا "رائے صاحب جتنے مالٹوں کی آپ کو ضرورت ہے لے لیں۔" رائے صاحب نے دو مالٹے اٹھا لئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "رائے صاحب جی اور لے لیں۔ رائے صاحب نے پھر دو مالٹے اور اٹھا لئے۔ آپ نے فرمایا رائے صاحب جی اور لے لیں۔ تیسری مرتبہ رائے صاحب نے دو مالٹے اور اٹھا لئے۔ اس طرح رائے صاحب نے کل چھ مالٹے اٹھائے۔ پھر آپؒ نے سب بیلیوں سے فرمایا "رائے صاحب کیلئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ رائے صاحب کو چھ بچے عنایت فرمائے" چنانچہ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے رائے صاحب کے ہاں چھ بچے ہوئے۔ ان کے ہاں پہلے کوئی اولاد نہیں تھی۔ رائے صاحب کہتے ہیں کہ جب وہ گھر سے چلے تھے تو یہی خیال کیا تھا کہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ سے اولاد کیلئے عرض کریں گے۔

رائے صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے ہاں علاقہ لدھیانہ کے کچھ آدمی

Marfat.com

آئے۔ان کے بارہ آدمیوں کو پھانسی کی سزا ہوئی تھی' کیونکہ انہوں نے کچھ آدمی قتل کر دیئے تھے۔رائے صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی رائے نیاز صاحب کو ان کے ساتھ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بھیجا۔ جب وہ آدمی رائے نیاز صاحب کے ساتھ حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس پہنچے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے ان آدمیوں سے پوچھا ''بھئی جو بات سچ ہے وہ بتا دو''۔ایک آدمی نے الف تا ی بالکل صحیح بات عرض کر دی۔آپؒ نے فرمایا ''اللہ کریم سب کو بری کر دے گا' اپیل کرو'' چنانچہ انہوں نے واپس آ کر تعمیلاً اپیل دائر کی اور بری ہو گئے۔

رائے محمد اقبال صاحب فرماتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے چیچہ وطنی میں رہائش اختیار کی تو انہیں حکومت کی طرف سے کاٹن جننگ مل الاٹ ہوئی (جواب رائے کاٹن مل کہلاتی ہے) رائے صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کی کہ مل تو الاٹ ہو گئی ہے مگر رقم کا کوئی انتظام نہیں' دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کام چلا دے۔حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''رائے صاحب جی اللہ تعالیٰ بہت کام چلائے گا''۔رائے صاحب فرماتے ہیں کہ اس سال انہیں روئی کے کاروبار میں سولہ لاکھ کا خسارہ بھی ہو گیا تھا حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ نقصان بہت زیادہ ہو گیا ہے۔اب تو دوبارہ کام شروع کرنے کیلئے ایک کوڑی بھی پاس نہیں رہی۔حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''رائے صاحب جی آپ کو پتہ بھی نہیں چلے گا اور قرضہ دفع ہو جائے گا''۔رائے صاحب فرماتے ہیں کہ واقعی قرضے کا انہیں پتہ ہی نہ چلا کہ کس طرح اتر گیا۔

حضرت صاحب قبلہؒ کے خادم خاص محمد رمضان کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ آنحضورؐ کو غیب کا علم نہیں تھا۔حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''رمضان ان صاحب کو لنگر سے کھانا کھلاؤ اور میرے واسطے بھی روٹی لے آؤ'' چنانچہ رمضان روٹی لے آیا۔اسی اثناء میں رائے محمد اقبال صاحب چیچہ وطنی والے بھی لاہور سے تشریف لے آئے۔حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا ''رائے صاحب جی! میرے قریب بیٹھ جاؤ'' اور ارشاد ہوا ''لوگ کہتے ہیں کہ آنحضورؐ کو غیب کا علم نہیں تھا' جب کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنا بتا دیا کہ فلاں کے لڑکا ہو گا یا لڑکی ہو گی؟ اور فلاں کام اس طرح ہو گا' حتیٰ کہ جانوروں کے ہاں کیا ہو گا' یہ تک مجھ پر واضح ہے۔دنیا

Marfat.com

میرے سامنے بالکل اس طرح ہے جس طرح زمیندار کی ہتھیلی پر سرسوں کا دانا' پھر بڑے جوش سے آپؒ نے فرمایا" اور پھر بھی لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنحضور کو غیب کا علم نہیں تھا"۔

سردی ہو یا گرمی کا موسم' حضرت صاحب قبلہؒ چک نمبر 24 ٹریکٹر یا گاڑی پر ٹیوب ویل پر روزانہ ضرور جایا کرتے تھے' ایک آدمی آپؒ کے پاس آ کر چٹائی پر بیٹھ گیا اور اس نے دل میں خیال کیا کہ " یہ پیر بڑا کنجوس ہے کسی کو کچھ دیتا ہی نہیں۔" حضرت صاحب قبلہؒ بیٹھے بیٹھے فرمانے لگے۔" میرے مریدوں کی شان کا تو آگے چل کر پتہ چلے گا۔ اگر ان کی شان بتا دوں تو یہ تڑپ کر جان دے دیں"۔

چک نمبر 24 میں اس جگہ شہتوت کے بہت بڑے اور پرانے زمانے کے درخت تھے جنہیں بعد میں کٹوا کر جگہ کو ہموار کر کے نرما کپاس بو دی گئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔" رمضان دیکھو سارے مربع پر نظر ڈالو کہ کہیں کوئی جا اونچی نیچی تو نہیں ہے؟ رمضان نے دست بستہ عرض کیا" حضور سب جگہ ہموار ہے حضرت قبلہ نے فرمایا" اللہ کا بندہ بھی اسی طرح ہر چیز کو برابر کر دیتا ہے اور آدمی کے سارے بل وغیرہ نکال دیتا ہے۔ لوگ آ کر تو دیکھیں کہ ہم انہیں کس طرح رنگ دیتے ہیں"۔

یہی خادم محمد رمضان بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہؒ چک 36 ایس پی پاکپتن شریف میں بہت کم جایا کرتے تھے۔ جب چھوٹے صاحبزادہ صاحب کھیتی باڑی کے انتظام کیلئے وہاں تشریف لے جانے لگے اور پرانے جنڈ و کریر کے جنگل کی صفائی کا کام شروع کرا دیا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے بھی وہاں جانا شروع کر دیا۔ محمد رمضان نے عرض کیا کہ" حضور کو پیشاب کی تکلیف ہے اور راستے میں سفر سے بھی آپؒ کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے آپؒ وہاں نہ جایا کریں تو اچھا ہے"۔ اس پر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا" رمضان میں وہاں زمین دیکھنے کیلئے نہیں جاتا بلکہ اپنے پیر (چھوٹے صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب) کو دیکھنے جاتا ہوں۔ جب اسے دیکھ لیتا ہوں تو دل گلاب کے پھول کی طرح کھل جاتا ہے"۔

چنانچہ سب جانتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہؒ ہر اتوار کو علی الصبح وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ گرمیوں کے موسم میں باہر والی مسجد ہی میں رہنے لگے۔ اور کوئی ایک ماہ وہاں قیام فرمایا۔ ایک رات عشا کی نماز کے بعد چار پانچ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے باری باری ان سے دریافت فرمایا" بھئی بیلیو! تمہیں دونوں (چھوٹے اور بڑے بابا جی) میں

Marfat.com

سے کس کے ساتھ زیادہ محبت ہے۔ایک نے کہا بڑے باباجی سے' دوسرے نے کہا چھوٹے باباجی سے تیسرے نے بھی کہا چھوٹے باباجی سے' پھر محمد رمضان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا ''رمضان اور تم کو؟'' رمضان نے عرض کیا ''سرکار چھوٹے باباجی سے'' اس پر حضرت صاحب قبلہؒ نے بڑے جوش سے فرمایا ''کیا کروں یہ بات میرے بس میں نہیں مجھے بھی زیادہ محبت چھوٹے پیر سے ہی ہے''۔

ایک مرتبہ یہی سوال برادرم سیٹھ محمد شفیع صاحب سے بھی کیا تو سیٹھ محمد شفیع صاحب نے کہا کہ ''مجھے تو چھوٹے باباجی سے محبت ہے' اس پر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ''سیٹھا! انہیں چھوٹے صاحبزادہ نہ کہا کرو' مجھے معلوم ہے کہ تمہیں ان سے بڑی محبت ہے' لیکن مجھے بھی ان سے بہت ہی محبت ہے''۔ ناچیز عرض کرتا ہے کہ یہ محبت کا معاملہ ہے۔اس میں بڑے چھوٹے کی تمیز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔صاحبزادے بڑے ہوں یا چھوٹے لوگوں کو دونوں ہی سے لگاؤ ہوگا۔لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی نگاہ شفقت کن پر اٹھتی تھی جیسا کہ اس ناچیز نے انہیں صفحات میں کسی دوسری جگہ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی شروع ہی سے نگاہ شفقت چھوٹے صاحبزادے پر بہت زیادہ مرکوز تھی اور چنانچہ اسی نگاہ کیمیا صفت کی تاثیر ہے کہ خدام ہیں کہ ان کے دل بے اختیار انہیں کی طرف کھنچتے ہیں اور یہ ایک واضح حقیقت ہے جس سے حضرت صاحب قبلہؒ کے سینکڑوں خدام بخوبی آگاہ ہیں۔

محمد رمضان بیان کرتے ہیں کہ جب وہ پہلی مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ چشتیاں شریف سے چلے تھے۔راستے میں ایک جگہ لاری ٹھہری تو وہ نماز پڑھنے کیلئے اترے ابھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔کہ لاری چل پڑی اور کوئی ایک مربع کے فاصلے پر آگے ایک موڑ پر جا کر رک گئی۔یہ پیدل چلتے ہوئے وہاں تک پہنچ گئے اور اتفاق سے پھر اسی لاری میں سوار ہو گئے۔ان کے پاس اس لاری کے ٹکٹ کے علاوہ اور پیسے نہ تھے اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ یہ وہی لاری ہے۔یہ گھبرائے کہ اب کنڈیکٹر ٹکٹ مانگے گا تو کیا کریں گے لیکن اتفاق سے اس بس کمپنی کا مالک حضرت صاحب قبلہؒ کا مرید تھا۔کنڈکٹر نے ان سے اور ٹکٹ طلب نہ کیا اور پوچھا کہ ''کہاں جانا ہے؟'' تو انہوں نے کہا ''حضرت کرمانوالہ جانا ہے''۔ چنانچہ جب یہ کرماں والے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے خود ہی فرمایا ''کیوں بیلیا! تم نماز پڑھنے لگے تھے اور لاری چھوٹ گئی تھی''۔انہوں نے

Marfat.com

عرض کیا۔ ''جی ہاں'' اور پھر سارا واقعہ بیان کر دیا کہ کس طرح راستے میں لاری خراب ہوئی اور انہیں دوبارہ ملی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''بیلیا! لاری خراب نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ یہ حضرت میاں صاحبؒ کی برکت سے کھڑی ہو گئی تھی کہ تمہارے پاس اور کرایہ نہ تھا' تم کس طرح آتے؟''

یہی **محمد رمضان** بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے والد وفات پا گئے تو یہ گھر سے بھاگ کھڑے ہوئے' ان کی والدہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپؒ سے دعا کرائی کہ لڑکا واپس آجائے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''جا مائی وہ آپ ہی آجائے گا''۔ چنانچہ دو دن بعد محمد رمضان خود ہی گھر آ گئے۔ جہاں وہ گئے تھے وہاں انہیں ہر وقت حضرت صاحب قبلہؒ ہی نظر آتے رہے۔ آخر ان کے دل میں خود بخود یہ خواہش شدت سے پیدا ہوئی کہ اب وہاں نہیں رہنا چاہئے اور گھر چلنا چاہئے۔ چنانچہ وہ فوراً ہی واپس پہنچے۔

محمد رمضان ہر وقت حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے ایک دن حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس ریاست بہاولپور سے ایک آدمی آیا جس نے کسی تحصیل دار کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ چھ اور آدمی بھی تھے جو اسی قتل کے سلسلے میں ملوث تھے۔ اس شخص نے حضرت صاحب قبلہؒ سے کہا کہ ''حضرت صاحبؒ! مجھ پر قتل کا مقدمہ ہے اور میں نے قتل نہیں کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ''برخوردار! تم نے قتل کیا ہے''۔ لیکن وہ شخص نہ مانا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے رمضان سے فرمایا کہ ''اسے باہر لے جا کر پوچھو''۔ چنانچہ محمد رمضان اسے باہر لے آیا اور پوچھا تو اس نے پھر یہی کہا ''ہم نے قتل نہیں کیا''۔ محمد رمضان نے حضرت صاحب قبلہؒ سے آ کر کہا وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے قتل نہیں کیا۔ حضرت قبلہ نے جوش میں آ کر کہا ''اس نے ہی تحصیل دار کو قتل کیا ہے۔ اور زمین کی وجہ سے کیا ہے کہ وہ اس کی زمین کا اشتمال نہیں کرتا تھا۔ پہلے اس نے تحصیل دار کی آنکھیں نکالیں پھر گردن اڑائی اور پھر ٹکڑے کر کے نہر میں بہا دیا''۔ حتیٰ کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے یہ تک فرما دیا کہ فلاں وقت قتل کیا ہے اور بیری کے نیچے کیا ہے''۔ جب محمد رمضان نے یہ ساری تفصیلات ان لوگوں سے بیان کیں تو انہوں نے قبول کر لیا اور حضرت صاحب قبلہؒ سے معافی چاہی۔ محمد رمضان نے حضرت صاحب قبلہؒ سے کہا کہ وہ اپنی غلطی کی معافی مانگ رہے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے کہا ''جاؤ ان سے کہہ دو کہ انسان کو قتل نہیں کرنا چاہئے' اللہ تعالیٰ بری کر

Marfat.com

دے گا''۔ چنانچہ وہ ساتوں کے ساتوں بری ہو گئے۔

ایک دن لائل پور سے ایک بوڑھی عورت حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے حضرت صاحب قبلہؒ کے خادم محمد رمضان سے کہا کہ ''میرے لڑکے کو گم ہوئے تین ماہ ہو گئے ہیں میرا ایک ہی لڑکا ہے میں پریشان ہوں کہ کسی طرح لڑکا آ جائے اس سلسلے میں حضرت صاحب قبلہؒ سے دعا کرائیں''۔ اس وقت حضرت صاحب قبلہؒ آرام فرما رہے تھے اور اس عورت کو جانے کی جلدی تھی۔ محمد رمضان نے حضرت صاحب قبلہؒ کی چارپائی کو ہاتھ لگا کر کہہ دیا کہ ''جا مائی حضرت صاحبؒ فرماتے ہیں تیرا لڑکا آ جائے گا''۔ مائی اپنے گھر گئی تو اس کا لڑکا آ چکا تھا۔ اس نے لڑکے سے پوچھا کہ ''تو کہاں تھا''۔ اس نے کہا ''میں فلاں شہر میں تھا کہ مجھے ایک بزرگ ملے اور انہوں نے کہا ''گھر چل'' چنانچہ میں گاڑی میں بیٹھ کر گھر آ گیا۔ دوسرے دن وہ مائی لڑکے کو لیکر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور مٹھائی بھی ساتھ لائی۔ لڑکے نے حضرت قبلہؒ کو دیکھ کر کہا ''یہی وہ بزرگ ہیں جو مجھے ملے تھے''۔ محمد رمضان نے حضرت صاحب قبلہؒ کو بتایا کہ آپؒ سو رہے تھے تو اس نے آپؒ کی چارپائی کو ہاتھ لگا کر کہہ دیا تھا کہ ''جا مائی تیرا لڑکا آ جائے گا''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ''بیلیا اس لڑکے سے کہو کہ خاموش رہے۔''

محمد رمضان صاحب کا بیان ہے کہ ان کی والدہ بیمار ہو گئیں تو انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ سے پوچھا کہ ''میری والدہ بیمار ہیں، میں انہیں ہسپتال میں داخل کرا دوں؟'' حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ''ہسپتال سے واپس تو آنے نہیں دیتے مار کے ہی بھیجتے ہیں۔ ویسے تمہاری مرضی، داخل کرا دو''۔ چنانچہ محمد رمضان نے ڈاکٹر محمد امین صاحب کے ساتھ جا کر اپنی والدہ صاحبہ کو میو ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ وہ پندرہ دن ہسپتال میں رہیں۔

زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو سیٹھ محمد شفیع صاحب سے حضرت صاحب قبلہؒ کو ٹیلیفون کرایا۔ محمد رمضان صاحب خود ہسپتال پہنچے تو ان کی والدہ کہنے لگیں۔ ''مجھے واپس لے چلو'' انہوں نے کہا ''میں نے حضرت صاحبؒ کے کہنے پر آپ کو داخل کرایا ہے۔ پہلے میں حضرت صاحبؒ سے فون کر کے اجازت لے لوں کہ مائی صاحبہ کو لے آؤں تو پھر لے کر جاؤں گا''۔ محمد رمضان، سیٹھ محمد شفیع صاحب کے ہاں

Marfat.com

ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ گھر چلے آئے اور صبح چار بجے حضرت صاحب قبلہؒ کو فون کیا کہ مائی صاحبہ کو تکلیف زیادہ ہے اگر آپؒ فرمائیں تو واپس لے آؤں"۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "کیا تمہیں پتہ نہیں کہ تمہاری والدہ فوت ہوگئیں"۔ یہ سن کر محمد رمضان فوراً ہسپتال پہنچے۔ پتہ چلا کہ والدہ صاحب کا تو رات تین بجے انتقال ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ ٹرک پر والدہ کی میت لیکر کرمانوالے پہنچے اور وہیں انہیں دفن کیا۔

ایک دن جمعہ کی نماز کے وقت بہت سے لوگ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے حضرت صاحب قبلہؒ سے کہا کہ "حضرت آپؒ کی مخالفت بہت ہے کوئی ہتھیار ساتھ رکھا کریں"۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "میری تسبیح کا ایک ایک دانہ پستول کی حیثیت رکھتا ہے، تم پستول کیلئے کہتے ہو۔ میری تسبیح کا دانہ جس طرف الٹ گیا دنیا الٹ جائے گی۔" چنانچہ باوجود مخالفت کے حضرت صاحب قبلہؒ ہمیشہ مخالفین کے شر سے محفوظ رہے۔

صدارتی الیکشن کے سلسلے میں حضرت صاحب قبلہؒ کا خیال تھا کہ صدر محمد ایوب خاں کامیاب ہو جائیں گے۔ الیکشن سے ایک دن پہلے رات کو ایک شخص آیا، جو محترمہ فاطمہ جناح کے حامیوں میں سے تھا۔ صبح کو حضرت صاحب قبلہؒ چک 24 جا رہے تھے۔ اسی دن صدارتی انتخاب کیلئے ووٹ پڑنے تھے۔ آپؒ کوٹھی سے نکلتے ہی فرمانے لگے "بیلیا ایوب کامیاب ہوگئے" محترمہ فاطمہ جناح کا حامی وہ شخص کہنے لگا "حضرت صاحبؒ آج تو ووٹ پڑیں گے، ابھی فیصلہ کہاں ہوا ہے؟ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "فیصلہ تو رات ہوگیا اور ایوب کامیاب ہوگئے"۔ چنانچہ اسی رات انکی کامیابی کا ریڈیو پر اعلان بھی ہوگیا۔

محمد رمضان کہتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں چھوٹی عمر میں آگئے تھے، والد صاحب فوت ہوگئے تھے۔ دو بھائی تھے، کوئی ایک مربع زمین تھی وہ حصے میں نہ آئی، والدہ بیمار تھیں۔ بچپن میں ان کا خالہ کے گھر رشتہ طے ہوا تھا، وہ لوگ دوسرے عقیدے کے تھے انہوں نے کہا کہ یہ تو پیروں کے پاس رہتے ہیں، ہم انہیں رشتہ نہیں دیں گے۔ چنانچہ اس لڑکی کا رشتہ کسی اور جگہ طے کر دیا گیا اور شادی کا دن اور تاریخ بھی مقرر ہوگئی۔ والدہ صاحبہ حضرت کرمانوالے آئیں اور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں رقعہ لکھ کر بھجوایا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ "مائی صاحبہ سے کہو اللہ رحم کر دے گا"۔ ابھی شادی میں پندرہ دن تھے کہ جس لڑکے سے شادی ہونی تھی اس لڑکے کا چچا فوت ہوگیا اور اس لڑکے کی دوسری

Marfat.com

جگہ شادی ہوگئی۔ پھر محمد رمضان اپنی خالہ کے گھر آئے اور پھر رشتہ مانگا لیکن انہوں نے پھر انکار کیا آخر حضرت صاحب قبلہؒ سے دعا کرائی۔ آپؒ نے فرمایا "گھبراؤ نہیں وہ خود آ کر رشتہ دے دیں گے"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نوٹ: ناچیز عرض کرتا ہے کہ محمد رمضان حضرت صاحب قبلہؒ کے خادم خاص ہیں۔ یہ کئی سال حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں رہے۔ بالخصوص حضرت صاحب قبلہؒ کی بیماری کے ایام میں انہوں نے جس تندہی اور شب بیداری سے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت کی۔ وہ بیلیوں (احباب) سے پوشیدہ نہیں ہے' بلکہ ان ایام میں تو اکثر و بیشتر اوقات میں صرف وہ حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس رہتے تھے اور دور سے آئے آدمیوں کو زیادہ دیر وہاں بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ احباب حاضر ہوتے تھے اور ان کو فوراً ہی رخصت کر دیا جاتا تھا۔ اس لئے محمد رمضان صاحب کے بیان کردہ واقعات میں بعض اور پرانے خدام کی طرح بہت زیادہ وزن ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

بارھویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ولی کی گفتگو دراصل اللہ تعالیٰ کی گفتگو ہوتی ہے
اگرچہ بظاہر بندۂ خدا کے حلق سے نکلتی ہے

Marfat.com

مولوی عبدالحق کی کہانی ____ اپنی زبانی

میری حضرت صاحب قبلہ کرماں والے ؒ کی غلامی اختیار کرنے کا سبب یہ ہوا کہ میں سہارنپور سے سند حاصل کرنے کے بعد جب گھر آیا تو ایک گاؤں میں درس کا کام شروع کیا' عرصہ دو سال کے بعد اسی گاؤں میں ایک عورت سے اس کے گھر والوں سے چوری چھپے نکاح کرلیا۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں کو پتہ چل گیا۔ نیز اس کے گھر والوں کو بھی پتہ چل گیا' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں غصے کی آگ جوش وخروش سے بھڑک اٹھی' جس کی وجہ سے مجھے وہ گاؤں چھوڑنا پڑا۔ اور وہ عورت بھی اپنی جان کے خطرے کی وجہ سے وہاں سے فیروز پورا اپنے رشتہ داروں کے پاس چلی گئی۔ جس وقت مجھے اس کے جانے کا پتہ چلا تو میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ یہ عورت جس سے میں نے نکاح کیا تھا بیوہ تھی۔ اس کے تین بچے تھے' ایک لڑکی اور دو لڑکے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب قبلہ ؒ کی خدمت عالیہ میں حاضری نصیب ہوئی تو حضرت صاحب قبلہ ؒ کی مجلس اقدس میں کافی لوگ موجود تھے میں بھی بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب قبلہ ؒ ہر ایک سے باری باری ان کے آنے کا سبب پوچھ رہے تھے اور دعائے خیر فرما رہے تھے۔ جب میری باری آئی تو حضرت صاحب قبلہ ؒ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ ''مولوی صاحب! آپ کہاں کے رہنے والے ہیں اور کیسے تشریف لائے؟'' میں نے عرض کی کہ ''حضرت منچن آباد کے قریب ایک گاؤں ہے میں وہاں رہتا ہوں اور اس وقت میں فیروز پور میں مقیم ہوں آج صرف زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' حضرت صاحب قبلہ ؒ نے فرمایا ''آپ کی کتنی تعلیم ہے اور کہاں سے حاصل کی ہے؟'' میں نے عرض کیا ''حضرت صاحب ؒ سہارنپور کا سند یافتہ ہوں۔'' حضرت صاحب قبلہ ؒ نے فرمایا ''میں بھی سہارنپور میں پڑھتا رہا ہوں۔ اور نیز یہ بھی فرمایا کہ آپ تو عالم ہوئے' ایک مسئلہ تو بتلا دو۔ مولوی لوگ کچھ فرماتے ہیں اور میں ان کے خلاف کہتا ہوں آپ بھی مسئلہ بتلا دیجئے۔ میں نے عرض کیا ''حضرت ؒ مجھے مسئلہ شاید آئے یا نہ آئے اور آپ ؒ کے سامنے میں کیسے بتلا سکتا ہوں۔ حضرت صاحب قبلہ ؒ نے فرمایا۔ ''آپ تو عالم ہوئے' مسئلہ بتلانا آپ کا کام ہے۔'' میں نے عرض کیا ''اچھا حضرت صاحب ؒ جو کچھ میری سمجھ میں آیا عرض کردوں گا۔'' حضرت

Marfat.com

صاحب قبلہؒ فرمانے لگے کہ ''جو لوگ خفیہ نکاح کر لیتے ہیں کیا یہ نکاح درست ہے؟'' میں نے جواب میں عرض کیا کہ ہو جاتا ہے اور ساتھ دلیل بھی پیش کر دی کہ حضور نکاح میں شرائط رضائے زوجین اور دو شاہد اور تقرر مہر جب یہ شرائط طے پا جائیں تو نکاح ہو جائے گا۔'' حضرت صاحب قبلہؒ فرمانے لگے ''میں کہتا ہوں نہیں ہوتا۔'' حضرت صاحب قبلہؒ نے یہ بھی فرمایا کہ جس جائز کام کے کرنے سے لوازمات ایسے ہوں جس سے خطرہ فساد ہو یا کسی مسلمان کی عزت برباد ہوتی ہو تو کیا پھر بھی اس کو جائز سمجھا جائے گا؟ شریعت میں کہیں ان چیزوں کو جائز کہا گیا ہے۔ شریعت میں تو یہاں تک مسلمانوں کی عزت کا لحاظ کیا گیا ہے کہ اگر غیر کنبے میں کسی عورت نے نکاح کر لیا ہو تو ورثا اس عورت کے قاضی وقت سے درخواست دے کر نکاح فسخ کرا سکتے ہیں۔'' آپؒ کے ارشاد گرامی سے میری سمجھ میں بھی مسئلہ آ گیا۔ مگر ابھی تک اس عورت کو چھوڑنے کا خیال نہ ہوا۔ کیونکہ مولوی کا ماننا سب سے مشکل ہوتا ہے اور ساتھ یہ بھی حضرت صاحب قبلہؒ نے مسکرا کر فرما دیا کہ ''اکثر مولوی لوگ اس میں پھنس جایا کرتے ہیں اور اس کے متعلق حضرت صاحب قبلہؒ نے ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دن ایک مولوی صاحب میرے پاس آئے ان کا ایک لڑکا بھی مولوی تھا۔ اس لڑکے نے ایک زمیندار کی لڑکی سے خفیہ نکاح کر لیا تھا۔ وہ لڑکی ان کے گھر پڑھا کرتی تھی۔ جب اس لڑکی کے والدین اس کی شادی کرنے لگے تو لڑکی کہنے لگی کہ میرا تو فلاں مولوی کے ساتھ نکاح پڑھا ہوا ہے تو وہ سن کر بہت غصے میں آئے اور مولوی کو کسی مقدمے میں پھنسا کر بند کرا دیا تو اس کا باپ جو مولوی بھی تھا میرے پاس دعا کرانے آیا کہ میرا لڑکا چھوٹ جائے۔ حضرت صاحب قبلہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے یہی مسئلہ پوچھا تو وہ کہنے لگا بالکل جائز ہے اور میں نے کہا ناجائز ہے۔ آخر وہ مولوی تھا اس نے نہ مانی۔ جس وقت اس کے لڑکے کی ضمانت ہوئی تو وہ باپ بیٹا دونوں مل کر پھر میرے پاس آئے۔ میں نے پھر یہی مسئلہ پوچھا تو لڑکے کا باپ میرے ساتھ جھگڑتا رہا اور لڑکا چپ چاپ بیٹھا رہا۔ کچھ دیر بعد وہ لڑکا کہنے لگا کہ ''حضرت صاحبؒ میں تو مسئلے کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ میں آپؒ سے یہ دعا کرانے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری یہ غلطی معاف فرما دے۔'' مجھے اس کے کہنے پر خیال آیا میں نے کہہ دیا کہ ''جاؤ تمہیں کوئی کچھ نہ کہے گا۔'' جب وہ تاریخ پر حاضر ہوئے تو حاکم نے اس کو بالکل بری کر دیا اور جب کچہری سے باہر نکلے تو اس کے وارث آپس میں کہنے لگے کہ جو بدنامی ہونی تھی وہ ہو گئی اور لڑکی اور

Marfat.com

کہیں دے نہیں سکتے۔ اب یہ لڑکی اسی مولوی کو دے دو۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعائے پاک کی برکت سے مقدمہ سے بریت بھی ہوگئی اور لڑکی منکوحہ بھی اسی مولوی کو مل گئی۔ یہ واقعہ بھی حضرت صاحب قبلہؒ نے مجھ سے بیان فرمادیا۔ مگر ابھی تک میرے دل میں اپنی منکوحہ کے چھوڑنے کا پکا ارادہ نہ ہوا۔ مگر اللہ والوں کے قربان جاؤں کہ وہ کئی طریقوں سے بندے کی اصلاح کر دیتے ہیں۔

اس دن تو میں واپس چلا آیا' چند روز کے بعد میری منکوحہ کا لڑکا بھاگ گیا۔ مگر ہمیں اس کا پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ بہت تلاش کیا مگر بے سود۔ پریشانی کی وجہ سے بندہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا کہ حضرت صاحبؒ سے دعا کراؤں کہ اللہ کریم اس لڑکے کو واپس لائے مگر حقیقت میں یہ حضرت صاحبؒ کا ہی تصرف تھا کہ اس کو واپس کر دیا۔ یہ ہماری اصلاح کی تجویز تھی۔ مگر میں تو اپنی غلط خیالی پر ہی تھا۔ میری حاضری کے وقت حضرت صاحب قبلہؒ نے کچھ ارشاد نہ فرمایا' شاید یہی خیال ہوگا کہ مولوی نے ماننا نہیں۔ مگر چونکہ یہ لوگ خیر الناس من ینفع الناس میں سے ہوتے ہیں۔ باطنی توجہ سے ایسا کچھ کیا کہ ہم دونوں کو تفریق پسند آنے لگی۔ میری وہ منکوحہ بھی واپس چلی گئی اور میں حضرت قبلہؒ کے آستانہ پاک پر چھ ماہ تک مقیم رہا اور زبان پاک سے یہ بھی فرمایا کہ مولوی صاحب شادی تو بجتے باجے میں ہونی چاہئے' یعنی حضور کا اشارہ اس طرف تھا کہ خفیہ نکاح بالکل ناچیز اور بے اعتبار ہے۔ فی الجملہ جتنا عرصہ اس پاک دربار میں حاضری نصیب ہوئی یہ حالت تھی کہ نماز میں بھی اکثر روتا اور چلتے پھرتے بھی روتا رہتا اور کسی وقت آپؒ مجھے اطمینان بھی دلایا کرتے اور فرمایا کرتے کہ خیر ہو جائے گی اور اس عرصے میں جماعت کرانے اور کچھ سبق پڑھانے کی خدمت میرے ذمے تھی۔ کسی وقت اور کسی کام میں شرکت کرتا تو فرمایا کرتے کہ اپنے نکے مولوی صاحب سے کام تھوڑا کرایا کرو تا کہ کہیں جماعت کرانے سے نہ رہ جائیں۔ آپؒ کا یہ محبت بھرا فرمان دل پر بڑا اثر کرتا اور کبھی کوئی بات ہوتی تو فرمایا کرتے کہ اپنے نکے مولوی صاحب کی یہ بات ہے ان کا یہ لفظ فرمانا بھی بہت پیارا لگتا تھا' جیسے حضور اکرمؐ اپنے پیارے صحابی عبدالرحمٰن کو پیار سے ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے تو ان کا نام ابو ہریرہ مشہور ہے۔ اصلی نام کا پتہ تھوڑے ہی لوگوں کو ہے۔ اسی طرح اس ناچیز کی شہرت حضرت صاحب قبلہؒ کے پہلے گاؤں میں اور جو اس وقت ہے نکے مولوی سے ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحبؒ کے پاس میں بھی حاضر ہوا۔ مولوی شفیق احمد صاحب ضلع

Marfat.com

بہاول نگر کے رہنے والے بھی حاضر تھے۔ بندے نے ہفتہ کی رات کو رخصت لے لی تھی۔ جب میں جانے لگا تو مولوی شفیق احمد صاحب بھی میرے ساتھ چند قدم تک چلے گئے۔ جب وہ واپس آئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا تم کہاں گئے تھے تو مولوی صاحب نے میرا نام لیا کہ میں اس کے ساتھ چلا گیا تھا۔ فرمایا کہ نکے مولوی صاحب کے ساتھ' مولوی صاحب نے کہا جی ہاں۔ پھر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ نکے مولوی صاحب دیکھنے میں نکے ہیں' علم میں تو بڑے ہیں۔ آپؒ کا یہ فرمانا صرف آپؒ کی شفقت کی وجہ سے تھا' ورنہ میں تو ہر طرح ہی نکا ہوں' نہ علم ہے نہ عمل ہے' نہ تمیز ہے نہ ادب ہے' صرف حضرت صاحب قبلہؒ کی نظر رحمت تھی اور جو کمی ہے وہ ہماری طرف سے ہے۔ آپؒ کی عنایات کا تو کوئی حساب نہیں۔

اتنے عرصے کے بعد میں جو چھ ماہ تک حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر رہا' بعد میں حضرت صاحب قبلہؒ سے رخصت لے کر واپس گھر چلا آیا۔ ایک چھوٹی سی بستی میں جس کا نام جودھیکی ہے' تین سال وہاں درس دیتا رہا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں دو تین ماہ کے بعد حاضر ہوتا رہا اور کبھی کبھی آپؒ کو خط بھی ارسال کرتا رہا۔ جواب اس وقت حضرت صاحب قبلہؒ اپنے دست مبارک سے دیا کرتے تھے اور آپؒ کا جواب لکھنا ہی تمام امراض کی دوا بن جایا کرتا تھا' بندہ اسی گاؤں میں تھا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس مولوی اللہ دتا صاحب چک مہیوانوانے پڑھا کرتے تھے۔ اسباق ان کے نور الانوار کنز الدقائق' فحتہ الیمن وغیرہ تھے اور حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس لوگوں کی آمدورفت بہت زیادہ تھی اسی لئے آپؒ کو درس وتدریس کی فرصت کم ملتی تھی۔ اس لئے آپؒ نے فرمایا کہ تم کسی اور جگہ جا کر پڑھو اور یہ بھی فرمایا کہ اپنے کسی بیلی کے پاس پڑھنا چاہئے پھر آپؒ نے ہی ارشاد فرمایا کہ تم اپنے نکے مولوی صاحب کے پاس جا کر پڑھو۔ چنانچہ وہ بندے کے پاس سال سے کچھ کم عرصہ رہے پھر وہ اپنے گھر چلے آئے۔ کچھ عرصہ بعد آپؒ نے دہلی یا کسی اور جگہ انہیں بھیج دیا تھا۔ وہاں سے وہ فارغ ہوئے اور کافی عرصہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں موجود رہے۔

میری شادی بھی حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے ہوئی اور یہ عجیب غریب واقعہ ہے۔ پہلے ایک جگہ رشتہ لینے کا ارادہ ہوا اور ان سے بات چیت ہوگئی۔ چنانچہ اس بارے میں یک صد روپیہ ان کو دیا گیا

Marfat.com

تھا۔ چند دنوں کے بعد انہوں نے صاف جواب دے دیا اور وجہ یہ بیان کی کہ ہمیں ہمارے رشتہ دار تم سے یہ رشتہ نہیں کرنے دیتے اور جو روپیہ تھا وہ ایسے آدمی کے ہاتھ آیا جس کی ہمیں امید نہ تھی کہ ہمیں واپس مل جائے گا۔ دل میں بہت پریشانی ہوئی کہ نہ رشتہ ملا اور نہ روپیہ واپس ملنے کی امید ہے۔ دونوں چیزیں ہاتھ سے گئیں انہیں دنوں میں مولوی محمد الدین صاحب سکنہ موضع بچانوالی تحصیل منچن آباد جو حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوریؒ کے غلام تھے اور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں گاہے گاہے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اتفاق سے حضرت کرمانوالےؒ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کو میرا یہ واقعہ معلوم تھا یعنی رشتہ دینے سے انکار اور رقم کی واپسی کی ناامیدی، وہ حضرت صاحب قبلہؒ سے بے تکلف بات چیت کر لیا کرتے تھے اور حضرت صاحب قبلہؒ ان کی بات مانا بھی کرتے تھے۔ بات کرتے کرتے یہ بات بھی آ گئی۔ عرض کرنے لگے کہ آپؒ کا ایک غریب درویش تھا۔ اس کیلئے آپؒ دعا فرماتے اس کا اب تک کہیں رشتہ بھی نہیں ہوا، بلکہ وہ کچھ رقم بھی دے بیٹھا ہے۔ اور اس رقم کی واپسی کی امید بھی کم ہے۔ ان کی بات سن کر حضرت صاحب قبلہؒ موج میں آ کر فرمانے لگے کہ ''مولوی صاحب اس کی رقم بھی اسے مل جائے گی اور شادی بھی اس کی عنقریب ہو جائے گی، اور مفت ہو جائے گی اس کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوگا۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ تھوڑے دنوں کے اندر اس آدمی نے رقم بھی گھر بیٹھے ہی دے دی۔ مجھے ناامیدی اس لئے تھی کہ وہ آدمی زمیندار تھا اور بھوکا بھی تھا اور افیون وغیرہ کی اسے بہت عادت تھی۔ اس لئے جس آدمی کا اس کے ہاتھ روپیہ پیسہ آ جاتا وہ اسے کبھی واپس نہیں دیتا تھا اس لئے امید نہ تھی۔ مگر حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا نے ایسا اثر کیا کہ بلا کوشش کے گھر بیٹھے ہی رقم واپس مل گئی۔

باقی رشتے کی یہ صورت ہوئی کہ ایک نیک مائی ہمارے رشتہ داروں میں سے تھی اور بیوہ تھی اس کی ایک لڑکی ''بانو'' تھی اور دو لڑکے تھے۔ ایک شادی شدہ تھا اور ایک بارہ سال کا۔ اس کے دل میں حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے ایسا خیال ہوا کہ میں اپنی لڑکی کا رشتہ مولوی کو دیتی ہوں اور کوئی بوجھ میں نہیں ڈالتی۔ ہاں اگر ہو سکے تو وہ میری خبر گیری کرتا رہے۔ مجھے کسی دوست نے پیغام بھیجا۔ جب میں پہنچا تو اس نے کہہ دیا کہ میں تمہیں اپنی لڑکی کا رشتہ دے چکی ہوں اس کے کہنے پر اس مائی کے دو حقیقی بھتیجوں نے اپنی پھوپھی کو روکا کہ اسے رشتہ کیوں دیتی ہو۔ اس نے کہا کہ میرا دل میری لڑکی ہے اور اس کا والد فوت ہو

Marfat.com

چکا ہے جس جگہ میرا جی چاہے گا اور مناسب جگہ معلوم ہوگی رشتہ دے دوں گی۔ تمہیں روکنے کا کیا حق ہے انہیں بہت غصہ آیا اور مجھے بھی انہوں نے روکا کہ تم یہ رشتہ نہ لو اور نہ ہم لینے دیں گے۔'' میں نے کہا'' بھائی اگر مائی تمہارے رکنے سے رک جائے تو میری کیا مجال ہے اور اگر وہ بہر حال رشتہ دینا چاہے تو پھر میرا کوئی قصور نہیں میں رشتہ لے لوں گا۔ غرض اسی ہفتہ میں جمعہ کی رات کو نکاح پڑھا گیا۔ مجھے تو نکاح خواں کو بھی پیسہ نہ دینا پڑا بلکہ جس رجسٹر میں اندراج نکاح تھا اس کی فیس بھی مجھے نہیں ادا کرنی پڑی کیونکہ حضرت صاحب قبلہؒ کی زبان سے یوں ہی ارشاد ہوا تھا کہ رشتہ ہو بھی جائے گا اور لگنا لگانا بھی کچھ نہیں۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ ایک ہفتہ کی مہلت مائی صاحبہ نے لی کہ میں ہفتے میں اپنی لڑکی کی رخصتی کی تیاری کرلوں گی، تم ہفتے تک آ جانا میں رخصتی کر دوں گی۔ جب ہم وہاں سے واپس آئے تو اس مائی کے بھتیجوں نے دھوکے سے لڑکی کو بلا کر جبراً پکڑ کر کسی اور گاؤں میں بھیج دیا اور جس گاؤں میں میں رہتا تھا وہاں ایک آدمی کو بھیجا کہ تمہیں مائی بلاتی ہے۔ مجھے کیا معلوم کہ کوئی دھوکہ دے رہا ہے۔ میں اس آدمی کے ساتھ اس مائی کے پاس جا رہا تھا کہ راستے میں ایک جگہ مخالفین نے چند اشخاص بٹھا رکھے تھے کہ جب تمہارے پاس فلاں آدمی پہنچے تو جبراً اس سے طلاق لے لینا۔ بعد میں اس مائی کی لڑکی کا کسی اور جگہ نکاح کر دیں گے۔ ان کو لالچ مال کا تھا۔ اور کوئی غرض نہ تھی۔ چنانچہ جب میں اس جگہ پہنچا تو دو تین آدمیوں نے جو راستے میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے گھیر لیا اور مجھے ایک دو لاٹھیاں بھی ماریں اور کہنے لگے یا تو طلاق دے دو یا تمہیں جان سے مار دیں گے۔ میں نے اپنی جان کے بچاؤ کی وجہ سے ایسے طریق سے طلاق دی جس سے دوبارہ بغیر حلالہ کے نکاح ہو سکتا تھا۔ جب ان ظالموں سے جان چھوٹی تو اسی گاؤں میں جا کر واویلا کیا کہ میرے ساتھ تو یہ دھوکہ ہوا۔ پرچہ کرایا، تھانہ والوں کو انہوں نے آتے ہی رشوت دے دی اور انہوں نے کوئی سختی نہ کی۔ اتفاق سے کسی دوست نے حضرت صاحب قبلہؒ سے آ کر عرض کی کہ حضرت صاحب آپؒ کے فلاں غلام کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے، ان ظالموں نے اس سے جبراً طلاق لے لی ہے اور مارا بھی ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کو میری حالت پر رحم آیا اور ان ظالموں پر ناراض ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف آٹھ پہر کے اندر انہیں دوبارہ مجلس میں بیٹھ کر نکاح کرنا پڑا اور گواہی میں اپنے ہاتھوں سے دستخط کرنے پڑے اور جس شخص نے مجھے مارا پیٹا تھا اس کو اتنی مار پڑی کہ وہ تقریباً دو ماہ تک چارپائی پر پڑا رہا۔ اس کو مارنے والا

Marfat.com

بھی یہی آدمی تھا جس کے ایما پر یہ سب شرارت کی گئی تھی کیونکہ معتمد علیہ بہت بڑا زمیندار تھا اور یہ شریر اس کے کاروبار میں شامل تھا جس وقت زمیندار نے یہ واقعہ سنا تو حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے اسے اس شخص پر بہت غصہ آیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زمیندار نے اسے جوتوں اور لاٹھیوں سے بے حد مارا اور گالیاں بھی دیں۔ دیکھنے والے لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ مولوی کے پاس کوئی ایسا عمل ہے کہ آٹھ پہر کے اندر معاملہ دگرگوں ہوگیا۔ چنانچہ چند آدمی میرے پاس عمل پوچھنے آئے کہ تمہارے پاس کوئی عمل ہے وہ ہمیں بھی بتلایئے۔ میں نے انہیں کہا بھائی میرے پاس ایک ہی عمل ہے وہ یہ کہ میرا مرشد کامل ہے۔ انہوں نے مجھ پر نظر رحمت فرمائی ہے۔ اس لئے میرا تمام کام سرانجام ہوا ہے ورنہ میں تو کوئی چیز نہیں ہوں۔ مجھ پر جو یہ مصیبت پڑی تھی۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا اور امداد سے رفع ہوئی ہے۔

تیسرا واقعہ اور اسی طرح ہوا کہ جس گاؤں میں اب بھی رہتا ہوں تقریباً عرصہ پچیس سال کا ہوگیا ہے اس گاؤں کا نام ماڑی نہال چکو کا ہے۔ اسی گاؤں میں میاں محمد حسین چکو کا حضرت صاحب قبلہؒ کا بہت قدیمی غلام ہے اور بے حد نیک ہے۔ میری اور اس کی حقیقی بھائیوں سے بھی اچھی گزر رہی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے شریک عرصے سے مخالفت رکھتے تھے اور ایذا رسانی سے باز نہیں آتے تھے۔ کچھ عرصہ میرے ساتھ بھی محمد حسین کی وجہ سے مخالفت شروع کر دی کہ یہ اسی کی خیر خواہی کرتا ہے اور اسی کی حمایت کرتا ہے۔ مجھے بھی کئی طرح سے ایذا رسانی شروع کر دی تاکہ میں گاؤں چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں۔ بندے نے ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کی کہ حضرت مجھے گاؤں والے بہت تنگ کرتے ہیں۔ فرمایئے تو میں کسی اور جگہ چلا جاؤں۔ حضرت صاحب قبلہؒ فرمانے لگے کہ ''مولوی صاحب تم کہیں نہ جانا اسی جگہ رہنا۔'' میں نے عرض کی کہ حضرتؒ مجھے تو اذان دینے کی بھی اجازت نہیں، جماعت کرانے کی اجازت نہیں، لوگ ہر وقت میری بے عزتی پر آمادہ ہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے ذلیل کر کے نکال دیں۔ آپؒ نے فرمایا کوئی کچھ نہ کر سکے گا۔ تم نے کئی جماعتیں کرانی اور کئی اذانیں دینی ہیں۔ کسی دن یہ سب ٹھیک ہو جائیں گے۔ بہ ظاہر تو بعید معلوم ہوتا تھا مگر ایمان یہ کہتا تھا کہ ایک مقبول خدا کا فرمان غلط نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد انہیں شبہ ہوا کہ مولوی کہیں جانا چاہتا ہے جو لوگ سخت مخالفت پر تھے اور یہ کہتے تھے کہ وہ وقت کب آئے گا کہ یہ مولوی یہاں سے کہیں چلا جائے۔ محض شبہ پر ہی وہ لوگ بمعہ بیوی بچوں کے میرے پاس آ کر

Marfat.com

دروازے پر بیٹھ کر منت سماجت کرنے لگے۔ اور زبان سے کہنے لگے کہ مولوی جی جو ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں خدا کے واسطے معاف کر دیں اور ہمیں چھوڑ کر نہ جائیں۔ آئندہ ہم سے کوئی ایسی بات نہ ہو گی۔ تو یہ سب حضرت صاحب قبلہؒ کی کرم نوازی تھی کہ میں اسی گاؤں میں اب تک رہتا ہوں اور کسی قسم کی میرے ساتھ شرارت نہیں کرتے بلکہ میری سب بات مانتے ہیں۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے حضرت کرما نوالے سرکارؒ کو مجھ نالائق اور کمینے پر اتنا مہربان کیا کہ ہر مصیبت اور مشکل کے وقت دعائے پاک سے تعاون فرما کر وہ مجھے بچاتے رہے۔ حضرت قبلہؒ کی کرم فرمائی کا یہ کمتر قیامت تک شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کرماں والےؒ کی ذات بابرکات پر ہر وقت ہزار ہزار رحمتیں برسائے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے احسانات کا مجھ سے شمار نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

تیرھویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

Marfat.com

قیام پاکستان سے قبل جب حضرت صاحب قبلہؒ اپنے سابقہ گاؤں میں قیام فرماتے تو آپؒ کی عادت شریفہ یہ تھی بلکہ مجھ کمینے پر شفقت تھی کہ شام کے بعد جب آپؒ رفع حاجت کیلئے باہر تشریف لے جاتے تو مجھے ساتھ لے کر جایا کرتے۔ مجھے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ شرقپوری کی زیارت شریف کا بہت شوق ہوا' اس وقت حضرت صاحب قبلہؒ دنیا سے پردہ پوش نہیں ہوئے تھے' مگر بندے کو حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی ایک دن حضرت صاحب قبلہؒ مجھ سے فرمانے لگے کہ تمہارا دل شرقپور شریف جانے کو چاہتا ہے' میں نے عرض کی کہ حضرت صاحبؒ ''جی ہاں۔'' فرمانے لگے ''کس غرض سے؟'' میں نے عرض کی صرف اس خیال سے کہ حضرت میاں صاحب قبلہؒ اللہ کے مقبول ہیں' ان کی زیارت سے میری نجات ہو جائے گی۔ فرمانے لگے۔ ''نیت یہی ہونی چاہئے۔ اچھا تم صبح چلے جانا اور چیچکے سے جانا اور رائے ونڈ کے اسٹیشن پر اتر کر سیدھے چلے جانا اور یہ بھی فرمایا کہ میں تو ہمیشہ اسی راستے سے جایا کرتا تھا مگر اب کمزوری کی وجہ سے لاہور سے جایا کرتا ہوں' اس کے بعد مجھے چند نصیحتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ راستے میں نماز اول وقت پڑھتے جانا۔ دوسری یہ کہ سوائے ذکر فکر کے کوئی خیال نہ کرنا اور تیسری یہ کہ مسجد میں جا کر بیٹھ جانا اور حضرت قبلہ میاں صاحبؒ خود ہی تمہیں بلالیں گے' چوتھی یہ کہ حاجی عبدالرحمٰن صاحبؒ کو میرا اسلام کہہ دینا۔ صبح کو مجھے اپنے پاس سے کرایہ عنایت فرما دیا اور رائے ونڈ کے اسٹیشن سے اتر کر جو گاؤں راستے میں آتے تھے ان تمام کے نام اپنے دست مبارک سے لکھ دیئے اور مجھ کمینے کو حضرت اعلیٰ کی خدمت اقدس میں روانہ فرما دیا۔ روانگی کے بعد راستے میں حضرتؒ کی یہ کرم نوازی دیکھی کہ جب گاڑی سے رائے ونڈ اترا تو عصر کا وقت تھوڑا سا رہتا تھا' اور شرقپور رائے ونڈ سے دس کوس ہے۔ راستے سے میں ناواقف تھا۔ دل میں ذرا سی پریشانی ہوئی' وقت تھوڑا سا ہے اور سفر کافی ہے اور ناواقفیت بھی ہے اگر کوئی ساتھی مل جاتا تو بہت بہتر تھا' اتنے میں میں نے دیکھا کہ میرے پیچھے دو جوان آ رہے ہیں۔ جب وہ میرے پاس پہنچے تو مجھ سے پوچھنے لگے کہ بزرگو! تم نے کہاں جانا ہے۔ میں نے کہا' مجھے تو شرقپور شریف جانا ہے' انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ہی آ جاؤ میں جب ان کے ساتھ چلا تو آگے جو راستے میں گاؤں آتا تھا جب اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کوئی گھر یہاں

Marfat.com

آپ کا واقف ہے میں نے کہا ہاں ایک گھر ہے' کہنے لگے کس کا گھر میں نے کہا مسجد کا گھر' وہ میری بات پر ہنسنے لگے۔ اس خیال سے کہ مسجد میں کوئی آدمی واقف ہو تو فائدہ ہے۔ ورنہ مسجد تو پوچھتی نہیں۔ انہوں نے مسجد بتلائی کہ اس طرف ہے اس میں تم ٹھہرو اور روٹی ہم بھیج دیں گے۔ میں مسجد میں ٹھہر گیا مگر وہ غیر آباد تھی۔ آدھ گھنٹہ کے بعد ایک آدمی آ کر مجھ سے کہنے لگا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو اور کہاں جانا ہے۔ میں نے بتلا دیا' کہنے لگا کہ تم نے روٹی کھائی ہے میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں تمہیں لائے دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ مجھے دو آدمی روٹی کیلئے کہہ گئے ہیں کہ ہم بھیج دیں گے اس نے کہا میں روٹی لا دیتا ہوں تم اسے کھالو۔ اگر وہ لائے تو مجھے دے دینا بہرحال وہ روٹی لایا' میں نے روٹی کھانی شروع کر دی۔ وہ مجھ سے کہنے لگا اگر تم جماعت کراؤ تو میں اذان کہہ دوں۔ میں نے کہا اگر اذان کہتے ہو تو تم ہی جماعت کرا دینا مجھے تو جماعت کرانی نہیں آتی' کہنے لگا جماعت تو تم کرا سکتے ہو اور کرانی پڑے گی۔ اس کے مجبور کرنے پر مجھے جماعت کرانی پڑی۔ جماعت کی دو صفیں ہوئیں اور میرا انہوں نے بہت احترام کیا اور آباد مسجد جو شہر کے دوسرے کونے میں تھی اس میں مجھے لے گئے اور لال رنگ کی چارپائی پر بہت اچھا بستر اچھا کر مجھے لا دیا اور دو آدمیوں نے مجھے دبانا شروع کیا۔ کہ تم تھکے ہوئے ہو' رات بہت آرام سے گزاری۔ یہ سب کچھ حضرت صاحب قبلہؒ کی کرم نوازی کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ جب صبح ہوئی نماز پڑھائی' شرقپور شریف جانے کی تیاری کی۔ اب پھر میرے دل میں آیا کہ اگر کسی آدمی کا ساتھ ہو جاتا تو بہتر تھا۔ اتنے میں ایک آدمی کسی سے کہہ رہا تھا کہ مجھے تو شرقپور شریف جانا ہے میں نے اس سے کہا کہ بھائی وہاں تو مجھے بھی جانا ہے' مجھے ساتھ لیتے جاؤ اس نے کہا بڑی خوشی سے۔ یہ سب کچھ راستے کا آرام اور ساتھ کا بننا بنانا حضرت صاحب قبلہؒ کی کرم نوازی تھی۔ جب شرقپور شریف کی حاضری نصیب ہوئی تو جمعہ کی پہلی اذان ہو چکی تھی۔ قبلہ اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ مسجد شریف میں وعظ فرما رہے تھے پھر ان کے وعظ کا کیا کہنا جیسا کہ مثل مشہور ہے ''شنیدہ کے بود مانند دیدہ'' وہ سرور دیکھا کہ زبان ادا نہیں کر سکتی۔ مجلس پاک میں جو سامعین تھے ان کی یہ کیفیت تھی کہ وجد سے کوئی خالی معلوم نہیں ہوتا تھا۔ سادے الفاظ تھے مگر ہر ایک کے منازل طے ہو رہے تھے۔ حضرت صاحبؒ نے ہی جمعہ شریف پڑھایا' جمعہ کے بعد پھر دوبارہ تقریباً آدھ گھنٹہ وعظ فرمایا اس کے بعد آپؒ اپنی بیٹھک پر تشریف لے گئے۔ عصر کی نماز کے وقت حضرت

Marfat.com

حاجی عبدالرحمٰن صاحبؒ کی زیارت شریف نصیب ہوئی۔ آپؒ وضو فرما رہے تھے اور مسواک کر رہے تھے۔ بعد فراغت وضو حضرت صاحبؒ کو بندے نے سلام کیا اور آپ کو حضرت کرماں والےؒ سرکار کا بھی سلام پیش کیا۔ مجھ سے فرمانے لگے کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں کرمانوالہ سے آیا ہوں۔ پھر فرمایا کہ حضرت اعلیٰ کی خدمت میں حاضری ہوئی یا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت صاحبؒ اب تک تو نہیں ہوئی فرمایا کہ تم چلے جاؤ، رش بہت ہے۔ ایک دفعہ جا کر پیش ہو جاؤ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ میں جب پہنچا تو اس وقت تیس یا کچھ کم و بیش آدمی موجود تھے۔ آپؒ بیٹھک (چوبارہ) پر تشریف فرما تھے اور ایک ایک سے اس کے وہاں آنے کا سبب دریافت فرما رہے تھے۔ میں بھی ان کے درمیان صف میں بیٹھ گیا۔ اس خیال سے کہ مجھے حضرت صاحبؒ کے معمول کا پتہ چل جائے۔ چنانچہ آپؒ نے ایک شخص کو دیکھا جو سائیکل پر آیا تھا اور اس کے سر پر رومی ٹوپی تھی۔ حضرت صاحبؒ ان دونوں چیزوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ فرمانے لگے کہ تم اس پر سوار ہو کر آئے ہو جس کا آگا پیچھا نہیں ہے اور تمہارے سر پر یہ کیا رکھا ہوا ہے تم لوگوں کو پگ اور ٹوپی رکھنی چاہیے۔ یہ حضور رسول مقبولؐ کی سنت ہے اور حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ صرف پگ یہود کی ہے اور صرف ٹوپی نصاریٰ کی ہے اور پگ ٹوپی میری امت کیلئے ہے اور سائیکل کو اس لئے پسند نہیں فرماتے تھے کہ یہ انگریز کی تیار کی ہوئی ہے اور آپؒ تمام انگریزی اشیاء کو برا سمجھتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر زمین کو نیچے سے کھودا جائے تو نیچے سے بھی انگریزی کی بدبو آتی ہے، اس کے بعد آپؒ اپنے معمول کے مطابق ہر ایک سے دریافت فرمانے لگے۔ پہلے ایک سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے اور کیسے آئے۔ اس نے اپنا پتہ عرض کیا۔ حضرت صاحبؒ نے پوچھا، کیسے آئے ہو، عرض کیا کہ مجھ پر مصیبت ہے۔ فرمانے لگے، اللہ کریم رحم فرمائے گا، میاں پہلے لوگ تو مصیبت بھوک اور دکھ میں اللہ کو پا لیتے تھے۔ اب ہم یہ کہتے ہیں کہ بھوک اور دکھ، مصیبت یہ تمام اوروں کو دے اور تو ہمیں اپنا بنا لے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میاں اللہ کریم ہمارے کام میں کوئی بہتری کی صورت کرتے ہیں مگر ہمیں معلوم نہیں ہوتی۔ اس کے بعد ایک اور سے پوچھا کہ تم کیسے آئے، اس نے کہا کہ میری حج کی تیاری ہے دعا فرمائیں۔ فرمایا کہ "کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟" کہا میری والدہ زندہ ہے، فرمایا "اسی کی خدمت کیا کرو تمہارا حج یہی ہے۔ ایک اور سے پوچھا کہ تم کیسے آئے۔ اس نے عرض کیا میں اللہ اللہ

Marfat.com

پوچھتا ہوں فرمایا کہ "میں نے پہلے تمہیں بتایا تھا۔" اس نے کہا مجھے اس میں لذت نہیں آئی۔ آپؒ نے فرمایا اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم نے اس غرض سے پوچھا ہے تو میں تمہیں یہ نہ بتلاتا' لذت آئے یا نہ آئے تم اللہ اللہ کئے جاؤ۔ اس کے بعد مجھ نالائق سے پوچھا' کہ تم کہاں سے آئے میں نے عرض کیا کہ حضور میں کرمانوالے سے حاضر ہوا ہوں تو آپؒ خوشی سے فرمانے لگے کہ اچھا تم کرمانوالے سے آئے ہو۔ میں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ فرمانے لگے' اچھا تم مسجد میں جا کر بیٹھو' تنہائی میں تم سے بات کریں گے۔ ہفتہ کی صبح کو خدمت میں حاضر ہوا جب میری باری آئی تو آپؒ فرمانے لگے کہ یہ کون ہے۔ پھر خود ہی فرمانے لگے کہ یہ تو کرمانوالہ بیلی ہے' تم جاؤ میاں پھر تم سے بات کریں گے جب تیسری دفعہ شام کو حاضر ہوا تو پھر آپؒ مجھے آرام گاہ میں لے گئے تمام بات چیت پوچھی اور کچھ سمجھایا اور چند نصیحتیں فرمائیں۔ اس کے بعد فرمانے لگے کہ تم کب جاؤ گے؟ میں نے عرض کی کہ حضور جب جناب کی اجازت ہوگی۔ فرمایا جس وقت مرضی ہو چلے جانا اور یہ بھی فرمایا کہ صبح کو مجھے فرصت نہیں ہوتی۔ جب صبح کو میری روانگی کا وقت ہوا تو کسی آدمی کو بھیج کر مجھے بلایا اور کہا کہ عبدالغفور شاہ کو ساتھ لیتے جاؤ اسے بھی کرمانوالے جانا ہے۔ میں نے عرض کی بہت اچھا حضور' اور پھر گھر جا کر ہمارے لئے کھانا لائے اور ہمیں کھلا کر کچھ کھانا ساتھ بھی دیا کہ تمہیں راستے میں بھوک لگے گی یہ کھا لینا اور کرایہ بھی دیا اور ہمیں رخصت فرمایا۔ اس کے بعد عرس مکان شریف پر حضرت قبلہ کرمانوالی سرکارؒ تشریف لے گئے۔ چند آدمی بھی حضرت صاحب قبلہؒ کے ساتھ تھے جن میں یہ ناچیز بھی تھا۔ ختم شریف کے بعد جب رخصت کا وقت ہوا تو تہجد کا وقت تھا۔ حضرت قبلہ کرمانوالےؒ فرمانے لگے۔ چونکہ یہ وقت حضرت میاں صاحبؒ شرقپوری کے ذکر فکر کا ہے اس لئے اس وقت ہم سب کا ان کی خدمت میں سلام کے لئے جانا مناسب نہیں' کیونکہ اس سے حضور کے وقت خاص میں رکاوٹ ہوتی ہے اس لئے یہ بہتر ہے کہ تم تمام کے بدلے میں ہی حاضر ہو جاؤں گا اور دعائے خیر کیلئے عرض کر دوں گا۔ ہم نے عرض کی کہ حضور جس طرح آپؒ کا خیال شریف ہو' ہماری کیا مجال۔ چنانچہ آپؒ اکیلے حضرت اعلیٰ میاں صاحبؒ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ جب باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ حضور فرماتے ہیں کہ سب کو بلاؤ تاکہ مل جائیں اور یہ نہ کہیں کہ ہمیں تو کسی نے پوچھا ہی نہیں۔ آپؒ کا یہ فرمانا تھا کہ ہم سب کے سب حاضر ہوئے' نہایت خوشی ہوئی کہ حضور نے ہم گنہگاروں کو یاد فرما کر حاضری

Marfat.com

کا شرف بخشا ہے۔ جب حاضر ہوئے تو آپؒ نے چند نصیحتیں فرمائیں اور آخری یہ فرمائش تھی کہ جس مکان میں آبادی نہ ہو تو وہ مکان بھی برا لگتا ہے۔ اسی طرح ہر انسان کا سینہ بھی مکان کی مثل ہے۔ اگر یہ ذکر سے آباد نہیں تو یہ بھی برا لگے گا اور صرف اپنی تعداد پوری کرنے نہ آیا کرو کہ ہم اتنے آدمی مل کر آئے ہیں بلکہ کچھ کرنے سے کام بنتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت کرماں والے سرکارؒ وضو فرما رہے تھے اور بندہ بھی حضرت صاحب قبلہؒ کے قریب وضو کر رہا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اہل اللہ میں سے جو مجذوب ہوتے ہیں ان کی اونچی منزل ہوتی ہے یا دوسرے اہل اللہ کی حضرت صاحب قبلہؒ میرے خیال کے جواب میں فرمانے لگے کہ مولوی جی اہل اللہ بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو کپڑا بھی نہیں پہنتے اور بے پردہ رہتے ہیں اور بعض مخلوق خدا کی تربیت بھی کرتے ہیں اور خود بھی تمام عمر سنت مستحب پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ ان دونوں حضرات میں سے جو ظاہر باطن حضورؐ کے طریقے پر ہیں ان کی اونچی منزل ہے کیونکہ ان میں ہر طرح کی مطابقت بھی حضورؐ کے ساتھ ہے اور عام فیض ان کا ہوتا رہتا ہے۔ ایسے مجذوبوں کی رسائی پوری ہوتی ہے اور فیض ان کا صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ آپ جیسا جاتے جاتے ایک آدمی کو دیتے ہیں۔

ایک دفعہ سرکارؒ مجھ سے فرمانے لگے کہ مولوی جی ہر رکعت میں قیام بھی ایک اور رکوع بھی اور سجدے دو ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے، میں نے عرض کی کہ حضور مجھے کیا معلوم۔ یہ حکمت اللہ کے رسولؐ اور اہل اللہ جانتے ہیں۔ میرے جیسے نالائق کو کیا معلوم۔ فرمانے لگے کہ پہلے سجدے میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ یا اللہ تو نے مجھے اسی لئے پیدا کیا ہے اس لئے تجھے سجدہ کر رہا ہوں اور دوسرے سجدے میں یہ خیال کرے دوسرا جہان بھی تیرا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ اس میں بھی تو ہی سجدے کا مستحق ہے۔

ایک دفعہ فرمانے لگے کہ مولوی جی مکئی کی جو چھلی ہوتی ہے اس پر کتنے پردے ہوتے ہیں۔ عرض کی کہ حضرت صاحبؒ کافی ہوتے ہیں۔ شمار کبھی نہیں کیا۔ فرمایا کہ اتنے پردوں کی کیا وجہ ہے۔ میں نے عرض کی، حضرت صاحبؒ میں کیا جانتا ہوں، حضرت کو ہی اللہ تعالیٰ نے ایسا علم عنایت فرمایا ہے۔ آپؒ ہی فرمادیں، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جو چیز بھی پیدا کر کے دیتا ہے اس کو چھپا چھپا کر دیتا ہے اور چونکہ مکئی کے دانے موٹے ہوتے ہیں اس لئے اس پر اتنے پردے دیتے ہیں کہ وہ چھپ جائیں اور باجرے

Marfat.com

کے دانے چھوٹے ہوتے ہیں اس لئے اس کا پودا بھی باریک ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت صاحب قبلہؒ کے ہاں ہر وقت ہی فیض عام ہوتا تھا اور اب بھی ہوتا رہتا ہے۔' آپؒ کے کمالات کا تو کوئی حساب نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

چودھویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا!
او نشیند در حضور اولیاء

جو بھی خدا کی ہم نشینی چاہتا ہے اس کو کہو کہ اولیاء کے حضور بیٹھا کرے

Marfat.com

منشی محمد اسماعیل صاحب مدرس عارف والا سے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ۱۹۲۷ء میں جب اپنے والد صاحب کی اجازت سے شرقپور شریف پہنچے کہ وہاں جا کر حضرت میاں صاحبؒ سے بیعت ہو جائیں لیکن حضرت میاں صاحبؒ کہیں تشریف لے گئے تھے یہ شرف زیارت سے باریاب نہ ہو سکے اور اپنے گھر لوٹ آئے والد صاحب نے پھر ۱۹۲۸ء میں حکم دیا کہ شرقپور شریف جا کر بیعت ہو جاؤ۔ انہوں نے اسٹیشن جوگی والا آ کر لاہور کا ٹکٹ خریدا۔ مگر پلیٹ فارم پر ایک بزرگ نے ان سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ شرقپور شریف حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں جانے کا ارادہ ہے۔ بزرگ نے فرمایا کہ حضرت میاں صاحبؒ کا وصال ہو چکا ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے انہوں نے ٹکٹ واپس کیا اور روتے ہوئے گھر آ گئے۔ والد صاحب نے دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہوا تو انہوں نے حضرت میاں صاحبؒ کے وصال کا ذکر کیا۔ ان کے والد صاحب نے فرمایا۔ ''گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے گا۔'' رات کو عشا کی نماز پڑھ کر سو گئے تو خواب میں حضرت میاں صاحبؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت میاں صاحبؒ فرمانے لگے۔'' میں نے تمہارا نام سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں لکھ لیا ہے۔ ایک صاحب مجھ سے خلافت حاصل کر کے ضلع فیروز پور میں مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہو کر تبلیغ شریعت و طریقت فرما رہے ہیں۔ وہاں جا کر بیعت ہو جاؤ' مگر میرا ذکر نہ کرنا کہ حضرت میاں صاحبؒ نے مجھے بھیجا ہے چنانچہ صبح کو انہوں نے یہ خواب اپنے والد صاحب قبلہؒ سے بیان کیا۔ انہوں نے تجسس فرما کر ارشاد کیا کہ بیٹا اب تمہاری مشکل حل ہو گئی ہے۔ خواب کی تعبیر حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحبؒ قبلہ کرمانوالے شریف پڑتی ہے کہ وہ حضرت میاں صاحبؒ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ والد صاحب کی اجازت سے یہ سیدھے کرموں والے شریف پہنچے۔ اسی رات حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ بعد نماز عشاء خواب میں تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے خواب میں ہی انہیں بیعت کر لیا' وظیفہ درود شریف خضری کا عطا فرمایا اور نماز تہجد پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

صبح یہ جب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پیش ہوئے تو آپ نے فرمایا ''کیا تمہاری حاجت پوری ہو گئی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا ''جی حضور!'' حضرت صاحب قبلہؒ نے پھر فرمایا کہ ''حضرت قبلہ

Marfat.com

میاں صاحبؒ کی بڑی شان ہے۔ انہوں نے تمہیں یہاں بھیجا ہے۔" یہ کہتے ہوئے انہیں اسی وقت عام مجلس میں کھڑا کر کے ایسی توجہ دی اور ہاتھ لگایا کہ ان کی سدھ بدھ جاتی رہی۔ انہیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت قبلہؒ نامعلوم کون سے مقام اعلیٰ تک لے گئے ہیں۔ ہاتھ واپس فرمایا تو ہوش و حواس قائم ہوئے سبحان اللہ پھر ان کو بیعت کر لیا اور رات والے خواب میں جو ہدایات فرمائی تھیں۔ ان ہدایات سے من وعن مطلع کر کے انہیں رخصت کیا۔

انہیں منشی محمد اسماعیل صاحب کا بڑا لڑکا ۱۹۳۶ء میں ابھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ انہیں۔ پے در پے تین خواب آئے۔ خواب میں ان کو بتایا گیا کہ تیرے گھر لڑکی پیدا ہو گی یہ سیدھے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں کرمونوالہ شریف حاضر ہوئے اور خواب کا ماجرا بیان کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ فرمانے لگے کہ لڑکا ہو گا' اللہ کریم کی مہربانی ہو جائے گی۔ آپؒ اس وقت سنگترے تناول فرما رہے تھے۔ دو سنگترے منشی صاحب کو بھی عنایت فرمائے کہ ایک سنگترہ تم خود کھا لو اور ایک سنگترہ گھر جا کر اپنی اہلیہ کو دے دینا تا کہ وہ بھی کھائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے ایک لڑکا ماہ رو' اللہ کریم کی مہربانی سے پیدا ہوا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ منشی صاحب کے ہمراہ ان کے ایک دوست سید ذوالفقار علی شاہ صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ کی زیارت کیلئے کرموں والا شریف جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ یہ اپنے ساتھ انہیں بھی لے گئے۔ راستے میں شاہ صاحب فرمانے لگے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے لنگر میں عوام و خواص کا امتیاز رکھا ہے یا نہیں' انہوں نے عرض کیا' کوئی امتیاز نہیں رکھا۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ امتیاز رکھنا چاہئے اور سیّدوں کو علیحدہ روٹی دینی چاہئے۔ جب یہ دونوں کرموں والا شریف پہنچے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے میاں بالا (خادم) سے فرمایا کہ گھر جا کر شاہ صاحب کے لئے علیحدہ کھانا لے آئے۔ میاں بالا نے گھر جا کر کھانا لیا اور حجرے میں آ کر شاہ صاحب کی خدمت میں کھانا پیش کر دیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے منشی صاحب کو عام لنگر میں بھیج دیا۔ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب کھانا کھا رہے تھے اور دل ہی دل میں پشیمان ہو رہے تھے۔ اور آخر کار حضرت صاحب قبلہؒ سے کہہ ہی دیا کہ حضرت صاحب منشی محمد اسماعیل کو حکم دیں کہ وہ میرے ساتھ مل کر کھانا کھائیں۔ سبحان اللہ کشف ہو تو ایسا ہو بالآخر حضرت صاحب نے انہیں حکم دے

Marfat.com

دیا کہ شاہ صاحب کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں۔ انہوں نے حکم کی تعمیل میں شاہ صاحب کے ساتھ ملکر کھانا کھایا۔ شاہ صاحب بڑے خوش ہو رہے تھے سبحان اللہ۔

۱۹۳۴ء میں منشی صاحب پرائمری سکول امیر شاہ والہ تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور میں نائب مدرس تھے۔ در منشی احمد علی صاحب اول مدرس تھے۔ مدرسے کے قریب نہر پھیرے واہ کے کنارے پر سیدوں اور قصائیوں کی زبردست لڑائی ہوگئی۔ ہر دو فریق کو بہت چوٹیں آئیں۔ سیدوں نے موقع کے گواہ ان دونوں مدرسین کو لکھوا دیا۔ قصائی چاہتے تھے کہ سیّد صاحبان قید ہو جائیں اور سیّد حضرات چاہتے تھے کہ قصائیوں کو سخت سزا ملے۔ فوجداری مقدمہ شروع ہوگیا۔ سیّدوں نے قصائیوں کے خلاف گواہی دینے کیلئے منشی صاحب کو مجبور کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ''بندہ سچ سچ گواہی دے گا۔'' آخر کار سیّد صاحبان ان کو حضرت صاحب قبلہؒ کے دربار فیض بار میں لے آئے کہ حضرت صاحب قبلہؒ انہیں ان کے کہنے پر مجبور کریں۔ مگر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرما دیا کہ میرا مرید عدالت میں سچی گواہی دے گا اور اس طرح فرمانے لگے کہ سیّداں کے خلاف گواہی دی تو حضور نبی کریمؐ ناراض ہوں گے۔ یہ بہت ڈرے اور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت بابرکت میں گزارش کی کہ ''بندے نے آج تک عدالت نہیں دیکھی' عدالت میں بیان دینے سے ڈر لگتا ہے۔'' حضرت صاحب قبلہؒ فرمانے لگے۔ ''غم نہ کر' تمہاری گواہی منسوخ کردی گئی ہے۔'' پھر انہوں نے عرض کیا کہ ان سب کے حق میں دعائے خیر فرمادیں۔ تاکہ کسی کو بھی سزا نہ ہو۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ اچھا اللہ کریم مہربانی فرمائیں گے۔ سیّد بھی بری ہو جائیں گے' اور قصائی بھی مقدمے سے بری ہو جائیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ سیّد صاحبان یا مہیمن کا وظیفہ گیارہ گیارہ بار پڑھتے رہیں اور نماز پڑھنا شروع کردیں۔ سیّد صاحبان نے نماز پڑھنا شرع کردی اور وظیفہ حسب ہدایت پڑھنا شروع کردیا۔ گواہی کیلئے منشی صاحب کو بلایا گیا۔ یہ جب عدالت میں پیش ہوئے تو یا مہیمن کا وظیفہ جاری تھا۔ مجسٹریٹ نے ان سے پوچھا کہ ''تم موقع کے گواہ ہو۔'' انہوں نے عرض کیا کہ ''ہاں جناب میں موقع کا گواہ ہوں۔'' مجسٹریٹ نے پوچھا کہ ''تم کون سے فریق کے گواہ ہو۔'' انہوں نے عرض کیا کہ یہ ہمارے پیر ہیں ان کی طرف سے گواہ ہو کر عدالت میں حاضر ہوا ہوں۔'' مجسٹریٹ نے فرمایا کہ آپ باہر چلے جائیں آپ کی گواہی منسوخ کردی گئی ہے کہ مرید اپنے پیروں کے حق میں گواہی نہیں دے سکتا۔ سبحان

Marfat.com

اللہ‘ حضرت صاحب قبلہؒ کا فرمودہ پورا ہوا۔ منشی احمد علی صاحب نے ڈٹ کر گواہی دی۔ جو حق پر مبنی نہیں تھی۔ مجسٹریٹ اتنا خفا ہوا کہ مسل پڑھ کر حیران ہوا کہ منشی احمد علی کی گواہی کے بیان پہلے اور ہیں اور عدالت میں اور۔ یہ مدرسی کے قابل نہیں‘ میں اسے آج ہی ٹیلی فون کر کے محکمہ تعلیم سے معطل کرواتا ہوں۔ اس وقت چند معززین اور سیّد صاحبان نے مجسٹریٹ کی منت خوشامد کی اور منشی احمد علی صاحب خدا خدا کر کے بچے۔ تاریخ مل گئی۔ اگلی تاریخ پر مجسٹریٹ نے فیصلہ کا حکم فرمایا کہ سیّد بھی بری اور قصائی بھی بری۔ گویا حضرت صاحب قبلہؒ کا فرمان حرف بہ حرف صحیح نکلا۔ سیّد غلام علی شاہ‘ حضرت صاحب قبلہؒ کا یہ فیضان دیکھ کر بیعت ہو گئے اور آخر عمر تک حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشادات پر عمل پیرا رہے۔ خدا تعالیٰ سیّد غلام علی شاہ کو جنت الفردوس میں جگہ بخشے اور ان کے صاحبزادہ سیّد ضیاء الدین صاحب کو عمر اور ایمان بخشے۔

۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے‘ جب کہ منشی صاحب امیر شاہ والہ پرائمری سکول میں ہی نائب مدرس تھے۔ موضع سوواں برانچ سکول کا مدرس پندرہ دن کی رخصت بیماری حاصل کر کے اپنے گاؤں چلا گیا۔ ان کی جگہ پر بحکم افسران بالا اول مدرس صاحب نے ان کی ڈیوٹی لگائی کہ وہاں پندرہ دن کار سرکار انجام دیں۔ یہ ہر روز پڑھانے جایا کرتے تھے۔ کہ ایک مرتبہ اتفاقیہ طور پر غیر حاضر ہو گئے۔ برادری نے انہیں مجبور کیا کہ آج یہاں ہی شریک شادی رہیں۔ خدا کا امر کہ اسی روز موضع سوواں کے برانچ سکول میں اے ڈی آئی صاحب مدارس زیرہ معائنہ کیلئے تشریف لے آئے اور ان کو غیر حاضر لکھ گئے۔

یہ اگلے روز پڑھانے کیلئے گئے تو غیر حاضری کی رپورٹ لکھی ہوئی رجسٹر حاضری میں پائی گئی۔ بڑے متفکر ہوئے کہ اب کیا کیا جائے۔ اے ڈی آئی صاحب غیر مذہب کے بڑے متعصب آدمی تھے۔ رات کو بعد از نماز عشا درود شریف خضری کی پانچ تسبیح پڑھ کر حضرت صاحب قبلہؒ کے تصور میں سو گئے۔ خواب میں حضرت صاحب قبلہؒ تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ غم نہ کرو۔ تمہاری چھٹی منظور کر دی گئی ہے۔ کل اے۔ ڈی۔ آئی صاحب بلائیں گے۔ سچ سچ کہہ دینا۔ اگلے دن اے ڈی آئی صاحب نے منشی صاحب کو منڈی جمال کے پرائمری سکول میں حکماً طلب فرمایا کہ آ کر جواب دو کہ تم کیوں غیر حاضر تھے۔ تا کہ رپورٹ مکمل کر کے افسران بالا کی خدمت میں ارسال کی جائے۔

Marfat.com

یہ منڈی جمال پہنچ کرائے۔ ڈی۔ آئی صاحب کے سامنے پیش ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ اے۔ ڈی۔ آئی صاحب نے کہا۔ ''اچھا تم اس روز کی رخصت اتفاقیہ کی درخواست لکھ کر میرے سامنے پیش کرو۔'' چنانچہ درخواست لکھی گئی۔ اسی وقت درخواست منظور کر کے ایک یوم کی رخصت عطا کر دی گئی۔ سبحان اللہ مرشد ہو تو ایسا ہو۔

عرصہ ہوا، منشی صاحب کو طحال کا عارضہ لاحق ہوا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ سرکارؒ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔ صرف ایک دو دن کرموں والا شریف رہ کر یہاں کا پانی پیو اور لنگر کی روٹی کھاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضور کی دعا سے دو دن میں آرام آ گیا۔ سیاہ دست آنے شروع ہوئے اور تلی کا عارضہ کافور ہو گیا۔

منشی صاحب کے دولڑکے مرید احمد اور فرید احمد یکے بعد دیگر موضع لیلے تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور میں فوت ہو گئے۔ انہی دنوں منشی صاحب کو یرقان ہو گیا۔ بہتیرا علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ کرمانوالہ شریف میں آ کر انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ سرکارؒ نے زبان درفشاں سے ایک ہفتہ سردائی پینے کا حکم فرمایا اور حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے ایک ہفتہ سردائی پینے سے ہی یرقان دور ہو گیا۔

موضع کانگنہ تحصیل نکودر ضلع جالندھر سے حضرت صاحب سرکارؒ کا ایک مرید کرموں والا شریف کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوا۔ اس کے چہرے پر سیاہی مائل دھبے بیماری کی وجہ سے پڑے ہوئے تھے۔ اس روز چند حکما جو آپؒ کے مریدوں میں سے تھے آئے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے حکم سے ہر ایک حکیم نے اپنی اپنی تشخیص کے مطابق لمبے چوڑے نسخے تجویز کیے۔ بالآخر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ اس کی دو بیویاں ہیں۔ اب یہ کمزور ہو کر یہاں آ گیا ہے۔ اللہ کریم اس کی کمزوری دور کر دے گا اور یہ ہفتہ عشرہ میں ٹھیک ہو جائے گا۔ پیر کا بھلایا ہوا سبق یاد کرے' تہجد پڑھا کرے۔ اسپغول ۶ ماشہ' چھ ماشہ کھانڈ میں آمیزش کر کے صبح کو کھا لیا کرے اور اوپر سے پانی پی لیا کرے۔ چنانچہ کانگنہ جا کر اس نے نسخہ استعمال کیا۔ اللہ کریم کی مہربانی سے اس کی کمزوری جاتی رہی۔ چونکہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کا مرید تھا اور منشی صاحب کا پیر بھائی تھا۔ جب پھر وہ منشی صاحب کو کرموں والا شریف میں ملا تو انہوں نے اس کو

Marfat.com

تندرست پایا۔

ایک ہندو پٹواری اپنے لڑکے کو جو کہ ضعف جگر میں مبتلا تھا کرمونوالہ شریف حضرت صاحب قبلہؒ کے دربار میں لایا اور بڑا عاجز ہو کر عرض کرنے لگا کہ میرا لڑکا ضعف جگر کی بیماری میں مبتلا ہو کر نیم جاں ہو چکا ہے' ہر چند علاج کرایا گیا مگر آرام نہیں آیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اس لڑکے کو روزانہ سنگترے کھانے کی ہدایت فرمائی۔ سبحان اللہ حضرتؒ کے ہندو اور سکھ بھی بڑے معتقد تھے۔ اعتقاد سے آتے اور فیض حاصل کر کے جاتے۔

منشی صاحب کا چھوٹا بھائی محمد ابراہیم عین جوانی کی حالت میں ضعف جگر کا شکار ہو گیا' کافی علاج معالجہ کرایا کوئی آرام نہ آیا۔ حضرت قبلہ کی خدمت میں کرمونوالے شریف جا کر عرض کیا تو حضرت صاحب نے دعا فرمادی اور ایک نسخہ تجویز کر کے لکھوا دیا۔ اس نسخے پر ان کا صرف سوا روپیہ خرچ ہوا۔ مگر اب وہ نسخہ منشی صاحب کو یاد نہیں رہا۔ انہیں صرف اتنا یاد ہے کہ اس میں گلقند ڈالی گئی تھی۔ خیر وہ نسخہ استعمال کرایا گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے ان کے بھائی محمد ابراہیم کو اللہ کریم نے کلی شفا بخشی کہ ہمیشہ کے لئے ضعف جگر سے نجات مل گئی۔ وہ ۱۹۴۷ء کے فرقہ وارانہ فسادات میں شہید ہوئے۔

منشی محمد اسماعیل صاحب کا بڑا لڑکا رشید احمد طاہر جو کہ اس وقت مدرس ہے' جب دو سال کا تھا تو مرض سوکڑا میں مبتلا ہو گیا۔ حکیم جلال الدین' پنڈت نندلال عطار اور لال ویر بھان عطار فتح گڑھ پنجور ضلع فیروز پور یکے بعد دیگرے علاج کرتے رہے۔ ان کے علاوہ شاہی حکیم عبدالکریم نور پوری کا بھی علاج فرماتے رہے مگر افاقہ نہ ہوا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر کار حکیم عبدالکریم صاحب نور پوری کے ایما پر حضرت صاحب قبلہؒ کی طرف رجوع کیا گیا۔ منشی صاحب اور ان کے بھائی نور محمد حضرت صاحب قبلہؒ کے دربار فیض بار میں کرمونوالہ شریف پہنچے۔ مگر حضرت صاحب قبلہؒ اس روز فیروز پور شہر والی کوٹھی میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ یہ دونوں کرموں والا شریف سے فیروز پور شہر کی کوٹھی میں پہنچ کر حضرت صاحب قبلہؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ نور محمد صاحب کو اپنا کام تھا اور انہیں اپنا۔ سب سے پہلے ان کے ساتھی کا کام ہو گیا اور وہ یہ ہے کہ اسے نکاح ثانی حاصل کرنے کے لئے ایک نیک عورت جو کہ کنواری تھی' سے محبت ہو گئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ دیکھنا گناہ نہ کر بیٹھنا۔ بفضل اللہ کریم

Marfat.com

تجھے وہ عورت نکاح میں مل جائے گی۔ چنانچہ اس عورت نے بخوشی خاطر ان کے بھائی نور محمد سے نکاح کر لیا۔ منشی صاحب کے لڑکے کو سوکڑا ہو گیا تھا۔ انہوں نے تعویذ کے لئے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ تعویذ تو میں نے کبھی نہیں کیا' دعا کرتا ہوں' لڑکا تندرست ہو جائے گا اور اگر تعویذ ہی مقصود ہے تو خود مشک و زعفران دوات میں ڈال کر تعویذ لکھ لیں۔ تعویذ کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحفیظ یا سلام اللہ اکبر۔ یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دینا۔ اور چند ایسے ہی تعویزات لکھ کر بچے کو صبح پلانا اور بعد میں چھوٹا سا کچھوا تالاب سے پکڑ کر اس کی کھوپڑی جلا کر اس کی راکھ میں برابر کی کھانڈ ملا کر بچے کو روزانہ کھلایا کریں۔ اللہ کریم نے چاہا تو بچہ موٹا تازہ ہو جائے گا۔ آدھ گھنٹے کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے منشی صاحب پر نگاہ تلطف فرما کر کہا کہ جاؤ کوئی بیماری والا یا سوکڑے والا تمہارے پاس آئے تو اس کو یہی تعویزات لکھ کر دے دیا کرو۔ تمہیں آج سے یہ تعویز دینے کا اختیار ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے آج تک حضور کا فیض بہ سلسلہ تعویزات منشی صاحب کے ہاتھ سے جاری ہے۔ ہزاروں بچے صحت مند ہو چکے ہیں' سبحان اللہ۔

مولوی محمد بشیر مڈاہراں والے جو کہ اہل حدیث ہیں اور ضلع منٹگمری میں مقیم تھے کا واقعہ منشی محمد اسماعیل صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک روز موضع مڈاہر کے سکول میں آ کر ان سے کہنے لگے کہ ''مجھے آپ ایک عریضہ بنام حضرت صاحب کرمانوالے شریف لکھ دیں کہ آنجناب بندے کو اللہ اللہ کرنا سکھا دیں۔'' منشی صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں گزارش نامہ مولوی صاحب کے حق میں لکھ دیا۔ مولوی صاحب جمعرات کے روز مڈاہراں سے روانہ ہوئے۔ رات کو کرموں والا شریف کے قریب کسی گاؤں میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں جا ٹھہرے۔ صبح اٹھ کر رشتہ داروں سے ایک بیل خرید کر ان کے ہاں ہی چھوڑ دیا کہ واپسی پر لے جائیں گے۔ وہاں سے چل کر اسی روز بروز جمعہ حضرت صاحب قبلہؒ کے آستانہ عالیہ میں جا پہنچے۔ مولوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی آستانہ عالیہ کے دروازے سے ہی گزر کر حضرت صاحب قبلہؒ کے قریب گیا تھا کہ حضرت صاحب قبلہؒ میرے السلام علیکم کہنے سے قبل ہی السلام علیکم کہہ کر یوں گویا ہوئے۔ ''مولوی جی آ گئے ہو بیل خرید کر۔'' کتنا کشف تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کو سبحان اللہ اس روز سے مولوی محمد بشیر بزرگوں کے کشف و کرامات کے بڑے قائل ہیں۔

Marfat.com

موضع للیے ضلع فیروز پور سے ایک نوجوان لڑکی جو شادی شدہ تھی کسی بدمعاش نوجوان لڑکے کے ہمرا بھاگ گئی۔ لڑکی کا باپ منشی صاحب کی منت سماجت کرنے لگا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کے آستانہ عالیہ پر عرض کریں کہ لڑکی واپس آجائے۔ چنانچہ یہ لڑکی کے باپ کو لے کر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کرمونوالہ شریف حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ فرمانے لگے کہ اللہ کریم مہربانی فرمائے گا۔ یہ شخص تو جاہل سا معلوم ہوتا ہے منشی جی تم خود ہر روز پانچوں نمازوں کے بعد گیارہ گیارہ بار سورہ والضحیٰ پڑھ لیا کرو اور آگے پیچھے ایک ایک بار درود شریف پڑھا کرو۔ انہوں نے گھر آ کر وظیفہ شروع کیا۔ ابھی دس دن ہی گزرے تھے کہ خود بخود وہ بدمعاش نوجوان لڑکا لڑکی کو اس کے گاؤں میں چھوڑ کر رفو چکر ہو گیا۔

موضع جنیدڑہ ضلع فیروز پور کے ایک بزرگ گوجر قوم کے تھے۔ منشی صاحب سے از روئے عقیدت عرض کرنے لگے کہ "میں دمہ کے مرض میں گرفتار ہوں۔ میرے حق میں حضرت صاحب قبلہؒ سے دعا کی درخواست کریں۔ انہوں نے نہایت عاجزی سے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں گزارش کی جو منظور ہوئی۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ انہیں جا کر کہیں کہ باقاعدہ نماز پڑھا کریں۔ ہر نماز کے بعد گیارہ گیارہ بار قل شریف بمعہ بسم اللہ شریف کے پڑھ کر حضور نبی کریمؐ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا کریں۔ چنانچہ واپس آ کر اس معمر بزرگ کی خدمت میں یہ نسخہ پیش کر دیا۔ انہوں نے چند روز ہی عمل کیا تھا کہ دمہ بفضلہ تعالیٰ اور حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے جاتا رہا۔ اور وہ بوڑھا بابا دمہ سے بالکل تندرست ہو گیا۔ نماز باقاعدگی سے پڑھنے لگ گیا اور تاحیات نمازی رہا۔

ایک مرتبہ تھری ایل نہر میں پانی بہت کم آیا ہوا تھا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ منشی محمد اسماعیل صاحب اس بڑے راجباہ کے کنارے کنارے اپنے گاؤں کی طرف جا رہے تھے۔ یہ تھری ایل راجباہ نہر پاک پتن سے نکلتا ہے اور نیلی بار کی زمین کو پانی دیتا ہے۔ ناپاکی میں حضرت صاحب قبلہؒ کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھنے لگے جس کی سزا انہیں اسی وقت بھگتنی پڑی کہ کسی غیبی طاقت نے انہیں نہر میں پھینک دیا۔ کپڑے بھیگ گئے اور یہ غوطے کھانے لگے تو انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ کو یاد کیا اور ان کا تصور باندھا

Marfat.com

تو آواز آئی کہ پہلے جلدی استنجاء کرو اور پاک ہو جاؤ۔ استنجاء کیا گیا۔ جب جسم پاک ہوا تو حضرت صاحب قبلہ کا چہرہ مبارک دیکھا۔ حضرت صاحبؒ نے دست مبارک سے انہیں دھکیل کر کنارے لگا دیا اور خود غائب ہو گئے۔ استمد اداولیاءاللہ سبحان اللہ۔

محمد ہاشم علی خاں بی اے کشتیہ' مشرقی پاکستان سے تحریر فرماتے ہیں کہ: ماہ رمضان المبارک کے دوران انہوں نے سیّد السادات حضرت صاحب قبلہ کرماں والےؒ کے حالات مبارکہ پر ایک بنگالی کتاب دیکھی جس سے انہیں یہ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہؒ ابھی تک حیات ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی قدم بوسی کے لئے ان کے پاس ضرور جائیں گے۔ اور ان سے دعا کے لئے عرض کریں گے۔ ہاشم صاحب سرکاری محکمے میں سب ڈویژن انجینئر کے عہدے پر فائز ہیں اس لئے ان کے لئے دفتر سے چھٹی لینا اور ہوائی سفر کے اخراجات کا انتظام کرنا مشکل تھا لیکن یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ ان کی ہر مشکل معجزانہ طور پر حل ہو گی اور یہ جلدی ہی حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کرماں والے پہنچ گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے فرمایا کہ ''جس وقت تم نے یہاں آنے کا قصد کیا تھا اسی وقت تمہاری مراد پوری ہو گئی تھی۔'' حضرت صاحب قبلہؒ نے ان کی خواہش کے مطابق ان پر اور بھی بہت سی عنایات فرمائیں۔ ان کی بیوی دائمی بیمار تھیں۔ جب انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ سے ذکر کیا تو آپؒ نے فرمایا۔ ''جاؤ وہ اچھی ہو گئی۔'' اور جب یہ واپس اپنے گھر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی اہلیہ صحت یاب ہو چکی تھیں اور ان کا پندرہ سالہ مرض جاتا رہا تھا۔ نیز حضرت صاحب قبلہؒ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''اے بنگالی بابو! تمہیں میرے دربار پر متعدد بار آنے کا شرف حاصل ہو گا۔'' چنانچہ ہاشم صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے چہلم شریف پر اپنے متعدد بنگالی ساتھیوں کے ہمراہ مشرقی پاکستان سے حضرت صاحبؒ کے دربار پر حاضر ہوئے اکثر مشرقی پاکستان کے لوگوں کو انہیں کے ذریعے حضرت صاحب قبلہؒ کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں۔ مشرقی پاکستان میں انکے علاوہ اور بھی بہت سے حضرات حضرت صاحب قبلہؒ کے معتقدین میں سے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعائیں مشرقی پاکستان کے لوگوں کو بھی حاصل رہی ہیں اور ملک کے اس حصے میں بھی آپؒ کے حالات مبارکہ پر کئی مرتبہ لکھا جا چکا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

پندرھویں مجلس

میری سرکار

حضرت گرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

چوں شوی دور از حضور اولیاء
در حقیقت گشتۂ دور از خدا

جب تو اولیاء اللہ کی حاضری سے دور ہو گیا
تو حقیقتاً خدا سے بھی دور ہو گیا

Marfat.com

میر منظور محمود بیان کرتے ہیں کہ غالباً 1936ء کا ذکر ہے کہ مجھے قبلہ پیرومرشد سیدنا محمد اسماعیل شاہ صاحب حضرت کرماں والے' کے ہمراہ پاک پتن شریف جانے کا اتفاق ہوا' عرس کے ایام تھے۔ ہزاروں لوگ وہاں جمع تھے۔ قبلہ شاہ صاحب نے ایک مکان میں قیام فرمایا۔ وقتاً فوقتاً دربار شریف میں بھی فاتحہ کیلئے جاتے رہے۔ آخر بہشتی دروازہ کھلنے کا وقت آیا۔ میں اور میر محمد سعید صاحب امرتسری حضورؒ کے ہمراہ تھے۔ ہم نے حضرت صاحبؒ کی قیادت میں یہ مرحلہ طے کیا۔ بہشتی دروازے سے گزرنا واقعی ایک مرحلہ ہے۔ دروازے سے گزر کر قبلہ شاہ صاحب کرمانوالےؒ دائیں جانب ہجوم سے ذرا ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت درگاہ کی حدود میں لاکھوں کا ہجوم تھا۔ شہری' دیہاتی' جاہل' ان پڑھ' پڑھے لکھے' مہذب' غیر مہذب' غرض کہ ہر قسم کے لوگ دوازے سے گزرنے کی تمنا میں منتظمین اور پولیس کی لاٹھیاں کھا رہے تھے۔

میر محمد سعید صاحب نے مجھ سے پوچھا ''بھائی یہ جو لوگ بہشتی دروازے سے گزر رہے ہیں' کیا واقعی بہشتی ہیں'' قارئین کو معلوم ہو کہ صوفیاء کرام میں مشہور ہے جو لوگ بابا فرید صاحبؒ کے بہشتی دروازے سے گزرتے ہیں وہ بہشتی ہیں۔

میں نے جواب دیا ''بھائی صاحب مجھے معلوم نہیں۔ آپ حضرت صاحب کرماں والےؒ سے پوچھ لیں۔''

انہوں نے مجھے ہی اکسایا کہ میں ہی پوچھ لوں۔ لہٰذا میں نے قبلہ حضرت صاحبؒ کو مخاطب کیا۔

''سرکارؒ کیا یہ سچ ہے کہ آج جو بھی اس دروازے سے گزرے گا وہ جنت میں جائے گا؟''

میں یہ عرض کر دوں کہ اس وقت سارے ماحول پر کچھ عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ دروازہ جب کھلتا تو وہاں چند عجیب سی رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ کچھ ساز بجائے جاتے ہیں۔ درود و سلام پڑھنے والے الگ اپنے کام میں محو ہوتے ہیں۔ کسی گوشے میں قوالوں کا زور ہوتا ہے' کہیں اہل شریعت پیرا اپنا رنگ جمائے ہوتے ہیں' اہل طریقت کے جمگھٹے الگ اپنی بہار دکھاتے ہیں ہر جانب کیف ہوتا ہے اور جلال و جمال کے مناظر۔

Marfat.com

اس لحظہ حضرت صاحب قبلہؒ پر بھی ایک کیفیت طاری تھی۔ جسے میں نے خوب بھانپ لیا تھا۔ بظاہر وہ قطعی طور پر خاموش کھڑے تھے۔ آپؒ کی نگاہیں خلا میں گھور رہی تھیں' میرے سوال پر ذرا چونک سے گئے اور فرمانے لگے۔

''برخوردار! اس وقت جو بھی اس درگاہ کی حدود میں موجود ہے' وہ بہشتی ہے' اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوئے''۔

اسی رات میں نے صاحب مزار کو خواب میں دیکھا۔ وہ فرما رہے تھے کہ تمہارے پیر نے بالکل سچ کہا ہے۔ سبحان اللہ' اولیائے کرام کی قدر و منزلت کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔

عبدالرحیم چشتی بیان کرتے ہیں کہ پاکستان کے وجود میں آنے سے لیکر 1952ء تک اکثر جب حلقۂ احباب میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا تو اکثر سرکار کرماں والےؒ کا ذکر آتا اور اسی اشتیاق میں رہتا کہ جا کر دیکھا جائے کہ سرکار کرماں والےؒ واقعی ایسی ہی سرکار ہیں جیسا کہ سننے میں آیا ہے۔ لہٰذا 1952ء کے وسط میں نے اپنے دوست ملک عبدالرحمٰن صاحب مالک دین محمدی پریس سے ذکر کیا تو انہوں نے اپنی کار دے دی اور ایک اتوار کو میں کار میں سرکارؒ کی قدم بوسی کیلئے کرماں والے روانہ ہوا۔ تقریباً دوپہر کے وقت میں سرکارؒ کے آستانے میں پہنچا سرکارؒ کے آستانے میں جاتے ہی لنگر سے کھانا آ گیا۔ اور کھانے سے فراغت پر ظہر کی اذان ہوئی۔ جماعت کے وقت سرکارؒ کی آمد ہوئی۔ سبحان اللہ کتنا نورانی چہرہ عیاں ہوا تھا۔ سرکارؒ جماعت کی پہلی قطار میں کھڑے ہوئے۔ صاحبزادہ صاحب نے اقامت کے فرائض ادا کئے فراغت کے بعد حضورؒ وہاں ایک کونے میں جا کر چارپائی پر مسند آرا ہوئے۔ فرش پر صفیں بچھی تھیں۔ عام لوگ اس جگہ پر بیٹھ گئے۔ چونکہ میں پہلی مرتبہ وہاں گیا تھا۔ اور میری شناسائی کسی سے نہ تھی۔ لہٰذا سب کے آخر بیٹھ گیا۔ کچھ وقفہ گزرنے پر سرکارؒ نے فرمایا کہ چشتی صاحب آگے میرے پاس آ جاؤ۔ حالانکہ نہ انہوں نے مجھے دیکھا تھا نہ میں نے انہیں۔ سبحان اللہ آنکھ والوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔ میں سرکارؒ کی چارپائی کے نزدیک بیٹھ گیا۔ چند ایک خطوط سرکارؒ نے کھلوائے۔ ایک انگریزی میں خط امریکہ سے آیا ہوا تھا۔ وہ مجھ سے سنا گیا اور ہر خط کے سننے پر فرماتے۔ اللہ کرم کرے گا۔ اس اثناء میں مجھ سے سرکار نے کچھ رازدرانہ گفتگو کی۔ اسی اثنا میں چند لوگ ایک کبڑے شخص کو اٹھالے آئے۔ اور دعا کیلئے

Marfat.com

عرض کیا، کہ حضورؒ اس پر کرم فرمادیں۔ آپؒ نے کبڑے سے سوال کیا۔ کہ بیلیا تم کنڈلی بنا کر لوگوں کو دھوکہ کیوں دیتے ہو؟ اس نے عرض کیا حضورؒ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ حضرت صاحبؒ نے دعا فرمائی تو اس کو سکون ملا۔ عصر کے وقت حضرت صاحبؒ نے مجھ سے فرمایا کہ بیلیا اب تم جاؤ، تمہارا سفر لمبا ہے ہوسکتا ہے کہ پٹرول کی کمی ہو جائے تو اندھیرے میں کیا کرو گے۔ میں نے عرض کیا، حضور پٹرول کافی ہے۔ انشاء اللہ لاہور تک بخوبی پہنچ جائیں گے۔ پھر کہا نہیں اب تم جاؤ۔ میں سلام کر کے روانہ ہوا۔ جب ہم واں رادھارام سے گزرے، تو کیا ایک موٹر کھڑی ہوگئی۔ ڈرائیور سے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ واقعی پٹرول ختم ہو چکا ہے۔ اور حضور کی کرامت یہ ہوئی کہ عین ایک پٹرول پمپ کے سامنے گاڑی رکی۔ سبحان اللہ خدا والوں کی دوررس نظر کے کیا کہنے۔ اس کے بعد حضرت صاحبؒ سے اکثر سیٹھ حاجی محمد شفیع کے ہاں اور دربار داتا گنج بخشؒ اور عرس پاک پتن شریف میں ملاقات ہوتی رہی اور ہر بار پرخلوص اور گھر بار پایا۔

منشی محمد حسین قریشی فتح جنگ سے بیان کرتے ہیں کہ بندہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں 1935ء کے وسط میں پہلی دفعہ حاضر خدمت ہوا۔ کرموں والا شریف ضلع فیروز پور میں بندہ عارضہ پیچش اور اسہال میں مبتلا تھا، جو 1931ء میں پیدا ہوا، اور تین چار سال میں دیسی، انگریزی طریقۂ علاج سے مرض بڑھ کر سنگرہنی کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ ایک دن رات میں چالیس پچاس اجابتیں ہو جاتیں تھیں۔ چنانچہ اطباء نے مرض لاعلاج قرار دے دیا۔ ڈاکٹروں نے بھی مایوسی ظاہر کی۔ اب میں ناامید ہوگیا۔

چنانچہ ایک عالم جو خطیب بھی تھے وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہتے تھے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ تم حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کرموں والا شریف چلے جاؤ۔ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں اس موذی مرض کا بیان کرنا اور سبق بھی لینا۔ چنانچہ بندہ 1935ء میں حاضر ہوا، اور بیماری کے متعلق عرض کیا۔ حضرت صاحبؒ نے دعا بھی دی اور دوا بھی بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا، جاؤ اللہ کریم رحم کردے گا۔

حضور کی تجویز کردہ دوائی جو صرف دو چار پیسے کی چیز تھی استعمال کرنا شروع کر دی۔ چنانچہ معلوم نہیں ہوا کہ آہستہ آہستہ مرض دور ہو رہا ہے، کامل صحت ہوگئی، جیسے کبھی یہ مرض ہوا ہی نہ تھا۔ جہاں صرف کھچڑی، دودھ، ساگودانہ وغیرہ پر ہی بہ مشکل بسر اوقات تھی، روٹی کھا نہیں سکتا تھا۔ سرکارؒ کی نظر کرم سے

Marfat.com

روٹی کھانے لگا' ایک دفعہ کرمونوالا شریف میں لنگر کیلئے سڈل کی روٹیاں آئیں۔ دیگر بیلیوں نے ایک ایک یا آدھی روٹی کھائی۔ بندے نے دو سالم روٹیاں کھائیں۔ اب 1952 سے 1967ء میں آ گیا ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی نگاہ کرم سے مکئی کی سڈل کی روٹی کھا سکتا ہے۔

1966ء میں آخری دفعہ جب بندہ حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوا تو سرکارؒ نے وضو فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تسیں چائے نہیں پیندے جے؟ بندے نے عرض کیا ہاں سرکارؒ ہمارے ضلع کیمبل پور میں چائے اکثر پی جاتی ہے' اسی وقت حضرت صاحب قبلہؒ نے خادم خاص سے ارشاد فرمایا۔ جا بھئی اینہاں لئی چائے لے آ۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد حضور کے خادم خاص نے ایک ٹرے میں بہت سے بڑے بڑے رس اور ایک بڑی چینک جس میں کئی دوسروں کیلئے چائے آ سکتی تھی' بھر کر اندر کمرے میں رکھ دی وہاں ساتھ والے کمرے میں حضرت صاحب قبلہؒ آرام فرماتے تھے۔ لیکن ان دنوں میں بندہ اسی کمرے میں سویا۔ سردیوں کا موسم تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ علالت کی تکلیف میں تھے۔ تمام رات حضرت صاحب قبلہؒ کی بے چینی اور اضطراب میں گزری۔ دن کو بھی سخت تکلیف ظاہر ہوتی تھی سرکارؒ اکثر کراہتے سنائی دیتے تھے' لیکن اس صورت میں بھی حاضر خدمت ہونے والوں پر کرم نوازیاں جاری رہتی تھیں۔ صبح سویرے حسب معمول بندے کیلئے چائے اور رس طشتری میں لگ کر آئے۔ اکتیس سال حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ چائے صرف 1966ء میں عطا ہوئی۔ اس کے بعد میو ہسپتال میں حضورؒ کی آخری زیارت ہوسکی۔

ایک دفعہ بندہ عیدگاہ پاک پتن شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہؒ تشریف فرما تھے۔ بیلی حاضر خدمت تھے۔ سرکارؒ کی گفتگو مبارک سے راحت حاصل کر رہے تھے۔ سرشاری کی کیفیت میں تھے ایک ملنگ حضورؒ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ پاک پتن شریف عیدگاہ میں سرکارؒ ملنگ سے پوچھ رہے تھے۔ کہ بھئی توں ہرے کپڑے پائے ہوئے نیں بھئی ساڈے تے ہرے کپڑے دے قرآن شریف دے جزدان چڑھائے جاندے نیں تے گل وچ کینٹھیا بھی پایا ہویا اے تے مطہر بھی بڑی موٹی رکھی ہوئی اے۔ تاں تے بھئی توں لوکاں نوں ڈراؤندا ہوویں گا۔ تے بھئی توں کم کی کرنا ہنا ایں ملنگا۔ اے سرکارؒ کم کی کرنا سڑک اتے۔ دھواں پایا ہویا اے آوندے جاندے حقہ پیندے نیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے

Marfat.com

فرمایا۔ اوے چھڈ ایہہ کی دھواں ہو یا دھواں پاونا تے رب سولؐ دے ناں دا پا۔

ایک دفعہ کرمونوالا شریف میں دو نوجوان حاضر ہوئے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ کویں آئے' او سرکارؒ اسیں تہاڈی بیعت ہون آئے آں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا' تسیں بیعت مینوں مارو نہیں سرکارؒ اسیں تے آپ دے مرید ہون آئے آں۔ تسیں سانوں مرید کرلو۔ دیکھونا مولوی جی جس کم ___ آئے نیں اوہ نہیں دسدے۔ اوہ بھئی کم دسو ناں حضرت صاحب پچھدے نیں تے۔ ایہہ سرکار اک جھگڑا ہو گیا اے اس دے وچ اسیں تے ساڈے بندے اینویں ای الزام دے وچ پھڑے گے نیں۔ سرکارؒ نے فرمایا' نہیں قصور ہووے گا۔ بندیاں دا نہیں سرکارؒ قصور کوئی بھی نہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ انہاں نے دس دینا جے۔ چنانچہ اس کے دوسرے ساتھی نے عرض کیا' سرکارؒ درست فرمایا آپؒ نے ہمارے بندوں کا قصور ہے' دیکھوناں مولوی جی اس نے سچ بولیا جے تو فیر سچ بولیا تے جاؤ چھٹ دے جان گے۔ اوہ بندے پر جاؤ تے دوڑ کے جاؤ دروازے تک۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت صاحب قبلہؒ کی اجازت اور فیض سے دوڑ تے دوڑ تے چلے گئے۔

ایک دفعہ بندے کا ایک قریبی بھائی ملٹری سے فارغ ہونا چاہتا تھا۔ جنگ جرمنی جاری تھی۔ یہ بھائی بڑ[illegible]زدہ دکھائی دیتا تھا کیونکہ ملٹری سے ڈسچارج ہونا چاہتا تھا۔ آخر کار اس کا حقیقی بھائی بندے سے صلاح کرنے لگا کیا کریں بھائی بڑا رنجیدہ ہے' ملٹری کی نوکری سے خلاصی چاہتا ہے انگریز چھوڑتا نہیں۔ بندے نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کی صلاح دی۔ دونوں بھائی اور بندہ بھی ہمراہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب اس ملٹری والے کی باری آئی تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ توں کی کرناں ہناں ایں۔ عرض کیا کہ ملٹری میں ہوں آگے کچھ کہنا چاہتا ہی تھا کہ سرکارؒ نے فرمایا کہ جا توں داڑھی رکھ لے تے تینوں چھڈ دین گے لے ایوی ویکھ ہتھ۔ ہم سب نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ ہمارا بھائی ملٹری سے فارغ ہونا چاہتا ہے۔ لیکن حضرت صاحب قبلہؒ نے برملا فرما دیا کہ جا تینوں چھڈ دین گے۔ ساتھ ہی اس کی مراد تھی کہ خانہ آبادی ہو جائے کیونکہ یہ ہمارا غریب بھائی تھا رسم و رواج کی رو سے کچھ خرچ کرنے کے قابل نہ تھا۔

چنانچہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت سے آتے ہی اپنے قریبی امیر کبیر رشتہ دار کے گھر اس بھائی

Marfat.com

کی منگنی اور ساتھ ہی نکاح بھی کر دیا گیا اور لڑکی والوں نے ایک پیسہ تک خرچ نہ کرایا۔ اور چھٹی کے بعد ملٹری میں اپنی نوکری پر گیا تو چند دن کے بعد اس بھائی کا خط آ گیا کہ میں ملٹری کی نوکری سے فارغ ہو کر آ گیا ہوں۔

ایک دفعہ بندہ حضرت کرماں والا شریف حاضر ہوا تو حضرت قبلہ چشتیاں شریف تشریف لے جا چکے تھے۔ ملنے والے بیلیوں کو صاحبزادہ صاحب فرماتے کہ جب حضرت صاحب قبلہؒ تشریف لائیں گے تب آنا۔ اب واپس چلے جاؤ۔ صرف بندے کو حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ تم حضرت صاحب قبلہؒ کی واپسی تک یہاں ہی رہو۔ درمیان میں جمعتہ المبارک بھی آیا ایک باہر سے آئے ہوئے مولوی صاحب تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ ایک جماعت جس کے خلاف تحریک بھی جاری تھی' اس کے خلاف تقریر شروع ہی کی تھی تو درویشوں نے ان کو بٹھا دیا اور ایک دیگر عالم کو کھڑا کر دیا۔ انہوں نے خطبہ شریف پڑھ کر جمعتہ المبارک کی نماز پڑھا دی۔ حضرت صاحب قبلہؒ چشتیاں شریف سے تشریف لائے۔ سرکارؒ نے فرمایا۔ بھئی جمعہ کس نے پڑھایا بیلیوں نے عرض کیا۔ جناب ایک فلاں مولوی صاحب کھڑے ہوئے تھے لیکن انہوں نے ایک جماعت کے خلاف کچھ اختلافی تقریر شروع کی تھی اس لئے ان کو بٹھا دیا گیا تھا۔ پھر ایک اور عالم کو کھڑا کیا گیا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ دین میں اختلافی مسائل ہی رہ گئے ہیں ہور تھوڑیاں گلاں نے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

سولھویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

بندگان خاص علّام الغُیوب
درجہان جاں جواسیس القُلوب

خدائے علام الغیوب کے خاص بندے
روح کی دنیامیں دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں

Marfat.com

حاجی محمد رحمت علی صاحب مہاجر سرانوالہ بودلہ آڑھتی غلہ منڈی بوریوالہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ان کا ایک کارندہ آہنی پیٹی سے دس ہزار روپے چرا کر کراچی چلا گیا اور وہاں سے چھ ہزار روپے کے پونڈ حاصل کر لئے۔ اور باقی کا کچھ سامان وغیرہ لیکر سمندر پار جانے کیلئے پاسپورٹ بنوانے کی کوشش کرنے لگا۔ حاجی صاحب کو مذکورہ شخص پر ذرا بھی شبہ نہ تھا اور چونکہ پیٹی کی چابیاں ان کے پاس تھیں اس لئے باقی حصہ داروں نے ان کے خلاف تھانے میں پرچہ دے دیا۔ جب پولیس مکان پر پہنچی اور ان کے بیان لئے اور تفتیش شروع کی تو تھانہ دار نے انہیں کہا کہ حاجی صاحب چابیاں اور دکان کسی اور کے حوالے کرو اور ہمارے ساتھ تھانہ چلو۔ یہ بات حاجی صاحب کا لڑکا محمد امان اللہ بی اے سن رہا تھا' وہ فوراً گاڑی میں سوار ہو کر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پاک پتن شریف پہنچا' کیونکہ حضرت صاحب قبلہؒ اس وقت عیدگاہ پاک پتن شریف تشریف رکھتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا کہ حضور میرے والد صاحب کو پولیس پکڑ کر لے جا رہی ہے۔ ہمارا ہی نقصان ہوا اور ہمیں ہی پکڑا جا رہا ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''ہمارے حاجی صاحب نہ چور اور نہ چوروں کے بیلی' ان کو کون پکڑ سکتا ہے' جاؤ ان سے جا کر کہہ دو کہ اصل چور پکڑا جائے گا' مگر اس کو چھڑا دینا ہو گا۔ چنانچہ حاجی محمد رحمت اللہ صاحب کو واقعی کسی پولیس افسر نے نہ بلایا۔ ان کے فرم میں ایک حصہ دار ملک بہاول شیر لنگڑیال نے پولیس افسر سے کہا کہ وہ حاجی صاحب کو تھانہ نہیں جانے دیں گے۔ اگر چور ہی ہیں تو ان کا گھر پورا ہے۔ درحقیقت یہ سب کچھ حضرت صاحب قبلہؒ کی ذات بابرکات کرا رہی تھی جنہیں پچاس میل دور بیٹھے ہوئے اپنے ایک مرید کا خاص خیال تھا پولیس باقی حصہ داران' منیموں' کارندوں اور منشیوں کو پکڑ کر لے گئی۔ تفتیش ہوتی رہے۔ آفیسر تفتیش کنندہ نے منڈی بوریوالہ کے آڑھتیوں کی ایک میٹنگ بلائی اور صلاح مشورہ کیا۔ میٹنگ میں شریک ہونے والے افراد نے حاجی صاحب ہی کو چور گردانا کیونکہ ساری ذمہ داری انہیں پر عائد ہوتی تھی۔ بالآخر حاجی صاحب نے دس ہزار روپیہ اپنی گرہ سے دے دیا اور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں جا کر تمام واقعہ عرض کر دیا۔ بہت عرصہ گزر گیا۔ ایک دن حاجی صاحب' حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ خود ہی حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''حاجی صاحب پولیس والے چور کو نہیں پکڑتے تو

Marfat.com

اس ظالم کو میں ہی پکڑوں گا۔ وہ سمندر پار بھی کر گیا ہوگا''۔ یہ تھی حضرت صاحب قبلہؒ کی فراست کہ جیسے وہ خود چور کو دیکھ رہے تھے۔ واقعہ یہ ہوا کہ اس وقت چور جعلی پاسپورٹ بنوا کر جاوا سمندر کے جہاز پر سوار ہو چکا تھا' اور جب حضرت صاحب قبلہؒ نے اپنی زبان مبارک سے یہ بات فرمائی تھی' جہاز کو روانہ ہوئے بس ایک ہی دن ہوا تھا کہ جعلی پاسپورٹوں کا پتہ چل گیا اور جہاز کو سمندر سے اسی روز واپس بلایا گیا' لیکن چور کسی طریقے سے وہاں سے بچ کر نکل آیا اور آ کر جڑانوالہ آباد ہو گیا جہاں اس کے رشتہ دار رہتے تھے۔

ایک روز جمعہ کے دن حاجی صاحب پاک پتن شریف حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں دور سے دیکھ کر فرمایا ''آج تو حاجی صاحب خراماں خراماں چور کو پکڑ کر آ رہے ہیں''۔ تین دفعہ فرمایا حاجی صاحب نے عرض کیا کہ سرکارؒ ابھی تو چور نہیں پکڑا گیا اور نہ ہی پتہ چل سکا کہ چور کہاں ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''حاجی صاحب مجھے معلوم ہے چور پکڑا گیا' مگر اس کو پولیس کو کچھ نہ کہنے دینا اور چھڑا دینا۔ وہ حیران تھے کہ یہ کیا بات ہے۔ جب شام کی گاڑی بوریوالہ پہنچی تو ایک تار پولیس کے نام اور ایک تار ان کے نام تھا جو جڑانوالہ پولیس نے دیا تھا کہ آپ کا چور پکڑا گیا ہے اور مال برآمد ہو گیا ہے آ کر لے جائیں۔ جب انہوں نے گھر آ کر تار پڑھا تو معلوم ہوا کہ سرکارؒ نے جو کچھ بیان فرمایا وہ حرف بہ حرف صحیح تھا۔ چور کو لایا گیا اس نے بیان کیا کہ میں نے ہی پیٹی سے دس ہزار روپیہ نکالا تھا۔ اور اس روپے سے چھ ہزار کے پونڈ طلائی کراچی میں لئے تھے اور باقی نقد روپیہ پکڑا گیا۔ چونکہ چور کے خلاف پرچہ نہ تھا اور نہ ہی کوئی ثبوت تھا' صرف دفعہ 411 کے تحت اس کا چالان ہوا' مگر پولیس پونڈوں کا کوئی ثبوت مہیا نہ کر سکی۔ تفتیش ہوتی رہی۔ حضرت صاحب قبلہؒ خاموش تھے۔ ایک دن ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب ہم نے چور کو چھڑانا ہے۔ عدالت میں مقدمہ گیا۔ مجسٹریٹ نے حاجی صاحب سے کہا چونکہ کوئی ثبوت موجود نہیں ہے اس لئے میں صبح چور کو چھوڑ دوں گا راتوں رات وہ پاک پتن پہنچے اور صبح تہجد کے وقت سرکار کی خدمت میں پیش ہوئے اور عرض کیا کہ سرکار جس چور کو آپؒ چھوڑنا چاہتے ہیں وہ تو ہمارا دس ہزار روپیہ بھی مار رہا ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا' اچھا اسے سزا ہو گی اور ہمارا مال ہم کو مل جائے گا۔ اس کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے ہاتھ اٹھا کر دعا بھی فرمائی اور اس نے کہا کہ اچھا چلے جاؤ' چور کو صبح سزا ہو جائے گی اور مال ہم کو مل جائے گا۔ وہ صبح میلسی پہنچے' عدالت میں پیشی

تھی۔ جب دروازہ حوالات سے گزرنے لگے تو چور نے انہیں پکارا اور کہا کہ خدا اور رسولؐ کے لئے اور اپنے پیر کے واسطے سے مجھے معافی دلوا دو۔ میں اقبالی بیان دیتا ہوں۔ صرف چھ ماہ کی سزا کرا دو۔ انہوں نے کہا ''اچھا'' جب عدالت میں پیش ہوا تو چور نے صحیح صحیح بیان دے دیا۔ مجسٹریٹ نے ایک سال کی سزا سنائی، اور مال ان کو مل گیا۔ سبحان اللہ حضرت صاحب قبلہؒ کی کیا شان تھی کہ جو فرمایا ویسے ہی اللہ کریم نے کیا اور یہی نشانی قطب زمانہ کی ہوتی ہے۔

حضرت صاحب قبلہؒ ایک روز تشریف فرما تھے' ان کو اپنے پاس بلایا اور کان میں آہستہ سے فرمایا' حاجی صاحب آج دروازہ کھلا ہے جو کچھ مانگنا ہے ابھی مانگ لو وہی ملے گا جو آپ کی مرضی ہے۔ انہوں نے عرض کیا' حضور سب کچھ آپؒ کے طفیل اللہ کریم نے دے رکھا ہے۔ فرمایا اچھا' آج تو دل ایسے کرتا ہے کہ حاجی صاحب کو پانچ لاکھ روپیہ دے دیویں اور تین دکانیں اور کارخانے بھی دیدیں۔ انہوں نے عرض کیا بہت اچھا سرکار، وہ گھر پہنچے تو جو دکان پہلے نصف تھی سرکار کی دعا سے اس میں تین گنا اضافہ ہو گیا' ایک کارخانہ سوپ فیکٹری مل گئی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد کاروبار سے ملا یہ سب آپؒ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ جو زبان مبارک سے فرمادیا وہ پورا ہو گیا۔

ایک روز وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حضرت کرماں والا شریفؒ حاضر ہوئے ان کے ہمراہ ان کے دونوں لڑکے (محمد امان اللہ اور عثمان اللہ) تھے۔ انہوں نے سرکارؒ کی خدمت میں ایک ہزار روپیہ برائے لنگر پیش کیا' اور ان کے لڑکوں نے پانچ پانچ سو روپیہ سرکارؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ سرکارؒ نے ارشاد فرمایا'' حاجی صاحب یہ آپ کیا کر رہے ہیں بال بچوں کے لئے آپ کچھ گھر بھی چھوڑ آئے ہیں یا سب اٹھا لائے ہیں''۔ انہوں نے عرض کیا' سرکارؒ سب حضور کے طفیل ہے اور حضور کے طفیل سے اللہ کریم نے بہت کچھ دے رکھا ہے ہماری یہ نذر آپؒ قبول فرمالیں۔ سرکارؒ نے ارشاد فرمایا'' نہ بھئی یہ تو بہت زیادہ ہے' نصف اٹھا لو اور نصف رہنے دو''۔ انہوں نے عرض کیا ''نہیں حضرت صاحبؒ یہ حضور کی نذر ہے'' آخر بڑی مشکل سے سرکارؒ نے اسے لنگر کیلئے قبول فرمایا۔ سبحان اللہ آپؒ کی کیا شان ہے' دنیا کی کوئی طمع یا لالچ نہیں تھا۔

وہ سرکارؒ کی خدمت عالیہ میں ایک روز موضع اچھے والا نزد فیروز پور چھاؤنی حاضر ہوئے۔ وہاں

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہؒ خیمہ میں رہائش رکھتے تھے، رمضان کا مہینہ تھا، حاجی صاحب حج پر جا رہے تھے اور سرکارؒ کی قدم بوسی کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ ''دو تین دن ٹھہرو اور یہاں تراویح پڑھاؤ''۔ انہوں نے وہاں تین دن نماز تراویح پڑھائی اور دو، دو کی بجائے چار کی نیت کی۔ جب انہوں نے چار تراویح پڑھ کر سلام پھیرا کسی مقتدی نے اعتراض کیا کہ دو، دو رکعت پڑھاؤ، چار چار مت پڑھاؤ۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''خبردار کوئی نہ روکے۔ جس طرح ان کی مرضی ہے پڑھائیں''۔ اور انہیں اجازت دے دی کہ وہ چار چار رکعت پڑھائیں۔

ان کے علاوہ سرانوالہ بودلہ تحصیل فاضلکا ضلع فیروز پور میں 1925ء سے ایک بزرگ ان کی مسجد میں کبھی کبھی دو دو، تین تین ماہ بعد تشریف لاتے اور رات بھر ٹھہرتے اور صبح کے وقت روانہ ہو جاتے اور مجذوبانہ حالت میں رہتے تھے اور ہر گھڑی احرام باندھے رہتے، پاؤں اور سر سے ننگے رہتے۔ ان کی مسجد میں جب وہ آتے تو ان سے ہی بات چیت کرتے اور کسی سے نہ بولتے اور کھانا بھی انہیں سے منگاتے اور رات بھر عبادت میں لگے رہتے، ساری رات نوافل پڑھتے، منہ پر پردہ ڈال کر اسم ذات کا ورد فرماتے رہتے، جب ان سے پوچھا گیا کہ ''کہاں کے رہنے والے ہیں'' تو فرماتے ''میں بنوں کوہاٹ کا رہنے والا ہوں، بال بچہ دار ہوں، مگر حالت مجذوبی میں بارہ سال اجمیر شریف سرکار حضرت خواجہ اجمیریؒ کے ہاں ڈیوٹی پر رہا ہوں۔ اس کے بعد بارہ سال بمبئی میں ڈیوٹی دی ہے اور پھر اس کے بعد دہلی میں حضرت محبوب الٰہیؒ کے دربار پر بارہ سال حاضر رہا ہوں۔ وہاں سے تبادلہ کے بعد ملتان سے لدھیانہ تک کی ڈیوٹی دے رہا ہوں، ملتان سے پیدل ہی روانہ ہوتا ہوں، راستے میں جہاں رات ہوتی ہے کسی مسجد میں قیام کرتا ہوں تاکہ نماز باجماعت ادا کر سکوں، مجھے کسی سواری پر بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔ عرض کیا ''کیا ڈیوٹی ہے''۔ اس پر چپ ہو جاتے۔ کہتے ہمیں کسی سے نذرانہ وغیرہ لینے کا بھی حکم نہیں ہے'' اور نہ ہی لیتے تھے۔ دعا کیلئے عرض کیا جاتا، تو یہ ارشاد فرماتے کہ ''آج رات سرکار بغدادؒ سے عرض کروں گا''۔ ایک روز وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں کرمونوالہ شریف جا رہے تھے۔ راستے میں ایک قصبہ ملوٹ منڈی پڑتا تھا وہاں انہوں نے کسی سے کچھ رقم لینی تھی۔ وہاں پر سائیں صاحب کو بیٹھے ہوئے پایا وہ جامن کھا رہے تھے۔ انہوں نے السلام علیکم عرض کیا۔ فرمایا کدھر جاتے ہو؟ انہوں نے کہا، پیر صاحب کی خدمت

Marfat.com

عالیہ ہیں ۔فرمایا' تھوڑی دیر ٹھہرو' میں اپنی ڈیوٹی ختم کرلوں۔ دیکھا تو سائیں صاحب بازار میں جارہے ہیں اور ایک سائڈ کی دکانوں سے یہ الفاظ پکارتے جاتے ہیں۔ ایک دکاندار سے فرماتے جارہے ہیں "یہ میرا پتر (بیٹا) بہت نیک اور اچھا ہے۔ کسی کو گالیاں دیتے جارہے ہیں' کسی کے چانٹا لگاتے ہیں' کسی کو کہتے ہیں کہ تجھے مزا چکھاؤں گا کیونکہ تو سودا کم تولتا ہے' تو شرابی ہے' تو بے ایمان ہے' کسی سے کہتے تجھے سیدھا کر کے چھوڑوں گا' اور اسی طرح پیچھے ہٹ کر بازار کے دوسری سائڈ کے دکانداروں سے ایسی ہی باتیں فرماتے جاتے تھے۔ اس روز فرمایا کہ ہر شہر میں میری یہ ڈیوٹی ہے۔ اب میں فارغ ہوں۔ وہ آپ کے ہی پیر نہیں ہیں میری بھی سرکارؒ ہیں۔ میں نے بھی ان کے پاس جانا ہے۔ مگر میرا آپ کا ساتھ نہیں ہوسکتا۔ میں نے پیدل جانا ہے اور آپ نے گاڑی پر صبح سرکارؒ کی خدمت میں میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ جب یہ بذریعہ گاڑی حضرت کرموں والا براستہ پھیروشہر (فیروز شاہ اسٹیشن) پہنچے تو سرکارؒ اچھے والہ میں تھے۔ یہ وہاں سے شام کے وقت اچھے والہ پہنچے۔ سائیں صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کے خیمہ سے بہت دوران کا انتظار کررہے تھے۔ فرمایا میں بہت دیر سے یہاں آیا ہوں آپ کدھر چلے گئے تھے۔ انہوں نے تمام واقعہ عرض کیا۔ یہ سرکارؒ کی خدمت میں پہنچے حضرت صاحب قبلہؒ نے دور ہی سے دیکھ کر ارشاد فرمایا "آج تو حکیم صاحب سرانواں والے میرے پیر صاحب کو لئے آرہے ہیں"۔ سائیں صاحب سے سرکارؒ گلے ملے۔ فرمایا بوڑھے ہوگئے ہیں میرے پیر صاحب یہ اس راز کو نہ سمجھ سکے۔ چونکہ سائیں صاحب کا نام شیر محمد صاحب تھا اور یہی وجہ تسمیہ تھی۔ سائیں صاحب کو سرکارؒ نے ساتھ ہی کھانا کھلایا' اور خیمہ میں رات کو اپنے ہی پاس رکھا' انہوں نے علیحدہ مکان میں رات بسر کی۔ صبح جب سرکارؒ خیمہ سے نکلے تو فرمایا کہ آج رات بمنظوری سرکار بغداد شریفؒ سائیں صاحب کو گاڑی' بس' تانگہ اور سواری پر چڑھنے کی اور نذر و نیاز لینے کی اجازت ہوگئی ہے۔ کیونکہ اب یہ بوڑھے ہوگئے ہیں اس لئے پیدل چلنا مشکل ہے اور خرچہ کیلئے رقم کی ضرورت ہے۔ سو آج ہم نے بمنظوری سرکار بغداد شریفؒ یہ بھی اجازت دے دی ہے۔ اس کے بعد سائیں صاحب بھی سرکارؒ کے خیمہ سے نکلے اور وہ بہت خوش و خرم تھے' خوشی سے چھلانگیں لگاتے تھے کہ آج حضرت صاحب قبلہؒ کے وسیلہ سے میری تمام مشکلیں حل ہوگئیں ہیں۔ وہ حاجی صاحب کو بھی اجازت دلوا کر اسی روز واپس لے آئے۔

Marfat.com

وہ سائیں صاحب یہاں بھی ان کو پاک پتن شریف میں ملتے رہے۔ان دنوں ان کا علاقہ صرف پاک پتن، قبولہ شریف سے لیکر دیپال پور براستہ حویلی تک ہوتا تھا اور سائیں صاحب یہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی ہم بھی حضرت کرمانوالہ سرکارؒ کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔سبحان اللہ ہماری سرکارؒ کے ماتحت کیسے کیسے بزرگ تھے۔

ایک دفعہ قیام پاکستان سے قبل حاجی صاحب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ان کے ایک کلاس فیلو پیر ثناء اللہ میاں چنوں والے نے ان سے آتے ہوئے عرض کیا کہ بھئی میرے لئے بھی سرکارؒ سے دعا کرانا''۔چنانچہ انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ سے دعا کیلئے عرض کیا۔ رات وہاں ٹھہرے اور جب صبح حاضری ہوئی تو حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا'' حاجی صاحب ثناء اللہ نے جس کیلئے آپ نے دعا کیلئے کل کہا تھا رات اس کی چوٹی آسمان سے دیکھتا ہوں' چونکہ ان دنوں پیر ثناء اللہ ایک گم نام آدمی تھے۔اور اپنے علاقے میں کوئی ممبر یا زمیندار نہ تھے' مگر سرکارؒ نے جب فرمایا کہ میں اس کی چوٹی آسمان سے دیکھتا ہوں اسی روز سے ان کی ترقی ہوئی اور یہاں تک کہ وہ انکے علاقے کے ایک بڑے ممبر اور رئیس بن گئے اور آج بھی میاں چنوں میں آباد ہیں۔سبحان اللہ کہ بیس سال پہلے ہونے والے واقعہ کی بشارت فرمادی۔انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ کا ارشاد پیر ثناء اللہ سے بھی کہہ دیا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں پکا چک حضرت کرمانوالہ بیٹھے تھے۔سرکارؒ نے فرمایا'' حاجی صاحب باہر آدمی آئے ہوئے ہیں ان کو بلالاؤ تاکہ فارغ ہو جاویں مگر دیکھنا سامنے سیاہ چادر والے آدمی کو میرے پاس نہ لانا وہ بڑا ظالم ہے یہ آدمیوں کو لاتے رہے جب سب آچکے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا'' وہ سیاہ چادر والا کیا کہتا ہے''۔عرض کیا کہ'' سرکارؒ کہتا ہے کہ مجھے بھی حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں لے چلو''۔فرمایا'' اچھا لے آؤ''۔مگر وہ بڑا ظالم ہے''۔اسے بھی حاضر کیا گیا۔فرمایا''' کیوں میرے پاس آئے ہو''۔اس نے عرض کیا'' حضور کا غلام اور مرید ہوں۔میں نے اور میرے بھائی نے اپنے والد کو ایک رشتہ کے سلسلہ میں قتل کر دیا تھا۔میں تو آپؒ کی دعا سے بری ہو گیا ہوں لیکن میرے بھائی کو پھانسی کا حکم ہو گیا ہے۔اس نے مجھے جیل سے حضورؒ کے پاس دعا کیلئے بھیجا ہے۔فرمایا'' تم باہر نکل جاؤ۔باپ کے قاتل کو میں معافی دوں اور اس کیلئے دعا کروں اس کو جلد ہی پھانسی

Marfat.com

ملنی چاہئے' ماں باپ کے قاتل کو کیسے معافی مل سکتی ہے۔ چنانچہ ان سے فرمایا کہ اس کو وہ باہر نکال دیں۔ اس کے بعد وہ بوریوالہ چلے آئے۔ ان کی دکان آڑھت پر اخبار ڈیلی بزنس لائل پور آتا تھا۔ اس میں پانچ سات دن کے بعد خبر پڑھی کہ اس نام کا فلاں آدمی جس نے اپنے باپ کو قتل کیا تھا اسے لائل پور جیل میں پھانسی دے دی گئی ہے۔

یہ ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''سرکارؒ میں نے تین گاڑیاں گندم قریباً (پندرہ سو من) برائے محکمہ فوڈ گرین بوریوالہ خریدی تھیں کہ محکمہ کے اے ایف سی نے اس کو اس وجہ سے اٹھانے سے انکار کر دیا کہ تم نے یہ گندم ہماری منظوری کے بغیر خریدی ہے جو بارش کے سبب خراب بھی ہوگئی ہے' دعا فرمادیں کہ محکمہ وہ گندم اٹھالے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''اچھا اللہ کریم رحم فرمائیں گے اور وہ گندم اٹھالیں گے دس پندرہ دن کے بعد یہ پھر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں گئے۔ سرکارؒ نے فرمایا کہ تمہاری گندم انہوں نے اٹھالی ہے یا نہیں۔ انہوں نے عرض کیا سرکار نہیں' لیت ولعل کرتے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''اچھا اٹھالیں گے''۔ اس کے بعد محکمہ فوڈ کا ڈائریکٹر بوریوالہ آیا' اس کو موقعہ پر ان کی اور دوسروں کی گندم دکھائی گئی۔ اس نے اے ایف سی بوریوالا کو ہدایت کی کہ گندم کی تمام گاڑیاں فلاں جگہ بھیج دو اور ان سے چار آنے فی من کم میں سودا کر لیا' فہرست تیار ہوئی۔ اس میں ان کا بھی نام تھا۔ مگر اے ایف سی نے ان کی گندم نہ اٹھائی۔ اور دوسروں کی اٹھالی۔ یہ پھر ایک روز حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''گندم اٹھ گئی یا نہیں''۔ عرض کیا ''سرکارؒ نہیں''۔ فرمایا اے ایف سی کو ہم پکڑیں گے۔ اسے کہو کہ یہ گندم حاجی رحمت اللہ کی نہیں بلکہ میری ہے۔ انہوں نے اے ایف سی کو حضرت صاحب قبلہؒ کا پیغام دیا۔ اے ایف سی موقعہ پر آیا' گندم کو پاؤں تلے روندا اور یہ کہتا ہوا چلتا بنا کہ ہم آپ کے پیر صاحب کی سفارش کا کیا کریں جاؤ نہیں لیتے۔ ابھی گھر نہیں پہنچا تھا کہ اس پر فالج گرا' اور وہ دھڑام سے راستے میں بائیسکل سے نیچے گر پڑا۔ انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ سے یہ واقعہ عرض کیا سرکار نے انہیں ڈائریکٹر صاحب کے پاس لاہور بھیجا' چنانچہ یہ لاہور پہنچے' ڈائریکٹر صاحب سے عرض کیا۔ انہوں نے ان کی موجودگی ہی میں بوریوالہ تار دے دیا کہ حاجی رحمت علی کی گندم فوراً اٹھالو۔ چنانچہ ان کے واپس آنے سے پہلے پہلے گندم گاڑی میں بھری

Marfat.com

جا چکی تھی اور رقم انہیں مل گئی۔ اے ایف سی صاحب پانچ چھ ماہ فالج کی تکلیف میں مبتلا رہے۔ ایک دن ان کے پاس ملازم کو برائے معافی بھیجا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ وہ میرے پاس تشریف لائیں' یہ ان کے پاس گئے' وہ بہت رویا اور ان سے معافی مانگی۔ انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ کا ذکر کیا۔ بولا میں کار میں وہاں چلتا ہوں۔ آپ بھی میرے ہمراہ چلیں۔ وہ حضرت کرماں والا شریف پہنچے حاجی صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا کہ وہ اے ایف سی سلام کیلئے حاضر ہوا ہے اگر حکم ہو تو اسے پیش کیا جائے۔ فرمایا اچھا لے آؤ۔ ان سے فرمایا ''بابو جی آپ وہی ہیں جو ہمارے آدمیوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔'' وہ بولے ''حضور غلطی ہوئی۔ معافی چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''اچھا جاؤ معافی ہے' لنگر کا کھانا کھاؤ اور پانی پی لو' اللہ کریم شفا دیں گے' اس کے سامنے مٹی کے برتنوں میں جب پانی اور سالن لایا گیا تو وہ یہ دیکھ کر بہت ہنسا کہ بھئی کیا خوب پیالے ہیں۔ بس کھانے کی دیر تھی کہ اللہ کریم نے اسے شفا کامل عطا فرمائی۔

ایک دفعہ انہیں ایک اور چوری کا واقعہ پیش آیا۔ ان کا ایک منیم جس کے پاس پیٹی کی چابیاں تھیں' سولہ ہزار روپیہ لیکر فرار ہو گیا۔ یہ خود تو تھانے میں پرچہ دینے چلے گئے اور اپنے چھوٹے لڑکے عثمان اللہ کو حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں دعا کی خاطر بھیجا۔ جب ان کا لڑکا سرکارؒ کی خدمت میں حضرت کرمانوالہ شریف پہنچا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے اس کو دور سے دیکھ کر فرمایا ''یہ لڑکا جو آرہا ہے اس کو باہر نکال دو''۔ چنانچہ اس کو باہر نکال کر نیم کے نیچے دروازے کے سامنے بٹھا دیا گیا۔ کچھ دیر گزری تو سرکارؒ نے فرمایا ''لو بھئی یہ تو حاجی رحمت علی بوریوالہ کا لڑکا ہے اس کو میرے پاس لاؤ''۔ جب اسے پیش کیا گیا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''کیسے آئے ہو کیا میں نے حاجی صاحب کو روکا نہیں تھا کہ آئندہ چابیاں کسی منشی کو نہ دیں''۔ پھر لڑکے سے تمام حالات پوچھے' فرمایا ''جاؤ حاجی صاحب سے جا کر کہہ دو چور مل جائے گا اور رقم بھی مل جائے گی۔ مگر وہ آئندہ کسی ملازم کو چابیاں نہ دیا کریں۔ کیونکہ چور کو ہم نے چھوڑ دینا ہے۔ سرکارؒ ان کے بیٹے سے محبت فرماتے تھے اور سنترہ کی قاشیں چھیل کر اسے دے رہے تھے۔

وہ گھر پہنچا' پرچہ آچکا تھا' پولیس والوں نے چور کے رشتہ داروں میں جا کر تمام حالات سے آگاہی حاصل کی اور آخر کار وہ منیم بہاولپور کے علاقے سے پکڑا گیا۔ اس سے تمام رقم سوائے پنتالیس روپے کے برآمد ہو گئی۔ چوہدری محمد عبداللہ صاحب تھانیدار تھے۔ چور کو پکڑ کر لائے۔ اسی چوری میں حضرت صاحب

Marfat.com

قبلہؒ کی دعا سے تھانیدار کو فرسٹ گریڈ ملا اور اس کی سفارش ہوئی اور وہ انسپکٹر ہو گئے۔ چوہدری محمد عبداللہ صاحب تھانیدار نے منیم کو مارنا چاہا لیکن انہوں نے اس سے عرض کیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کا حکم ہے کہ اس کو کچھ نہیں کہنا۔ اس لئے آپ اسے زدوکوب نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل حکم کی۔ اس کے بعد اس کا چالان ہوا۔ سرکار کا حکم تھا کہ اس کو چھڑانا ہے۔ جب مقدمہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوا گواہان بھگتے تو مجسٹریٹ نے تین سال کی سزا کا حکم سنایا۔ مجسٹریٹ صاحب سے عرض کیا گیا کہ آپ اس کو سزا کا حکم سنا رہے ہیں لیکن ہمیں تو اس کی منڈی میں ضرورت ہے۔ ہمارے کاروبار کا لین دین اسی کے ہاتھ میں ہے کوئی ایسی سزا نہ دیں بلکہ اس کو بری کر دیں۔ مجسٹریٹ صاحب نے ملزم کو کہا کہ اچھا کل حکم سنائیں گے۔ رات کو انہوں نے ایک قانون دیکھا کہ اڑھائی سال کیلئے پانچ ہزار روپے کی ضمانت اگر ملزم داخل کر دے تو رہا ہو سکتا ہے۔ اس کی کسی آدمی سے آٹھ دن کی ضمانت نہ ہو سکی۔ ایک روز یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا ''کیوں تمام رقم مل گئی'' عرض کیا ''سرکار مل گئی'' کیا ملزم کو چھوڑ دیا گیا؟ عرض کیا ''سرکارؒ ابھی کسی نے ضمانت نہیں دی''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''تم خود ہی جا کر ضمانت دے دو۔ اگلے دن وہاڑی عدالت میں انہوں نے مطلوبہ ضمانت نامہ داخل کرا دیا۔ مجسٹریٹ صاحب ہنسے اور کہا ''تمہارا ہی ملزم اور تم ہی ضامن'' انہوں نے کہا' ہماری سرکارؒ کا یہی حکم ہے سبحان اللہ ہماری سرکارؒ ملزموں پر آنچ نہیں آنے دیتے تھے۔

ایک روز عرض کیا کہ سرکار محمد امین صاحب شرقپوری نے جو کتاب ''اولیائے نقشبند'' لکھی ہے اور اس میں اعلیٰ حضرت قبلہ شرقپوریؒ کے خلفاء میں سے جو حالات آپ سرکارؒ کے لکھے ہیں اس میں ایک واقعہ ایک مرید کے پھانسی سے بچنے کا بھی درج ہے۔ یہ واقعہ امین صاحب نے حیران کن لکھا ہے۔ اس کی کیا کیفیت ہے سرکار نے فرمایا' یہ کتاب میرے کمرے میں فلاں جگہ رکھی ہے اسے لے آؤ۔ اور یہ واقعہ پڑھ کر مجھے سناؤ۔ سرکارؒ کو یہ واقعہ سنایا گیا۔ فرمایا ''امین صاحب نے بہت اچھی کتاب لکھی ہے اور یہ واقعہ بالکل سچا ہے۔

چنانچہ حضرت صاحب قبلہؒ ان کی اور ان کی کتاب کی بہت تعریف فرماتے رہے اور فرمایا ''کہ اس کتاب کے بدلے میں اللہ کریم امین صاحب کو دین و دنیا میں بہت بہت ترقی دیں گے وہ سب اب ظہور

Marfat.com

میں آرہا ہے۔

ایک دفعہ سابقہ کرمونوالہ شریف کا ذکر ہے کہ حاجی صاحب جن کو وہاں گئے ہوئے دس پندرہ دن ہو گئے تھے اور یہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ سرکار تشریف لائے۔ فرمایا ''تم کو کس نے کہا ہے کہ مسجدوں میں جا کر بیٹھ جاؤ اور اللہ اللہ کرو اور تسبیح پھیرو۔ فرمایا ''جاؤ بال بچوں کیلئے روزی کما کر ان کو کھلاؤ' کیونکہ ان کی دیکھ بھال اور تعلیم وتربیت بھی عبادت ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار شرقپور شریف عرس پر تشریف لے گئے۔ سرکارؒ کا ڈیرہ شہر سے باہر ایک مسجد میں تھا جس کے پیچھے ایک باغیچی تھی۔ اس باغیچی کے ساتھ ساتھ ایک راستہ باہر کو جاتا تھا وہاں کچھ عورتیں سرکارؒ کی زیارت کیلئے بیٹھی تھیں۔ انہوں نے ان کی بہت منت وسماجت کی کہ ہم کو حضرت صاحب قبلہؒ کی زیارت کراؤ۔ ان عورتوں کے بہت زیادہ اصرار پر انہوں نے ان سے کہا کہ سرکارؒ ابھی ادھر سے گزریں گے' تم باغیچی میں چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ اس طرح تمہیں زیارت ہو جائے گی۔ یہ واپس آئے تو سرکارؒ نے فرمایا ''حاجی صاحب لوٹا اٹھاؤ' باہر چلیں''۔ سرکارؒ اسی راستے سے جا رہے تھے کہ وہ عورتیں سامنے آ گئیں۔ حاجی صاحب نے کہا' مائی پیچھے ہٹو' پیچھے ہٹو۔ سرکار مسکرائے' اور فرمایا کہ ''پہلے تو بٹھا گئے ہو' اواب انہیں پیچھے دھکیلتے ہو۔ اب آنے دو اور ان کی بات سنو۔ سرکارؒ راستے میں ٹھہر گئے اور ہر عورت کی عرض پر دو تین منٹ دعا فرمائی اور پھر وہاں سے چلے۔

حضرت صاحب قبلہؒ قیام پاکستان سے پہلے ہر سال خواجہ ابو شکورؒ کے عرس مبارک پر واقع تحصیل سرسہ (ضلع حصار) تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ جماعت کرانے اور دعا مانگنے کے بعد حسب مصلیٰ سے اٹھے اور اپنی چارپائی پر تشریف لائے جو مسجد ہی میں پڑی تھی تو اچانک آپؒ کی نگاہ مبارک حاجی صاحب پر پڑی جو اس وقت دوسری صف میں بیٹھے ''اسم ذات'' کی تسبیح پڑھ رہے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے چارپائی پر بیٹھتے ہی ان کو اپنے پاس بلایا۔ یہ سرکارؒ کے پاس حاضر ہوئے۔ فرمایا ''تجھ کو کس نے تسبیح پھیرنے کیلئے کہا ہے۔'' اور پھر آپؒ نے یہ مصرع پڑھا در زبان تسبیح و در دل گاؤ خر

پھر حضرت صاحب قبلہؒ نے ان سے سوال کیا ''تم تسبیح پر کیا پڑھ رہے تھے''۔ عرض کیا ''حضور اسم

Marfat.com

ذات۔ ''فرمایا'' تم کو کس نے بتایا''۔ انہوں نے عرض کیا ''حضور ہی سے معلوم ہوا''۔ حضرت صاحب قبلہ مسکرائے اور ارشاد فرمایا ''مگر بھئی میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ لوگوں کے سامنے یہ تسبیح پڑھو' بلکہ یہ کہا تھا کہ دو تسبیح کے وقت اسم ذات کا تصور دل میں رکھ کر مراقبہ کرنا ہو گا۔ تسبیح تو میرے پاس بھی ہے' کبھی تم نے دیکھی ہے؟''

حضرت صاحب قبلہؒ جب کسی آدمی کو ظاہراً تسبیح پڑھتے دیکھتے تو ناراض ہوتے اور فرماتے کہ ہر وقت گلے یا ہاتھ میں تسبیح نہیں رکھی چاہیے۔ بلکہ تسبیح تو یوں پڑھنی چاہئے کہ کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے کہ آدمی تسبیح پڑھ رہا ہے۔

ایک روز حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ''ایک آدمی نے مجھ کو لکھا ہے کہ آپؒ بھی سونا بنانا جانتے ہیں اور میں بھی سونا تیار کر سکتا ہوں۔ اس لئے ہم نسخہ جات کا تبادلہ کر لیں''۔ میں نے جواباً ان کو لکھا کہ بھئی میں تو سونا بنانا نہیں جانتا لہٰذا میں نسخہ تبادلہ کیسے کر سکتا ہوں۔ پھر وہ آدمی مجھے کیمیا گری سکھانے کیلئے خود آیا۔ مگر میں نے اس کی طرف کوئی توجہ ہی نہ دی آخر وہ واپس چلا گیا۔ وہ شخص واقعی سونا تیار کرنے کی اہلیت اور استعداد رکھتا تھا''۔ سبحان اللہ حضرت صاحب قبلہؒ کی کیا شان استغنا تھی۔

ایک بار منڈی بوریوالہ کے آڑھتی چوہدری سلطان علی چیمہ کا لڑکا گم ہو گیا اور تین چار ماہ تک اس کا کوئی سراغ نہ ملا۔ اس کے گھر والوں کو یہ یقین ہو چکا تھا کہ اس کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ایک روز لڑکے کے والد اپنے ایک دوست خان حبیب اللہ خان نیازی منیجر کو آپریٹو بینک بوریوالہ کے پاس بیٹھے بیٹھے شدت غم سے رونے لگے۔ خاں صاحب اسی وقت چوہدری صاحب کو ساتھ لیکر حاجی صاحب کے پاس پہنچے۔ اور ان سے کہا کہ حاجی صاحب آپ ہماری سفارش مانیں اور ہمارے اس دوست کے ہمراہ حضرت کرماں والا سرکارؒ کی خدمت میں جائیں اور ان سے دعائے خیر کرا دیں کہ ان کی پریشانی دور ہو۔ چنانچہ یہ چوہدری سلطان علی کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت صاحب قبلہؒ سے لڑکے کی گمشدگی کا تمام واقعہ عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے چوہدری صاحب کو ایک آیت بتاتے ہوئے فرمایا کہ ''گھر جا کر یہ آیت پڑھنا' لڑکا خود بخود گھر آ جائے گا''۔ چوہدری صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ کے فرمان پر عمل کیا۔ اور ساتویں دن لڑکا صحیح سالم گھر لوٹ آیا۔ اس نے بتایا کہ میں فلاں شہر

Marfat.com

میں تھا اور وہاں سے ایک بزرگ مجھے یہاں تک لا کر چھوڑ گئے۔

بابا اللہ دتہ قصاب سکنہ سانگلہ ہل بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ بھلیر عرس پر تشریف لے گئے وہ بازار میں ایک دکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ برابر سے گزر گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کچھ دور گئے تھے کہ ان کے دل میں یک لخت بے چینی پیدا ہوئی اور یہ آپ کے پیچھے دوڑے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ ''بابا ہم تیرا کچھ اٹھا تو نہیں لائے' تم ہمارے پیچھے کیوں بھاگتے ہو؟'' عرض کیا ''حضور حکم ہو تو تانگہ لے آؤں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا' ''ضرورت نہیں ہم پیدل ہی جائیں گے''۔ پھر حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا'' یہاں کوئی مسجد ہے''۔ انہوں نے عرض کیا ''جی ہے''۔ چنانہ حضرت صاحب قبلہؒ مسجد میں تشریف لا کر لیٹ گئے۔ یہ وہیں بیٹھے رہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے ہمراہ دو آدمی تھے انہوں نے ان سے عرض کیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کو جگا دو۔ انہوں نے کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ یہ اٹھ کر خود جگانے کے واسطے بڑھے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے پوچھا ''کیا بات ہے''۔ انہوں نے عرض کیا ''حضور حکم ہو تو کھانا لے آؤں''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور ساتھ ہی ان کے مکان کا نقشہ بتایا اور فرمایا کہ ''تمہارے گھر دو روٹی اور دال صبح کی پڑی ہے وہی میرے لئے لے آؤ''۔ چنانچہ یہ گھر گئے تو معلوم ہوا واقعی صرف دو روٹیاں اور دال صبح کی پڑی تھی انہوں نے گھر میں اور روٹی پکوانے کے واسطے کہا اور اپنے پوتے کو لیکر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ ان کے پوتے کے ساتھ محبت فرماتے رہے۔ یہ پھر واپس گئے اور گھر سے روٹی لے آئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے جو دال روٹی صبح کی تھی اس میں سے لقمہ لیا اور فرمایا ''جاؤ صبح آنا۔ یہ صبح پھر گئے۔ تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''رات کو دس بجے بھلیر شریف آنا۔ یہ پھر بھلیر شریف دس بجے رات کو حاضر ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ صبح سات بجے آؤ''۔ یہ پھر صبح سات بجے گئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں پھر واپس جانے کا حکم دیا۔ انہوں نے گھر آ کر حضور کیلئے روٹی کا بندوست کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ تقریباً ظہر کے وقت سانگلہ ہل تشریف لے آئے اور نماز ظہر ریلوے اسٹیشن پر ادا کی۔ اتنے میں گاڑی آ گئی اور حضرت صاحب قبلہ گاڑی میں سوار ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا حضور روٹی لایا ہوں۔ فرمایا ''لے آؤ'' چنانچہ یہ

Marfat.com

روٹی لے آئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ''تمہارے کتنے لڑکے ہیں''۔ انہوں نے عرض کیا جناب ایک لڑکا ہے ''فرمایا'' ایک سے سات ہو جائیں گے اور ساتھ ہی فرمایا کہ لڑکے کو بلاؤ' چنانچہ یہ اپنے لڑکے کو لے آئے' اور چوہڑکانہ ریلوے اسٹیشن پر کھانے کے برتن لڑکے کے ہاتھ واپس کر دیئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا کی برکت سے ان کے ہاں اب ایک کے پانچ لڑکے ہو گئے ہیں۔ اور امید ہے کہ انشاء اللہ یہ سات پورے ہو جائیں گے۔ سبحان اللہ

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

سترھویں مجلس

میری سرکار

حضرت گرماں والے

دَست اُو را حق چو دست خویش خواند
تا ید اللہ فوق ایدیھم براند

خدا نے ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہا ہے
اسی لئے یہ یداللہ کی آیت نازل ہوئی ہے

Marfat.com

حاجی محمد رحمت علی صاحب مہاجر سرانوالہ بودلہ آڑھتی غلہ منڈی بوریوالہ کا بیان ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران ان کا چھوٹا بھائی نواب علی جو اس وقت لاہور میں پڑھتا تھا اور مولانا ظفر علی خاں کے ہاں رہتا تھا۔ گھر سے ناراض ہو کر فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اس کے گھر والوں کو اس امر کی اطلاع اس وقت ملی جب وہ سمندر پار لڑائی پر جا رہا تھا۔ اس کی والدہ کو بہت صدمہ پہنچا۔ چنانچہ فوری طور پر فوج کے اعلیٰ افسران سے رجوع کیا گیا مگر جب تک جنگ جاری رہی کسی نے توجہ نہ دی۔ اسی غم میں ان کی والدہ صاحب بھی داغ مفارقت دے گئیں کہ اب میرا بیٹا محاذ جنگ سے زندہ واپس نہیں آئے گا۔ ان دنوں نواب علی اٹلی میں تھا' جہاں پر زوروں کی جنگ ہو رہی تھی۔ حاجی صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ سے رجوع کیا اور عرض کیا کہ ہمارا بھائی ابھی تک واپس نہیں آیا' جب کہ والدہ صاحبہ اسی غم میں وفات پا گئی ہیں۔ آپؒ دعا فرمائیں کہ وہ صحیح سلامت گھر واپس آ جائے۔ سرکارؒ نے فرمایا ''اچھا اللہ کریم اس کو سات دن کے اندر اندر یہاں لے آئیں گے''۔ جب حاجی صاحب گھر پہنچے تو معلوم ہوا' کہ رانا آفتاب احمد خاں سول لائنز آفیسران کے گھر موقع پر یہ دیکھنے آ رہے ہیں کہ واقعی نواب علی فوجی کلرک حوالدار کی والدہ فوت ہو گئی ہیں اور ان کا چہلم ہے۔ جب وہ افسر موقع پر تشریف لائے' انہوں نے رات کو ایک تار سمندر پار ایک ہیڈ کوارٹر آفس کو اور ایک تار اس کے فوجی افسر کو دیا کہ نواب علی کو فوراً بھیج دیا جائے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے ان تاروں کا جواب رات ہی کو وصول ہو گیا کہ اس کی چھٹی منظور ہو گئی ہے اور ہم اس کو اٹلی سے بذریعہ ہوائی جہاز واپس وطن بھیج رہے ہیں۔ اس طرح حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد مبارک کے مطابق سات دن کے اندر اندر ان کا بھائی گھر واپس پہنچ گیا۔

حاجی صاحب کے لڑکے امان اللہ کو درد گردہ کی بہت سخت تکلیف رہتی تھی' کیونکہ اس کے گردے میں پتھریاں تھیں انہوں نے اسے 1950 میں ڈاکٹر محمد یار' ڈاکٹر ملک صاحب' ڈاکٹر امیر دین اور ڈاکٹر الٰہی بخش وغیرہ کو لاہور جا کر دکھایا۔ سب نے آپریشن کی تجویز پیش کی۔ حاجی صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ سے رجوع کیا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا ''ہم آپریشن نہیں کراتے' صرف خربوزے کے بیج گھوٹ گھوٹ کر پلاؤ انشاء اللہ اسے شفا ہو گی''۔ جب آپؒ کے اس فرمان پر عمل کیا گیا تو پانچ سات

Marfat.com

روز ہی میں سیاہ رنگ کی نوک دار پتھریاں برآمد ہوئیں اور کافی عرصے تک افاقہ رہا۔

مگر چونکہ ان کا بیٹا سلیٹی پینسل کھانے سے باز نہیں آتا تھا۔ اس لئے چند برس بعد اس کے پیٹ میں دوبارہ درد گردہ اٹھا بہتیرے علاج معالجے کئے گئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار دوبارہ حضرت صاحب قبلہؒ سے رجوع کیا گیا۔ سرکارؒ نے فرمایا ''ہم آپریشن نہیں کرائیں گے۔ اگر خوبوزہ کے بیجوں سے آرام نہیں آتا تو خدا پر بھروسہ رکھو اللہ کریم رحم فرمائیں گے''۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ نشتر کالج ملتان کے ڈاکٹروں کا یہ متفقہ مشورہ ہے لڑکے کا فوراً آپریشن ہونا چاہئے۔ سرکارؒ نے ارشاد فرمایا ''آپریشن نہیں کراتا''۔

کچھ ہی عرصے بعد جب خود سرکارؒ کا لاہور میو ہسپتال میں آپریشن ہونے والا تھا اور دو تین روز پہلے ہی حاجی صاحب ہسپتال گئے تو سرکارؒ سے عرض کیا کہ ''حضور آپریشن کی اجازت دے دیں''۔ اس بار حضرت صاحب قبلہؒ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ چونکہ امان اللہ ملتان ہی میں زیر تعلیم تھا اور وہاں ڈاکٹر اس کے دوست تھے محمد امان اللہ خاں بمطابق حکم حضرت صاحب قبلہؒ آپریشن سے انکاری تھا۔ سات آٹھ دن بعد ڈاکٹروں نے اسے کہا کہ آج آپ کو فارغ کر دیا جائے گا۔ صرف بڑے ڈاکٹر صاحب سے آپریشن روم میں جا کر ایک بار مل لیں۔ جب وہ آپریشن روم میں بڑے ڈاکٹر صاحب سے ملنے کیلئے گیا تو انہوں نے اس کی مرضی کے بغیر اس کا آپریشن شروع کر دیا۔ ان کا لڑکا گھبرایا اور بہت بے چین ہوا کہ میرے ساتھ یہ کیا دھوکا ہوا ہے۔ محمد امان اللہ کا بیان ہے کہ اسی بے چینی کے عالم میں اس کے روبرو حضرت صاحب قبلہؒ کرماں والے تشریف لائے اور اس کے بازو کو پکڑ کر ارشاد فرمایا''۔ امان اللہ کیوں گھبراتے ہو' جب کہ تم نے میری اجازت سے آپریشن کرایا ہے' فکر کی کوئی بات نہیں اللہ کریم رحم فرمائیں گے''۔ اس کا آپریشن قریباً تین گھنٹے جاری رہا۔ اس عرصے میں سرکارؒ نے اس کا بازو تھامے رکھا اس کا عقیدہ ہے کہ وہ حضرت کرماں والے سرکارؒ کی امداد اور دعا سے زندہ بچا ہے۔ اس لئے وہ کبھی گاؤں پکا چک کی طرف پاؤں کر کے نہیں سوتا اور نہ ہی قضائے حاجت کیلئے اس طرف منہ کرتا۔ یا تھوکتا ہے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ کے نیک بندوں کی جس وقت پکارا امداد کو پہنچ گئے۔

ایک بار حاجی رحمت اللہ صاحب جب شرقپور شریف سے حضرت صاحب قبلہؒ کی ہمراہی میں

Marfat.com

موہنی روڈ (لاہور) سیٹھ محمد شفیع صاحب کے مکان پر پہنچے تو شام ہو چکی تھی۔ دوسرے دن صبح حاجی صاحب نے انکم ٹیکس کے سلسلے میں ملتان ایک اپیل کرنی تھی' کیونکہ ان کو پانچ چھ ہزار روپے ٹیکس لگ گیا تھا۔ انہوں نے مغرب کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا کہ ''سرکارؒ صبح انکم ٹیکس کے سلسلے میں اپیل کرنے ملتان جانا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ کریم ٹیکس سے نجات دلائیں''۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''اللہ کریم معاف فرمائیں گے''۔ پوچھا ''کب جانا ہے''۔ انہوں نے عرض کیا ''حضور سندھ ایکسپریس سے'' فرمایا ''اس کے بعد بھی لاہور سے کوئی گاڑی ملتان جاتی ہے جو صبح پہنچا دے''۔ انہوں نے عرض کیا ''سرکارؒ یہی آخری گاڑی ہے جو رات کو چلتی ہے''۔ فرمایا ''جاؤ پہلے کھانا کھاؤ' اس کے بعد میرے پاس آؤ''۔ عرض کیا گیا ''کھانا کھاتے ہوئے دیر ہو جائے گی اور گاڑی چھوٹ جائے گی''۔ فرمایا ''پھر کیا ہو۔ نکل جانے دو''۔ کھانا کھا کر میرے پاس آؤ۔ پھر بات کریں گے''۔

ان کو سیٹھ صاحب نے کھانا کھلا دیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ اس وقت چھت پر تشریف فرما تھے۔ جب یہ کھانا کھا کر حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس اوپر پہنچے تو وہ ابھی کھانا تناول فرما رہے تھے' ارشاد فرمایا ''کھانا کھا لیا''۔ انہوں نے عرض کیا ''جی ہاں سرکار!'' فرمایا ''سندھ ایکسپریس تو اب نکل چکی ہوگی'' عرض کیا ''سرکار وہ تو کافی دیر کی نکل چکی ہے''۔ فرمایا ''اچھا اب کسی بس کے اڈے پر جاؤ اور بس پکڑ کر ملتان چلے جاؤ''۔ یہ وہاڑی بس کے اڈے پر پہنچے وہاں سے پتا چلا کہ وہاڑی بس ساڑھے بارہ بجے رات چلے گی۔ یہ اسی پر سوار ہو گئے۔ وہاڑی سے آگے ملتان تک قریباً دو گھنٹے کا راستہ ہے۔ انہوں نے سوچا وہاں سے ملتان چلا جاؤں گا۔ مگر جب بس پتوکی کے ریلوے پھاٹک پر پہنچی تو پھاٹک بند تھا۔ ہارن دیئے گئے لیکن پھاٹک نہ کھلا آخر پھاٹک والا آیا' اس سے کہا گیا کہ پھاٹک کھولو اس نے کہا ''ہمارے افسروں کی گاڑیاں لاہور سے آ رہی ہیں' وہ دیکھئے روشنی ہو رہی ہے۔ گیمبر ریلوے اسٹیشن پر ایکسپریس کو حادثہ پیش آ گیا ہے۔ اور وہ جل رہی ہے۔ بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ کچھ دیر کے بعد جب پھاٹک کھلا اور ان کی بس گیمبر پہنچی تو انہوں نے دیکھا کہ سندھ ایکسپریس کی ایک مال گاڑی سے جس میں تیل بھرا ہوا تھا ٹکر ہو گئی ہے اور پوری گاڑی کو آگ لگی ہے۔ __ گاڑی کے ڈبے نیچے اتر کر چکنا چور ہو گئے تھے اور انجن جل رہا تھا۔ ڈبوں کے ملبے سے لاشیں نکال نکال کر باہر میدان میں جان پہچان کیلئے رکھی جا رہی تھیں۔ یہ حادثہ

Marfat.com

بہت بڑا اور انتہائی ہیبت ناک تھا۔ اس وقت حاجی صاحب کی سمجھ میں آیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کے سندھ ایکسپریس پر سوار ہونے کی اجازت نہ دینے میں کیا مصلحت تھی۔ جب حاجی صاحب صبح ملتان پہنچے مقدمہ اپیلانٹ کمشنر انکم ٹیکس کے روبرو پیش ہوا' سرکارؒ کی دعا سے ٹیکس ختم ہو گیا۔ چار پانچ روز بعد جب یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالی میں گئے تو دوسرے بہت سے آدمیوں کی موجودگی میں سرکارؒ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ "حاجی صاحب ٹیکس چھڑا کر آرہے ہیں اور سندھ ایکسپریس پر جانا چاہتے تھے لیکن میں نے اجازت نہ دی"۔ سبحان اللہ اللہ کریم کے نیک بندوں کی فراست کے قربان جائیے۔

(ایڈیٹر آئینہ مولوی امین شرقپوری کو ایک مرتبہ انکم ٹیکس افسر نے ضد میں آ کر بہت ٹیکس لگا دیا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا گیا تو ارشاد فرمایا "اپیل کر دو"۔ چنانچہ اپیل دائر کر دی گئی اور ٹربیونل نے وہ زائد ٹیکس سارا کا سارا معاف کر دیا۔ حالانکہ انکم ٹیکس کے اسسٹنٹ کمشنر نے بھی انکم ٹیکس افسر کے حق ہی میں فیصلہ دیا تھا۔)

قیام پاکستان سے پہلے کا ذکر ہے کہ ایک روز حاجی صاحب چار آدمیوں کو بیعت کرنے کیلئے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں لے گئے۔ سرکارؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ "سرکارؒ ان کو بھی اپنے غلاموں میں شامل کر لیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اپنے معمول کے مطابق تلقین فرمائی پھر انہیں علیحدگی میں ہدایت فرمائی۔ "حاجی صاحب ایسے مت کیا کریں۔ ہر ایک آدمی کو اپنے ساتھ نہیں لانا چاہئے۔ "کملیو" پیری مریدی کوئی ایسی ویسی شے نہیں ہے۔ یہ تو قیامت کی ضمانت ہے جن کو مرید کیا جاتا ہے ان کا بار ہمارے اوپر ہوتا ہے اور ہم ان کی ضمانت لیتے ہیں۔ آپ ہر برے بھلے کے ساتھ چل کر انہیں یہاں لے آتے ہیں۔ اگر میں مرید نہ کروں تو آپ ناراض ہوں گے کہ ہمارے آدمیوں کو قبول نہ کیا۔ ہاں البتہ جس سے بہت محبت ہو اور کوئی خاص آدمی ہو اس کو بے شک لے آیا کریں"۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت کرمانوالہ سرکارؒ چک اپنی اقامت گاہ پر کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اچانک ایک مجذوب اندر داخل ہوا اور بولا "آپ یہاں آرام سے بیٹھے ہیں۔ واہگہ سرحد پر نہیں جانا' میں جا رہا ہوں اور آپؒ کے واسطے بھی حکم ہے"۔ یہ کہہ کر وہ ایک روٹی حضرت صاحب قبلہؒ کے آگے سے اٹھا کر کھانے لگا۔ حاجی صاحب نے اس کو روکنا چاہا' مگر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "اسے مت روکو"

Marfat.com

اس کے بعد ایک سیب کھایا اور پھر واپس جاتے ہوئے سرکارؒ سے مخاطب ہوا۔ ''میں جا رہا ہوں آپؒ بھی جلد باڈر پر پہنچ جایئے''۔ سرکارؒ نے ارشاد فرمایا ''دیکھو یہ مست کس طرف جاتے ہیں اور کیا کرتے ہیں''۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ مست لاہور کی سڑک پر بھاگا جا رہا ہے۔ سرکارؒ سے آ کر عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''ایک مست کا واقعہ ہے کہ کرمونوالہ میں مسجد میں اللہ اللہ کرتا تھا کہ ایک اور مست صبح کے وقت وہاں آ گیا اور مجھ سے ریشم سے کاڑھا ہوا دوپٹہ مانگا۔ ہمارے علاقے میں رواج تھا کہ کھدر کا سرخ رنگ کرنے کے بعد اس پر ریشم کے تاگے سے لڑکیاں دوپٹے شادی وغیرہ کیلئے پھول دار بنایا کرتی تھیں۔ میں چپ رہا۔ انہوں نے بہت اصرار کیا' آخر وہ ناراض ہو کر چلے گئے اور مجھ سے کہا کہ آج آپؒ کو بہت کچھ دینے آیا تھا آپؒ کی قسمت! جب وہ چلے گئے تو مجھے معلوم ہوا کہ میرے سینے میں جو نور اور برکت تھی وہ چلی گئی ہے ہم فوراً اٹھے اور گھر گئے۔ گھر سے ایک چادر جیسی کہ وہ طلب کرتے تھے لی اور ان کے پیچھے ہو لئے۔ بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملے۔ میری حالت بہت دن دگرگوں رہی۔ آخر ایک دن پھر وہی مست صاحب آ گئے۔ میں نے کاڑھی ہوئی چادر پیش کی نہ لی۔ مگر راضی ہو گئے ہم نے ان کی خوب تواضع کی اور ہماری حالت پہلے جیسی ہوگئی۔

ایک دفعہ حاجی صاحب کے ساتھ چند احباب ملازمین کوآپریٹو بینک بوریوالہ حضرت صاحب قبلہؒ کو ملنے کے لئے گئے۔ ان کو انہوں نے کہا کہ یہ حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کریں کہ بوریوالہ ضلع بن جائے۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ ''سرکارؒ وہاڑی کو ضلع بنایا جا رہا ہے' آپؒ دعا فرمائیں کہ ہمارا بوریوالہ بھی ضلع بن جائے''۔ ارشاد فرمایا۔ ''بھئی وہاڑی تو ضلع نہیں ہونا چاہیے''۔ کچھ دن گزرے تو گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ فلاں تاریخ سے وہاڑی ضلع شروع کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ تمام دفاتر ضلع وہاڑی میں قائم ہو گئے۔ صرف ایک ڈی سی صاحب کے آنے کی کسر باقی تھی کہ ان کو بینک کے ملازمین نے بطور مذاق کہا کہ ''لو حاجی صاحب آپ کے حضرتؒ صاحب کی دعا تو منظور ہو گئی۔ کہ وہاڑی ضلع نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ نے تو فرمایا تھا کہ وہاڑی ضلع نہیں ہوگا۔ لیکن صورت حال اس سے مختلف ہے''۔ انہوں نے احباب سے عرض کیا کہ یہ حضرت صاحب سرکارؒ کی خدمت عالی میں جا کر عرض کریں گے چنانچہ جب یہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی ''سرکارؒ آپ نے فرمایا تھا کہ وہاڑی ضلع نہیں

Marfat.com

ہوگا' اگر ہوگا تو بورے والا ہوگا''۔ دو تین روز بعد گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ وہاڑی ضلع کی تجویز مسترد کر دی گئی ہے جب کوآپریٹو بینک کے اہلکاروں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی یہ شان ولایت دیکھی تو وہ سب مان گئے کہ واقعی حضرت صاحب قبلہؒ ایک کامل بزرگ ہیں رب تعالیٰ کے بندے جو منہ سے نکالتے ہیں رب کریم ویسا ہی کر دیتے ہیں۔

کئی سال پہلے کا ذکر ہے' جب کہ ڈاکٹر خاں صاحب مغربی پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔ ان دنوں حاجی صاحب کے پاس ایک ڈی سی تشریف لائے کہ مجھے ڈاکٹر صاحب نے معطل کر دیا ہے۔ سرکار کرمانوالے میرے لئے دعا فرمائیں تاکہ میں اپنے عہدے پر بحال ہو جاؤں''۔ یہ انہیں لیکر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ''چوہدری صاحب اللہ کریم رحم فرمائیں گے۔ آپ ہر نماز کے بعد قل شریف بمعہ بسم اللہ شریف کے 12 بار پڑھ کر حضورؐ کی روح کو پیش کر دیا کریں''۔ قریباً مہینہ ڈیڑھ مہینہ گزرا ہوگا کہ سرکارؒ کی خدمت میں پکا چک حاضر ہوئے تو وہاں وہی ڈی سی صاحب بھی بذریعہ کار پہنچ گئے۔ ابھی وہ حضرت صاحب قبلہؒ سے دور ہی تھے کہ سرکارؒ نے ارشاد فرمایا ''چوہدری صاحب آپ کا کام اللہ کریم نے کر دیا ہے اور آپ بحال ہو گئے ہیں انہوں نے عرض کیا۔ ''سرکارؒ مجھے تو کوئی علم نہیں ہے''۔ فرمایا ''آپ بحال' بحال'' اور پھر ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر سرکارؒ نے تھپکی دی۔ انہیں آئے ہوئے نصف گھنٹہ ہی گزرا ہوگا کہ ایک اور آدمی سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ سلام کر کے بیٹھ گیا۔ سرکارؒ نے اس سے پوچھا ''یہ ہاتھ میں کیا ہے عرض کیا ''سرکارؒ اخبار ہے'' فرمایا ''کون سا'' کہا ''نوائے وقت ہے''۔ فرمایا ''مجھے دکھاؤ''۔ سرکارؒ نے اخبار لیا اس میں پہلے صفحہ پر ایک خبر درج تھی کہ ڈاکٹر خان وزیر اعلیٰ نے فلاں ڈی سی صاحب کی فائل منگوا کر ان کو بحال کر دیا ہے۔ آپؒ نے اخبار دیکھ کر ارشاد فرمایا ''لو چوہدری صاحب اخبار میں آپ کی خبر آ گئی ہے''۔ انہوں نے عرض کیا ''سرکار مجھے تو علم نہیں تھا''۔ فرمایا ''میں جو کہتا ہوں کہ اللہ کریم نے آپ کو بحال کر دیا ہے' ہم نے دعا کر دی تھی۔'' سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ کریم کے ولیوں کی!

ایک روز ارشاد فرمایا کہ ''ہر پھل کو چاقو سے چیرتے وقت یا کاٹتے وقت ''بسم اللہ اللہ اکبر'' تین دفعہ تکبیر پڑھنی چاہیے خواہ خربوزہ ہی کیوں نہ ہو''۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد فرمایا "حاجی صاحب کوئی نعت سناؤ"۔ عرض کیا۔ "سرکارؒ مجھے تو نہیں آتی' البتہ ایک عالم فاضل شخص میرے ساتھ ہیں جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں انہیں بڑی نعتیں آتی ہیں"۔ فرمایا نہیں اس کو میرے پاس نہ لانا"۔ یہ سمجھے سرکارؒ نے فرمایا ہے" "اسے لانا"۔ یہ اس کو اندر لے آئے۔ یہ واقعہ پاک پتن شریف کے عرس کا ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ وہیں تشریف فرما تھے' فرمایا "اچھا لے آئے"۔ انہوں نے بجائے اس کے کہ نعت خوانی کرتے اپنا رونا دھونا شعروں میں شروع کر دیا' جسمیں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ میں نے اللہ الصمد کا وظیفہ دس کروڑ بار اور درود شریف پندرہ کروڑ بار' کلمہ شریف سات کروڑ بار پڑھا ہے۔ مگر ہنوز تڑپتا اور بلکتا ہوں اور میری منزل نہیں کھلتی۔ خدارا میری مدد فرمائیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ مسکرائے اور ارشاد فرمایا "ابھی تو آپ مبتدی بھی نہیں ہیں اور منتہی بنے پھرتے ہیں"۔ آپ سے تمام بزرگ ناراض ہیں کہ آپ ان تمام رازوں کو جو اللہ کریم اپنے نیک بندوں پر عطا فرماتے ہیں ظاہر کر دیتے ہیں۔ اس لئے آپ کبھی بھی کامیاب و کامران نہیں ہو سکتے۔ جس نے خاموشی اختیار کر لی وہ اللہ کا نیک بندہ بن گیا اور جس نے قدرت کے رازہائے پوشیدہ کو ظاہر کیا وہ خود خراب اور خستہ حال ہوا"۔ فرمایا "آج دوسری رات ہے بابا صاحب کے بہشتی دروازے سے ہو کر آئے ہو"؟۔ انہوں نے عرض کیا "سرکار دو دن تک کوشش کی مگر کسی نے اندر نہیں جانے دیا"۔ فرمایا "یہی ان کی ناراضگی کی وجہ ہے کہ آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔" "آپ استغفار کیا کریں" حاجی صاحب ان کو باہر لے آئے۔ وہ صاحب اپنے خوابوں کی کیفیت یوں بیان کرتے تھے کہ "مجھے آج حضور نبی کریمؐ اور حضرت علیؓ کی زیارت ہوئی' نیز فلاں فلاں بزرگ ہستی کی بھی زیارت ہوئی وغیرہ وغیرہ" یہ سرکارؒ کے پاس اندر آئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "مجھے تو ایک دفعہ حضرت خواجہ خضرؑ کی زیارت ہوئی تھی' انہوں نے مجھے فرمایا تھا کہ راز کی بات کسی سے مت کہنا اور دل میں رکھنا اور یہ ہیں کہ اپنی شان بیان کرتے پھرتے ہیں"۔ سبحان اللہ ظرف ہو تو ایسا۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ "مجھے فلاں کیمیا گر کے دو تین خط آ چکے ہیں کہ میں سونا بنانا جانتا ہوں اگر حکم ہو تو حاضر ہو جاؤں' اور سرکارؒ کو نسخہ بتا دوں"۔ فرمایا "میں نے ان کو لکھا کہ مجھے تو سونا بنانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اس نیت پر آپ میرے پاس آئیں"۔ لیکن ایک روز وہ آ گیا۔ اس نے تمام

Marfat.com

واقعہ حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا۔ آپؒ نے فرمایا ''مجھے تو اللہ کریم نے یہی کیمیا دی ہے کہ ایک دفعہ حضور رسول اللہ ﷺ پر درود شریف بھیجتا ہوں تو ایک مربع اراضی کی آمدنی کے برابر رقم اللہ کریم ہمارے لنگر کیلئے بھیج دیتا ہے پھر مجھے سونا بنانے کی کیا ضرورت ہے''۔ پھر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''واقعی وہ آدمی سونا بنانا جانتا ہے' اور مشہور کیمیا گر ہے۔ چونکہ وہ نسخہ بتانے آیا تھا۔ ہم نے اس کیطرف کوئی توجہ ہی نہ دی اور وہ چلا گیا۔''

حضرت صاحب قبلہؒ کے معمول میں یہ بھی تھا کہ اگر کسی جگہ عرس پر تشریف لے گئے ہوتے یا گھر پر ہی ہوتے اور لوگ آپؒ کے سامنے نذر و نیاز کے سینکڑوں روپوں کے ڈھیر لگا دیتے تو سرکار اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے ''تم بیٹھو میں ذرا باہر جاتا ہوں' روپوں کو چھوڑا' لوگوں کو چھوڑا اور دو دو دن اس جگہ پر نہ آتے۔ اور فرماتے' یہ آدمی ہمارا پیچھا ہی نہیں چھوڑتے اور اللہ بھی نہیں کرنے دیتے۔ یہاں تک کہ سرکارؒ باہر جنگلوں میں جا کر چھپ جاتے کہ لوگ پیچھے نہ آئیں' مگر پروانے شمع کو کب چھوڑتے ہیں۔ سبحان اللہ شب و روز آنے والوں کا ایک تانتا سا بندھا رہتا تھا۔

لاہور سے جناب ملک گل نواز احمد خاں صاحب ایڈووکیٹ لکھتے ہیں کہ ''ان کے بہنوئی ملک محمد اکبر خاں صاحب جو مائن اونر اور اپنے علاقے کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔ ایک زمانے میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے آستانہ عالیہ سے منسلک رہے ہیں اور وہاں کورٹ آف وارڈ میں گورنمنٹ کی طرف سے منیجر مقرر تھے حضرت قبلہ بھی وہاں عرس مبارک میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ملک صاحب موصوف کو ان سے وہاں دلی محبت اور ارادت ہوگئی۔ وہ ان سے اکثر حضرت صاحب قبلہؒ کا تذکرہ کرتے تھے اور انہیں غائبانہ حضرت صاحب قبلہؒ سے خلوص عقیدت پیدا ہو گیا اور انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ کو زندہ پیر شمار کرتے ہوئے حاضری کی آرزو دل میں بسالی۔ اتفاقیہ انہیں 51-1950ء میں ایک خاندانی تنازع میں سخت پریشانی' اخراجات کی زیر باری اور کوفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہر طرف سے ناامید ہو گئے۔ مقدمے کا ان کے خلاف فیصلہ ہوا اور نوبت ہائیکورٹ تک پہنچ گئی۔ مخالفین بہت باا ثر اور معزز تھے' وکلاء بھی سابق جج ہائیکورٹ و اٹارنی جنرل تھے ____ چیف جسٹس صاحب نے مقدمے کی اہمیت کے مدنظر مقدمہ اپنے پاس رکھا۔ مگر ان کے وکیل کو عدالت میں کہہ دیا کہ ''آپ کا معاملہ ناممکن نظر آتا ہے''۔ یہ

Marfat.com

گھبرائے ہوئے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس زمانے میں حضرت صاحب قبلہؒ پرانے ڈیرے میں مردانہ بیٹھک میں تشریف رکھتے تھے جمعہ کی نماز سے فارغ ہوئے تو باہر دھوپ میں ہی عقیدت مندوں کے درمیان تشریف رکھی۔ باری باری پر ضرورت مند اپنی دقت اور ضرورت کا اظہار کرتے، کوئی بیمار ہوتا تو شفا کیلئے عرض کرتا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کمال شفقت سے دعا فرماتے، اور بیمار کیلئے دوائی بھی تجویز کرتے، جس میں اکثر گلقند، شہد اور مکھن کا ذکر ہوتا تھا۔ چونکہ یہ حضرت صاحب قبلہؒ سے تنہائی میں ملنا چاہتے تھے۔ اس لئے حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس سب سے آخر میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشان کا اظہار کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ ''بابو جا اللہ تعالیٰ خیر کرے گا۔ ان کی دلی تسلی نہ ہوئی۔ یہ سمجھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے معمول کے مطابق سب کیلئے جس طرح دعا کی ہے ویسے ہی میرے لئے دعا فرما دی ہے۔ اور خصوصی طور پر مجھے دعا سے نہیں نوازا۔ چنانچہ پژمردہ ہو کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ فارغ ہو کر مردانہ بیٹھک سے باغ کی جانب آخری طرف جو ایک کمرہ بنا ہوا تھا وہاں خادم کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ یہ کھڑے ہو کر دیکھتے رہے۔ اچانک نصف فاصلے سے زائد طے کرنے پر حضرت صاحب قبلہؒ نے اپنے خادم کو اشارہ کیا کہ وہ بابو جو کھڑا ہے اس کو بلا لاؤ۔ خادم ان کے پاس آیا حضرت صاحب قبلہؒ نے یاد فرمایا ہے۔ وہاں موجود اشخاص نے تعجب کیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے آج تک وہاں کسی اجنبی کو طلب نہیں کیا' ان کا معاملہ خاص ہی نظر آتا ہے۔ چنانچہ یہ دل میں بہت خوش ہوئے کہ ان کا کام حضرت صاحب قبلہؒ کو پسند ہے۔ ان کے حاضر ہونے پر حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ ''بابو تم بہت پریشان ہو''۔ انہوں نے جواباً عرض خدمت کیا' حضرت صاحبؒ جی ہاں' تین بار اسی طرح فرمایا اور انہوں نے بھی اسی طرح عرض خدمت کیا کہ دفعتاً حضرت صاحب قبلہؒ کو جلال آ گیا۔ روئے مبارک نہایت تابناک ہو گیا اور ان کی پشت پر تین مرتبہ زور سے ہاتھ مار کر اشارہ فرمایا کہ ''جا بابا اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ یہ مسرت سے پھولے نہ سمائے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے کہ ان کا کام ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے بہ کمال شفقت سے فرمایا کہ ''اب بے فکر ہو جاؤ''۔ چنانچہ واپس لاہور آ گئے۔ قربان جایئے حضرت صاحب قبلہؒ کی شفقت اور دست گیری کے کہ وہ فریق جوان سے پچیس ہزار روپے لیکر راضی نامہ نہ کرتا تھا اور ہر طرح

Marfat.com

درپے آزار تھا اس کو چیف جسٹس صاحب نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ تم راضی نامہ کرلو۔ دونوں پارٹیاں باعزت ہیں ورنہ میں پھر فیصلہ اپنی مرضی سے کروں گا۔ چنانچہ ان کی مخالف پارٹی نے بغیر کسی مطالبے کے ان سے راضی نامہ کرلیا' جولکھ کر داخل عدالت کر دیا گیا اور جسے منظور کرتے ہوئے انہیں باعزت طور پر بری کر دیا گیا۔

اس کے بعد ایک مرتبہ ان کے بہنوئی ڈاکٹر رضا جو ولایت اور امریکہ میں کافی عرصہ رہے تھے اور وہاں سے انہوں نے ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی' کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی اور گر ہوتی تھی تو ضائع ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی جناب سے لڑکا عطا کیا۔ لڑکا ہونے سے تین ماہ پہلے ان کی اہلیہ لاہور میں آ کر ڈاکٹر کرنل سمیع کے زیر علاج رہیں۔ بچہ ہونے کے ایک ڈیڑھ ماہ بعد تک بھی ہسپتال میں بطور احتیاط داخل رہیں۔ بچہ چھ ماہ کا ہو جانے پر انہوں نے کراچی واپس جانے کا ارادہ کیا کہ بچہ یک لخت بیمار ہو گیا اور شدید بیمار ہو کر قریب المرگ ہو گیا۔ ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش مرحوم' ڈاکٹر کرنل ضیاء اللہ' ڈاکٹر واسطی وغیرہ ان سب کا علاج کرایا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہر دوا نے الٹا ہی اثر کیا۔ انہی دنوں ان کے دور سے بہنوئی ملک اکبر صاحب نے پاک پتن شریف جانا تھا۔ وہ لاہور سے اپنی کار میں روانہ ہوئے تو انہوں نے بھی حضرت صاحب کرمانوالہ کی خدمت میں حاضری کی خواہش کی اور ان کے ہمراہ ہوئے تو ڈاکٹر صاحب سے بھی عرض کیا کہ آپ بھی ہمراہ چلیئے۔ انہوں نے فرمایا کہ "میں پیروں فقیروں کا قائل نہیں ہوں' ان کی والدہ صاحب اور ہمشیرہ صاحبہ نے اصرار کیا کہ وہ ضرور جائیں اور چونکہ وہ کسی پیرولی کو نہیں مانتے اس لئے گردش اور آفتاب میں گھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کے کہنے سننے پر وہ رضامند ہو گئے کہ چلو میں سیر کرلوں گا اور آپ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضری دے لیجئے۔ یہ عصر کے قریب حاضر خدمت ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ بہت خوش ہوئے اور صاحبزادہ صاحب سے فرمایا کہ "مینیجر صاحب (ملک صاحب کو ہمیشہ اسی لقب سے پکارا کرتے تھے) اور مہمانوں کو چائے پلاؤ اور جو لڈو ان کیلئے رکھے ہیں وہ کھلاؤ' وہاں موجود حاضرین نے بتایا کہ کسی مرید نے لڈو پیش کئے تھے' جو حضرت صاحب قبلہؒ نے حاضرین میں تقسیم کر دیئے' مگر چند لڈو بچالئے اور کہا کہ لاہور سے مہمان آ رہے ہیں یہ ان کیلئے رکھ دو۔ ان کے چائے پینے کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے تمام توجہ ڈاکٹر صاحب کی طرف فرمائی اور ڈاکٹر

Marfat.com

صاحب بھی حضرت صاحب قبلہؒ سے اتنے متاثر ہوئے کہ سر پر رومال باندھ کر باادب دوزانو بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہ دریافت فرماتے رہے' کہ "کہاں کہاں پھرے ہو' تعلیم کہاں حاصل کی ہے اور آپ بہت قابل ڈاکٹر ہیں' مری نبض دیکھیں۔ حضرت صاحب قبلہ کو ان دنوں سخت زکام تھا اور ناک سے بھی پانی جاری تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ "ایسا نسخہ لکھ کر دو کہ بس دن کو بھی تارے نظر آئیں۔ اتنے میں خادم لسی لے کر آیا۔ سردیوں کے دن اور زکام سخت تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے منع کر دیا کہ آپ لسی نہ پئیں" حضرت صاحب قبلہؒ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ "فقیروں کیلئے ہر چیز برابر ہے"۔ اور لسی نوش فرمالی۔ ڈاکٹر صاحب سے ان کا ایڈریس اپنی بیاض پر درج کرایا اور محبت کی باتیں فرماتے رہے۔ فرمانے لگے کہ "پنجابی سمجھتے ہو۔ زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ سمجھتا ہوں"۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ "یہ ڈیگر ویلہ ہے"۔ (یعنی عصر کا وقت ہے) اس وقت کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اور قرآن پاک میں بھی عصر کی نماز کو فضیلت کا درجہ دیا گیا ہے۔ نیز حضرت صاحب قبلہؒ نے آیت والعصر انا الانسان لفی خسر تلاوت فرمائی۔ ایڈووکیٹ صاحب نے عرض کیا کہ "ڈاکٹر صاحب کا بچہ سخت بیمار ہے دعا فرمائیں"۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ "ڈاکٹر جی بڑے چنگے ویلے آئے ہو"۔ (یعنی خوب وقت پر پہنچ گئے ہو) پھر حضرت صاحب قبلہؒ پر جلالی کیفیت طاری ہوگئی۔ روئے مبارک روشن تر ہو گیا' جس پر نظر نہ ٹھہرتی تھی۔ زبان مبارک سے تین مرتبہ یہی دہرایا کہ "ڈاکٹر جی بڑے چنگے ویلے آگئے ہوء"۔ اور پھر تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ "جاؤ رب خیر کرسی" (یعنی اللہ تعالیٰ ٹھیک کردے گا) اور پھر سابقہ حالت میں بکمال شفقت ان سب سے فرمایا' کہ اب شام ہونے لگی ہے سردیوں کے دن ہیں راستہ خراب ہے اور تم لوگوں کو لاہور جاتے ہوئے دیر ہوء جائے گی۔ اس لئے جلدی واپس چلے جاؤ۔ ڈرائیور سے ارشاد فرمایا "کار کو زیادہ تیز نہ چلانا اور جہاں سڑک خراب ہو ایک پہیہ پکی سڑک پر اور ایک کچے پر رکھنا"۔ چنانچہ یہ سب واپس لاہور آئے تو کوٹھی پر آ کر دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب کا بچہ بالکل تندرست ماں کی گود میں دودھ پی رہا تھا۔ انہوں نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہوا' تو معلوم ہوا کہ "عصر کے وقت بچے کی حالت سخت خراب ہوگئی' تمام دوائیاں دی گئیں۔ بچے کی والدہ جوان کی ہمشیرہ ہیں خود ڈاکٹر ہونے کے باوجود رونے لگیں اور بچے کو کار میں ڈال کر ہسپتال لے جانے لگیں۔ لیکن کار جو اس سے پہلے بالکل ٹھیک

Marfat.com

تھی چلنے کا نام نہ لیتی تھی۔ ڈرائیور نے بہتیرا سر پٹکا مگر کچھ نہ بنا۔ بچے کی حالت بالکل قریب المرگ تھی۔ چنانچہ یہ سب ڈرائیور کو ساتھ لیکر گلبرگ بس سٹاپ تک پیدل گئے تو کوئی بس، تانگہ یا ٹیکسی نہ ملی۔ اسی حالت میں روتے پیٹتے سب واپس گھر آ گئے۔ ناامید ہو کر بچے کو گود میں لیا کہ دفعتاً بچے نے آنکھیں کھول دیں، اور مسکرانے لگا ــــــ اور جو وہ ایک ماہ سے ماں کا دودھ تک نہ پیتا تھا دودھ پینے لگا۔ وہ اس دن سے بالکل تندرست ہے۔ جب وقت دریافت کیا تو بالکل یہ وہی وقت تھا جب حضرت صاحب قبلہؒ نے ڈاکٹر صاحب کو فرمایا تھا کہ "تسی بڑے چنگے ویلے آئے ہو، رب خیر کرسی"۔ قربان جایئے حضرت صاحب قبلہؒ کی دعاؤں اور فیض عام کے کہ یہ بچہ بالکل تندرست ہے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو دو فرزند اور بھی عطا کیے ہیں جو بالکل تندرست ہیں۔

اس واقعہ کے تقریباً تین سال بعد یہ پھر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ انہیں سڑک کے کنارے زیر تعمیر مسجد میں لے گئے۔ وہاں حضرت صاحب قبلہؒ نے چارپائی بچھوائی اور تشریف رکھی اور انہیں بھی بٹھایا۔ اس وقت تک صرف چبوترے کی جگہ پر بھرتی ہوئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ "یہاں مسجد تعمیر ہو گی۔ اور یہیں پر میرا مدفن ہو گا۔ اولیا اللہ زندگی میں ہی اپنی آئندہ رہائش کی نشانی دہی کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے کچھ نصیحتیں فرمائیں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بعد ازاں یہ سب لاہور واپس ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ کی پیشانی مبارک پر الوداعی نظر ڈالی تو ایک نور دنیا سے نرالا اور ایک کیفیت عجیب وجدانی محسوس ہوئی۔ باوجود کہ کہ حضرت صاحب قبلہؒ کا رنگ سانولا تھا مگر حضرت صاحب قبلہؒ کے روئے مبارک پر نظر نہ ٹھہرتی تھی۔ ایک چکا چوند کرنے والی روشنی نظروں کو خیرہ کرتی تھی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ کا نورانی ظہور اپنے مقبول بندوں میں رہتا ہے اور ان کے ذریعہ فانی انسان اللہ تعالیٰ کی قربت اور رسائی حاصل کرتے ہیں۔ ایک بار انہوں نے اور ان کے بہنوئی ملک صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ انہیں مرید کر لیا جائے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا "ملک جی! میرا مرید ہونا بہت مشکل کام ہے میں بغیر داڑھی کسی شخص کو مرید نہیں کرتا۔ میرے مرید کیلئے پانچوں وقت پابند نماز و تہجد ہونا شرط ہے"۔ ملک صاحب نے کہا کہ ان کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دے تو حضرت

Marfat.com

صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا۔ ”ملک جی آپ بخشے بخشائے ہیں آپ میرے لئے دعا فرمائیں“۔ پھر تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا دنیا میں دولت کی فراوانی انسان کو گناہوں اور برائیوں کی طرف لے جاتی ہے۔ آپ خوف خدا رکھتے ہوئے برائی سے باز رہیں اور اللہ کریں تو آپ بخشے بخشائے ہیں جس روز حضرت صاحب قبلہؒ کا وصال ہوا اسی شب ایڈووکیٹ صاحب نے خواب میں اشارہ محسوس کیا اور ملک صاحب کو عرض کر دیا تھا اور اس سے اگلے روز اخبار میں خبر شائع ہو گئی تھی حضرت صاحب قبلہؒ کا مزار تا ابد مرجع خاص و عام رہے گا اور خلق خدا کو فیض جاری رہے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

اٹھارویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والے ؒ

حضرت صاحب کرماں والے کی باتیں

مولوی مقصود احمد کی زبانی

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہ سرکار کرماں والے" سنت نبویؐ کا کامل نمونہ تھے۔ گفتار و کردار میں اتباع سنت پر زور دیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ" کی خدمت اقدس میں ہر قسم و ہر خیال کے لوگ آتے تھے۔ بعض لوگ اپنی دنیاوی تکالیف کے تحت دعا کرانے کیلئے آتے اور بعض حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے لئے حاضر ہوتے۔ حضرت صاحب قبلہ" سب کو نماز پنجگانہ باقاعدگی سے پڑھنے' داڑھی رکھنے اور نیک اعمال کرنے کی ہدایت فرماتے۔ نماز کے وقت منڈی داڑھی و کتری داڑھی والے کو پہلی صف میں کھڑے ہونے کی اجازت نہ دیتے۔ پوری داڑھی والے کو بڑی محبت سے پہلی صف میں کھڑا کرتے۔ حضرت صاحب قبلہ" کی یہ خاص کرامت ہے کہ آپ" کے تمام مریدین پوری داڑھی رکھتے ہیں۔ مکمل داڑھی رکھنا حضرت صاحب قبلہ" کے مریدوں کا امتیازی نشان ہے۔

خدمت اقدس میں حاضر ہونے والوں سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ" صرف مکمل داڑھی والے کی ہی عزت کرتے۔ دوسرں سے بے اعتنائی برتتے۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ حضور داڑھی منڈوں سے زیادہ محبت سے پیش آتے اور انہیں انبیائے کرامؑ و اولیائے عظامؒ کے حالات و حکایات سنا کر اس قدر متاثر فرماتے کہ خدمت عالیہ میں پہلی دفعہ حاضر ہونے والا آدمی دل ہی دل میں یہ عہد کر لیتا کہ آئندہ انشاء اللہ جب حاضر خدمت ہوں گا تو نماز پنجگانہ کا پابند اور داڑھی رکھ کر آؤں گا۔ حضرت صاحب قبلہ" کا بیعت کرنے کا طریقہ نہایت آسان و سادہ تھا' حلقہ ارادت میں داخل ہونے والوں کو سب کے سامنے درود شریف "صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وسلم" کی تلقین فرماتے اور نماز تہجد کے بعد اسے پانچ صد بار درود شریف روزانہ پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔ درود شریف کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ بار مع بسم اللہ شریف کا وظیفہ بتلاتے۔ ساتھ ساتھ نماز پنجگانہ و نماز تہجد و داڑھی رکھنے' حقہ نہ پینے اور راستبازی و نیک اعمال کی پابندی اور امر و نواہی پر عمل کرنے کی ہدایت فرماتے۔ سبحان اللہ حضرت صاحب قبلہ" کی ایک ہی صحبت بڑے بڑے بدکرداروں اور سرکشوں کا نقشہ بدل دیتی تھی۔ عاجز کے بیعت ہونے سے قبل ہمارے گاؤں میں صرف چند ایک معمر آدمیوں نے داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ اور وہ بھی پوری نہ تھی۔ مگر اب حضرت صاحب قبلہ" کی نظر کرم سے موضع باجڑہ گڑھی

Marfat.com

سیالکوٹ وملحقہ دیہات میں اکثر نوجوان پوری داڑھی والے نظر آتے ہیں شروع شروع میں اس پر مذاق ہوئے اور پھبتیاں اڑائی جاتی تھیں۔ مگر اب کسی کی مجال نہیں کہ وہ داڑھی والے کی طرف بری نظر سے دیکھ سکے۔ یہ آپؒ کی ایک زبردست کرامت ہے۔

شہر سیالکوٹ سے مشرقی جانب قریباً دو میل کے فاصلے پر موضع سیّدانوالی شریف واقع ہے، جس میں حضرت سید پیر کا کا شاہ صاحب مقیم تھے۔ پیر کا کا شاہ صاحبؒ اولیاء اللہ اور مجذوب بزرگ تھے۔ ۱۹۳۵ء ماہ دسمبر میں بندے کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ چلو آج پیر کا کا صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنے حضرت صاحبؒ کی شان مبارک کا پتہ لیتے ہیں۔ بندہ اس خیال کے ماتحت موضع سیّدانوالی شریف میں پہنچا۔ شاہ صاحبؒ گاؤں سے نکل کر باہر ایک کھیت میں کھڑے تھے۔ بے شمار مرد وزن حضور کے پاس کھڑے تھے۔ شاہ صاحبؒ اپنے مجذوبانہ رنگ میں ہر ایک کے خیال کے مطابق باتیں کر رہے تھے۔ جب بندہ حاضر ہوا تو تھوڑی دیر کے بعد تمام لوگوں سے علیحدہ دور جا کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نزدیک نہ آنے کا حکم دے دیا۔ مگر بندہ ان کے قریب چلا گیا۔ تو مسکراتے ہوئے فرمانے لگے۔ ''بہت بڑے پیر ہیں، حضرت صاحب قبلہؒ کی شان مبارک کی کوئی حد نہیں ہے۔ ہمارے عقل وفہم سے آپؒ کی شان مبارک بہت بلند ہے۔'' یہ فقرے پنجابی زبان میں بیان فرمائے۔ بندہ یہ الفاظ سن کر از حد خوش ہوا اور آگے بڑھ کر شاہ صاحبؒ کے دست مبارک کا بوسہ لے لیا حالانکہ شاہ صاحبؒ نہ کسی سے مصافحہ کرتے اور نہ اپنے ہاتھ چومنے دیتے تھے۔

یہ عاجز مڈل سکول رسول پور میں طلبائے جماعت ہشتم کو پڑھاتا رہا ہے، جس کا نتیجہ حضرت صاحب قبلہؒ کی کرم نوازی سے ہمیشہ سو فیصد نکلتا رہا ہے۔ عاجز اکثر اپنے زیر تعلیم طلباء کے سامنے حضرت صاحب قبلہؒ کا ذکر خیر کیا کرتا ہے۔ پاکستان قائم ہونے سے چار پانچ سال قبل موضع اورا متصل سیالکوٹ کا ایک طالب علم سیّد محمد یوسف شاہ جماعت ہشتم میں داخل تھا۔ جب میں اپنے حضرت صاحب قبلہؒ کا ذکر مبارک سناتا تو متعلم مذکورہ کہتا کہ جناب میرے تایا جی سید حافظ پیر باغ شاہ صاحبؒ بھی آپؒ کے حضرت صاحبؒ کی طرح بڑے بزرگ ہیں جو عموماً محکمہ پولیس کے ملازمین کو بیعت کرتے ہیں تو بندہ متعلم مذکورہ سے کہتا کہ اچھا میری طرف سے اپنے تایا جی صاحبؒ کی خدمت میں سلام عرض کر دیں تو اس طرح پیر

Marfat.com

باغ شاہ صاحبؒ بھی بن دیکھے بندے کو سلام بھیج دیا کرتے۔ ایک دن قبل از دوپہر شاہ صاحبؒ ممدوح اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر بندے کے سکول رسول پور میں جماعت ہشتم کے کمرے کے پاس آ کھڑے ہوئے۔ بندہ کمرے کے اندر دریچے کے پاس کھڑا تھا۔ فرمانے لگے، مولوی مقصود احمد صاحب کہاں ہیں۔ میں نے کہا جناب حاضر ہوتا ہوں۔ اتنے میں ایک لڑکے نے مجھے بتایا کہ ماسٹر صاحب یہ بزرگ موضع اوراوالے کے پیر باغ شاہ صاحب ہیں۔ بندہ یہ سن کر جلدی سے کمرے سے نکل کر ان کی خدمت میں جا حاضر ہوا۔ شاہ صاحبؒ ابھی گھوڑی پر ہی بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ بھائی مقصود احمد تم اتنے بلند پایہ حضرت صاحبؒ کی خدمت اقدس میں کیسے پہنچ گئے۔ میں نے عرض کیا گھوڑی سے نیچے تشریف لائیے، سب کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔ نیچے اترتے ہی فرمانے لگے بھائی مقصود احمد میں تو آپ کی زیارت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ بندے نے جواب دیا، جناب میں تو ایک غافل آدمی ہوں۔ رات بھر سویا رہتا ہوں۔ فرمانے لگے تم بے شک سوئے رہو، تمہارے آقا و مالک قبلہ حضرت صاحبؒ تو نہیں سوتے، وہ تو ہر وقت جاگتے رہتے ہیں جس کا سائیں اور خصم جاگے اسے کیا فکر؟''

پھر فرمایا'' پتہ ہے میں کس لئے آیا ہوں۔ بات یہ ہے کہ مجھے اکثر رات کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار اقدس میں حضوری ہوا کرتی ہے۔ آج رات بھی یہ مبارک گھڑی نصیب ہوئی میں نے دیکھا کہ حضور سرور کائناتؐ کا دربار مبارک قائم ہے۔ حضور رسالت مآبؐ اپنے زریں تخت پر تشریف فرما ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ و اولیائے عظام اپنے اپنے مرتبے کے مطابق صفیں باندھے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور سرور کائنات، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لے کر پکارتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو حضور سرور کائناتؐ فرماتے ہیں۔ کہ فلاں قتل کا مقدمہ آپ کے سپرد کیا گیا تھا اس کا کیا فیصلہ کیا ہے۔ جواباً امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے آقا و مولاً میں نے اس قتل کے مقدمے کی تمام مثل حضرت صاحب کرماں والا شریف کے سپرد کی ہوئی ہے، ان سے دریافت کیجئے۔

حافظ پیر باغ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نے امیر المومنین حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے حضرت صاحب کرمانوالہ شریفؒ کا نام مبارک سنا تو فوراً میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ تو

Marfat.com

ہمارے ہی ملک کے بزرگ ہیں۔ اور مولوی مقصود احمد کے پیر ہیں اور یہ اتنے عظیم المرتبت و بلند پایہ شان کے مالک ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی ذات پاک جناب کے سپرد قتل کے مقدمات فیصلے کے لئے کر رہی ہے تو میں کتنا بدنصیب اور نادان ہوں کہ اس سرکار کرمانوالہ شریف کی زیارت بھی نہیں کر سکا۔ پھر خیال آیا کہ اچھا اب تو حضرت صاحب قبلہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دینے کیلئے ضرور کھڑے ہوں گے تو آپ کی زیارت کر لوں گا۔ اتنے میں حضور رسالت مآب نے حضرت صاحب کرماں والا کا نام پکارا تو جناب اگلی صف میں سے (جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے) اٹھے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں آگے بڑھ کر جناب کے ہاتھ مبارک اور قدم مبارک چوم لوں مگر وہاں پہنچنا میری طاقت سے باہر تھا کیونکہ ہم پچھلی صفوں میں بیٹھے تھے اور جناب اگلی صفوں میں تھے۔ اتنے میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سے پوچھا کہ اس قتل والے مقدمے کا کیا فیصلہ کیا ہے تو حضرت صاحب کرماں والے نے مسکراتے ہوئے عرض کیا ”حضور انور میں نے مقدمے کی مثل مکمل کر لی ہے۔ انشاء اللہ فیصلہ بھی جلدی لکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا تو جناب سرور کائنات نے خوش ہو کر فرمایا۔ شاباش تشریف رکھیں۔ ہم آپ سے خوش ہیں۔ اب پیر باغ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی مقصود احمد صاحب سرکار کرماں والے کے مرید ہیں، کیوں نہ ان کی زیارت کر لوں۔ تو بھائی مقصود احمد صاحب جی میں دراصل آپ کو دیکھ کر آپ کے حضرت صاحب کی زیارت کرنے آیا ہوں اور بس، عاجز نے کہا کہ پیر صاحب میں کس لائق ہوں؟“

آپکو تو حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے پھر فرمانے لگے۔ بھائی مقصود احمد صاحب آپ بڑے خوش قسمت ہیں آپکے حضرت صاحب روئے زمین پر بے مثل شان کے مالک ہیں۔

اس کے دو تین سال بعد ہی جناب حافظ سید باغ شاہ صاحب کا وصال ہو گیا۔ جناب کا مزار مبارک آپ کے گاؤں موضع اورا میں مرجع خلائق ہے۔ راقم الحروف نے پاکستان قائم ہونے کے بعد موجودہ مقام حضرت کرماں والا شریف میں ایک دن جرأت کر کے یہ تمام مبارک قصہ جناب کی خدمت عالیہ میں من وعن عرض کر دیا۔ تو جناب بہت خوش ہوئے اور فرمایا مولوی مقصود احمد مجھے یہ تمام بات تحریر کر دینا اور تم بھی جناب شاہ صاحب کے مزار مبارک پر زیارت کے لئے جایا کرو اور میری طرف سے بھی

Marfat.com

سلامؒ پیش کر دو۔

بندے کا لڑکا مختار احمد بی ایس سی کے امتحان میں دوبارہ ناکام ہو گیا تو اس نے حوصلہ ہار دیا اور کہا کہ میں کبھی بھی اس امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں آئندہ امتحان دینے کی بے فائدہ کوشش نہیں کروں گا۔ تھوڑے دنوں بعد بندہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حضرت کرماں والا شریف حاضر ہو گیا تو جنابؒ نے ایک دن مختار احمد کے متعلق خود بخود ہی دریافت فرمایا کہ اس کے نتیجے کا کیا رہا۔ بندے نے عرض کیا کہ "وہ اس بار بھی ناکام رہا ہے۔" تو فوراً ہی جنابؒ نے جوش میں آ کر فرمایا کہ "کوئی فکر نہیں ہے۔ اس سال پھر امتحان میں شامل ہو جائے' انشاء اللہ ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ بندے نے عرض کیا" "جناب اس نے تو کتابیں ہی ادھر ادھر پھینک دی ہیں اور امتحان سے بالکل متنفر اور مایوس ہو گیا ہے۔" تو جنابؒ نے فرمایا' زیادہ محنت کرنے کی ضرورت نہیں کبھی کبھار ایک آدھ کتاب دیکھ لیا کرے اور داخلہ بھیج دے اللہ کریم کامیاب کر دیں گے۔ مختار احمد نے بندے کے کہنے پر پھر ارادہ قائم کرایا اور پرائیویٹ امتحان دے دیا۔ نتیجہ نکلنے پر میں نے مختار احمد کو نتیجہ کا پتہ کرنے کیلئے سیالکوٹ نہ آنے دیا۔ اور خود ہی سیالکوٹ پہنچا۔ اخبار میں دیکھا تو وہ پاس نکلا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی نظر کرم کا خیال کر کے رقت طاری ہو گئی۔ اسی حالت میں خیال پیدا ہوا کہ یہاں شہر سیالکوٹ میں قادری سلسلے کے سائیں مستری محمد دین صاحب (جن کا گھر قلعہ سے شمالی جانب گندی نالی پر واقعہ ہے) بڑے پایہ کے بزرگ ہیں چلو آج اس خوشی میں ان کی زیارت کریں۔ پھر خیال آیا کہ جناب حضرت صاحب سرکار کرماں والاؒ شریف ہر وقت ہمارے ساتھ ہیں اس لئے دوسرے بزرگ کے پاس جانے کا کیا مطلب ہے؟ پھر خیال آیا کہ ہمارے قبلہ حضرت صاحبؒ کی جانب سے سب کے لئے دریائے رحمت جاری ہے۔ اس لئے وہ کوئی غیر نہیں ہیں وہاں ضرور جانا چاہیے بالآخر بندہ وضو کر کے سائیں صاحب کی خدمت میں چلا گیا۔ آپ اپنی دکان میں اکیلے ہی بھٹی میں لوہا گرم کر کے کوٹ رہے تھے۔ میرے حاضر خدمت ہوتے ہی سائیں صاحب نے فوراً کام چھوڑ دیا' مصافحہ کیا اور ساتھ ہی فرمانے لگے۔ مولوی جی کوئی ہرج نہیں ہے سرکار کرماں والا شریف کی جانب سے ہی مجھے اور آپ کو فیض پہنچ رہا ہے اور تمام جہان کے لئے حضرت صاحب قبلہؒ کی جانب سے دریائے رحمت موجزن ہے۔ پھر بولے مولوی مقصود احمد صاحب جی!

Marfat.com

آپ کے پیرو مرشد حضرت صاحب قبلہؒ سرکار کرمانوالہ بہت بڑی سرکار ہیں۔''

سائیں نور محمد صاحب ساکن بٹالہ شریف عرف سائیں بلیاں والا ایک مشہور و معروف مست سالک درویش تھے۔ قبلہ حضرت بڑے میاں صاحبؒ سرکار شرقپوری سے شرف بیعت رکھتے تھے' سرکار شرقپوری کے وصال کے بعد قبلہ حضرت سرکار کرماں والاؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر روحانی فیض حاصل کرتے رہے۔ سائیں نور محمد صاحب شہر سیالکوٹ سے متصل شمالی جانب آبادی سے بالکل الگ تھلگ حصہ میں بالکل خاموش اور مجذوبانہ حالت میں مقیم رہے۔ قریباً دو تین سال منزل میں رہ کر پھر حضرت صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے حضرت صاحب قبلہؒ ان سے بہت محبت سے پیش آئے۔ سائیں صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن بندہ اکیلا ہی قبلہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے سائیں نور محمد کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا' نور محمد! تمہیں معلوم ہے کہ قبلہ حضرت میاں صاحبؒ شرقپوری اپنے زمانہ مبارکہ میں ہفت اقلیم یعنی تمام روئے زمین کے شہنشاہ اور غوث الاغیاث یعنی جملہ اولیاء کرام زمانہ حاضر کے سردار اور آقا و مالک تھے۔ نور محمد جی! آپ کو بھی اللہ رسول نے بہت کچھ عطا فرمایا ہوا ہے۔ اچھا اب بتاؤ کہ موجودہ زمانے میں تمام روئے زمین کا شہنشاہ اور منتظم اور تمام اولیاء کرام سردار و آقا مالک کون ہے۔ سائیں نور محمد صاحب کا بیان ہے میں نے فوراً ہی اپنی عقل و ہوش کو قائم رکھتے ہوئے عرض کیا کہ حضور انور عین الیقین اور حق الیقین میرا یہ ایمان ہے کہ پہلے حضرت میاں صاحبؒ سرکار شرقپور تمام جہانوں کے بادشاہ اور اولیاء کرامؒ کے غوث الاغیاث تھے اور اب آپؒ حضور انور ہیں۔ سائیں نور محمد کہتے ہیں کہ میری یہ بات سنتے ہی حضرت صاحب قبلہؒ مراقبے میں چلے گئے اور کافی دیر تک بالکل خاموش بیٹھے رہے۔

سیٹھ محمد شفیع صاحب کی معرفت یا کسی دوسرے دوست کی معرفت یہ بات سننے میں آئی ہے کہ ایک بزرگ صاحب کشف تھے جو حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار مبارک پر مراقبہ کیا کرتے۔ ایک دن ان کے دل میں خیال آیا کہ آج مراقبہ کر کے حضرت داتا ہجویریؒ سے دریافت کرتے ہیں کہ تمام دنیا کے اولیاء کرامؒ میں سب سے زیادہ بزرگ اور سب کے شہنشاہ کون ہیں۔ چنانچہ جب حضرت داتا صاحبؒ سے ملاقات ہوئی تو عرض کیا گیا' داتا صاحبؒ فرمانے لگے کہ دنیا سے وصال پائے ہوئے تمام بزرگان

Marfat.com

دین واولیائے کرام کے شہنشاہ اور سردار حضرت غوث پاک سیّد عبدالقادر جیلانی ہیں اور موجودہ دنیا میں زندہ بزرگان میں سب کے شہنشاہ اور آقا و مالک حضرت سیّد سرکار کرمانوالہ شریف ہیں۔ سبحان اللہ۔

حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے راقم الحروف کے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ سب سے چھوٹا لڑکا ضیاء احمد ہے۔ اس کی پیدائش سے قریباً آٹھ ماہ پہلے بندہ اپنے دیگر پیر بھائیوں کے ہمراہ حضرت کرماں والا شریف میں بعد نماز مغرب پہنچا ہمارے قافلے میں عاجز کا ایک لڑکا مختار احمد بھی تھا۔ رات کو ہم حضرت صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہو سکے۔ صبح سویرے بندے کے سوا تمام ساتھی حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحبؒ حسب معمول ہر ایک کا حال دریافت فرمانے لگے جب عزیزم مختار احمد پر پہنچے تو اس سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کتنے بھائی ہو۔ مختار احمد نے جواباً عرض کیا، حضورؒ ہم چار بھائی ہیں تو آپؒ نے فوراً ہی فرمایا کہ تم پانچ بھائی ہو، پانچواں کہاں چھوڑ آئے ہو مختار احمد بوجہ کم عقلی کچھ کہنے لگا تو حضرت صاحب قبلہؒ جوش میں آ گئے۔ دوسرے قریب بیٹھے ہوئے دوست سے فرمایا۔ بھائی محمد دین چھوہر کو کیوں نہیں سمجھاتے کہ چپ رہے، یہ پانچ بھائی ہیں اللہ کریم نے جب ان کو پانچ بنا دیا ہے تو یہ چار کیسے کہتا ہے، سبحان اللہ۔

چنانچہ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے پورے آٹھ ماہ کے بعد عزیزم مختار احمد پیدا ہوا۔

ہمارے گاؤں باجڑہ گڑھی کے دو اشخاص دل محمد اور محمد رمضان حضرت صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ بندہ بھی ان کے ہمراہ تھا۔ دونوں نے مشورہ کر کے عرض کیا۔ حضرت صاحب ہم آپؒ کے غلام ہیں، مگر ہمارے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے بچے پیدا ہوتے ہیں اور فوت ہو جاتے ہیں۔ ہمیں لوگ طعنے دیتے ہیں۔ تم اتنے بڑے پیر کے مرید ہو کر نرینہ اولاد سے محروم ہو اس لئے ہم پر بھی نظر کرم فرمایئے۔ تو ان کی یہ سیدھی سادی بات سن کر حضرت صاحب ہنس پڑے اور فوراً فرمایا کہ "اچھا تم دونوں کو اللہ کریم لڑکے عطا فرمائیں گے۔ جو زندہ رہیں گے۔" چنانچہ دونوں کے ہاں لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بھائی دل محمد کے لڑکے نصر اللہ خاں کی اولاد محمد سمیع اللہ نوری، ثناء اللہ اعوان حضرت کرمانوالہ شریف کے خادم ہیں۔

پاکستان کے قیام سے قریباً پندرہ سال قبل کا ذکر ہے کہ راقم الحروف کے ایک رشتہ دار چودھری

Marfat.com

عنایت اللہ نے جو ضلع منٹگمری متصل پاک پتن شریف کے کسی گاؤں میں رہتے تھے۔ بیان کیا ایک دفعہ حضرت صاحبؒ کرماں والا عرس پاک پتن پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ واپسی پر راستے میں ایک بڑھیا اپنی بہو کے ساتھ کھڑی تھی۔ حضورؒ کے غلاموں نے دور سے اس بڑھیا کو راستہ چھوڑ کر کھڑا ہونے کا اشارہ کیا۔ اس بڑھیا نے کہا کہ میری ایک عرض ہے جو حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پیش کر دیں تو میں چلی جاتی ہوں۔ وہ بولی کہ میری اس بہو کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا' بڑھیا سے کہہ دیں کہ اللہ کریم اسے لڑکا عطا فرمائیں گے۔ اتنے میں قریب ہی ایک دوسری عورت کھڑی تھی۔ اس نے اس بڑھیا سے طنزاً کہا' پیروں اور بزرگوں سے کیوں مانگتی ہو' اللہ سے مانگ جو سب کا مالک ہے۔ حضرت صاحبؒ نے بھی اس کی یہ بات سن لی تو حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا ''بی بی تم دکھ نہ کرو' تمہیں بھی اللہ کریم لڑکا عطا کر دیں گے۔'' وہ عورت کہنے لگی۔ میرے ہاں لڑکا ہوگا تو میرے خاوند کا ہوگا۔ آپ کا اس سے کیا تعلق تو آپؒ جوش میں آ گئے اور ارشاد فرمایا ''بی بی اگر محض تمہارے خاوند کا ہوگا تو نو ماہ کے بعد پیدا ہوگا اور اگر ہماری دعا سے اللہ کریم نے دینا ہوگا تو پورے ایک سال کے بعد پیدا ہوگا۔ چنانچہ جب نو ماہ پورے ہو گئے تو اس عورت کو درد زہ شروع ہو گئی۔ بہت بے قراری تھی۔ بچہ پیدا نہ ہوا۔ لیڈی ڈاکٹروں نے ملاحظہ کر کے کہا کہ ابھی بچہ پیدا ہونے کی کوئی علامت نظر نہیں آتی' پھر درد زہ کیوں ہو رہی ہے۔ عورت ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔ آخر چند دن اس تکلیف میں رہ کر عورت مذکور یہ سمجھ گئی کہ ایک مرتبہ اس نے حضرت صاحبؒ کرمانوالہ شریف سے بحث کی تھی تو آپؒ نے فرمایا تھا کہ بچہ بارہ ماہ کے بعد پیدا ہوگا اس نے اپنے آدمیوں سے تمام قصہ بیان کر دیا۔ گاؤں کے چند شریف آدمی اکٹھے ہو کر (جن میں حضرت صاحبؒ کے مرید بھی تھے) جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے طالب ہوئے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر تم نہ آتے تو اس عورت کو بقایا تین ماہ بھی اسی طرح تکلیف رہتی۔ اچھا اب یہ درد نہ ہوگا مگر بچہ بارہ ماہ کے بعد ہی پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس کے بعد درد بند ہو گیا اور پورے بارہ ماہ کے بعد لڑکا تولد ہوا۔ سبحان اللہ۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

انیسویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

بیلی حضرت کرماں والے دے

مولوی مقصود احمد

Marfat.com

حضرت صاحبؒ کی نظر رحمت سے سینکڑوں نہیں ہزاروں مریدوں کے ہاں نرینہ بچے پیدا ہوئے جن کے نام آپؒ نے نصر اللہ' فتح اللہ' ظفر اللہ' ضیا اللہ' لطف اللہ وغیرہ رکھے۔ حضور زیادہ تر اسی قسم کے نام پسند فرماتے تھے۔

کئی سال قبل کا ذکر ہے کہ بندے کا پیار سائیں نور محمد صاحب سے بہت زیادہ ہو گیا مگر یہ پیار محض اس لئے تھا کہ یہ بھی ہماری سرکار حضرت صاحب کرماں والا شریف سے دلی عقیدت رکھتے ہیں اور اکثر حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے ہیں۔ سائیں صاحب شروع سے ہی مجذوبانہ حالت میں رہے ہیں۔ ان کی یہ عادت تھی کہ اکثر ہمارے گاؤں باجرہ گڑھی میں جاتے رہتے اور مجھے اپنے ساتھ ہی رکھتے۔ انہی دنوں بندہ اپنے دیگر پیر بھائیوں کے ہمراہ بمقام کرموں والا شریف ضلع فیروز پور حاضر ہوا' سائیں نور محمد صاحب بھی اتفاقاً وہاں پہنچ گئے۔ اب سائیں صاحب نے بندے کو وہاں بھی اپنے ساتھ کھینچنا شروع کر دیا۔ مجھے پکڑ کر باہر دور کھیتوں میں لے جاتے اور ہم دونوں کئی کئی گھنٹے وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے رہتے' مگر حقیقتاً یہ عاجز اس حرکت سے اپنے دل میں بہت پریشان اور تنگ تھا' اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا کہ میں تو محض حضرت صاحبؒ کے ساتھ تعلق رکھنے کی بنا پر ان کے ساتھ رہتا ہوں۔ اس لئے جب تک حضرت صاحب منع نہ فرما دیں میں ان کے ساتھ ہی رہوں گا' مگر بہتر یہی ہے کہ حضور جلدی ان سے رہائی دلا دیں۔ آخر ایک دن ہم دونوں بارہ بجے کے قریب باہر دور آبادی سے بالکل الگ تھلگ چھپ کر ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور سائیں نور محمد صاحب سگریٹ نوشی کر رہے تھے کہ نور محمد صاحب ادھر چلے گئے اور جلدی واپس آ گئے۔ ہم دونوں قریباً ایک گھنٹہ کے بعد مسجد میں آئے اس وقت لنگر کھل چکا تھا' تمام مہمان بیٹھے کھانا کھا رہے تھے نور محمد صاحب لنگر تقسیم کر رہے تھے۔ سائیں صاحب تو ہاتھ دھو کر لنگر میں شامل ہو گئے مگر جب بندہ وہاں بیٹھنے کے لئے گیا تو خلیفہ صاحب لاٹھی لے کر میرے آگے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ تم لوگ دیر سے کیوں آئے ہو' میں کھانا نہیں کھانے دوں گا۔ اب حضرت صاحبؒ کے پاس جاؤ وہی آپ کو کھانا کھلائیں گے۔ حضرت صاحب قبلہؒ مسجد کے اندر ایک طرف پلنگ پر لیٹے کتاب پڑھ رہے تھے۔ بندہ بھی مسجد کے اندر حضرت صاحبؒ

Marfat.com

سے تھوڑے فاصلے پر دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اتنے میں حاجی پیر عبداللہ صاحب کو پتہ چلا کہ مولوی مقصود احمد نے کھانا نہیں کھایا۔ وہ اندر تشریف لائے اور کہنے لگے' بھائی مقصود احمد اٹھو چلو کھانا کھاؤ۔ حضرت صاحبؒ نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا حاجی صاحب کیا بات ہے۔ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ حضور' نور محمد صاحب نے مقصود احمد کو لنگر میں بیٹھ کر کھانا نہیں کھانے دیا۔ اس لئے میں اسے باہر لے جا کر روٹی کھلانا چاہتا ہوں۔ آپ باہر جانے کی اجازت دیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ مقصود احمد کو یہیں بیٹھنے دیں اور گھر سے کھانا لانے کے لئے کسی کو کہہ دیں۔ نیز فرمایا جس قدر آدمی باہر بیٹھے ہوئے ہیں سب کو یہاں لے آئیں۔ تمام آدمی اندر آ بیٹھے۔ پھر فرمایا کہ بابا بالا اور خلیفہ نور محمد کو بھی بلائیں جب اس طرح تمام دربار آراستہ ہو گیا تو بابا بالا اور نور محمد کو حضرت صاحب نے اپنے سامنے کھڑے ہونے کا ارشاد فرمایا وہ دونوں سامنے کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں میرے لئے گھر سے کئی نعمتیں منگوا کر میرے سامنے کھانے کے لئے رکھ دی گئیں۔ ادھر حضرت صاحبؒ خلیفہ نور محمد صاحب سے کہا کہ تم نے مقصود احمد کو روٹی کیوں نہیں کھانے دی۔ جبکہ میرا یہ اعلان ہے کہ اگر کوئی میرا دشمن بھی یہاں آ جائے تو اسے بھی ضرور کھانا کھلا کر روانہ کریں اور مقصود احمد تو میرا بیلی ہے بلکہ خاص بیلیوں میں سے ہے۔ تم نے اسے کھانا کیوں نہیں کھانے دیا۔ پھر فرمایا' مقصود احمد تو فقیر آدمی ہے۔ اس قسم کے کئی ایک انعامات عطا فرمائے۔ حضور انور کی یہ شفقت اور عنایات دیکھ کر بندے پر رقت طاری ہو گئی۔ خلیفہ نور محمد نے جواباً کہا کہ حضور یہ دونوں (مقصود احمد اور سائیں نور محمد) باہر جا کر سگریٹ اور چرس پیتے ہیں۔ تو حضرت صاحبؒ نے غصے میں آ کر فرمایا' میں تم سے یہ کب پوچھتا ہوں' میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ تم نے مقصود احمد کو کھانے سے کیوں روکا۔ بس تم جولا ہے کے جولاہے ہی رہ گئے۔ خلیفہ نور محمد کانپنے لگا۔ اس کے بعد بابا بالا سے فرمایا کہ تم بھی کل سائیں نور محمد کو گالیاں دے رہے تھے' تم نے ایسا کیوں کیا' بالآخر دونوں (نور محمد و بابا بالا) نے اپنی اس حرکت پر حضور سے معافی مانگی۔ حضور انور نے تمام حاضرین کو اپنی پند و نصائح سے مستفید فرما کر پھر خلیفہ نور محمد و بابا بالا سے فرمایا اچھا میں تم دونوں سے راضی ہو گیا تم بھی میرے ساتھ راضی ہو جاؤ۔ پھر تمام حاضرین کو باہر بیٹھنے کا ارشاد فرما کر مجلس کو ختم کیا۔

دن کو مذکورہ بالا واقعہ پیش آیا تھا۔ رات کو پھر سائیں نور محمد صاحب مجھے پکڑ کر اپنے ہمراہ باہر لے

Marfat.com

گئے، مگر بندہ دل ہی دل میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں التماس کر رہا تھا کہ حضور آپؒ سب کچھ جانتے ہیں، اس لئے جب تک آپؒ خود منع نہ فرمائیں گے۔ بندہ اپنا نقصان دیکھ کر بھی ان سے پیچھے نہ ہٹے گا۔ چنانچہ قبلہ حضرت صاحبؒ نے برادرم محمد دین سے دریافت فرمایا کہ مقصود احمد کہاں ہے محمد دین نے عرض کی کہ وہ سائیں صاحب کے ہمراہ باہر گیا ہوا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ اسی وقت باہر جا کر مقصود احمد کو بلا لاؤ۔ مگر سائیں نور محمد کو ہمراہ نہ لانا برادرم محمد دین دوڑ کر باہر گیا اور بندے کو حضرت صاحبؒ کا حکم سنایا۔ ہم دونوں مسجد کی طرف دوڑے۔ سائیں صاحب بھی ہمارے ساتھ دوڑنے لگے۔ مگر محمد دین نے منع کر دیا کہ آپ ہمارے ساتھ نہ جائیں۔ بندہ وضو کر کے حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ بندے کے حاضر ہوتے ہی آپؒ نے فرمایا کہ مقصود احمد ہمیشہ اولاد کو باپ کی وراثت سے حصہ ملتا ہے، چچا کی وراثت سے کبھی حصہ نہیں ملا۔ اور تمہیں تو میری ذات سے حصہ ملے گا۔ راقم الحروف کو حضرت صاحب کے اس ارشاد مبارک پر وجد آ گیا اور اس کے بعد سائیں نور محمد صاحب کے ہمراہ غلاموں کی طرح چلنے پھرنے سے توبہ کی۔ بعد میں بھی میری ان سے محبت رہی مگر اتنی جتنی دو پیر بھائیوں میں ہونی چاہئے اور بس۔

مندرجہ بالا ذکر مبارک سے قریباً چار پانچ سال قبل کا ذکر ہے جبکہ حضرت صاحب کے بازو مبارک پر چوٹ آئی ہوئی تھی۔ فروری کا مہینہ تھا یہ عاجز طلباء ہشتم کا امتحان دلانے کے سلسلے میں ان کے ہمراہ شہر سیالکوٹ رہا کرتا تھا۔ ایک دن بندہ نماز ظہر کے بعد حضرت امام علی حق صاحبؒ کے دربار مبارک پر حاضر ہوا۔ بڑا پر لطف نظارہ تھا۔ بڑا کچھ پڑھا دل اپنے حال پر قائم نہ ہو سکا۔ پھر خیال کیا کہ میں اپنے حضرت صاحب کے پاس ہی بیٹھا ہوا ہوں۔ یہ حضورؒ ہی سبز چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے اور تشریف فرما ہیں۔ جب میرے دل میں پختہ یقین ہو گیا کہ بندہ حضرت صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہے تو دل اپنے حال پر قائم ہو گیا۔ اور اتنی رقت و سرور پیدا ہوا جو تحریر میں نہیں آ سکتا۔ حضرت امام صاحبؒ کے دربار مبارک سے اٹھ کر بندہ پھر دوسرے صاحب کمال بزرگ کے روضہ مبارک پر حاضر ہوا۔ وہاں جاتے ہی اپنے حضرت صاحبؒ کا نقشہ اور تصور قائم ہو گیا جس سے پورا پورا لطف حاصل ہوا، وہاں سے اٹھ کر بندہ اپنے ڈیرے پر آیا تو وہاں پر گاؤں باجڑہ گڑھی سے آئے ہوئے چند دوستوں سے ملاقات ہوئی ان میں

Marfat.com

ڈاکٹر محمد اظہر کے والد حاجی عبدالکریم صاحب بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر آباد سے تحصیل دار محمد شفیع صاحب کا خط آیا ہے کہ قبلہ حضرتؒ صاحب آج رات میرے غریب خانہ پر تشریف لا رہے ہیں' اس لئے مولوی مقصود احمد صاحب باقی دوستوں کے ہمراہ ضرور آئیں۔ بندہ اسی وقت ان کے ہمراہ بذریعہ ریل گاڑی چل دیا' سورج غروب ہو چکا تھا۔ راستے میں بابا شیخ محمد دین خوش ہو کر کہنے لگے۔ منشی جی آپ لوگ تو خوش ہوں گے ہی مگر مجھے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے اور زیارت کرنے کی بہت زیادہ خوشی ہو رہی ہے میں بوڑھا آدمی ہوں' مدت سے میرے دل میں حضرت صاحبؒ کی زیارت کا شوق تھا' جو آج اللہ کریم نے پورا فرما دیا ہے۔ رات کے آٹھ بجے کے قریب ہم لوگ تحصیل دار صاحب کے مکان پر جا پہنچے' کھانا کھایا پھر حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحبؒ وضو کرنے کے لئے اٹھے آگے راستے میں بابا محمد دین مذکور تمام دوستوں میں مل کر بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت صاحبؒ نے اس کے سر پر دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ دیگر دوست بھی تو خوش ہیں۔ مگر یہ بابا ہمارے پاس آنے سے بہت خوش ہوا ہے۔ سبحان اللہ۔

جب واپس آ کر حضرت تشریف فرما ہوئے تو حاجی عبدالکریم صاحب (جو کہ فاضل دیوبند ہیں اور پہلی دفعہ ہی حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے) کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مولوی جی لفظ حبیبؐ و خلیلؑ میں کیا فرق ہے۔ (حضرت صاحبؒ نے اپنی روحانیت سے سمجھ لیا کہ ان سب میں یہی عالم دین ہیں) انہوں نے جواب دیا حضور دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی دوست کے۔ آپؒ نے فرمایا نہیں بھائی جلدی نہ کریں غور و خوض کر کے بتلائیں۔ بہت دیر تک بڑی پر لطف علمی بحث ہوتی رہی۔ آخر حاجی صاحب کو خاموش ہونا پڑا۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ خلیلؑ وہ ہے جو اللہ کریم کی راہ کا طالب ہے اور حبیبؐ وہ ہے جس کی رضا کا اللہ کریم طالب ہے۔ سبحان اللہ۔ اس کے بعد حضرت صاحبؒ نے حاضرین سے سوال کیا کہ کرہ ارض پر سمندر کتنے ہیں۔ ایک جغرافیہ دان دوست نے عرض کیا کہ قریباً سات سمندر ہیں آپؒ نے فرمایا کون کون سے ہیں نام بتلائیں۔ دوست مذکورہ نے عرض کیا۔ بحر منجمد شمالی' بحر منجمد جنوبی' بحر الکاہل' بحر اوقیانوس' بحر ہند' بحیرہ عرب' بحر روم۔

جب وہ دوست تمام سمندروں کے نام لے چکا تو حضرت صاحب نے بڑی متانت و آہستگی سے

Marfat.com

فرمایا کہ حقیقت میں تو سمندر ایک ہی ہے۔ جس جس ملک کے ساتھ واقع ہے اس کی مناسبت سے اس کا نام علیحدہ رکھ دیا گیا ہے' ورنہ ہے ایک ہی اور بس یہ عاجز فوراً اس راز کو سمجھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ حضورؒ نے میرے حضرت امام علی حق صاحبؒ کے روضہ مبارک پر حاضر ہونے کے خیال کی تصدیق فرمادی ہے۔ ادھر میں نے اپنے دل میں خیال کیا ادھر فوراً حضرت صاحبؒ نے اپنے ارشاد مبارک کی تصدیق کے لئے فرمایا کہ کیوں مقصود احمد ٹھیک ہے کہ سمندر ایک ہی ہے۔ میں نے عرض کیا' حضرت صاحبؒ نے بالکل بجا فرمایا۔ واقعی سمندر ایک ہی ہے۔

اس ارشاد مبارک کا مطلب یہ ہے کہ مرید اپنے پیر و مرشد کے علاوہ جب کسی دوسری جگہ جائے' خواہ وہ بزرگ زندہ ہو یا وصال فرما چکے ہوں' مرید کو اپنے دل میں یہی سمجھنا چاہیے میں اپنے ہی پیر کی خدمت میں حاضر ہوں تو پھر اسے اپنے پیر مرشد جیسا ہی روحانی فیض حاصل ہوگا اور اس طرح اپنے پیر سے عقیدت بھی رہے گی۔

بابو عبدالرحمٰن صاحب ریلوے کیشیر لاہور کا بیان ہے کہ سات آٹھ سال کا ذکر ہے جب کہ بندہ حضرت صاحب کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا تو اس وقت حضرت صاحبؒ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے دوستوں میں ایک نیا آدمی تھا اس نے عرض کیا کہ حضور میرے ہاں کوئی بچہ نہیں ہے۔ شادی کیے کئی سال ہو گئے ہیں۔ تو آپؒ نے فرمایا' اچھا اللہ کریم تمہیں ایک لڑکا دیں گے۔ سائل خاموش رہا' ایک منٹ کے بعد فرمایا اچھا اللہ کریم تمہیں دو لڑکے دے دیں گے۔ وہ پھر بھی نہ بولا پھر حضرت صاحبؒ نے فرمایا' اچھا تین لڑکے ہوں گے' پھر فرمایا چار لڑکے ہوں گے۔ سائل کے دوسرے دوست جو حضرت صاحب کے پرانے خادم تھے' اشارہ کنایہ سے تنگ کر رہے تھے کہ تم کیوں خاموش ہو۔ تم بھی حضرت صاحب قبلہؒ کو کچھ جواب دو۔ خیر پھر جلدی ہی حضورؒ نے فرمایا' اچھا پانچ لڑکے ہوں گے' مگر اب دسرے دوستوں نے سائل کو بہت ہی مجبور کر دیا تو حضرت صاحبؒ کو غصہ اور جوش آ گیا کہ تم کون ہو' اس کو کیوں تنگ کرتے ہو اللہ کریم کی عنایت اور رحمت میں مخل ہوتے ہو' اٹھو سب یہاں سے باہر چلے جاؤ۔

حاجی مہر الدین گھڑی ساز و دندان ساز ملتان سے لکھتے ہیں کہ شہر سرسہ میں شب برات کے روز سے خواجہ شکورؒ کا عرس مبارک شروع ہوتا ہے اور تین دن تک رہتا ہے۔ اس عرس میں شرکت کیلئے

Marfat.com

حضرت صاحب سرکار کرماں والے" ہر سال تشریف لایا کرتے تھے۔ اور حاجی صاحب مذکور کے گھر قیام فرماتے تھے۔ حاجی صاحب حضرت سرکار کرماں والے" سے بیعت سے قبل ایک لڑکی کے عشق میں مبتلا تھے۔ سرسہ ہی میں ایک بابا باگڑ شاہ مست مشہور تھے۔ سرکار حضرت کرمانوالے" ایک دن بابا باگڑ شاہ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے اور حاجی صاحب کو بھی تاکید کی کہ روزانہ بابا باگڑ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں اور بابا صاحب کے کیونکہ دانت نہیں ہیں۔ اس لئے کوئی نرم چیز ان کو لے جا کر کھلایا کریں۔ چنانچہ یہ حسب فرمان بابا باگڑ شاہ کی خدمت میں روزانہ حاضری دیتے رہے۔ حاضری کے باجود آتش عشق بدستور ان کے نہاں خانہ دل میں سلگتی رہی۔ اور ایک دن یہ اپنی محبوبہ سے ملے تو گناہ بھی سرزد ہو گیا۔ اس لغزش کے بعد دوسرے دن ہی بابا باگڑ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بابا صاحب انہیں دیکھ کر غضب ناک ہوئے اور ان کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ اشارے کی دیر تھی کہ یہ چکرا کر گر پڑے پھر بابا صاحب نے ان کی پٹائی شروع کر دی۔ وہ پٹائی کرتے جاتے اور فرماتے جاتے ''توبہ کر' توبہ کر'' یہ توبہ توبہ پکارتے رہے آخر انہیں اپنی لغزش پر ندامت ہوئی۔ ہمیشہ کے لئے سچے دل سے توبہ کی اور پھر کبھی اس طرف کا خیال نہ کیا' بلکہ محبوبہ سے بھی نفرت ہو گئی۔ بعد ازاں انہیں معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ" نے تربیت باطنی اور اصلاح نفس کے لئے بابا صاحب کی خدمت میں حاضری دینے کی ہدایت فرمائی تھی۔

ایک دفعہ عرس شریف خواجہ ابو شکور" کے موقع پر حضرت صاحب کرمانوالے" حاجی صاحب کے گھر پر رونق افروز تھے۔ انکے محلے میں ایک نائی کے لڑکے نے کسی کو قتل کر دیا تھا اور سیشن سپرد ہو گیا تھا لڑکے کے وارثوں نے حضرت صاحب قبلہ" کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ لڑکے کو پھانسی نہ ہو۔ آپ" نے فرمایا اللہ کریگا اور پھانسی نہ ہو گی۔ چنانچہ عدالت نے پھانسی کی بجائے سزائے قید کا حکم سنایا۔

ایک دفعہ پھر محلہ والوں نے حضرت صاحب قبلہ" سے بیان کیا کہ ہمارے محلے کی فلاں لڑکی کا چال چلن خراب ہے۔ ہم کو شرم آتی ہے۔ دعا کریں۔ آپ نے فرمایا' اس لڑکی کا آخر اچھا ہو گا۔ پھر وہ لڑکی حج کو گئی حج کرنے کے بعد گھر آ کر بیمار ہو گئی اور سفر آخرت کر گئی۔

ایک دفعہ حاجی صاحب الیکشن میں ممبری کیلئے کھڑے ہوئے اور حضرت صاحب قبلہ" کے پاس فیروزپور گئے اور حضرت صاحب قبلہ" سے عرض کیا کہ ممبری کیلئے دعا کر دیں۔ آپ" نے فرمایا ''مہر دینا اس

Marfat.com

ممبری میں پیسے چلیں گے اساں غریب آدمی ہوئے اساں ممبری دا کی کرنا۔ اللہ تعالیٰ مکروہات توں بچاوے۔'' چنانچہ یہ بیٹھ گئے اور اس وارڈ میں جس نے پیسے خرچ کئے وہ ممبر بنا۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

بیسویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

ہر کہ بیند روئے پاکاں صبح وشام
آتش دوزخ شود بروئے حرام

جو پاک لوگوں کا چہرہ صبح وشام دیکھتا ہے
اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے

Marfat.com

سید محمد قاسم شاہ خطیب درگاہ حضرت امام بری نور پور شاہاں ضلع راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ بندۂ ناچیز کو تعلیم حاصل کرنے کے سلسلہ میں جامعہ محمدیہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں تقریباً تین سال رہنے کا اتفاق ہوا۔ حسن اتفاق سے مولانا جلال الدین شاہ صاحب مہتمم جامعہ محمدیہ اور مولانا محمد نواز صاحب صدر مدرس، حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحب کیلیانوالی سرکار کے مرید تھے اور اکثر طلباء بھی حضرت موصوف کے معتقد تھے۔ بدیں وجہ حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوریؒ اور حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرماں والےؒ کا اکثر تذکرہ ہوتا، اور ان کے حالات وکرامات بیان کیے جاتے۔ جن کے سننے سے بندۂ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ اور شاہ صاحب کا کافی معتقد ہو گیا خیال تھا کہ حضرت میاں صاحبؒ تو انتقال فرما گئے ہیں لیکن حضرت شاہ صاحب کیلیانوالی سرکار کا دیدار حاصل کرلوں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے انتقال کی خبر موصول ہوئی تو نہایت حسرت ہوئی کہ مجھے دیدار حاصل نہ ہوا۔ پھر لوگوں سے پوچھا کہ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کے خلفاء میں سے بقید حیات کون کون ہیں؟ تو پتہ چلا کہ خلفاء کرام کے علاوہ حضرت میاں صاحب قبلہؒ کے اجمل واعظم خلیفہ حضرت صاحبؒ کرمانوالے بقید حیات ہیں تو بندہ ان کی زیارت کیلئے حضرت کرمانوالہ شریف نزد اوکاڑہ حاضر ہوا اس وقت بندہ جامعہ محمدیہ بھکھی تحصیل پھالیہ میں زیر تعلیم تھا) آپؒ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا "تو بڑا محبت خورا ایں تینوں تے قیامت تک نہیں چھوڑنا"۔ پھر آپ نے اپنے پاس بٹھا کر کچھ علمی باتیں فرمائیں۔ اور بڑی پیاری باتیں کیں۔ بندہ آپؒ کے سامنے دوزانو حاضر تھا دو تین آدمی اور بھی تھے۔ آپؒ چارپائی پر باہر دھوپ میں تشریف فرما تھے۔ اسی اثناء میں آپؒ کا کھانا خادم نے حاضر کیا۔ برتن امیرانہ تھے۔ بندے نے وہاں بیٹھتے ہی دل میں خیال کیا کہ حضرت میاں صاحبؒ کے متعلق سنا تھا کہ وہ مٹی کے برتنوں میں کھانا تناول فرمایا کرتے تھے لیکن اس کے برعکس ان کے یعنی کرمانوالی سرکارؒ کے برتن امیرانہ ہیں تو آپؒ فوراً میرے باطنی خیال سے مطلع ہو کر فرمانے لگے "پیر جی ساریاں نوں اک تے قیاس نہ کریا کرو"۔ اپنی اپنی ڈیوٹی ہوندی ہے" تو بندہ کو اطمینان قلب حاصل ہوا۔ کہ فی الواقع بزرگوں کے اپنے اپنے رنگ ہوتے ہیں۔ اور ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ اس واقعہ کے بعد بندہ اجازت لیکر واپس آ گیا۔ دو تین سال کے بعد

Marfat.com

تحصیل علم سے فراغت حاصل کر کے لاہور کی ایک مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہا تھا کہ پھر خیال پیدا ہوا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی زیارت کی جائے لیکن اس دفعہ پروگرام طے کیا کہ تقریباً ایک ہفتہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں رہ کر دیکھوں گا' اگر اطمینان قلب حاصل ہوا تو آپؒ کی ارادت حاصل کروں گا ورنہ نہیں۔ چنانچہ اسی پروگرام کے تحت آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؒ نے مجھ سے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ کیا کام کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ''لاہور سے آیا ہوں اور امامت و خطابت کرتا ہوں''۔ تیسرا سوال جو آپؒ ہر نوارد سے پوچھتے تھے کہ یہاں کیوں آئے ہو؟ مجھ سے نہ کیا' کیونکہ آپؒ نے فراست قلبی سے معلوم کر لیا تھا کہ یہ ایک ہفتہ یہاں رہنا چاہتا ہے۔ اگر میں نے پوچھا تو اس کا راز فاش ہوگا اور مقصد حاصل نہ ہوگا۔ لہٰذا آپؒ نے یہ سوال ہی نہ فرمایا۔ بندہ وہاں ہی دربار شریف میں قیام پذیر ہو گیا۔ کھانا کھانے اور نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر آپؒ کی مجلس میں بیٹھ جاتا۔ آنے والوں سے آپؒ کی گفتگو مبارک اور تمام حالات کو بچشم خود دیکھتا۔ اسی اثناء میں جمعہ کا دن آ گیا۔ میں آپؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک خادم آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ چلو جمعہ کے لئے صفاں وچھائیے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے یہ بات سنتے ہی فرمایا ''نہیں نہیں اے تے میرا پیر ہے۔ عالم فاضل ہے اس نوں نہیں لے جانا۔ یہ آپؒ کی ذرہ نوازی تھی ورنہ من آنم کہ من دانم ۔ پھر بندہ آپؒ کی خدمت میں تقریباً پانچ ماہ حاضر رہا اور سینکڑوں کرامات دیکھنے کا موقع حاصل ہوا۔ صرف تبرکاً حضرت صاحب قبلہؒ کے ایک دو واقعات عرض کر دیئے ہیں۔

غلام حسین جنجوعہ بھیلی وال تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم بیان کرتے ہیں کہ 1956ء مطابق رمضان المبارک 1377ھ کا ذکر ہے کہ مجھے کسی ذاتی کاروبار کی وجہ سے ضلع میانوالی غلہ منڈی کی مسجد میں نماز تراویح ادا کرنے کا اتفاق ہوا۔ بندہ پھر نماز تہجد کی ادائیگی کیلئے مسجد مذکور میں حاضر ہوا' تو وہاں دو بزرگ تشریف فرما تھے۔ تقریباً رات کے دو بج چکے تھے۔ میں نماز تہجد سے فارغ ہو کر درود شریف کا ورد کر رہا تھا کہ ایک بزرگ نے اپنے دوسرے ساتھی سے سوال کیا کہ چند دنوں سے یہاں ایک اجنبی درویش نظر آ رہا ہے جو بازاروں میں چکر لگاتا رہتا ہے اور کسی سے بھی کوئی خیرات طلب نہیں کرتا۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ کوئی جاسوس ہے اور سکھ فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ بات سن کر دوسرے بزرگ نے کہا' یہ سکھ

Marfat.com

نہیں ہے یہ مالاکنڈ کا رہنے والا ہے اور پٹھان قوم سے تعلق رکھتا ہے اور اس دور کا قلندر ہے جسے کچھ دنوں کے لئے روحانی فرائض انجام دینے کیلئے متعین کیا گیا ہے۔

میں نے جب یہ باتیں سنیں تو ان بزرگوں کی گفتگو میں اور دلچسپی لینے لگا اور ان کے قریب ہو بیٹھا۔ میرے قریب ہونے پر ایک بزرگ نے مجھ سے استفسار کیا کہ "تم یہاں رہتے ہو؟" میں نے جواباً عرض کیا "میں منٹگمری میں رہتا ہوں"۔ انہوں نے فرمایا کہ "خاص منٹگمری؟" بندہ نے کہا "نہیں اوکاڑہ" پھر انہوں نے پوچھا "کیا تم خاص اوکاڑہ شہر میں رہتے ہو"۔ بندہ نے عرض کیا کہ میں چک نمبر SL/23 تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری کا ہوں۔

تو پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ "سید پیر محمد اسمٰعیل شاہ صاحبؒ" کی جائے مقام آپ سے کتنے فاصلے پر ہے تو میں نے عرض کیا کہ تقریباً چھ سات میل۔ پھر دوسرا سوال یہ کیا گیا آپ کبھی ان کے دربار عالیہ پر جاتے ہیں" تو میں نے عرض کیا کہ اکثر جمعہ کیلئے حاضر ہوا کرتا ہوں۔ اور نماز جمعہ وہیں ادا کرتا ہوں۔ آپ فرمانے لگے کہ ___ وہاں ضرور جایا کریں۔ دوسرے ان کے بزرگ ساتھی نے پوچھا حضرت وہ پیر صاحب کون ہیں تو آپ نے فرمایا کہ "وہ اس زمانے کے قطب ہیں"۔

قصور سے اشرف علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مجھے بخار ہو گیا جس کا میں نے کافی علاج کرایا لیکن کوئی آرام نہ آیا جب میں بالکل کمزور ہو کر رہ گیا' تو میرے دادا مجھے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں لے گئے' آپؒ اس وقت ایک مالٹا تناول فرما رہے تھے جس سے آپؒ نے دو عدد پھانکیں مجھے بھی عطا کیں۔ پھر میرے دادا نے میرے بخار کے متعلق عرض کیا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا "دل محمد جا تیرا چھوور راضی ہو جائے گا اور تو کیا کہتا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب میں وہاں گاڑی میں بیٹھا تو میری حالت ہی کچھ اور تھی اور بخار کا نام و نشان نہ رہا اور میں آہستہ آہستہ طاقتور ہو گیا۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ کے ایک مرید حج کو گئے۔ جب وہ واپس آئے اور آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے مدینہ منورہ اور مکہ شریف میں پیش آنے والے تمام واقعات اسے سنائے۔ جسے سن کر وہ حیران ششدر رہ گئے۔

جب درویش حضرت صاحب قبلہؒ کا کوئی مکان یا کمرہ غیرہ بناتے تو آپؒ وہاں موجود نہ ہوتے

Marfat.com

ہوئے بھی ان کی تمام غلطی ان کو سمجھا دیا کرتے۔

اگر کسی آدمی کو پیٹ میں کوئی تکلیف ہوتی تو حضرت صاحب قبلہؒ فرمادیتے کہ "جا میرے کنوئیں کا پانی پی لے اللہ خیر کر دیگا"۔

ایک دفعہ ایک ہندو ملنگ آپؒ کے پاس کرمونوالے شریف میں حاضر ہوا، جس نے لنگوٹ باندھا ہوا تھا، درویشوں نے بہت روکا کہ تو حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس نہیں جا سکتا، کیونکہ اس کا شرعی جسم ڈھکا ہوا نہیں تھا، لیکن اس نے ضد کرتے ہوئے کہا، چاہے مجھے جان سے مار ڈالو مگر میں ضرور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہوں گا۔ جب آپ سے شکایت کی گئی تو آپؒ نے آنے کا حکم دیا، درویشوں نے اسے تہبند باندھ کر بھیج دیا۔ جب وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو کہنے لگا۔ کہ حضور پہلے آپؒ نے مجھے ایک ملنگنی دلوائی تھی جو کہ مرگئی ہے اور اب ایک اور ملنگنی لے کر جاؤں گا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "جا بھی مل جائے گی جو کہ مل گئی۔

ایک دفعہ قصور کے صدیق کمہار کا ایک جوان بیٹا حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں شادی کی دعا کیلئے آیا جو کہ شادی سے بالکل ناامید ہو چکا تھا اور نہ ہی اس کا کوئی رشتہ دار تھا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں دیہات، فلاں کے گھر، فلاں نامی لڑکی کے ساتھ تیری شادی ہو جائے گی۔ یہ ارشاد سن کر وہ بہت حیران ہوا، کیونکہ اس دیہات کی لڑکی کو وہ جانتا بھی نہیں تھا، لیکن یہی لڑکی اس کی بیوی بن گئی۔

حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس ایک دفعہ شوگر کی بیماری کا مریض آ گیا تو آپؒ نے اس کا سوال سن کر فرمایا "گرم گرم گڑ کھایا تھا نا"۔ وہ کہنے لگا ہاں حضور کھایا تھا، تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "اب گرم گڑ نہ کھانا"۔ یہ آدمی چند دنوں بعد بالکل صحت یاب ہو گیا۔

قصور کا ایک شخص حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، جو کہ ہجیروں کا مریض تھا۔ آپؒ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ اللہ خیر کردے گا۔ اور ساتھ ہی اس کا دل ٹھہرانے کیلئے ایک دوائی بھی بتادی کیونکہ وہ لوگوں کے اصرار پر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اس کا دل اس چیز سے منکر تھا۔ اس لئے اس نے آپؒ کی بتائی ہوئی دوا نہ کی، کیونکہ آپؒ کی زبان سے شفا کا لفظ نکل چکا تھا، جس کی وجہ سے چند دنوں کے بعد وہ صحت یاب ہو گیا اور بعد میں اس کو یقین آ گیا۔

Marfat.com

ایک دفعہ احمدیہ فرقہ کے دو صاحبان حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے سوچا کہ لنگر سے ہم کھانا کھالیں۔ لیکن ان کے پاس ایک چوری کا پستول تھا' جو کہ انہوں نے باہر زمین میں دفن کر دیا تھا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ ''جاؤ بھئی کوئی چوری کا پستول نہ نکال کرلے جائے۔ جب انہوں نے یہ سنا تو وہ آپؒ سے بیعت ہو گئے۔

ایک دن قصور کا ایک سمندہ نامی موچی اور اس کا ایک ساتھی چوری کا چارہ کاٹنے جارہے تھے' انہوں نے سوچا کہ اس آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے جائیں' انہوں نے اپنی درانتی کہیں چھپادی۔ جب وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی حاضری سے فارغ ہو کر آنے لگے تو آپؒ نے فرمایا'' کہ جاؤ بھئی کوئی چوری کا چارہ کاٹنے والی درانتی نکال کر نہ لے جائے۔ یہ بات سن کر انہوں نے چوری کا ارادہ ترک کر دیا۔

ایک دفعہ تین چور' چوری کرنے جارہے تھے۔ جب وہ حضرت صاحب قبلہؒ کے آستانہ عالیہ سے گزرے تو انہوں نے سوچا کہ یہاں لنگر کا کھانا کھاتے جائیں۔ جب وہ لنگر کا کھانا کھارہے تھے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے انکو ارشاد فرمایا کہ'' بھئی روٹی خوب اچھی طرح کھالو۔ کیا پتہ رات کو کب کھانا ملے۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو حضرت صاحب قبلہؒ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی اور نیک بن گئے۔

کرموں والے کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیریؒ کے گدی نشین نے حضرت صاحب قبلہؒ کو خط لکھا کہ آپؒ اجمیر شریف تشریف لائیں کیونکہ خواجہ غریب نوازؒ آپؒ کو یاد فرماتے ہیں۔ جواب میں آپؒ نے لکھا کہ ہم جس وقت آئیں تو مزار میں سے تمام بندے نکالدیئے جائیں۔ جب آپؒ اجمیر شریف گئے تو مزار سے تمام لوگوں کو نکال دیا گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ اندر داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت معین الدین چشتیؒ قبر سے باہر نکلے اور گفتگو کے بعد حضرت قبلہ کو پکڑ کر خوب اچھی طرح جھنجوڑا مگر حضرت صاحب قبلہؒ فرماتے ہیں'' ہم ڈرے نہیں'' یہ کام صرف حضرت غریب نواز معین الدین چشتی نے حضرت صاحب قبلہؒ کی روحانی طاقت کو مستحکم کرنے کیلئے کیا تھا۔

جب حضرت صاحب قبلہؒ کا وصال نزدیک تھا تو آپؒ نے موجودہ مزار والی جگہ پہلے سے ہی

Marfat.com

بالکل صاف کرادی تھی۔ وہاں پر جو لکڑیاں وغیرہ پڑی ہوئی تھیں' آپؒ نے تمام اٹھوا دیں اور آپؒ نے پہلے ہی وہاں پر دیا جلانا شروع کروا دیا تھا۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ کو خط لکھا میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں تو حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ نے جواب میں لکھا کہ "آپ کے آنے سے یہاں رحمت کا مینہ برسے گا"۔

ایک دفعہ قصور کا ایک آدمی شیخ سراج دین' حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس گیا' جو کہ سفر میں اپنے پاس تھوڑا سا تمبا کو بھی رکھتا تھا تا کہ اگر کسی کے ہاں حقہ پینا پڑے اور دوسرا حقے والا تمبا کو مانگ لے تو اس کو دے دیا جائے۔ جب حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس مع تمبا کو (جو کہ تہبند کے پلو میں بندھا ہوا تھا) کے حاضر ہوا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا "بھئی ہم کو تمبا کو کا پتہ تو چل جاتا ہے' بھلا مریدوں کی نماز پڑھنے کا علم کیوں نہیں ہوتا۔ یہ بات سن کر وہ حیران رہ گیا۔

ایک مرتبہ اس کی چچی کو ٹی بی ہو گئی' چونکہ بہت ہی مہلک مرض ہے۔ تمام ڈاکٹروں نے جواب دے دیا' بہت سے ٹیکے لگوائے لیکن بے سود رہے آخر کار اس کے چچا حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس گئے۔ اور ان کے متعلق عرض کیا' تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "اللہ خیر کر دے گا۔ بعدہ وہ بالکل تندرست ہو گئی۔

کیونکہ ولی کا تعلق ہر وقت اس کے رب اور رسولؐ سے رہتا ہے لیکن حضرت صاحب قبلہؒ فرماتے ہیں کہ انسان عبادت کرتا ہے۔ عبادت کرتے کرتے وہ بہت نیک اور متقی ہو جاتا ہے اور آخر کار اس کا دل بھی عبادت کو لگ جاتا ہے' یعنی ظاہر کام کوئی اور ہو رہا ہوتا ہے اور باطن مصروف عبادت ہوتا ہے۔ لیکن حضرت صاحب قبلہؒ ولی کامل کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے جسم کا ہر بال اور رونگٹا عبادت کرے"۔ آپؒ کی زبان مبارک سے کئی دفعہ یہ بھی سنا ___ کہ "جو دم غافل سو دم کافر" ظاہر کچھ لیکن باطن میں خدا ہو اور یہی مقام ہے کہ جسے للّٰہیت کہتے ہیں یعنی ولی کامل یہاں تک پہنچ کر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے ___ وہ اللہ کی للّٰہیت میں اپنے جسم کو فنا کر دیتا ہے۔ جس طرح ہم لوہے کو گرم کریں' حتیٰ کہ وہ آگ سے سرخ ہو جائے تو پھر وہ لوہا ہی کہے کہ میں آگ ہوں تو اس میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ ہرگز

Marfat.com

نہیں۔ اگر ہم اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ذرا آگے بڑھیں تو حضرت منصورؒ کا نام ہماری آنکھوں کے سامنے تیرنے لگتا ہے۔ مندرجہ بالا چیز کو مدنظر رکھ کر ہی انہوں نے اپنے آپ سے کہا تھا کہ انا الحق کہ میں خدا ہوں۔ کیونکہ لوہا جب گرم ہو کر سرخ ہو جائے تو وہ آگ ہی ہوتا ہے' آگ میں رنگا جاتا ہے۔ اس لئے حضرت منصورؒ نے اپنے آپ کو خدا کہا تھا کیونکہ وہ خدائی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور للّٰہیت میں فنا تھے اور صرف خدا ہی ان کے اندر موجود تھا اور اپنا جسم انہوں نے للّٰہیت کی خاطر فنا کر دیا تھا۔ کیونکہ حضور پاکؐ کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کے ہاتھ بن جاتا ہے' کان بن جاتا ہے' پاؤں بن جاتا ہے' آنکھیں بن جاتا ہے۔ یعنی جب خدا ہی اندر ہو تو پھر جسم کی حرکت خدا کی حرکت۔ اس کا بولنا خدا کا بولنا ہو جاتا ہے۔

اسی وجہ سے حضرت صاحب قبلہؒ کبھی کبھی ارشاد فرماتے کہ حضور پاکؐ کی بڑی شان ہے اور کبھی کبھی فرماتے کہ اللہ کی بڑی شان ہے اس موضوع پر مولوی محمد عمر صاحب اچھروی فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت صاحب قبلہؒ میں خدا اور اس کے رسولؐ موجود ہوتے ہیں جس کی وجہ سے جیسے حضرت منصورؒ نے کہا کہ انا الحق اس لئے کبھی آپؒ کہتے کہ خدا کی بڑی شان ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ حضورؐ کی بڑی شان ہے۔ یہ الفاظ حضرت صاحب قبلہؒ کے منہ سے بیساختہ کئی بار نکل جایا کرتے تھے۔ یہ اس وقت نکلتے جب آپؒ کا خدا یا اس کے رسولؐ سے الگ تھلگ تعلق ہوتا تھا اور اس وقت آپؒ کے اندر خدائی جلوہ موجزن ہوتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

اکیسویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

سرمہ کن در چشم خاک اولیاء
تا کہ بیند ابتدا تا انتہا

اولیاء کی خاک پا کو سرمہ بناؤ
تا کہ اول تا انتہا چیزوں کا مشاہدہ کرلو

Marfat.com

صوفی محمد بشیر صاحب برگنزا کوارٹر گڑھی شاہو لاہور بیان کرتے ہیں کہ احقر عرصہ سے ایک پیر کامل کی تلاش میں تھا کہ کچھ عرصہ پہلے مجھے ایک کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا جس کا نام آفتاب ولایت ہے۔ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وقت ضائع کئے بغیر فوراً حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے۔ لہٰذا اللہ کا نام لیکر صبح چار بجے ہی گھر سے روانہ ہو گیا اور گاڑی میں بیٹھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی۔ آپؒ نے مجھ جیسے گنہگار کو سلسلۂ نقشبندیہ میں داخل کر لیا۔ اور نماز پنجگانہ کے بعد گیارہ دفعہ قل شریف اول و آخر درود شریف سوتے وقت قبر کا تصور اور دل پر کلمہ طیبہ کا نقش جمانے کی نصیحت کی اور داڑھی رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ اللہ کریم کی مہربانی سے اور حضور کی دعا کی برکت سے مجھے اس کے بعد داڑھی منڈوانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور غیر شرعی کاموں سے زبردست نفرت ہو گئی، جن کو میں پہلے دل و جان سے عزیز رکھتا تھا ــــــ اور اللہ اللہ کرنے میں وہ لذت نصیب ہوئی کہ میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں ابھی پچیس سال کا ماڈرن جوان تھا، اسلئے جب داڑھی رکھی تو بعض لوگوں نے شروع شروع میں کہنا شروع کر دیا کہ جب بوڑھے ہو گے تو پھر داڑھی رکھنا، مگر حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا کی برکت سے جب داڑھی شریعت کے مطابق پوری ہو گئی تو وہی لوگ جو مشورہ دیتے تھے اب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ خدا کی قسم بشیر تمہیں داڑھی بہت خوبصورت لگتی ہے اور تمہارے چہرے پر حسن برستا ہے۔ میں نے ان لوگوں کو کہا کہ یہ داڑھی کسی اللہ والے نے رکھوائی ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ کی ہے خوبصورت کیوں نہ لگے۔

میں بڑے سگریٹ پیتا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ سے ایک دفعہ پوچھا تو آپؒ نے منع فرما دیا۔ مگر باوجود منع کرنے کے پھر بھی نہ چھوڑے۔ حضور نے پھر دو دن لگاتار خواب میں فرمایا کہ تمہیں کہا تھا کہ سگریٹ چھوڑ دو، آخر چھوڑنے پڑے۔

یہ خاص واقعہ بھی سن لیں۔ میرے گھر اللہ تعالیٰ نے تیسرا بچہ دیا جس کا نام محمد اقبال ہے اس کے پیر پیدائشی جڑے ہوئے تھے جس کو ہر دیکھنے والے نے کہہ دیا کہ یہ کبھی بھی سیدھے نہیں ہو سکتے۔ میں نے لاہور امریکن ہسپتال میں چھ ماہ لگاتار علاج کرایا۔ جس پر تقریباً چھ سو روپیہ خرچ ہو گیا اور چھ ماہ کے بعد

Marfat.com

ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ اس کا آپریشن کر کے پھر پیر سیدھے کئے جا سکتے ہیں۔ مگر میری بیوی نے کہا کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے معصوم بچہ ہے اس کا کبھی بھی آپریشن نہیں کراؤں گی اور پھر آپریشن کے بعد بھی پیر پھر ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ آخر ہم دونوں میاں بیوی بہت پریشان تھے۔ سوچا کہ چلو حضرت صاحب قبلہؒ سے دعا کرائیں۔ ڈاکٹر نے تو لاعلاج کر ہی دیا ہے۔ اور پھر ہم نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو حضور نے دعا فرمائی۔ میں بیوی اور بچوں کو گھر آزاد کشمیر موضع بٹر بنگ تحصیل بھمبر میں چھوڑ آیا۔ ایک ماہ کے بعد جب گھر گیا تو وہی بچہ گلی میں بالکل صحیح حالت میں کھیل رہا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت حیرانگی ہوئی کہ بغیر کسی علاج کے بچے کے پاؤں بالکل سیدھے ہو چکے تھے۔ میں لاہور ریلوے میں ملازمت کرتا ہوں اور میرا اصلی وطن موضع بٹر بنگ تحصیل بھمبر ضلع فیروز پور آزاد کشمیر ہے۔

محمد مفتی صاحب ضلع اٹک فتح جنگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ سرکار کرمانوالے کی خدمت میں دربار عالیہ کرمونوالہ شریف میں ایک دفعہ اپنے ایک قریبی بھائی کے ساتھ حاضر ہوا' تو آپؒ نے فرمایا کہ میں نے تو کہا تھا کہ جو بڑے بے قرار ہوں ان کو پہلے لاؤ' ہمارے متعلق سرکارؒ نے فرمایا کہ یہ تو اپنے گھر کے آدمی ہیں۔ اس کے بعد آپؒ نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا۔ کچھ پانی حضرت صاحب قبلہؒ نے نوش فرمایا' باقی پانی میرے قریبی بھائی کو عطا فرمایا' باقی جو رہا اس کے متعلق بندے کو فرمایا کہ تم پی لو۔ وہ بندے نے پی لیا۔ یہ جنگ جرمنی سے پہلے کی بات ہے۔ حضور کی کرم بخشی کی انتہا نہیں ہے۔ ہر ملنے والے کا یہی دعویٰ تھا کہ سرکارؒ مجھ پر زیادہ کرم فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ میرے دل میں بھی یہی خیال آیا۔ جب دربار شریف میں حاضر خدمت ہوا' تو حضرت صاحب قبلہؒ نے بندے کا حال پہلے کی طرح دریافت نہ فرمایا۔ جب کہ دو تین دفعہ بندہ صبح کو قبل دوپہر اور بعد دوپہر حاضر خدمت ہوتا رہا آخر دوسری یا تیسری دفعہ بندہ واپس باہر آنے لگا۔ دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''مولویا تیرے نال محبت ای اے''۔

ایک دفعہ کرموں والا شریف میں بندہ ایک کیک بنوا کر لے گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بڑے اہتمام سے پیش کیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ ''یہ کیا ہے؟'' بندے نے عرض کیا کہ ''جناب اس کو کیک کہتے ہیں۔'' سرکارؒ نے فرمایا کہ ''روٹی ہوئی نا'' میں نے عرض کیا ''نہیں جناب یہ کیک ہے''۔ بھئی

Marfat.com

روٹی ہوئی نا' آپؒ نے دوبارہ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے سب بیلیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ''مولوی جی اسیں جدوں مدینہ شریف چلئے تے ایہو جیاں روٹیاں نال لے چلئے تے اک سڑک ایتھوں بنوایئے سنگ مرمر دی۔ دسو مولوی جی اِنج ناں کریئے؟ آپاں سارے اکھاں میٹ لئے فیر کھولدیئے تے مدینہ شریف پہنچے ہوئیے۔''

فرمایا ''مولوی جی نبی ﷺ دا بڑا شان ایں۔ مولوی جی جس نوں حضرت نبی کریمؐ بخش دین گے اوہ بندہ اگوں اٹھ بندیاں نوں بخش سکدا اے آؤ بھئی کوئی حسابی بندے ایتھے موجود اے تے ذرا حساب تے کر دیؤ اگوں جہڑے اٹھ بندے بخشے گئے اوہ فیر اٹھ اٹھ بندیاں نوں بخشاون دی توفیق والے ہو جان گے۔ اچھا بھئی حساب کرو۔ ایہہ زمین تے ای حساب کری جاؤ''۔

چنانچہ دو چار پڑھے لکھے زمین پر ضرب دینے لگے جب حاصل ضرب آتا حضور فرماتے کہ اب اس کے بعد پھر آٹھ سے ضرب دو کہ یہ سلسلہ روز محشر تک چلے گا۔ آگے چل کر ضرب دینے والے حاصل ضرب نکالنے سے عاجز آ گئے اور حساب نہ ہو سکا۔ کسی نے عرض کر دیا کہ جناب آگے ضرب نہیں دتی جاندی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ کہ حضور نبی کریمؐ کی رحمت بے حساب ہے۔ ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ مولوی جی م کے معنی تو کئی لوگوں نے کیئے ہیں' کبھی کسی نے (دال) کے معنی بھی کیئے ہیں؟ مولوی جی ایہہ (دال) دی طفیل ای سانوں دال روٹی مل دی اے ناں۔

پاک پتن شریف عیدگاہ میں جب حضرت صاحب قبلہؒ تشریف فرما تھے تو بندہ کیمبل پور سے پاک پتن شریف سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوا جب اسٹیشن پر اترا جس تانگے کی طرف جاتا وہ پہلے ہی بھر کر شہر پاک پتن شریف کو روانہ ہو جاتا۔ اسی طرح پانچ سات تانگے اسی ٹرین کی سواریاں لیکر سٹیشن سے چلے گئے۔ چنانچہ اب پیدل جانے کیلئے ارادہ ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اعلیٰ درجے کا نیا چمکتا ہوا تانگہ جس کا گھوڑا اور ساز چمک رہے تھے۔ وہ خالی اسٹیشن کی طرف آ رہا ہے اور میرے نزدیک آ کر کھڑا ہو گیا۔ ہمت تو نہ پڑی تھی' ان تانگہ بان کو کہوں کہ مجھ کو عیدگاہ کی جانب لے چل' کیونکہ یہ تانگہ کوئی رئیسی تانگہ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جب وہ خالی ہی واپس جانے لگا تو بندہ نے ہمت کر کے کہہ ہی دیا کہ بھئی میں نے عیدگاہ جانا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ فوراً اس تانگہ بان نے کہا جی بیٹھو۔ بندہ بیٹھ گیا اور

Marfat.com

وہ چل پڑا۔ میں نے کہا بھائی کرایہ چکالو پھر بعد میں جھگڑا نہ کرنا۔ کہا جو مرضی ہے دے دینا ____ میں نے کہا بھائی میں نے سالم تانگہ نہیں لیا۔ اجی کیا ہے آپ کے پاس؟ میں نے کہا بھائی ٹوٹے ہوئے تو تین آنے ہیں۔ اگر کچھ زیادہ لینا ہے تو روپے سے باقی دے دو۔ اس نے تین آنے ہی لے لئے اور عید گاہ پاک پتن شریف چھوڑ کر چلا گیا۔

پاک پتن شریف میں سرکارؒ ایک لکڑی کے پھاوڑے سے مٹی کو ہموار کر رہے تھے اور بیلی بھی ساتھ مصروفِ عمل تھے۔ سرکارؒ نے فرمایا کہ مولوی جی وہ بیلوں والے اپنے بیلوں کو کیا کہا کرتے ہیں؟ اس کا کیا مطلب ہے تتا تتا تتا کہ تتا ہی رو ٹھنڈا نہ ہو پر میری ریس نہ کریئو ______

وہاں پاک پتن شریف عید گاہ میں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں ایک سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ایک شخص موٹے منکوں کی مالا گلے میں ڈالے ایک موٹی ڈانگ بھی لئے ہوئے سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ "بھئی ہم تو سبز کپڑے سے اپنے قرآن شریف کے جزدان بناتے ہیں۔ اور یہ مالا بھی بڑے موٹے منکوں کی گلے میں ڈال رکھی ہے۔ بھئی تم نے یہ ڈنڈا بھی بڑا موٹا اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ پھر تو بھئی تم لوگوں کو ڈراتے ہوگے۔ بھئی سائیں جی تم کام کیا کرتے ہو۔ سبز رنگ کے کپڑے والے نووارد سائیں نے عرض کیا کہ سرکارؒ کام کیا کرنا ہے۔ سڑک پر دھواں ڈالا ہوا ہے۔ آتے جاتے مسافروں کو حقہ تمبا کو پلاتا ہوں۔ سرکارؒ نے فرمایا کہ دھواں پاؤ نا تے رب رسولؐ دے نال پا ایہہ کی دھواں اے ___

ایک پہلوان حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا' عرض کیا سرکارؒ میری کشتی باندھی گئی ہے۔ میں جناب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ اس پہلوان کو پچھاڑ دوں۔

سرکارؒ نے فرمایا کہ "ڈاہ لیا تے تد کی ___ جے کشتی کرنی اے تے اپنے نال کر"۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا "اچھا جا ڈاہ لیں گا"۔

ایک دفعہ فرمایا سرکارؒ کرماں والے نے کہ پہلوں آپ شمع سڑدی اے تاں لوکاں نوں چانن کردی اے۔

پھر ایک دفعہ فرمایا کہ "جیسی محبت اللہ والے کردے نیں ماں تے ناں پیو کردے نیں"۔

Marfat.com

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ''بھئی کوئی برا کام کسی کے سامنے کیا جا سکتا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ جناب ایسا نہیں ہوسکتا۔ارشاد فرمایا ''اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو پھر جب کہ اللہ دیکھ رہا ہو، پھر تو بالکل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ کوئی بھی کام کرتے وقت یقین کرنا چاہیئے کہ اللہ مینوں وہندا پیا اے''۔(اللہ مجھے دیکھ رہا ہے)

1941ء میں ایک دفعہ بندہ امرتسر سے اپنے ہیڈ کوارٹر لاہور این ڈبلیو آر ہسپتال میں ایک دو ماہ کی رخصت حاصل کرنے آیا۔کاغذات ایل ایم او لاہور مسٹر ہاورتھ اپچ کو بھجوا دیئے اور خود باہر آ کر انتظار میں بیٹھ گیا۔چھٹی ملنے کی امید کم تھی۔انتہائی غمگین ہو کر بیٹھ رہا۔کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب قبلہؒ کے چار پانچ خدام آ رہے ہیں۔میں آگے بڑھ کر حضورؒ کے خدام کو ملا۔دریافت کیا کہ کہاں کا قصد ہے اور کہاں سے تشریف آوری ہوئی ہے۔مجھے بتایا گیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ میاں صاحبؒ کے عرس مبارک پر شرقپور شریف جا رہے ہیں اور حضرت صاحب قبلہؒ پیچھے پیچھے ہیں ــــــ چنانچہ تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ حضرت صاحب قبلہؒ شاہو کی گڑھی کی جانب سے تشریف لا رہے ہیں۔آپؒ نے کالی گرم چادر اوڑھ رکھی تھی۔چہرہ مبارک بھی تقریباً چھپا ہوا تھا۔جب حضرت صاحب قبلہؒ کچھ آگے نکل گئے تو میں پیچھے پیچھے چل پڑا، تا کہ جب حضور والا آسٹریلین مسجد کے اندر قیام فرمائیں تو قدم بوسی کا شرف حاصل کروں۔چلتے چلتے میں حضرت صاحب قبلہؒ کے کچھ زیادہ ہی قریب پہنچ گیا۔آپؒ فوراً ہی بندے کی طرف متوجہ ہوئے اور بندے کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا۔''ایہہ بابو میرا کتھوں آیا اے''۔عرض کیا سرکار ''چھٹی حاصل کرنے آیا ہوں۔حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ''جاؤ اللہ خیر کردے گا'' اور مجھے وہاں سے ہی واپس کر دیا جب واپس ہسپتال پہنچا تو چھٹی منظور ہو چکی تھی۔اس طرح بندہ کی غمگینی سرکارؒ کی تشریف آوری سے راحت اور مسرت میں بدل گئی۔

آخری زیارت مبارک 1965ء میں حضرت کرمانوالہ شریف میں ہوئی۔صبح کو اجازت دینے سے پہلے حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا'' او جی تسی چاہ وی پیندے او۔عرض کیا کہ ہاں سرکارؒ ہمارے ضلع کیمبل پور میں چائے کا رواج کچھ زیادہ ہی ہے۔لوگ کثرت سے چائے پیتے ہیں۔آپؒ نے خادم خاص کو حکم دیا کہ ''بھئی اینہاں لئی چائے لے آ'' حضرت صاحب قبلہؒ چارپائی پر حسب معمول تشریف فرما

Marfat.com

تھے۔ حاضرین خدمت عالیہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بیلی نعت پڑھ رہا تھا۔ فوراً ہی ایک بہت بڑی چینک چائے کی اور کچھ رس ٹرے میں رکھے ہوئے حضرت صاحب قبلہؒ کے کمرے کے پچھلے کمرے میں رکھ کر بندے کو حضور کے خادم خاص اٹھا کر لے گئے کہ جا کر چائے پی لو جی۔ اس خاص کرم نوازی کی وجہ سمجھ میں نہ آ سکی۔

1965ء میں آخری زیارت حضرت صاحب قبلہؒ کی میو ہسپتال میں ہوئی۔ وہ بھی صرف کھڑکی سے۔ اس کے بعد جب دوبارہ فتح جنگ سے لاہور میو ہسپتال حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ سرکارؒ صحت یاب ہو کر مونوالہ شریف تشریف لے گئے ہیں۔

ایک دفعہ بندہ حضرت کرمانوالہ شریف میں حاضر ہوا تو کئی دن یہ سلسلہ جاری رہا۔ کہ بندے سے دوسری طرف جس قدر بھی بیلی بیٹھے ہوئے تھے سب کا احوال دریافت فرما کر دعا برکت کے ساتھ رخصت کر دیتے۔ اور جب بندے کی باری آتی تو آپؒ فرما دیتے اچھا بھئی چلو نماز پڑھ لیں۔ یا روٹی کے متعلق فرماتے کہ بھئی اپنے بیلیاں نوں روٹی راٹی کھواؤ ناں۔ جب اس طرح کئی دن گزر گئے، تو ایک دن بندہ سامنے ہو کر عرض کرنے گیا کہ سرکارؒ ابھی اتنا ہی عرض کرنے پایا تھا تو سرکار فرمانے لگے "تہانوں کی لوڑا ے ___ گل کرن دی تسیں تے روز دے آون جان والے او۔ ہور کوئی گل کرو بھئی گل کیوں نہیں کردے"۔ سب بیلی اپنا اپنا مدعا بیان کرنے لگے اور باری باری رخصت ہو گئے۔

ایک دفعہ 1953 میں بندہ حضرت کرمانوالہ شریف میں حسب معمول حاضر ہوا تو بتایا گیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ چشتیاں شریف تشریف لے گئے ہیں، اور جناب صاحبزادہ عثمان علی شاہ صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ جب تک حضرت صاحب قبلہؒ تشریف نہ لائیں آپ یہاں رہیں۔ تمام آنے والوں کو صاحبزادہ صاحب موصوف واپس کرتے رہے۔ صرف ایک بندے کو صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ آپ یہیں رہیں۔ انہی ایام 1953ء میں بندہ متواتر نو دن آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف قیام پذیر رہا۔ جب نو دن کے بعد حضور تشریف لائے، تو اپنے کمرے کے عقب میں کھڑے تھے، وہیں حاضری اور زیارت مبارک ہوئی واپسی کی اجازت ابھی تک نہ ہوئی تھی۔ ایک درویش حضرت کے خدام میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کو اور مجھ کو اجازت ہو چکی ہے۔ آپ چلے جائیں۔ میں نے عرض کیا میرا

Marfat.com

خیال ہے کہ اجازت نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اجازت ہو چکی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ چلئے حضرت صاحب قبلہؒ سے فیصلہ کرا لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہؒ کمرے کے باہر سامنے دیوار کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ حاضرین موجود تھے۔ بندے نے خود ہی بڑھ کر حضرت صاحب قبلہؒ سے عرض کیا حضور ___ بندہ کس گاڑی سے واپس جائے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "چلے جانا ہے چلے جانا ہے۔" اپنے بیلی تے جناں چہ مرضی پئے رہن اس پر خدام کو تسلی ہوگئی کہ واقعی ___ ابھی اجازت نہیں ہوئی۔

کرمونوالہ شریف میں ایک دفعہ عشا کے بعد ذرا لیٹے ہی تھے کہ خدام میں سے بابا بالاؒ صاحب' حضرت صاحب قبلہؒ کے خادم خاص باہر صحن میں آئے کہ چلو بھئی کوئی قرآن پڑھنے والا' کوئی نعت پڑھنے والا' ہے تو چلو' حضرت صاحب قبلہؒ بلا رہے ہیں۔ بندہ سمیت اور بیلی اٹھے اور حضور کی خدمت میں جا کر بیٹھ گئے۔ نعت کے بعد بندہ کی باری آئی تو بندہ کو زبانی اس وقت صرف ایک دو شعر یاد تھے۔

رخ حبیبؐ سے اپنی نظر ہٹا نہ سکے ۔۔۔ لبوں پہ دم تھا مگر آنکھ ہم چرا نہ سکے
وہ رعب حسن تھا غالب بوقت دید جمال ۔۔۔ ہم اپنا حال اشاروں سے بھی سنا نہ سکے

آگے کچھ نہ آتا تھا ___ شعر ختم ہوتے ہی حضرت صاحب قبلہؒ نے حاضرین میں سے ایک دوسرے کو حکم دیا کہ بھئی اب تم پڑھو۔ اسی طرح یہ محفل مبارک آدھی رات کو ختم ہوئی اور ابھی آ کر لیٹے ہی تھے تہجد کے وقت کی اطلاع دینے والے خدام آ کر جگانے لگے اور نوافل پڑھنے شروع ہو گئے' اس کے بعد فجر کی اذان ہوئی اور نماز فجر کی جماعت میں شامل ہوئے۔

محمد طفیل چوہان صاحب اوکاڑہ والے بیان کرتے ہیں کہ میرا کلیم جائیداد شہری نامنظور ہو گیا تھا' میں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کلیم پاس نہ ہونے کی پریشانی بیان کی تو آپؒ نے فرمایا۔ "اللہ خیر کر دے گا اور کلیم پاس ہو جاوے گا' تمہیں مکان بھی مل جاوے گا کوشش کرتے رہو"۔ چنانچہ بحکم سرکارؒ خارج شدہ کلیم کی نقل لیکر جناب ڈپٹی کلیمز آفیسر منٹگمری میں اپیل دائر کر دی۔ مقررہ تاریخ پر حاضر ہوا تو پتہ چلا کہ میری اپیل فائل گم ہو چکی ہے۔ آخر حضرت صاحب قبلہؒ نے دوبارہ اپیل کرنے کی

Marfat.com

ہدایت فرمائی' کیونکہ اپیل رجسٹر پر درج تھی الحکم اپیل دفتر میں دائر کر دی گئی۔ پندرہ دن بعد تاریخ پر حاضر ہوا تو ___ اپیل فائل پھر گم ہوگئی۔ انتہائی پریشانی کے عالم میں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام حالات عرض کیئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے پھر اپیل دائر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے مغربی پاکستان کلیم کمشنر جناب ایم اے بھٹی صاحب کے سامنے حاضر ہو کر درخواست گزاری اور واقعات گزشتہ بیان کیئے۔ انہوں نے اپیل کرنے کا حکم صادر کر دیا چنانچہ آپ کے دفتر واقع مال روڈ لاہور حاضر ہو کر میں نے اپیل دائر کر دی۔ مقررہ تاریخ پر حاضر ہوا تو اپیل فائل پھر گم ہوگئی۔ میں سخت پریشان ہوا۔ کلیم کمشنر نے بیان حلفی کے ساتھ پھر اپیل دائر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ پھر اپیل دائر کر دی۔ تاریخ لیکر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پھر حاضر ہوا۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا "کوشش کرتے رہو منشی جی"۔ حضرت صاحب قبلہؒ مجھے زیادہ تر منشی جی کے نام سے پکارتے تھے۔ مقررہ تاریخ پر بعدالت کمشنر لاہور حاضر ہوا۔ سماعت شروع ہوئی۔ کلیم کمشنر صاحب نے کہا کہ کلیم پاس نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ہمارے سرکاری ریکارڈ میں جس جگہ مشرقی پنجاب میں تمہاری رہائش تھی' شہر یا قصبہ کا گزٹ نہیں ہے' کلیم نامنظور کر رہا ہوں۔ تمہاری کوشش کو دیکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ اگر تم سرکاری گزٹ لے آؤ اور ثابت کرو کہ واقعی تمہارا قصبہ ٹاؤن کمیٹی میں تھا تو کلیم پاس کر دوں گا۔ میری اس وقت بری حالت تھی' بے اختیار آنسو بہہ رہے تھے۔ دل ہی دل میں حضرت صاحب قبلہؒ کی طرف رجوع کیا۔ اگر گزٹ مل جاوے تو کلیم پاس ہوسکتا ہے چنانچہ میں گزٹ کی تلاش کیلئے پنجاب لائبریری مال روڈ پر پہنچ گیا۔ دل میں حضرت صاحب قبلہؒ کو یاد کرتا جا رہا تھا۔ دفتر میں انچارج لائبریری کو ملا کہ یہ گزٹ چاہئے آپ نے گزٹ کی تاریخ اور نمبر دریافت کیا اور پوچھا کہ کس سن کا گزٹ ہے۔ مجھے کسی قسم کا کوئی بھی علم نہیں تھا حضرت صاحب قبلہؒ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ 1914ء کا گزٹ لے لو۔ چنانچہ 1914ء کا گزٹ لے لیا۔ منیجر صاحب کہنے لگے' لوگ مہینوں وقت خرچ کر کے گزٹ تلاش کرتے ہیں لیکن نہیں ملتا۔ مگر تلاش کرنے سے 1914 کا گزٹ مل گیا ہے۔ گزٹ کو درمیان سے کھولا تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اسی صفحہ پر ہمارے سابقہ نمبر کا گزٹ درج تھا جس کو مغربی پنجاب کے گورنر نے 14 فروری 1914ء کو منظور فرمایا تھا۔ میں فوراً گزٹ کی تصدیق شدہ نقل لیکر کلیم کمشنر کی عدالت میں خوشی خوشی حاضر ہوا۔ آپ نے میرے مطلوبہ کلیم سے زیادہ کلیم پاس کر کے

Marfat.com

اسی وقت نقل کی کاپی دے دی۔ علاوہ ازیں آپ نے تقریباً دس وکلاء جو اس وقت سماعت کیلئے ان کی عدالت میں حاضر تھے کہا کہ مجھے یہ کلیم پاس کر کے بہت خوشی ہوئی ہے۔ انہوں نے واقعی بہت کوشش کی ہے۔ میرے کلیم پاس ہونے اور گزٹ مل جانے کی وجہ سے میرے علاقے کے سینکڑوں لوگوں نے جو بالکل مایوس ہو چکے تھے حضرت صاحب قبلہؒ کی اس مہربانی سے اسی گزٹ کی نقل مجھ سے لیکر اپنے اپنے منسوخ شدہ کلیم پاس کرائے۔ یہ حضرت صاحب قبلہؒ کا خاص مجھ پر ہی نہیں میرے پورے علاقے پر بھی بڑا احسان ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

بائیسویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

پیر کامل صورت ظل الہٰ
یعنی دید پیر دید کبریاء

پیر کامل خدا کا سایہ ہے گویا پیر کا دیدار خدا کا دیدار ہے

Marfat.com

جناب احسان قریشی صابری صاحب ایم اے سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ 1959ء میں انکے بڑے لڑکے اقبال احمد قریشی صابری متعلم بی اے کلاس کا عین عالم جوانی میں بقضائے الٰہی انتقال ہوگیا۔ اس صدمۂ جانکاہ کے بعد انکی طبیعت بجھی بجھی سی رہنے لگی اور اتنا حال سے بے حال ہوئے کہ سرکاری کام بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ انکے مرشدان دنوں پاکستان سے باہر طویل سفر پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اسی دوران پاک پتن شریف میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے عرس کا زمانہ آ گیا۔ وہ حسب دستور سابق وہاں حاضری دینے چلے گئے۔ وفور غم سے انکو بواسیر کا عارضہ لاحق ہوگیا تھا اور خون جاری رہنے کی وجہ سے سفر میں بہت تکلیف ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ جوں توں کر کے وہ پاک پتن شریف پہنچے۔ ان دنوں گرمی اپنے پورے عروج پر تھی۔ انہوں نے سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ، چشتیہ نظامیہ، قادریہ اور سہروردیہ کے بزرگان کرام اور صوفیائے عظام کی زیارت مزار اقدس کے حجروں میں کی، کیونکہ تمام صوفیائے کرام انہی حجروں میں مقیم ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی صحت اور تسکین قلب کیلئے دعا کرائی بعد میں خیال آیا کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے کسی بزرگ سے بھی دعا کرانی چاہیے۔ اس سلسلے کے بزرگ بھی کہیں پاک پتن شریف میں مل جائیں تو ان سے بھی دعا کرالی جائے، تاکہ ہر چہار سلسلہ ہائے تصوف کے مشائخ کی دعائیں اور برکات حاصل ہو جائیں۔ اسی نیت سے انہوں نے ایک دوست سے دریافت کیا کہ کیا بابا جی کے عرس پر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے کوئی بزرگ بھی تشریف لایا کرتے ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے دو بزرگ بابا جی کے عرس سراپا اقدس پر ہر سال باقاعدگی سے حاضری دیا کرتے ہیں۔ بلکہ خانقاہ کی مجالس سماع اور ختم شریف میں بھی شرکت کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے ان دو بزرگوں کے نام پوچھے تو ان کے ____ دوست نے ان دو ہستیوں کے نام بتائے۔

اول، حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب نقشبندی مجددی المعروف حضرت کرمانوالے، خلیفۂ اعظم حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ۔

دوم، حضرت صوفی عبدالمجید صاحب نقشبندی مجددی مصری شاہ لاہور والے، خلیفہ اعظم حضرت

Marfat.com

خواجہ نواب الدین صاحب نقشبندی مجددی۔

انہوں نے حضرت کرماں والے ؒ کے قیام گاہ کے متعلق استفسار کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عید گاہ میں مقیم ہیں وہ وہاں پہنچے تو عصر کی نماز ہو چکی تھی اور حضرت صاحب ؒ وظیفے میں مشغول تھے۔ چنانچہ یہ قریب ہی مؤدب بیٹھ گئے۔ ان کو پاس بیٹھے دیکھ کر حضرت صاحب ؒ نے خود ہی سوال کیا۔ کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ سیالکوٹ سے آیا ہوں۔ مصائب اور غم واندوہ کا مارا ہوا ہوں۔ بواسیر کا مریض بن چکا ہوں زندگی وبال بن چکی ہے دعا کی درخواست کیلئے آیا ہوں۔ بلکہ امیر خسرو ؒ کے الفاظ عرض کرتا ہوں۔

تو آں شاہے کہ برا ایوان قصرت کبوتر گر نشیند باز گردد
فقیرے مستمندے بر درے آمد بیاید اندروں یا باز گردد؟

انہوں نے جب امیر خسرو ؒ کی یہ رباعی ترنم سے پڑھی تو حضرت جلال میں آ گئے اور فرمایا ''خواہ مخواہ گھبرا رہے ہو' بواسیر معمولی سی ہے۔ حق تعالیٰ شفا بخشیں گے۔ گلقند اور مکھن باہم ملا کر کھا لیا کرو۔ سکون قلب بھی نصیب ہو جائے گا''۔ انہوں نے عرض کی کہ گلقند تو میں عرصہ ایک ماہ سے کھا رہا ہوں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ فرمایا ''تم گلقند میں مکھن کی بجائے بادام روغن ڈالتے ہو گے اس لئے فائدہ نہیں ہوا۔ وہ حضرت ؒ کا یہ فقرہ (مبنی بر کشف) سن کر سخت حیران ہوئے۔ واقعی انہوں نے گلقند میں بادام روغن ڈال کر کھایا تھا۔

پھر حضرت صاحب ؒ نے فرمایا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے تمام صوفیاء کرام متعصب نہیں ہوا کرتے۔ یہ خیال دل سے نکال دو۔ مجھے ہی دیکھو۔ ہر سال باقاعدگی سے بابا جی کے عرس پر ہم لوگ حاضری دیا کرتے ہیں' بلکہ مجالس سماع میں شرکت کیا کرتے ہیں۔ تمام سلسلوں کی منزل آخر ایک ہے۔ دیکھو کئی لوگ لاہور سے کراچی پسنجر ٹرین پر جاتے ہیں' کئی تیز گام پکڑتے ہیں۔ کئی خیبر میل میں سفر کرتے ہیں' کوئی خوش نصیب کار پر چلا جاتا ہے' کوئی ہوائی جہاز پر ایک روز پہلے کراچی جا پہنچتا ہے۔ لیکن منزل مقصود سب کی کراچی ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر چہار سلسلہ کی منزل مقصود اسی کی ذات سے وصل ہے۔

Marfat.com

سفر کے طریقے البتہ مختلف ہیں۔ اصل درویش دوسروں کے سلسلے کے متعلق کبھی تعصب کے خیالات نہیں رکھتا۔ میں ان کو کج فہم سمجھتا ہوں جو وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی بحثوں میں پڑ کر قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں"۔

بعد میں حضرت صاحبؒ نے ان سے پوچھا کہ کلیر شریف جایا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی، تقسیم ملک سے پہلے اپنے والد صاحب کے ساتھ جایا کرتا تھا۔ اب تو عرصے سے وہاں نہیں گیا۔ فرمانے لگے کہ ہر سال کلیر شریف کی حاضری دیا کرو، اور راستے میں جب سرہند شریف کا اسٹیشن آئے تو ٹرین سے اتر کر حضرت قطب ربانی مجدد الف ثانیؒ کا فاتحہ ضرور پڑھنا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرتؒ موقعہ ملا تو وہاں سرہند شریف میں مزار اقدس پر جا کر ہی فاتحہ پڑھوں گا۔ فرمایا "نہیں ریلوے اسٹیشن سرہند پر فاتحہ پڑھنا اور قصبہ سرہند میں نہ جانا"۔ آپؒ کے ایسا فرمانے کا مقصد وہ اس وقت نہ سمجھ سکے اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ہی انہیں ہوم سیکرٹری حکومت مغربی پاکستان کی طرف سے حکم مل گیا کہ دو صد پاکستانی زائرین کی ایک پارٹی لیکر کلیر شریف (بھارت) میں حضرت علاؤالدین علی احمد صابرؒ کے عرس پر حاضری دینی ہے۔ چنانچہ انہیں امیر قافلہ بنایا اور ملک محمد رفیع صاحب مالک ہجویری اینڈ کمپنی شاہ عالم مارکیٹ کو نائب امیر قافلہ مقرر کیا گیا۔

رات کے نو بجے ڈیرہ دون میل امرتسر ریلوے اسٹیشن سے چلی۔ دس زائرین کے پاس درجہ اول کی ٹکٹیں تھیں باقی زائرین جن کے پاس درجہ سوم کی ٹکٹیں تھیں) اپنی ریزرو بوگیوں میں بیٹھے تھے جو لاہور سے ہی اس مقصد کیلئے ٹرین کے ساتھ لگائی گئی تھیں۔ یہ صاحب اور ان کے باقی نو دوست درجہ اول کی ریزرو بوگی میں سوار تھے، ان کی نشستیں ریزرو تھیں، بجلی کا پنکھا چل رہا تھا۔ امرتسر سے جالندھر تک تو وہ زائرین کی دیکھ بھال کے سلسلے میں بھارتی سی آئی ڈی کے افسران اعلیٰ عرس کے انتظامات پر تبادلۂ خیالات کرتے ہوئے جاگتے رہے۔ گاڑی جب جالندھر سے چلی تو انہیں تھکاوٹ کی وجہ سے نیند آ گئی۔ بطور امیر قافلہ وہ سونا نہیں چاہتے تھے بلکہ یہ رات ٹرین میں جاگ کر گزارنا چاہتے تھے لیکن نیند نے غلبہ حاصل کر لیا۔

وہ سرہند شریف کے ریلوے اسٹیشن پر فاتحہ پڑھنے کی ہدایت (جو حضرتؒ نے کی تھی بالکل بھول

Marfat.com

چکے تھے) سرہند شریف کا ریلوے اسٹیشن آنے میں ابھی پانچ منٹ باقی ہوں گے۔ رات کا ایک بجا تھا کہ حضرتؒ انہیں خواب میں ملے اور فرمایا'' ریلوے اسٹیشن سرہند شریف پر حضرت قطب ربانی کا فاتحہ ضرور پڑھنا۔'' اس کے بعد ان کی آنکھ کھل گئی۔ اسٹیشن معلوم کیا تو پتہ چلا کہ گاڑی سرہند شریف کے اسٹیشن پر کھڑی ہے۔ انہوں نے جلدی سے صوفی منظور احمد صاحب صابری سجادہ نشین دربار اوکاڑہ' امور الحسن صاحب صابری راولپنڈی والے' سید محمد حسن شاہ صاحب اور دیگر احباب کو جوان کے ڈبے میں سو رہے تھے' جگایا پھر یہ تمام سرہند شریف کے ریلوے اسٹیشن پر اترے۔ بھارتی سی آئی ڈی کے آفیسر جو ساتھ کے ڈبے میں ان کی رکھوالی کیلئے مقرر تھے اور باری باری جاگ رہے تھے فوراً ان کے پاس آئے اور کہا کہ کیا بات ہے؟ آپ لوگ سرہند شریف کے ریلوے اسٹیشن پر اتر گئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی روح پرفتوح پر فاتحہ پڑھنا ہے اس لئے گاڑی صرف پانچ منٹ کیلئے ضرور یہاں ٹھہرائی جائے۔ وہ مان گئے اور پھر انہوں نے دوستوں سمیت رات کے ایک بجے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی روح پرفتوح پر فاتحہ خوانی کی۔ اس کے بعد انہیں ہر سال کلیر شریف (بھارت) میں حضرت مخدوم پاک سیدنا علاؤالدین علی احمد صابرؒ کے عرس کے سلسلے میں حاضری کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ اور ہر سال وہ سرہند کے ریلوے اسٹیشن پر فاتحہ رات کے وقت باقاعدگی سے پڑھتے رہے۔ آخری بار وہ پاک بھارت کی جنگ سے ڈیڑھ ماہ پہلے جولائی 1965ء میں پاکستانی زائرین کی ایک پارٹی لیکر کلیر شریف گئے تھے۔ تمام عرس کی رسوم میں شریک ہوئے تھے۔ 1966ء میں کوئی پارٹی کلیر شریف نہیں گئی۔ آئندہ کا حال حق تعالیٰ جانتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ حضرتؒ کے فرمان کے مطابق انہوں نے گلقند اور مکھن (سیالکوٹ واپس آکر) کھانا شروع کر دیا تھا جس سے بواسیر کا عارضہ بالکل ختم ہو گیا۔

بے شک بزرگان دین کی کشف و کرامات اٹل حقیقت ہوتی ہیں۔ علامہ اقبال نے ایسے ہی اللہ والوں کیلئے کہا تھا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی

Marfat.com

غلام نبی اشرفی الجیلانی موضع ڈھلیان ضلع کیمبل پور بیان کرتے ہیں کہ انہیں سید محمد اسماعیل شاہ معروف بہ حضرت کرمانوالےؒ سے بے پناہ عقیدت تھی اور وہ اکثر آستانہ پاک پر حاضر ہوکر قدم بوسی کا شرف حاصل کرتے تھے۔ فرماتے ہیں' میں جب بھی حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتا کوئی نہ کوئی کرامت ظہور میں آتی۔ سب سے بڑی اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ جو بھی اپنی زبان مبارک سے فرماتے وہ پورا ہو جاتا اور ہزاروں لوگ آپؒ سے فیوض و برکات کے خزانے لیکر واپس لوٹتے

بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے ماموں کی ٹانگوں میں کچھ تکلیف ہوگئی اور باوجود علاج معالجے کے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر ان کے بھائی انہیں حضرت صاحب قبلہؒ کے آستانہ پاک پر لے گئے اور ان کی تکلیف کے متعلق عرض کیا۔ آپؒ نے فرمایا ''محمد لطیف بیلیا داڑھی رکھ لے اللہ رحم کر دے گا''۔

چنانچہ آپؒ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے لطیف نے داڑھی رکھ لی اور وہ بالکل صحت یاب ہو گیا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دوسرے ماموں کے لڑکے معراج دین جو کہ حضرت عالی کے مرید ہیں اور سویز بورنگ کمپنی میں ملازم ہیں' کسی بنا پر اپنے انگریز افسر سے جھگڑا کر آئے اور ملازمت چھوڑ دی اور بعد ازاں انتہائی کوشش کے باوجود انہیں ملازمت نہ مل سکی۔ چنانچہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور دعا کیلئے درخواست کی تو آپؒ نے فرمایا۔ ''جاتم خود افسر بن جاؤ گے''۔ چنانچہ معراج دین پھر اسی ملازمت پر دوبارہ لگ گیا اور ترقی کر کے افسر بن گیا۔

جان محمد اور احمد دین موضع میر پور اور کانوانوالی نمبر 166 ضلع شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں آدمیوں کو بی اے پاس کرنے پر انگریزی حکومت نے موضع دھونی والا (اختر آباد) ضلع منٹگمری میں مربع جات دیئے تھے اور یہ دونوں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں گاہے بگاہے کرمونوالہ ضلع فیروز پور میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مسمی جان محمد آپؒ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ ایک کاغذ پینسل اور ربڑ لاؤ۔ جب لایا گیا تو آپ نے فرمایا بابو جی ہم آپؒ کو ایک نقشہ بنا کر دکھاتے ہیں۔ پھر کاغذ کو سٹول پر رکھ کر اس پر تین لکیریں پنسل کے ساتھ لگائیں جو کہ تقریباً ایک دوسرے کے متوازی تھیں' پھر فرمایا' کہ ایک بہت بڑی نہر ہو' اس کے برابر ریلوے لائن ہو اور پھر اس کے برابر

Marfat.com

ایک پکی سڑک ہو۔ پکی سڑک پر ایک گاؤں ہو اور پختہ سڑک اور گاؤں کے ساتھ ایک بہت بڑی مسجد ہو جیسی کہ شاہی مسجد لاہور کی ہے۔ پھر لطف آتا ہے۔ اب یہ حیران تھے کہ جو بات آپؒ فرما رہے ہیں یہ نقشہ تو علاقہ دھونی والا یا اوکاڑہ کی طرف کا ہے۔ لیکن جب آپؒ نے پاکستان بننے کے بعد یہاں موجود جائے مسکن میں پکا چک 56/2L المعروف حضرت کرمانوالہ میں ڈیرہ لگایا تو معلوم ہوا کہ آپؒ جو بات پاکستان بننے سے تقریباً تیس سال پہلے فرمایا کرتے تھے اب ظاہر ہوئی ہے۔ سبحان اللہ۔

ایک دفعہ ایک افسر مال حضرت کرمانوالے آیا اور خدام سے اندر جانے کی اجازت مانگی' لیکن خدام نے حضور کے فرمان کے مطابق ان کو کہا۔ آپ ذرا ٹھہر جائیں حضرت صاحبؒ کو اطلاع دیتے ہیں پھر اندر تشریف لے جائیں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ یہاں ایک شاہ صاحب آئے ہیں انہوں نے یہ زمین جو میں الاٹ کرانی چاہتا تھا خود الاٹ کروالی ہے میں ان سے بات کرتا ہوں۔ غرض جھگڑا کرنے کی تھی اور وہ زبردستی اندر چلا گیا۔ جب کوٹھی کے تھڑے پر چڑھا اور کمرے کی جانب آگے بڑھنے لگا تو سامنے حضرت صاحب قبلہؒ کی چارپائی پر ایک ببر شیر نظر آیا اور ڈر کے پیچھے بھاگنا چاہا لیکن دھڑام سے وہیں گر پڑا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے مریدین نے کپڑے وغیرہ جھاڑ کر اٹھایا اور وہ اسی وقت توبہ کر کے حضرت صاحب قبلہؒ کا مرید ہو گیا۔ اللہ اللہ کیا شان ہے۔ اللہ والوں کی۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے تو آپؒ کی مجلس میں ہم چند مریدین کوٹھی کے صحن میں جہاں پھولوں کی کیاریاں تھیں بیٹھ گئے۔ پاس ہی درختوں کے نیچے آپؒ کی چارپائی تھی اور وہ صف پر نیچے ادب سے بیٹھے تھے۔ پہلے آپؒ نے مسجد کے جو نقشے تیار کروائے تھے وہ منگوا کر دکھائے۔ پھر فرمایا کہ کتنی بڑی مسجد تیار کروانی چاہیئے پہلے چھوٹا نقشہ۔ پھر اس سے بڑا۔ پھر تیسرا نقشہ جو دونوں سے بڑا تھا اور لاہور کی شاہی مسجد سے ملتا تھا۔ وہ سٹول پر کھولا۔ ان سے فرمایا کہ مولوی جی یہ نقشہ ٹھیک ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں جناب۔ پھر فرمایا کہ کتنی بڑی مسجد ہونی چاہیئے؟ اور اس کے اردگرد جو برآمدے ہیں یہ کتنے ہونے چاہئیں۔ ذرا انگلی پھیر کر بتاؤ۔ پھر ایک اور مولوی صاحب سے جو ان کے دائیں جانب بیٹھے تھے ان سے آپؒ نے فرمایا کہ مولوی جی آپ بھی بتائیں۔ تو وہ دونوں انگلی پھیر کر عرض کرنے لگے۔ سبحان اللہ۔ دوسرے نے بھی عرض کیا سبحان اللہ' تو آپؒ نے فرمایا

Marfat.com

سبحان اللہ تو ہے ہی لیکن میں آپ سے مشورہ پوچھ رہا ہوں۔ پھر ان کی طرف مخاطب ہوئے تو انہوں نے عرض کیا۔ جناب ایک طرف تو ایک سو دس برآمدے ہیں اور دوسری طرف بتیس ہیں۔ یہ سن کر آپؒ فرمانے لگے کہ بھئی کمی بیشی بھی کرلیں گے۔ پھر نقشہ کھولا تو اس میں دکن کی جانب مزار مبارک کا نقشہ بھی نظر آیا۔ جلدی سے دوسرے مولوی صاحب نے انگلی کا اشارہ کیا اور عرض کیا کہ جناب یہ کیا ہے تو آپؒ فرمانے لگے کہ یہ ایک مکان ہے اس کو ابھی رہنے دیں اور نقشہ لپیٹ دیا۔ پھر آپؒ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا گھر کہاں ہے۔ انہوں نے عرض کیا جناب راموآنا 180 شیخوپورہ۔ آپؒ فرمانے لگے، مولوی جی ادھر کوٹلہ شریف بھی ہے انہوں نے عرض کیا، ہاں جناب کوٹلہ پنجو بیگ ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ اسے کوٹلہ پنجو بیگ کیوں کہتے ہیں۔ وہ کہنے لگے، جناب اس کا مجھے کوئی علم نہیں۔ آپؒ نے یہ سن کر فرمایا کہ وہاں کس کا مزار ہے۔ عرض کیا جناب بابا امیر الدین صاحبؒ کا مزار موجود ہے۔ فرمایا، زمین کس کی ہے عرض کیا جناب وہاں پیروں کی زمین ہے اور بابا امام علی شاہ صاحبؒ رتڑ چھتڑ مکان شریف والوں کی ہے۔ فرمایا، کتنی ہے۔ فرمایا، بیس مربع ہے۔ پھر آپؒ نے فرمایا کہ 9-10 ذیقعد کو بابا امیر الدین صاحبؒ کا عرس پاک ہے۔ وہاں ہم جانا چاہتے ہیں، تم بھی جاؤ گے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں جناب۔ تو فرمایا کہ ہم کو راہ سمجھائیں۔ انہوں نے بتایا کہ کھاریاں والا (شیخوپورہ سے پانچ میل لائل پور روڈ پر) سے سڑک نکلتی ہے تو آپؒ نے فرمایا کہ بیلیا کوئی اس سے سیدھا راستہ بتا۔ کوٹ روشن دین سے راستہ سیدھا تھا لیکن ان کو علم نہیں تھا کیونکہ وہ بھی عرس پر کوٹلہ شریف حاضر نہیں ہوئے تھے اس لئے آپ جاتی دفعہ تو کھاریاں والا سے گئے اور آتے وقت کوٹ روشن دین سے پکی سڑک پر آئے وہ صاحب بھی کوٹلہ شریف حاضر ہوئے۔

حضرت صاحب قبلہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ آپؒ کیلئے گرلز سکول خالی کروایا گیا تھا اور سکول میں بچوں کو دو تین چھٹیاں کردی گئی تھیں۔ جس کمرے میں آپؒ تشریف فرما تھے وہاں وہ صاحب بھی حاضر ہوئے اور کمرہ لوگوں سے بھر گیا۔ آپؒ چارپائی پر بیٹھنے کی بجائے نیچے دری پر دوزانو بیٹھ گئے۔ ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ ایک مولوی ہے وہ ایسی ویسی باتیں کرتا ہے کہ انسان پہلے جانور یا مینڈک کی طرح تھا۔ آپؒ نے فرمایا کہ غلط کہتا ہے۔ یہ باتیں غیر مسلم اور دہریئے وغیرہ کیا کرتے ہیں۔

پھر آپؒ نے فرمایا کہ سب خاموش بیٹھیں اب ہم نے اللہ والوں کی باتیں کرنی ہیں۔ پھر آپؒ

Marfat.com

نے حضرت سلیمانؑ اور شہزادی بلقیس کا واقعہ جو قرآن پاک میں ہے بیان فرمایا اور مجلس پر عجیب وغریب سماں بندھ گیا اور لوگ سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے لگے۔ آپؒ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت طاقت بخشی ہے کہ ایک وزیر جن تخت بلقیس کو پندرہ سو میل کی مسافت سے کئی گھڑیوں یا گھنٹوں میں لانا چاہتا تھا جس کا نام آفریت تھا اور آصف جو کہ آپ کا وزیر تھا ایک آنکھ جھپکنے میں لے آیا۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت صاحب قبلہؒ کے پیچھے جمعہ پڑھا۔ جب حضرت صاحب قبلہؒ جمعہ پڑھا کر فارغ ہوئے تو آپؒ نے سب آدمیوں کو ایک نظر سے دیکھا اور پیچھے صف میں اس آدمی کی طرف اشارہ فرما کر حکم دیا کہ اس کو باہر نکال دو اس نے میری مسجد پلید کر دی ہے۔ مریدوں نے پکڑ کر باہر نکال دیا۔ وہ شخص اسٹیشن پر جا کر زاروقطار رونے لگا۔ اور شام تک وہاں ہی روتا رہا۔ شام کو آپؒ نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا کہ اسے بلا کر لاؤ' جس کو مسجد سے نکال دیا گیا تھا جب اسے بلایا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ توبہ کرو' اور آئندہ ایسا کام نہ کرنا۔ وہ آدمی قاتل تھا۔ اور آپؒ نے فرمایا کہ تم نے برا اور ظلم کیا ہے اب توبہ کرو اور جاؤ۔ جب تم کو پولیس گرفتار کر کے لے جائے اور جس عدالت میں بھی جاؤ مان جانا اور یہ نہ کہنا کہ میں نے قتل نہیں کیا ہے۔ یہی کہنا کہ میں نے کیا ہے' بری ہو جاؤ گے۔ کہتے ہیں وہ شخص ہر عدالت میں اقبال جرم کرتا رہا اور مانتا گیا حالانکہ وکیل اسے کہتے رہے کہ ایک دفعہ کہہ دو کہ میں نے قتل نہیں کیا۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں میں نے تو کیا ہے۔ وہ ہائی کورٹ میں جا کر بری ہو گیا۔

ایک دفعہ ان کو جناب قبلہ حضرت کرمانوالےؒ کی حاضری نصیب ہوئی اور آپؒ نے فرمایا کہ سارے آدمی باغ میں چلے جاؤ اور وہاں امرودوں کے پودوں کو گوڈی دو۔ یہ سب وہاں باغ میں چلے گئے اور امرود کے پودے کسی کے ساتھ گوڈ رہے تھے کہ ایک بوڑھا آدمی جو کہ چشتیاں کے نزدیک چک نمبر 42-41 کا رہنے والا تھا' اس نے ایک گرا ہوا امرود اٹھا کر کھا لیا اور اسی وقت اس کے پیٹ میں سخت درد شروع ہو گیا۔ وہ دوڑ کر حضرت صاحب قبلہؒ کے پاس کوٹھی میں چلا گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ چارپائی پر آرام فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کی کہ حضرت پیٹ میں بہت درد ہے مر رہا ہوں۔ آپؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ امرود اور کھالو۔ پھر اس نے معافی مانگی۔ آپؒ نے فرمایا' جاؤ اللہ تعالیٰ رحم کر دے گا۔ جونہی اس نے کوٹھی سے باہر قدم رکھا درد ختم ہو گیا۔

Marfat.com

اسی دوران یہ لوگ تھک کر ایک امرود کے پاس سائے میں بیٹھ گئے۔ایک مولوی صاحب جو کہ کراچی سے آئے تھے اور کسی دفتر میں ملازم تھے' بیان کرنے لگے کہ میں کراچی میں دفتر جاتا تھا یا ہوٹل پر چائے پیتا تھا یا گھر کو جاتا تو ایک مست فقیر میرے پیچھے دوڑتا اور سرخ سرخ آنکھیں نکال کر میری طرف دیکھا کرتا اور کبھی غائب ہو جاتا مجھے اس سے دہشت آنے لگی۔اب وہ ہر وقت میرے سامنے آنے لگا۔ یہاں تک کہ کمرے میں خواہ دروازے بند بھی ہوں تو وہ نظر آتا۔ایک دن میں ہوٹل سے گھر کو آ رہا تھا کہ وہ میرے پیچھے دوڑنے لگا اور مجھے بہت خوف محسوس ہوا۔جب میں ڈر کر گھر کی طرف بھاگا تو دیکھا کہ حضرت صاحب قبلہ" کرماں والے پاس کھڑے ہیں اور اس فقیر کی طرف دیکھ رہے ہیں۔جب اس فقیر نے حضرت صاحب قبلہ" کو دیکھا تو وہ الٹے پاؤں پیچھے کو ہو گیا اور پھر نظر نہ آیا۔اب جب کہ حضرت صاحب قبلہ" کی حاضری ہوئی تو میرے بیان کرنے سے پہلے ہی آپ" نے فرمایا کہ بابو جی! گھبرانا نہیں چاہئے ایسی باتیں ہو ہی جاتی ہیں' کئی ایسے فقیر پیچھا کرتے ہیں۔ہم نے اس کو بھگا دیا ہے نا؟ حضرت صاحب قبلہ" بھی دروازے کے سامنے سے غائب اور وہ فقیر بھی پھر نظر نہیں آیا۔

کوٹلہ شریف کے عرس مبارک پر ایک شخص نے عرض کیا کہ جناب یہ بوڑھا آدمی جو آپ" کے داہنے ہاتھ بیٹھا تھا آپ" کا پیر بھائی ہے یعنی اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری کا مرید ہے۔آپ" نے فرمایا کہ بابا بڈھیا تو میاں صاحب" کے پاس کتنی مرتبہ گیا ہے۔وہ سوچ میں پڑ گیا' تو پھر آپ" نے خود ہی فرمایا کہ پانچ چھ مرتبہ گیا ہوگا کہنے لگا ہاں جناب پانچ مرتبہ گیا ہوں۔پھر آپ" نے فرمایا کہ تو نے میاں صاحب" کو دیکھا تھا کہ آپ" کیسے چلتے پھرتے تھے۔وہ بوڑھا خاموش تھا اور سامنے مولوی صاحب بیٹھے تھے۔ان کو پوچھا کہ مولوی جی آپ نے میاں صاحب" کو دیکھا ہے' کہنے لگے ہاں جناب۔پھر فرمایا کہ میاں صاحب" کیسے چلتے تھے؟ پھر کوئی جواب نہ سن کر آپ" نے خود ہی فرمایا کہ میاں صاحب" کو کسی نے نہیں دیکھا۔پھر فرمایا میں نے بھی نہیں دیکھا۔پھر فرمایا کہ جبرائیل نے حضور پاک ﷺ کو ساری عمر میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔

انبالہ اور جالندھر کے ریکروٹنگ آفیسر (جنہوں نے اپنا نام تحریر نہیں کیا) بیان کرتے ہیں کہ جب وہ انبالہ اور جالندھر ڈویژنوں کیلئے ریکروٹنگ آفیسر مقرر تھے' اور ایک دو ڈویژنوں میں دورہ کر کے

Marfat.com

جگہ جگہ بغرض بھرتی کیلئے جایا کرتے تھے۔ 1945ء میں فروری کے آخر میں انہیں انبالہ چھاؤنی سے دورے پر لدھیانہ، جگراؤں موگا اور فیروز پور کیلئے روانہ ہوئے لدھیانہ میں معلوم ہوا کہ ان کے بڑے بھائی رائے محمد اقبال احمد خاں صاحب فراش ہیں اور نمونیہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ ان کی ان عیادت کیلئے رائیکوٹ کا سفر اختیار کیا۔ جب رائیکوٹ پہنچے تو ان کے بھائی صاحب پہلے سے کچھ روبہ صحت تھے۔ خدا کا شکر ادا کیا، مگر ابھی ان کو کمزوری اور قدرے تکلیف باقی تھی چنانچہ ان کی مزاج پرسی کے بعد جب وہ وہاں سے روانہ ہونے لگے تو رائے نیاز خاں صاحب نے پوچھا کہ کہاں کہاں جاؤ گے۔ فرمایا کہ موگا سے کرمونوالہ شریف سرکار کرمانوالہؒ کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہونے کا ارادہ ہے۔ وہاں سے پھر موگا آ کر دوسرے دن فیروز پور جاؤں گا اور پھر وہاں سے سیدھا انبالہ چلا جاؤں گا۔ یہ سن کر آپ نے فوراً کہا کہ میں نے ایک کارڈ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بغرض دعا لکھا تھا۔ تم بھی ان کی خدمت میں جاؤ تو میری صحت کیلئے دعا کرانا اور حضرت صاحب قبلہؒ کو یاددہانی کرا دینا، وہ ان سے وعدہ کر کے موگا چلے گئے۔ وہاں پر ان کے ایک عزیز نائب تحصیلدار کے عہدے پر فائز تھے ان کے ہاں قیام کیا اور خالصہ ہائی سکول میں اپنے فرائض انجام دیئے۔ کیونکہ اسی اسکول میں بھرتی کیلئے جگہ تجویز کی گئی تھی۔ رات کو نائب تحصیلدار صاحب نے باتوں باتوں میں حضرت صاحب قبلہؒ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ میرا دل بھی چاہتا ہے کہ سرکارؒ کی حاضری دوں۔

چنانچہ دوسرے ہی دن وہ نائب تحصیلدار صاحب اور دیگر ــــــ ایک مرحوم عزیز جن کو عموماً بابا فضل کہا جاتا تھا، بذریعہ بس وہاں پہنچے ــــــ برلب سڑک اتر گئے وہاں سے ریلوے اسٹیشن گئے اور ریلوے اسٹیشن عبور کر کے کرمونوالہ شریف پہنچ گئے۔ (ریلوے اسٹیشن سڑک اور موضع کے درمیان واقع ہے)۔

موضع کرمونوالا میں پہنچ کر حضرت صاحب قبلہؒ کے آستانہ عالیہ والی مسجد کے اندر اپنا سب سامان رکھ دیا اور مسجد سے گزر کر آگے آستانہ عالیہ میں داخل ہو گئے۔ کیا دیکھا کہ سرکارؒ ایک زراعتی آلے کو اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہیں اور پتلون کوٹ والے صاحب اس کی آگے سے رسی پکڑے ہوئے آستانہ عالیہ کے صحن (جو بہت فراخ تھا) کو ہموار کر رہے ہیں۔ پاس جا کر شرف قدم بوسی حاصل کیا اور کھڑے ہو گئے۔ ارشاد ہوا۔ وہ سامنے کونے میں چبوترے پر صفیں بچھی ہوئی ہیں۔ بیلیو وہاں جا کر بیٹھو

Marfat.com

میں اس کام سے فارغ ہو کر آتا ہوں۔ یہ صاحب انجینئر ہیں۔ کبھی کبھی آتے ہیں۔ آج دیر سے پھنسے ہیں ان سے یہ کام لے لوں اور مسکرا کر ہمیں رخصت کیا۔ ہم چبوترے پر بیٹھ گئے۔ سورج ہمارے سامنے تھا۔ آدھ گھنٹہ دھوپ میں بیٹھنے سے جب کہ سورج بھی بالکل سامنے تھا۔ نائب تحصیلدار صاحب کچھ گھبرا گئے۔ وہ پسینے میں شرابور ہو گئے۔ انہوں نے آہستہ سے کہا کہ بابا جی پتہ نہیں کب فارغ ہوں' یہاں ہمارا تیل نکل رہا ہے۔ ابھی یہ بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ کافی فاصلہ سے آپؒ کی آواز آئی 'دبیلیو آرام سے سورج کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ جاؤ۔'' نائب تحصیلدار صاحب اور ہم سب حیران و ششدر رہ گئے۔

نائب **تحصیلدار** صاحب کچھ شرمندہ سے ہوئے۔ ہم سب نے سورج کی طرف پیٹھ کر لی۔ کچھ دیر بعد بابا فضل مرحوم نے کہا' یار پیاس سے جان نکل رہی ہے میں جا کر کنوئیں پر پانی پی آؤں اور اپنے سامان کو دیکھ آؤں جو مسجد میں پڑا ہے' ایسا نہ ہو کوئی لے کر چلتا بنے۔ فوراً پھر آواز آئی 'دبیلیو ٹھنڈی لسی آرہی ہے فکر مت کرو۔ یہاں انشاءاللہ سامان کی کوئی چوری نہیں کرتا''۔ پھر کیا تھا میں نے کہا' خاموش ہو جاؤ۔ بھائی یہاں دم مارنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ فوراً لسی آ گئی۔ ہم سب نے پی لی۔ ابھی خادم برتن لے کر جا ہی رہا تھا کہ سرکارؒ خود تشریف لے آئے۔ ___ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ مجھے اپنے پاس جگہ دی اور باقی سامنے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا' آپ تو خیر فوجی معلوم ہوتے ہیں یہ بھرتی والے صاحب۔ یہ تحصیل کے مالک ہیں اور بابا فضل کو کہا۔ یہ بیلی ملنگ ہے نہ جورو نہ جاتا اللہ میاں سے ناتا ہے' نہ ماں نہ باپ نہ بہن نہ بھائی نہ اولاد (واقعی مرحوم ایسے ہی تھے اور مرتے دم تک اکیلے اور آزاد ہی رہے) یہ بات سنی تو بابا فضل قدموں پر پڑ گیا۔ آپؒ نے اٹھایا اور کہا۔ بیلیا ٹھیک ہے نا۔ (حالانکہ انہوں نے ابھی تعارف بھی نہیں کرایا تھا) پھر اپنی واسکٹ سے جو خاکی زین کی تھی' میاں نیاز احمد خاں صاحب کا کارڈ نکال کر ان کے سامنے کر دیا اور کہا دیکھو یہ تمہارے رشتہ دار ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور بندے کے بھائی ہیں اور انہوں نے مجھے تاکید کی ہے کہ ان کی صحت کیلئے آپؒ سے دعا کراؤں۔ فرمایا ''اللہ خیر کرے گا۔ دعا کر چکا ہوں آؤ اب مل کر دعا کریں۔ آپؒ نے ہاتھ اٹھائے سب نے آپؒ کا اتباع کیا' دعا فرمائی اور کہا' اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ حالانکہ ان کا ارادہ تھا کہ وہ فیروز پور سے سیدھے انبالہ چلے جائیں' مگر حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد کے مطابق اور خود بھی ان کا دل چاہا کہ وہی راستہ اختیار کر کے جائیں۔ جب وہ رائے کوٹ

Marfat.com

پہنچے تو معلوم ہوا کہ ان کے بھائی صاحب کو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے صحت کاملہ عنایت فرمائی۔ بلکہ وہ اٹھ کر چلنے پھرنے لگے۔ اس روز سے ہی گاہے گاہے آپؒ کی زیارت کا شرف حاصل کرتے رہے۔

1947ء میں پاکستان بن گیا۔ وہ پہلے منٹگمری اور پھر جھنگ میں آ کر آباد ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ بھی ادھر ادھر ہو کر چک پکا نزد اوکاڑہ تشریف لے آئے۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا مگر وہ 1961ء تک شرف زیارت سے محروم رہے۔ انہوں نے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی زیارت کریں مگر مشیت ایزدی کے تحت یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ آخر 1961ء میں ان پر منٹگمری میں ایک دیوانی مقدمہ چل پڑا اور وہ جھنگ سے لاہور آئے وہاں سے ہائی کورٹ کے ایک وکیل صاحب کو ساتھ لیکر بذریعہ کار منٹگمری روانہ ہوئے تقریباً بارہ بجے وہ حضرت کرمانوالہ پہنچے۔ جب مسجد کے قریب گئے (جو برلب سڑک ہے اور اس کے آگے وسیع چبوترہ ہے) تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت صاحب قبلہؒ صحن میں درخت کے نیچے چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چند احباب پاس بیٹھے ہیں انہوں نے کار رکوائی' وکیل صاحب کہنے لگے کیوں خیریت تو ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ سامنے تشریف فرما ہوں اور میں گزر جاؤں یہ ناممکن ہے۔ وکیل صاحب کہنے لگے سنا ہے کہ حضرت صاحبؒ داڑھی منڈوں کو پسند نہیں فرماتے۔ (اس وقت تک انہوں نے داڑھی نہیں رکھی تھی) بولے ''خیر میں آپ کا پرانا نیاز مند ہوں' اور پاکستان بننے کے بعد آج پہلی مرتبہ حاضر ہو رہا ہوں''۔ اور آپؒ کی طرف گئے (وکیل صاحب گاڑی میں ہی بیٹھے رہے) آپؒ کی نظر مبارک جب ان پر پڑی تو آپؒ اٹھ کر بیٹھ گئے مگر بڑی تکلیف سے۔ معاً انہیں خیال آیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کو کچھ تکلیف ہے (واقعی آپؒ کو سخت بخار تھا) انہوں نے جلدی سے شرف قدم بوسی حاصل کر کے عرض کیا ''حضرت صاحب قبلہؒ! آپؒ آرام فرمائیں کیوں تکلیف فرماتے ہیں آپؒ کو بخار ہے''۔ حضرت صاحب قبلہؒ فرمانے لگے ''اتنی دیر کے بعد آج ہاتھ آیا''۔ پھر گھور کر ان کی جانب دیکھا اور مسکرا کر چارپائی پر لیٹ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا ''کہاں سے آئے ہو اور کہاں کا ارادہ ہے' آج کل کہاں ہو؟'' انہوں نے عرض کیا ''حضرت جھنگ میں آباد ہو گیا ہوں' اس وقت لاہور سے آیا ہوں اور منٹگمری جا رہا ہوں''۔ فرمایا ''اچھا وقت ضائع نہ کرو اللہ تعالیٰ خیر کریگا جاؤ کہیں حاکم نہ اٹھ کھڑا ہو''۔ اللہ اللہ یہ کشف حالانکہ انہوں نے مقدمہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ پھر فرمایا ''جا تیرا ساتھی باہر منتظر ہو گا''۔

Marfat.com

اور ایک بار پھر گھور کر ان کے چہرے کو دیکھا اور مسکرائے۔ انہوں نے کہا ''حضرت انشاء اللہ یہ غلطی نہیں ہو گی۔ یہ سن کر آپؒ نے انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور کمر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی قدم بوسی کے بعد جب رخصت ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ چارپائی پر لیٹ گئے۔ اور وہ الٹے پاؤں سڑک تک گئے اور دور تک حضرت صاحب قبلہؒ کی زیارت سے لطف اندوز ہوتے رہے اور واقعی جب عدالت میں پہنچے تو حاکم اٹھ کر جا ہی رہا تھا وکیل نے فوراً درخواست پیش کی جس میں حکم امتناہی کے متعلق لکھا گیا تھا۔ یہ درخواست فوراً ہی منظور ہو گئی اور اس طرح حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا اور توجہ سے ان کا کام ہو گیا اس کے بعد انہوں نے کبھی داڑھی نہ منڈوائی اور کہنے لگے کہ آپؒ کا گھور کر دیکھنا مجھے شرمندہ کر گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

تیئسویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

نہ رب عرش معلیٰ اُتے نہ رب خانے کعبے ہو
نہ رب علم کتابیں لبھا نہ رب وچ محرابے ہو
گنگا تیرتھ مول نہ ملیا پینڈے بے حسابے ہو
جد دا مرشد پھڑیا باہو چُھٹے سب عذابے ہو

Marfat.com

ضلع لاہور میں مقیم ایک طالب علم بیان کرتے ہیں' کہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کے بعد ایک روز حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے' اور بی اے (پارٹ اول) کے امتحان میں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست کی اس سے پہلے ایک اور طالب علم جوان ہی کے کالج میں زیر تعلیم تھے لیکن دونوں ایک دوسرے سے متعارف نہ تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ سے کامیابی کیلئے دعا کی درخواست کر چکے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا تھا' اللہ پاک رحم فرمائے گا اور اول الذکر کی درخواست پر ارشاد فرمایا ''اللہ پاک چودھویں میں کامیابی عطا فرمائے گا''۔

وہ حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے' اور دوبارہ عرض کرنے کی جسارت نہ ہوئی۔ لیکن بعد میں دوسرے طالب علم (جن کا نام عبدالعلیم یا عبدالحلیم ہے) سے ملاقات ہوئی۔ جو حضرت صاحب قبلہؒ کی نظر عنایت سے کالج بھر میں اول رہے۔ اور تحریر کنندہ دو مضامین میں فیل ہو گئے' تو تب ان پر یہ حقیقت منکشف ہوئی' کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے تیرھویں جماعت کے بجائے چودھویں جماعت میں پاس ہونے کی بشارت دی تھی۔

طالب علم مذکور ایک اور واقعہ کے بارے میں لکھتے ہیں جس کے عینی شاہد منڈی مرید کے کے ایک صاحب محمد نامی ہیں جو جمعہ کے روز حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اس وقت حضرت صاحب قبلہؒ کا دربار رشد و ہدایات سے سجا ہوا تھا۔ نعت خوانی کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے ارادت مندوں کی طرف رجوع فرمایا۔ دربار میں شریک ہونے والے لوگوں نے حاجت روائی کی درخواست کی۔ ان میں سے عینی شاہد نے یہ درخواست کی حضرت صاحب قبلہؒ! نے ارشاد فرمایا ''اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ تم بیک وقت دو سگی بہنوں سے نکاح کرو۔'' درخواست گزار یہ سن کر خاموش ہو گیا اور دوبارہ عرض کرنیکی جرأت نہ کرسکا اور سرکارؒ بار بار یہ الفاظ دہراتے رہے اور مسکراتے رہے اس اثنا میں ایک ایک شخص حاضر خدمت ہوا' جسکی گود میں ایک لڑکا تھا۔ اس نے حضرت صاحب قبلہؒ سے درخواست کی کہ یہ لڑکا باتیں نہیں کرتا' حالانکہ اس کی عمر کے تمام بچے باتیں کرتے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے کمال رحمت شفقت سے لڑکے کو گود میں لیا' اسے پیار کیا اور اس کے حلق میں انگشت

Marfat.com

مبارک پھیری، پھر اس سے پیار بھری باتیں کرتے ہوئے فرمایا ''بیٹا باتیں کیا کرو، تم باتیں کیوں نہیں کرتے''۔ لڑکا حضرت صاحب قبلہؒ کے چہرۂ مبارک کو دیکھتا رہا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اس سے کہا ''کاکا اب تو باتیں کرو''۔ حضرت صاحب سرکارؒ کے ارشاد مبارک کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کے کرم سے لڑکا ابا ابا پکارنے لگا۔

طالب علم مذکور بیان کرتے ہیں کہ وہ گلیسکو کمپنی رینالہ خورد کی ملازمت کے سلسلے میں سید جلیل احمد صاحب (واں رادھا رام) کو ساتھ لیکر محمد اقبال صاحب ورکنگ منیجر کے پاس گئے۔ باتوں باتوں میں سرکار کرمانوالےؒ کا ذکر مبارک آیا تو محمد اقبال صاحب نے جو حضرت صاحب قبلہؒ کے خاص مرید ہیں، بتایا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی ان پر خاص نظر کرم تھی، ایک دفعہ انہوں نے محکمانہ امتحان میں کامیابی کیلئے حضرت صاحب قبلہؒ سے دعا کی درخواست کی۔ اس وقت حضرت صاحب قبلہؒ کی نظر کرم موتی لٹا رہی تھی محمد اقبال صاحب سے فرمایا ''میاں اقبال ہزار بارہ سو روپے تنخواہ ہو جائے تو اچھا گزارہ ہو جائے گا۔ محمد اقبال صاحب نے بتایا کہ چند دنوں بعد گلیسکو لیبارٹریز میں منیجر کی آسامی کیلئے اشتہار نظر سے گزرا۔ اسی وقت ملازمت کیلئے درخواست بھیج دی گئی، جو حضرت صاحب قبلہؒ کی عنایت سے منظور ہو گئی اور بارہ سو روپے تنخواہ مقرر ہوئی۔ اقبال صاحب سلام کے لئے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا ''میاں اقبال ہن تے ہزار بارہ سو تنخواہ ہو گئی اے، ہن تے چنگا گزارہ ہندہ اے نا؟''

جناب بشیر احمد صاحب منٹگمری سے لکھتے ہیں کہ وہ جب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بیعت ہونے کی خواہش لیکر حاضر ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے ابتدائی تعلیم پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی۔ بشیر احمد صاحب اپنے گاؤں واپس آئے تو ایک مولوی صاحب نے جو لوگوں کو نقش دیا کرتے تھے، ملاقات کے دوران بشیر احمد صاحب سے پوچھا کہ آپ کے پیر صاحب نے پاس انفاس کے ذکر کے متعلق بھی ہدایت کی ہے۔ بشیر احمد صاحب نے جواب دیا نہ میں نے پوچھا اور نہ ہی حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا۔ یہ سن کر مولوی صاحب نے کہا کہ آئندہ جب حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملے تو پاس انفاس کے بارے میں ضرور پوچھئے۔

Marfat.com

بشیر احمد صاحب! حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضری کا پروگرام بنا ہی رہے تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا' وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہیں اور حضرت صاحب قبلہؒ پاس انفاس کا طریقہ بیان فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب جادوگر ہیں۔ اس کے بعد مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی اور مولوی صاحب نے پوچھا' کیوں بھئی حضرت صاحب قبلہؒ سے پاس انفاس کے بارے میں پوچھا ہے؟ بشیر احمد صاحب نے جواب دیا۔ میں تو حاضر خدمت نہیں ہو سکا' لیکن حضرت صاحب قبلہؒ نے باطنی طور پر مجھے پاس انفاس کے بارے میں آگاہ کر دیا ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے۔ مولوی صاحب نے طریقہ سنا اور اس بات کی تصدیق کر دی کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے درست ہے۔

بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے ہاں ایک مردہ بچہ پیدا ہوا اور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مردہ بچے کی پیدائش کا واقعہ سنایا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا' کوئی بات نہیں اللہ کریم اور بھیج دے گا۔ ایک سال بعد جمعۃ الوداع کو جب حضرت صاحب قبلہؒ کا وصال مبارک ہوا' اسی روز بشیر احمد صاحب کو اللہ کریم نے ایک لڑکا دیا' جو تندرست و توانا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد بھی حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا مبارک سے رمضان شریف ہی میں دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور وہ بھی تندرست و توانا تھا۔

حضرت صاحب قبلہؒ کے روحانی و مادی فیوض و برکات کے بارے میں بشیر احمد صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ایک دن وہ اپنے پیر بھائی رشید صاحب کے ساتھ گھر میں کام کر رہے تھے۔ کام کے بعد کھانے کے دوران بشیر احمد صاحب نے کہا۔ گاؤں کے نمبردار جناب اقبال کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ رشید صاحب نے پوچھا انہیں کیسے معلوم ہوا ہے؟

بشیر احمد صاحب نے بتایا کہ خواب میں حضرت صاحب قبلہؒ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ تین ماہ بعد حضرت صاحب قبلہؒ کے باطنی ارشاد کے مطابق نمبردار اقبال صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور گاؤں بھر میں حضرت صاحب قبلہؒ کے نام پر چراغاں کیا گیا۔

بابا کمال دین جو حضور کے حجام تھے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس کی برادری کا ایک شخص مسمی محمد اسحاق منڈی ہیرا سنگھ سے ان کے پاس آیا اور بتایا کہ اس کی ہمشیرہ کی بینائی جاتی رہی ہے۔ اور ساتھ

Marfat.com

ہی یہ کہا کہ حضرت صاحب قبلہ ؒ کی خدمت میں دعا کیلئے درخواست کی جائے۔ چنانچہ کمال دین اسے ساتھ لیکر حضرت صاحب کرماں والے ؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ ؒ نے اسے دیکھتے ہی از راہ محبت دریافت فرمایا۔ ''بیلیا۔ کی گل اے؟''

کمال دین نے بصد احترام وعقیدت عرض کیا کہ محمد اسحاق کی ہمشیرہ کی بینائی جاتی رہی ہے' آپ ؒ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک اسے آنکھوں کی روشنی بخش دے۔

حضرت صاحب قبلہ ؒ نے فرمایا' 'کوئی بات نہیں' اللہ کریم رحم کریں گے' لڑکی کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ محمد اسحاق سے کہو لڑکی کی آنکھوں میں شہد ڈالا کرے''۔

حضرت کرماں والا سے کمال دین اپنے چک کی طرف روانہ ہونے لگا تو اس نے محمد اسحاق اور اس کی ہمشیرہ کو منڈی ہیرا سنگھ جانے والی بس میں سوار کرا دیا۔ چند دنوں بعد کمال دین ان کی خیر وعافیت پوچھنے منڈی ہیرا سنگھ میں گیا اور دیکھا کہ لڑکی کی بینائی بالکل ٹھیک ہو چکی تھی۔ محمد اسحاق نے اسے بتایا کہ جب وہ کرمانوالہ شریف سے بس میں سوار ہوئے اور بس اوکاڑہ سے چند میل دور تھی کہ لڑکی کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور اب حضرت صاحب قبلہ ؒ کی دعا وبرکت سے بالکل تندرست ہے۔

بابا کمال دین لکھتے ہیں کہ اس کے بیٹے کو اٹھرا کی بیماری لاحق ہو گئی۔ بہت علاج کیا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا اور لڑکے کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی گئی۔ سب طرف سے مایوس ہونے کے بعد کمال دین نے کرمانوالہ شریف جانے کا ارادہ کیا اور ضروری سامان باندھنا شروع کر دیا' سوٹ کیس سے کرائے کیلئے روپے نکالنے لگا تو اسے ایک پوٹلی نظر آئی۔ کھول کر دیکھا تو اس میں حضرت صاحب قبلہ ؒ کے بال مبارک تھے۔ انہیں دیکھ کر فوراً اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اللہ کریم اولیائے کرام کے تبرکات کی برکت سے رحم فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ اس نے حضرت صاحب قبلہ ؒ کے بال مبارک ایک کپڑے میں باندھ کا بیمار لڑکے کے گلے میں بطور نقش باندھ دیئے۔ لڑکا جو بستر مرگ پر تھا' بال باندھنے کے فوراً بعد تندرست ہونا شروع ہو گیا اور اب وہ حضرت صاحب قبلہ ؒ کی عنایت اور خدا کے فضل وکرم سے مکمل طور پر صحت یاب ہے۔ اور آج بھی حضرت صاحب قبلہ ؒ کے بال مبارک تعویذ کی صورت میں اس کے گلے میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ آج تک بیمار نہیں ہوا۔

Marfat.com

مولوی محمد حنیف صاحب جنہیں حضرت صاحب قبلہؒ نے وصال سے تقریباً تین سال قبل نماز جمعہ پڑھانے پر مامور کیا تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ جب پہلی مرتبہ انہیں اپنے استاد حافظ مولوی منور دین کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں شرف باریابی حاصل ہوئی تو حضرت صاحب قبلہؒ فیروز پور میں قیام پذیر تھے۔ حاضری کے وقت حافظ مولوی منور دین آگے تھے اور مولوی محمد حنیف ان کے پیچھے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے دونوں کی طرف نگاہ اٹھائی اور حسب معمول فرمایا۔

''السلام علیکم یا حافظ''۔ اور بیٹھ جانے کیلئے کہا اور مولوی محمد حنیف سے دریافت فرمایا۔ ''کہاں سے آئے ہو۔

مولوی صاحب نے عرض کیا'' کوئیکی بہاول سے جو بونگہ صالح سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔''

بعد میں حضرت صاحب قبلہؒ نے حافظ صاحب سے پوچھا'' آپ حافظ صاحب ہی ہیں؟''

''جی آپؒ کی دعا سے حافظ ہی ہوں''۔ حافظ صاحب نے جواب دیا۔

مولوی محمد حنیف اور حافظ منور دین صاحبان ایک ہفتہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر رہے۔ اس دوران میں حافظ منور دین صاحب نے مولوی محمد حنیف صاحب سے تنہائی میں کہا ''حضرت صاحب قبلہؒ بہت ہی کامل ہستی ہیں اور آپ ان سے بیعت ہو جائیں۔ چنانچہ حافظ صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ سے درخواست کی کہ وہ مولوی محمد حنیف صاحب کو بیعت کر لیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا'' بھائی بیعت کس طرح کریں ان کے گریبان کے بٹن کھلے ہیں''۔

حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد گرامی کے مطابق مولوی محمد حنیف صاحب نے بٹن بند کر لئے اور حضرت صاحب قبلہؒ نے ذکر کی تلقین فرمائی۔

چند دنوں بعد حضرت صاحب قبلہؒ کی اجازت سے جانے لگے تو مولوی محمد حنیف صاحب کو خیال آیا کہ شاید حضرت صاحب قبلہؒ نے بیعت نہیں کیا' کیونکہ حضرت صاحب قبلہؒ نے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دوبارہ بیعت کیلئے عرض کیا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا۔

بیعت گلے لگا کر نہیں ہوتی اور میں تو دل کو ہاتھ میں لے کر بیعت کرتا ہوں۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے ارشاد سے انہیں اطمینان ہو گیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے بیعت فرما لیا ہے

Marfat.com

مولوی محمد حنیف صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر تھے کہ رات کو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ اندر جو حمام ہے اس کو بھر دینا۔ چنانچہ جب وہ حمام بھرنے لگے تو غلطی سے پانی کا مٹکہ حمام میں ڈالنے کے بجائے آگ کی نالی میں ڈال دیا جو اس وقت بہہ گیا۔ وہ ایک بجے تک پانی ڈالتے رہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ آرام فرما رہے تھے۔ لیکن اتنا ضرور دریافت فرماتے" کیا کام ہو گیا ہے؟" مولوی صاحب عرض کرتے" حضور تھوڑی دیر باقی ہے"۔

آخر میں انہیں احساس ہوا کہ وہ تو پانی آگ والی نالی میں ڈال رہے ہیں اور وہ بہتا جاتا ہے۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں حمام بھر گیا اور حضرت صاحب قبلہؒ کی جانب سے القا ہوا کہ اللہ والے تو کام کر دیتے ہیں لیکن بیلی نااہل ہونے کی وجہ سے پانی اس طرح بہا دیتے ہیں' کیونکہ حضرت صاحب قبلہؒ فرماتے تھے کہ اللہ کریم اور اہل اللہ کی طرف سے کمی نہیں ہوتی' کوتاہی ہماری طرف سے ہوتی ہے۔

مولوی محمد حنیف صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے جو روحانی فیوض انہیں بخشے اور مہربانی فرمائی وہ احاطۂ تحریر میں نہ آ سکتی۔

مولوی محمد حنیف صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ان پر جذب کی سی کیفیت طاری تھی اور وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے دریافت فرمایا۔" مولوی جی! خیریت تو ہے؟"

مولوی محمد حنیف صاحب نے عرض کیا" حضور دل دنیا سے اٹھ گیا ہے اور یہی دل چاہتا ہے کہ گھر بار چھوڑ دوں"۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا" گھر بار چھوڑنا تو آسان ہے' لیکن خواہشات کو ترک کرنا چاہئے۔ کیونکہ بزرگوں کا یہی مسلک ہے"۔ اس ارشاد کے ساتھ درود شریف کثرت سے پڑھنے کی تلقین فرمائی مولوی محمد حنیف اگرچہ پہلے بھی درود شریف پڑھتے تھے' لیکن اس روز حضرت صاحب قبلہؒ نے اس انداز سے تلقین فرمائی کہ کیفیت قلب ہی تبدیل ہو گئی۔ کیونکہ جب مولوی محمد حنیف صاحب اپنی دکان پر کام کرتے تھے تو حضرت صاحب قبلہؒ کی توجہ باطنی سے اس دنیا کے فانی ہونے کی حقیقت ان پر منکشف ہو گئی' قیامت و قبر کے حقائق سامنے آ گئے۔ وہ دنیاوی امور سے ہمیشہ کیلئے دامن

Marfat.com

چھڑا کر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں ایسے حاضر ہوئے کہ دنیا سے کوئی رغبت نہ رہی اور یاد الٰہی اور مرشد پاک کی خدمت کیلئے وقف ہو گئے۔

مولوی محمد حنیف لکھتے ہیں کہ ان کے گاؤں کے ایک امیر آدمی وہم کی بیماری میں مبتلا تھے۔ ہر قسم کے علاج کئے لیکن یہ بیماری دور نہ ہو سکی۔ آخر کار حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور ان کے نگاہ کرم کے طفیل نہ صرف جسمانی عوارض دور ہو گئے بلکہ روح و قلب کی تمام بیماریاں دور ہو گئیں۔ ان کا نام سردار احمد نواز خاں ہے جو وٹو خاندان میں سے ہیں۔

ایک مرتبہ ان کے گاؤں موضع کوئیکی بہاول میں حضرت صاحب قبلہؒ بمعہ اہل و عیال تشریف لائے اور دو ماہ تک قیام فرمایا۔ اس کے بعد پاک پتن شریف تشریف لے گئے لیکن حضرت صاحب قبلہؒ کے فیض روحانی سے سردار احمد نواز خاں دو سال تک اپنے مکان میں تنہا رہے اور ان کا دل اتنا گداز ہو گیا کہ ہر وقت آنکھوں سے آنسو رواں رہتے۔ محویت اتنی بڑھ گئی کہ وضو کرتے تو نماز کا وقت گزر جاتا' ملازم وضو کراتے کراتے تنگ آ جاتے۔ نماز کے وقت سردار نواز خاں اپنی اہلیہ سے کہتے وہ رکعتیں شمار کرے۔ نماز میں اتنے محو ہو جاتے کہ نماز کا ہر رکن ان کی اہلیہ بتاتی۔

اس دوران سردار احمد نواز خاں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو واپس جانے سے انکار کر دیا۔ ان کے بھائی رب نواز خاں انہیں لینے کیلئے آئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔

اللہ اللہ یہ حضور کی نگاہ کرم کا فیض۔ سردار احمد نواز خاں صاحب جب بھی حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ فرماتے ''بیلیو! آؤ تمہیں حضرت شیر محمد میاں صاحبؒ کی کرامات دکھائیں۔ یہ تھی آپؒ کی شان کہ وہ اپنی ہر کرامت کو حضرت میاں صاحبؒ سے منسوب کرتے تھے۔ سردار احمد نواز خاں کی حضرت صاحب قبلہؒ سے وابستگی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ جمعہ مبارک کے دن گرمی کے موسم میں آپؒ نے احمد نواز خاں کو کوٹھی مبارک کے سایہ میں بیٹھنے کیلئے فرمایا' جس جگہ پر سردار احمد نوز خاں بیٹھے تھے وہاں دھوپ آ گئی۔ مولوی محمد حنیف صاحب نے جا کر کہا' کسی سایہ دار جگہ پر چل کر بیٹھیں' یہاں تو دھوپ آ گئی ہے۔ احمد نواز خاں صاحب بولے۔ ''حضور نے اسی جگہ بیٹھنے کیلئے فرمایا تھا۔

Marfat.com

اب احمد نواز خاں کی حالت پہلے سے بہت بہتر ہے۔ حواس درست ہیں۔ لیکن حضرت صاحب قبلہؒ سے عشق کی سرشاری اب بھی ہے۔ اور حضرت صاحب قبلہؒ کے مزار پر انوار پر حاضری باقاعدگی سے دیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

چوبیسویں مجلس

میری سرکار

حضرت گرماں والے ؒ

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی
مرد نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کائی
قلم ربانی ہتھ ولی دے لکھے جو من بھاوے
ولیاں نوں رب قدرت بخشی لکھے لیکھ مٹا دے

Marfat.com

کیمبل پور سے محمد یونس قریشی تحریر کرتے ہیں کہ وہ 1935ء میں سرکار کرمانوالےؒ کی خدمت اقدس میں پہنچے۔ حضرت صاحب قبلہؒ اس وقت کرمونوالہ شریف ضلع فیروز پور میں جلوہ افروز تھے۔ انہوں نے سرکارؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ سالہا سال سے امراض شکم میں مبتلا ہیں۔ روزانہ ستر اسی اجابتیں ہوتی ہیں۔ مشہور معالجین سے علاج کرا چکے ہیں، لیکن افاقہ نہیں ہوا بلکہ مشہور معالج اور ڈاکٹر اب مرض کو لاعلاج قرار دے چکے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے ساری حقیقت سننے کے بعد فرمایا۔

''اللہ کریم رحم کر دے گا، تم کالا نمک اور نوشادر، پھٹکری ہم وزن لیکر پیس لیں اور روزانہ بنارسی آملے کا مربہ لیکر نمک لگا کر استعمال کرو انشاء اللہ اس کے کھانے سے ساری بیماری دور ہو جائے گی۔ اور تم ہٹے کٹے ہو جاؤ گے۔''

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے وطن پٹھان کوٹ پہنچ کر حضرت قبلہؒ کے نسخے پر عمل کیا تو بیماری کافور ہونا شروع ہو گئی اور چند ہی دنوں میں وہ بالکل صحت مند ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد ان کو سرکارؒ سے بے پایاں محبت اور عقیدت ہو گئی اور وہ حضرت صاحبؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہونے لگے۔

اس کے بعد جب ان کی تبدیلی سبی کوئٹہ ڈویژن میں بولان زاہدان لائن پر کر دی گئی تو وہ سخت پریشان ہوئے، کیونکہ گھریلو حالات اس قسم کے تھے کہ وہ اچانک سینکڑوں میل دور جا کر اپنے فرائض انجام نہیں دے سکتے تھے۔ چنانچہ اسی پریشانی کے عالم میں وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کرمونوالہ شریف پہنچے اور سرکارؒ سے سارا ماجرا عرض کیا، جسے سن کر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ ''تو ایتھے رہناں چاہناایں''۔

انہوں نے عرض کیا، ہاں سرکارؒ میں اسی جگہ ہی رہنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ ''جارہ جائیں گا''۔ پھر ایک وظیفہ پڑھنے کو بتایا اور دعا فرمائی۔ چنانچہ چند روز کے بعد ہی ان کی ٹرانسفر منسوخ ہو گئی۔

یونس قریشی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اپنے ایک عزیز کو لیکر حضور کی خدمت اقدس میں کرمونوالا شریف حاضر ہوئے۔ ان کے یہ عزیز ملٹری میں ملازم تھے۔ جرمنی کی جنگ میں خوف زدہ ہو کر ملٹری سے ڈسچارج ہونا چاہتے تھے لیکن ان دنوں چونکہ جنگ۔ شدید صورت اختیار کر رہی تھی اس لئے کسی

Marfat.com

فوجی کو ڈسچارج نہیں کیا جاتا تھا۔

جب یہ حضرت صاحب قبلہؒ کے سامنے آئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے خود ہی فرمایا ''بھئی تم کیا کام کرتے ہو''۔ انہوں نے عرض کیا ''حضور ملٹری میں ملازم ہوں''۔ سرکارؒ نے یہ سن کر فرمایا ''داڑھی رکھ لے' تینوں ملٹری وچوں چھڈ دین گے''۔

چنانچہ انہوں نے داڑھی رکھ لی اور انہیں ملٹری کی ملازمت سے نجات مل گئی اور وہ اپنے گھر واپس آ گئے۔

یونس قریشی صاحب ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک قریبی تعلق دار جو بڑے اثر و رسوخ کے مالک تھے اور سرکار برطانیہ میں ان کی کافی رسائی تھی' وہ تحریک پاکستان کے اندر 1947ء میں مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے ممبر ہو گئے اور جب انہوں نے تحریک پاکستان میں زبردست حصہ لیا تو ہندوؤں نے ان کو ایک مقدمہ میں ملوث کر لیا۔ ان کے ساتھ چند دیگر بااثر مسلمانوں کو بھی اس مقدمے میں ملوث کر لیا گیا اور سخت مشکل میں پھنس کر رہ گئے تھے کانگرس ان کو نقصان پہنچانے پر تل گئی تھی۔ چنانچہ قریشی صاحب انہیں لیکر فوراً حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں کرمونوالہ شریف پہنچے اور ساری روداد بیان کر دی' جسے سن کر سرکارؒ نے بس اتنا فرمایا ''اللہ خیر کرے گا''۔

چنانچہ یہ دونوں واپس آ گئے اور چند ہی روز کے بعد حکومت برطانیہ نے وہ مقدمہ خود بخود واپس لے لیا اور یہ ایک محیر العقول واقعہ تھا۔

ایک مرتبہ ایک زمیندار اپنے لڑکے کو لیکر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ''یا سرکار میرے لڑکے کو خواہ مخواہ ایک مقدمے میں پھنسا دیا گیا ہے حالانکہ میرا لڑکا بے قصور ہے۔'' سرکارؒ نے فرمایا تیرے لڑکے دا قصور اے یقین نئیں تے اپنے لڑکے نوں پچھ۔

چنانچہ سب کے سامنے جب اس لڑکے سے پوچھا گیا تو اس نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا۔ سرکارؒ نے فرمایا ''لڑکے نے سچ بولیا' اے ہن اے بری ہو جائے گا''۔ چنانچہ یہ لڑکا اس مقدمے سے بری ہو گیا۔

حاجی گل محمد صاحب جو حضرت صاحب قبلہؒ کے خاص مریدوں میں سے ہیں اور آپؒ کے

Marfat.com

گاؤں کے رہنے والے ہیں اور بچپن سے ہی حضرت صاحب کی خدمت میں رہے فرماتے ہیں کہ جب کبھی حضور باہر تشریف لاتے اور ٹیلے ٹبوں پر تشریف فرما ہوتے تو گاؤں کے لوگ حضرت صاحب قبلہؒ کو دیکھ کر ارد گرد جمع ہو جاتے تو ان میں بعض محبت سے حضور سے عرض کرتے کہ حضور فلاں آدمی کہتا ہے کہ میں حضور کے ساتھ بینی پکڑوں گا' حضور فرماتے ہیں کہ ہم غریب ہیں اور کمزور ہیں ہم کیا بینی پکڑیں گے۔ چنانچہ لوگوں کے مجبور کرنے سے آپؒ فرماتے کہ ہماری بینی پکڑو۔ چنانچہ آپؒ کتنا ہی جوان ہو تین انگلیوں اور انگوٹھا سے مقابل جوان کی بینی ہاتھ لگاتے ہی چھڑا لیتے گویا کہ زور لگانا ہی نہ پڑتا۔

وہی صاحب فرماتے ہیں کہ گاؤں میں ایک آدمی کی ایک بھینس تھی جو بہت مارتی تھی' جس کو دیکھتی گرا لیتی' اور ادھ موا کر دیتی۔ اسکی بیوی بھینسوں کو لیکر پانی پلانے کے واسطے نکلی۔ حضور بھی اتفاقیہ باہر کھڑے تھے۔ بھینس بھی پانی پی کر حضور کی طرف دوڑی۔ لوگ ڈر گئے۔ اور وہ عورت بھی دوڑی کہ حضرت صاحبؒ کو نہ مارے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی بھینس حضور کے پاس پہنچ کر حضرت صاحبؒ کے وجود مبارک سے اپنا ماتھا لگا کر پیچھے ہٹ گئی۔ حضور نہ ڈرے اور نہ ہی کوئی چھڑی لگائی اور وہیں کھڑے رہے اور بھینس خود ہی پیچھے ہٹ گئی۔

صوفی بشیر احمد صاحب (شیخوپورہ) بیان کرتے ہیں کہ وہ ابھی حضرت صاحب قبلہؒ کے مرید نہیں ہوئے تھے' ویسے آنا جانا رہتا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی مجلس میں بیٹھنا اور سلام کر کے گھر واپس چلے جانا معمول بن گیا تھا۔ اس دوران داڑھی کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ حالانکہ حضرت صاحب قبلہؒ نے کبھی ان سے کھل کر بات نہیں کی تھی۔ صرف تنکھیوں سے مستفیض فرماتے تھے۔ صوفی بشیر احمد صاحب سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے اور زندگی میں نماز روزہ کا کبھی نام نہ لیا تھا۔ مگر اب نماز پڑھنا اور چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھنا شروع کر دی' نئی زندگی کے آغاز میں پہلی مرتبہ ماہ رمضان کی آمد ہوئی تو انہوں نے پہلا روزہ رکھا۔ افطار کے وقت حقہ خوب پیا۔ جب تراویح کا وقت ہوا با جماعت کھڑے ہوئے۔ جماعت میں گاؤں کے آدمی تھے مگر ایک نامعلوم شخص نے کہا "کتنا برا آدمی ہے منہ سے بو آ رہی ہے اور نماز میں کھڑا ہو گیا ہے۔ ہماری نماز بھی خراب کر رہا ہے"۔ اس بوڑھے شخص کے یہ الفاظ تمام رات کانٹوں کی طرح چبھتے رہے۔ سحری کھانے کے بعد بیوی سے کہا' حقہ تیار کرو' حقہ پیا تو قے ہو گئی۔ خدا معلوم اس

Marfat.com

حقے میں کیا تھا۔ آج تک حقہ یا سگریٹ پینے والے کے برتن میں وہ اگر کچھ کھا پی لیں تو قے ہو جاتی ہے حقے کو خیر باد کہہ کر آخری جمعتہ المبارک کا انتظار کرنے لگے۔ بڑی مشکل سے پندرہ روزے گزار کر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا ''ابھی مرید نہیں کروں گا' تم بھاگ جاؤ' بس کیا تھا۔ روتے ہوئے باہر نیم کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور خدا سے دعا کرنے لگے۔ اتنے میں مولوی اکرام صاحب باہر تشریف لائے اور کہا ''بھائی روٹی کھاؤ گے'۔ میں نے عرض کیا ''روٹی نہیں کھاؤں گا' پہلے مرید ہوں گا''۔ ایسے ہی انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت صاحبؒ نے بڑی شفقت فرمائی اور حاضری کی اجازت دی۔ اور فرمانے لگے ''اتنی ضد ٹھیک نہیں ہوتی۔ شراب سے توبہ کرو اور مرید ہو جاؤ''۔ عرض کیا ''یا حضرتؒ میرے بس کی بات نہیں۔ آپ کرم فرمانے والے ہیں کرم فرمائیں گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا''۔ اور مجھ پر کرم نوازیاں فرمائیں' مرید کر لیا اور ساری بری عادتیں ترک کر دیں۔

دوسری مرتبہ ابھی وہ گھر ہی میں تھے کہ خبر اڑی کے حضرت صاحب قبلہؒ رحلت فرما گئے ہیں۔ انہیں صدمہ ہوا' اور صبح آنکھ کھلی تو دل میں خیال آیا۔ ''چلو کم از کم مزار مبارک تو دیکھ لو' جس سے بھی سنتا یہی خبر تھی کہ حضرت صاحب قبلہؒ رحلت فرما گئے۔ چیچہ وطنی سٹیشن پر آئے۔ لوگ خدا معلوم کیا باتیں کرتے ہوں گے' مگر مجھے یہی سنائی دیتا تھا۔ لاہور کا ٹکٹ لیکر گاڑی میں سوار ہو گئے۔ جس ڈبے میں بیٹھے اس ڈبے میں بھی یہی ذکر تھا۔ آخر کار اسٹیشن پر آ کر پوچھا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کا پتہ ہو' لوگ کہنے لگے اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جھٹ چھلانگ لگائی اور اتر کر حضرت صاحب قبلہؒ کے قدموں کو چومنا چاہا تو آپؒ فرمانے لگے۔ ''سنیا بیلیا! لوگ کیا کہتے ہیں کہ (کہ تیرا پیر مر گیا) فکر نہ کر تیرا پیر نہیں مرد اقیامت تک لوگ ای مر جان گے۔ بعد میں خاموشی سے کہنے لگے'' تجھے بتاؤں گا جس دن میرے سفر کا وقت ہو گا فکر نہ

جمعتہ المبارک کی رات کو وہ اچھرہ پیر غازی روڈ مکان نمبر 1 اپنی سسرال میں تھے اور یہ سوچ رکھ تھ ... جمعتہ المبارک ادا کرنے جائیں گے۔ اس رات حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں تین مرتبہ اٹھایا اور فرمایا نماز پڑھنے نہیں آنا۔ غافل ہو کر سو رہے ہو۔

سحری کے وقت انہوں نے بیوی سے کہا' آج حضرت صاحب قبلہؒ نے مجھے تین دفعہ اٹھایا۔ کیونکہ

Marfat.com

آج رات بندہ وہاں ہوتا تو بہتر تھا' لیکن کھانے کو دل نہیں چاہتا۔ اور جانا ضرور ہے۔ اچھا کھانا لاؤ۔ کھانا کھا کے جب یتیم خانہ اچھرہ سے پیدل سمن آباد ہوتے ہوئے پہنچے تو وہاں بہت سے لوگ جمع تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں اخبار تھا لیکن وہ الگ ہو کر بس کا انتظار کرنے لگے۔ دل ڈرتا تھا کہ آج حضرت صاحب قبلہؒ دیر سے پہنچنے پر کہیں ناراض نہ ہوں' مگر ایک آدمی کی آواز کان میں پڑی۔ "یہ دیکھو حضرت صاحب قبلہؒ کے متعلق صاف لکھا ہے' دل کو تشویش ہوئی' اخبار خرید لیا اور پڑھا' پڑھتے ہی سب راز کھل گئے کہ کیوں جلدی پہنچنے کی تلقین فرمائی تھی۔

محمد ارشاد صاحب نعت خواں لائل پور سے لکھتے ہیں کہ وہ ضلع جڑانوالہ میں دکانداری کرتے تھے کہ ایک مرتبہ وہ اپنے استاد صوفی امانت اللہ صاحب مرحوم کی عنایت سے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور پھر مسلسل کرمانوالہ شریف میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ سے وابستگی صوفی امانت اللہ مرحوم کی شفقت کا نتیجہ تھی ایک مرتبہ صوفی امانت اللہ مرحوم نے بتایا کہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی قدم بوسی کیلئے کرمانوالہ شریف کی جانب روانہ ہوئے تو راستے میں کرایے کے حساب کتاب کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ ننکانہ سے کرمانوالہ شریف تک اتنا کرایہ خرچ آئے گا اور اتنا بچ جائے گا۔ اس دوران انہوں نے پروگرام بنایا کہ پانچ روپے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کردوں گا چنانچہ یہ سوچ کر وہ کرمانوالہ شریف پہنچے اور حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ "بیلیا' کتھوں آیا ایں' کی حال اے' کی کم کرنا ایں تے کیویں آیا ایں"۔

صوفی امانت اللہ مرحوم نے عرض کیا۔ "میرا نام امانت اللہ ہے اور ضلع جڑانوالہ سے آیا ہوں"۔ یہ سن کر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ "درویش ایندھن لینے جارہے ہیں تم بھی ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ صوفی امانت اللہ مرحوم درویش کے ساتھ ایندھن لینے چلے گئے اور جب واپس آ کر دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "ماسٹر جی! دیکھو مال کی کھرلی میں چارہ ہے؟" صوفی امانت اللہ نے واپس آ کر عرض کیا۔ "حضور چارہ تو بہت ہے حضرت صاحب قبلہؒ نے دوبارہ فرمایا۔ "اچھا تو پھر اسے ہاتھ سے ہلادو۔" صوفی امانت اللہ نے ایسا ہی کیا' اچانک حضرت صاحب قبلہؒ

Marfat.com

نے فرمایا۔ ''ماسٹر جی! تم نے جو پانچ روپے نذر کرنے تھے' ان کا میں نے کام لے لیا ہے اور اب تم پانچ روپے نذر کرنے کی تکلیف نہ کرنا''۔ اور کل اتوار کو تم چلے جانا کیونکہ پرسوں تم نے اسکول جانا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

پچیسویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والے ؒ

اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

Marfat.com

میر منظور محمود امر تسری تحریر فرماتے ہیں' سیدنا حضرت محمد اسماعیل شاہ صاحب' المعروف بہ حضرت کرمانوالےؒ اپنے دور کے قطب' مجدد اور داعی شریعت تھے۔ آپؒ صرف پیر ہی نہیں عالم بھی تھے اور طبیب بھی' رئیس بھی تھے اور زمیندار بھی۔ اس پر بھی سادہ دلی' بردباری' انکساری کا طریقہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ ان کی مجالس میں خاموشی ہوتی۔ افراد کو نشست و برخاست کیلئے ضابطہ سنت حضور رسول مقبولﷺ کی پابندی مدنظر رکھنا پڑتی' جن کی طبیعتوں پر یہ روش بار محسوس ہوتی وہ جلد کھسک جاتے' اور سر محفل وہی رہ جاتے جنہیں اسلامی طور طریقہ اپنانے کا شوق ہوتا۔

حضرت صاحب قبلہؒ اپنی مجالس میں سرور عالم تاجدار انبیاءﷺ اور آپؐ کے اصحاب پاک کی مجالس کا ماحول اپنائے رکھتے تھے اور جو اس قسم کے ماحول سے اکتا جاتا اسے محفل سے رخصت کر دیتے۔

حضرت صاحب قبلہؒ کی محفل میں کشف و کرامات کا بار بار اظہار ہوتا مگر آپؒ کے نزدیک ان باتوں کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ یہ سب کرشمے بے اختیارانہ ظہور میں آتے۔ میرا تعارف ہونے کے باعث بھی ایک کرامت ہی بنی۔ مناسب ہے کہ ذرا اختصار سے یہ واقعہ بھی سنا دوں۔

بھارت کے ضلع گورداسپور میں ایک قصبہ دھرم کوٹ کے نام سے مشہور ہے' نام تو ہندوانہ تھا مگر آبادی مسلمانوں کی تھی۔ یہ ہمارے ایک دوست مسٹر بشیر بی اے آنرز کا وطن تھا۔ بشیر صاحب نے آنرز کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد دہریت اختیار کر رکھی تھی اس کے برعکس ہم ہزار خطا کار ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی موجودگی اور توحید کے قائل تھے۔

لاہور اور امرتسر کے کالجوں میں دسمبر کی چھٹیاں تھیں۔ یہ غالباً 1932ء کا ذکر ہے۔ ہر طرف امن و امان کا دور دورہ تھا۔ میں حکیم عبدالمجید صاحب عاصی کے ہمراہ مرغابیوں کے شکار کیلئے دھرم کوٹ گیا۔ یہ قصبہ شاہدرہ کی طرح عین راوی کے کنارے پر واقع ہے۔

ان دنوں بشیر صاحب بھی وہیں تھے۔ عاصی صاحب بشیر صاحب کے برادر نسبتی ہونے کی وجہ سے بہت بے تکلف تھے۔ ایک دن دریا کے کنارے دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بشیر صاحب سے بحث چھڑ گئی۔ ہم انہیں خدا کا قائل بنانے کی دھن میں دلائل پیش کر رہے تھے۔ مگر وہ الٹا ہمیں دہریہ بنانے کی

Marfat.com

کوشش میں مصروف تھے، ان کی تعلیم زیادہ تھی اور قوت استدلال بھی۔ اور پھر ایک دہریے کے واسطے اوٹ پٹانگ دلائل پیش کرنا مشکل نہیں ہوتا اور یہاں شریعت کا احساس مدنظر تھا۔ مختصر یہ کہ خدا کے منکر کا پلڑا بھاری تھا اور خدا کے ماننے والے محض اپنی خفت مٹانے کیلئے گفتگو کو طول دے رہے تھے۔

بحث عروج پر تھی کہ دو تین درویش صفت دیہاتی ادھر سے گزرے۔ اور چند لمحوں کیلئے ہمارے قریب رک کر گفتگو سننے لگے پھر کچھ توقف کے بعد فرمانے لگے۔

"دیکھو میاں یہ بابو خدا کا منکر ہے۔ تم اسے بحث سے قائل نہ کرسکو گے۔ آج کل مکان شریف میں عرس ہے۔ وہاں میاں شیر محمد صاحبؒ کے خلیفہ حضرت کرمانوالہؒ تشریف لائے ہوں گے۔ انہیں ان کے حضور لے چلو۔ بس چند لمحوں میں دہریت سے توبہ کرکے خدا پرست بن جائے گا۔"

انہوں نے یہ مشورہ دیا اور اپنی راہ لی۔

مکان شریف، دھرم کوٹ کے قریب ایک درگاہ تھی۔ یہاں بھی نقشبندیہ سلسلے کا ایک مرکز موجود تھا۔ مسٹر بشیر کو نہ جانے کیا سوجھی کہ حضرت کرمانوالہؒ کی ملاقات کیلئے بے تاب ہونے لگے۔ القصہ ہم چار پانچ دوست مکان شریف جا پہنچے۔ جی میں یہ ٹھان لی کہ اپنی آمد کا اصل مقصد حضرت صاحب قبلہؒ کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں کریں گے۔

وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت کرمانوالہؒ تو اس دفعہ تشریف نہیں لائے، البتہ حضرت میاں صاحبؒ کے ایک اور خلیفہ غالباً نورالحسن شاہ صاحب موجود ہیں۔

بشیر نے کہا چلو انہیں کے پاس چلتے ہیں اگر موقع ملا تو یہ بحث انہیں سے چھیڑی جائے گی۔ لہٰذا ہم ان کی قیام گاہ پر حاضر ہوئے۔ سب سے آگے مسٹر بشیر ہی تھے۔ انہیں اپنی تعلیم پر بڑا ناز تھا۔

جونہی حضرت نورالحسن شاہ صاحب کے حضور باریابی ہوئی، بشیر صاحب نے بڑھ کر سلام کیا۔ جواب میں آپ نے نہایت زور سے کہا۔

"ابے جا تیرا نکاح تو حضرت کرمانوالہؒ سے ہو چکا ہے"۔

بشیر حیران تھا کہ انہیں ہمارے دل کی بات کیسے معلوم ہوگئی بات یہ درست تھی کہ دھرم کوٹ سے ہم حضرت کرمانوالہؒ کی زیارت کیلئے آئے تھے۔ نیت یہی تھی کہ حضرت کرمانوالہؒ سے ملیں گے اور خدا

Marfat.com

کی موجودگی کا مسئلہ انہیں کے حضور چھیڑا جائے گا۔

حضرت نورالحسن شاہ صاحب کے اس جملے کا اثر کارگر ہوا۔اور بشیر نے کرمونوالہ جانے کی ٹھان لی۔ اس نے گھر آکر چند کپڑے اور کتابیں سوٹ کیس میں رکھیں اور ریل میں سوار ہوگیا۔ہم تو راستے میں امرتسر اتر گئے اور وہ سیدھا فیروز پور چلا گیا'۔

پھر تقریباً ایک برس کی مدت گزر گئی۔بشیر صاحب کا کوئی خط ہی آیا اور نہ ان سے کوئی ملاقات ہوسکی۔ **ایک دن** دوپہر کے وقت میں اپنے بچوں میں بیٹھا تھا' کہ مردانے سے میرا ملازم بلانے آیا۔ کہنے لگا کہ ایک مولوی صاحب ملنے آئے ہیں۔میں نے کہا بڑے کمرے میں بٹھاؤ میں ابھی آتا ہوں۔

جب میں پہنچا تو ایک لمبے تڑنگے مولوی صاحب انتظار میں تھے۔طویل داڑھی' سر پر بڑی سی پگڑی' ٹخنوں سے اونچا پاجامہ میں پہچان نہ سکا۔وہ بھی تاڑ گئے اور بولے۔

''یار میر مجھے پہچانا نہیں''؟

میں نے معذرت چاہتے ہوئے جواب دیا''مجھے افسوس ہے کہ میں نے واقعی آپ کو نہیں پہچانا''۔ کہنے لگے۔''بھئی میں تمہارا دوست بشیر ہوں''۔

میں حیرت واستعجاب میں ان سے لپٹ گیا اور پوچھنے لگا۔''ارے یہ کیا؟ ہمارا بشیر تو سوٹ بوٹ والا تھا۔آخر یہ انقلاب کیسے آ گیا تم میں؟''

مولوی بشیر کہنے لگے۔''یار یہ سب حضرت کرمانوالاؒ کی ایک نظر کا کرشمہ ہے۔تمہیں یاد ہے نا' کہ میں ان سے بحث کرنے کی غرض سے ان کے گاؤں ضلع فیروزپور میں گیا تھا۔

''ہاں ہاں مجھے یاد ہے۔ارے دوست پوری روداد سناؤ۔''میں نے فرط اشتیاق میں بات کو طول دینا چاہا۔اب مولوی بشیر صاحب نے آپ بیتی شروع کی۔

''بولے میر صاحب! میں مغرب سے کچھ پہلے حضور کے درِ دولت پر پہنچ گیا تھا' سوٹ کیس ایک جگہ رکھا اور ایک درویش کی وساطت سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا' دل میں سوچ رہا تھا کہ گاؤں کی کھلی ہوا ہے۔میں خود بھی گاؤں کا رہنے والا ہوں۔چند روز یہاں قیام کروں گا۔وقتاً فوقتاً شاہ صاحبؒ سے بحث بھی ہوگی۔میں بہت پڑھا لکھا ہوں اور پھر یہ مسئلہ ایسا ہے کہ کوئی بھی دلائل سے مجھے قائل نہیں

Marfat.com

کر سکتا۔ ہاں ایک بات ہے کہ چند روز ذرا مزے سے گزر جائیں گے۔

میں نے حضور کے روبرو ہوتے ہی سلام کیا۔ جانتے ہو سلام کا جواب کیا ملا؟ گالیاں اور کھونسے۔ کسی نے پوچھا ہی نہیں کہ میاں کون ہو' کیسے آئے ہو؟ مقصد کیا ہے' بالکل نہیں پوچھا گیا۔

جونہی میرے منہ سے السلام علیکم نکلا' حضرت صاحب قبلہؒ ایک دم جلال میں آ گئے اور درویشوں سے فرمانے لگے۔

بس یہ حکم ملتے ہی چند ہٹے کٹے درویش اٹھے اور مجھ پر پل پڑے اب میں تھا اور گھونسوں اور لاتوں کی بوچھاڑ تھی۔ انہوں نے دھکے دے کر باہر نکال دیا اور ایک درخت کے قریب چھوڑ کر چلے گئے۔

میں اتنا پڑھا لکھا آدمی اس وحشیانہ سلوک کا امیدوار نہ تھا۔ جی میں خود کو ملامت کرنے لگا کہ بے وقوف تو ناحق یہاں آیا۔ پھر رقت طاری ہوئی اور گھنٹوں روتا رہا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اس سلوک کے باوجود وہاں سے چلے آنے کی جرأت نہ تھی۔

جب وقت کافی سے زیادہ گزر گیا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے درویشوں کو دوسرا حکم سنایا اور فرمایا۔

''جاؤ اس بابو کو اندر لے آؤ''۔

اب درویش مجھے اندر لے جا رہے تھے اور میں انکار کر رہا تھا' مگر وہ میری کہاں سنتے تھے' گھسیٹ کر لے ہی گئے۔ کسی سوال و جواب کی نوبت ہی نہ آئی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے میرا دایاں ہاتھ پوری قوت سے پکڑا اور دبایا اور کہا۔ ''دیکھ او بیلیا خدا ہے کہ نئیں'' (یعنی اے دوست دیکھ خدا ہے یا نہیں)۔

بس ایک بجلی سی میرے رگ و ریشہ میں دوڑ گئی اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

جب ہوش میں آیا تو رات ختم ہونے کو تھی۔ میں جوں کا توں پڑا تھا۔ ہوش آتے ہی مجھے سوٹ بوٹ سے نفرت ہو گئی۔ اپنی کتابوں اور تعلیم سے نفرت ہو گئی۔ مجھے موجودہ دور کی ہر غیر اسلامی روش سے نفرت ہو گئی۔ میں نے اسی دن داڑھی رکھ لی اور حضرت صاحب قبلہؒ کے دست مبارک پر توبہ کر لی۔

آپؒ نے مجھ سے پوچھا۔ ''بابو جی تمہارا نام کیا ہے؟''

میں نے کہا۔ ''حضور غلام کو بشیر کہتے ہیں۔''

فرمانے لگے۔ ''نہیں بشیر مرزا محمود بھی اپنے ساتھ لکھتا ہے۔ تم اپنا نام عبداللہ رکھ لو۔''

Marfat.com

بشیر اگرچہ اسلامی نام ہے مگر اس وقت خدا کے اس مقرب بندے کا موڈ ویسا ہی تھا' لہٰذا میں بشیر سے عبداللہ بن گیا۔

بشیر صاحب تو یہ واقعات سنا کر دھرم کوٹ چلے گئے۔ مگر مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال گئے۔ میں انتہائی گنہگار ہونے کے باوجود مذہب کا شوق رکھتا تھا اور چھوٹی عمر میں ایک وارثی بزرگ کے دست مبارک پر بیعت بھی کی ہوئی تھی۔ جی چاہا کہ حضرت کرمانوالہؒ شاہ صاحب سے ملاقات کی جائے۔ پس دوسرے ہی روز صبح کی گاڑی سے ان کی خدمت میں پہنچ گیا۔

حضرت صاحب قبلہ نہایت خوش شکل' وجیہہ اور عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ دراز قد' مضبوط اور توانا جسم' حد سے زیادہ خلیق' متواضع' بردبار' جو قلندرانہ جلال میں نے اس مرد درویش کی چال ڈھال' نشست و برخاست میں دیکھا اور کسی میں نہ پایا۔

کبھی کبھی بعض پر برستے بھی تھے اور گرجتے بھی۔ کبھی کبھی انکے جلال کی تاب لانا مشکل ہو جاتا۔

حضرت صاحب قبلہ کی مجلس مبارک میں جو پہلا تاثر میں نے لیا وہ یہ تھا کہ ان کی نشست و برخاست حضور سرکار دو عالم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی تصویر معلوم ہوتی تھی۔ سب لوگ باادب اور دوزانو بیٹھے ہیں۔ مختصر اور پراسرار انداز میں باتیں بھی ہو رہی ہیں۔ آپؒ فرما رہے ہیں___ حاضرین سن رہے ہیں۔ ہر وقت شریعت کی پیروی اور اتباع حضور رسول مقبولؐ پر زور ہے۔ کوئی ہو ہا کا زور' کوئی نعرۂ مستانہ نہیں' کوئی تعویذ دھاگہ نہیں' کوئی ٹونا ٹوٹکا نہیں' بس نماز کی تلقین ہے اور توحید کی تعلیم۔ اگر تم سرکار مدینہ کے نقش قدم پر سجدہ ریز نہیں تو کچھ بھی نہیں' خواہ آسمان پر اڑ کر دکھاؤ یا سطح آب پر دوڑنے لگو۔ ولایت یہی ہے کہ سچے مسلمان بن جاؤ اور حضورؐ کے دین کی سچی پیروی کرو۔

میں دو تین یوم حضور کی خدمت میں ٹھہرا۔ پھر اجازت لیکر امرتسر آ گیا۔ اب دل پر نماز کا شوق غالب آ چکا تھا۔ وظائف کا سلسلہ قائم ہو چکا تھا' طبیعت دین کی طرف رغبت کرنے لگی تھی۔

اگرچہ میں بشیر کی طرح خصوصی توجہ کا حق دار نہ سمجھا گیا تو پھر بھی در پردہ توجہ کا اثر کچھ نہ کچھ تو ضرور ہوا تھا۔ اسی نے عبادت کی رغبت دلائی اور صراط مستقیم کی طرف گامزن ہونے کی توفیق دی۔ بس یہ ان کا کرم یہی تھا کہ فرائض کی ذمہ داری چٹکیاں لینے لگی اور وارثی کو سلسلۂ نقشبندیہ کی نسبت بھی حاصل

Marfat.com

ہو کے رہی۔

حضور کی محبت نے دل پر کچھ ایسا اثر کیا کہ ان کے ہاں آمد و رفت کا مستقل سلسلہ شروع ہو گیا۔ کئی دفعہ تو ایک ہی مہینے میں تین تین، چار چار مرتبہ وہاں میں آیا کرتا۔ بعض اوقات دس دس بارہ بارہ دن وہاں حاضر رہتا۔ قبلہ شاہ صاحبؒ مجھ پر بہت کرم فرمایا کرتے۔ جب کبھی سفر کے دوران امرتسر کی طرف تشریف لاتے تو میرے ہی غریب خانہ پر قیام فرماتے۔ جاننے والے جانتے ہیں یہ ایک بڑی نوازش تھی جو وہ اس خاکسار پر فرمایا کرتے۔

ہمارے مرشد حضرتؒ کرمانوالے کا اصول تھا کہ وہ جگہ جگہ مریدوں کے ہاں تشریف لے جانا پسند نہیں فرماتے تھے۔ بس ایک آدھ خادم کا مکان منتخب فرمالیتے بس وہیں ٹھہرتے۔ جیسا کہ لاہور میں برادرم محمد شفیع صاحب فروٹ مرچنٹ کو یہ شرف حاصل رہا ہے۔

میں نے قبلہ شاہ صاحبؒ سے ان گنت کرامتوں کا ظہور دیکھا۔ چند ایک جو ذہن میں ابھر رہی ہیں بیان کرتا ہوں تا کہ صاحب ذوق اور عقیدت منداحباب کی تسکین کا باعث ہوں۔

امرتسر سے میں جب بھی حضورؒ کے ہاں ضلع فیروزپور میں جایا کرتا، اپنے ساتھ ضروری اشیاء کے علاوہ ایک بیٹری بھی لے جایا کرتا، تا کہ وہاں رات کے وقت باہر جنگل میں آنے جانے کی سہولت رہے۔ ایک دن میں نے دوپہر کی گاڑی پر جانے کا پروگرام بنایا۔ ریلوے اسٹیشن پر پہنچا تو گاڑی وسل دے رہی تھی گویا ٹکٹ لینے کا وقت نہ تھا۔ میں جلدی میں بلا ٹکٹ ہی سفر کرنے لگا۔ گاڑی جب فیروزپور چھاؤنی کے اسٹیشن پر پہنچی تو ایک ٹکٹ انسپکٹر نے مجھ سے بدکلامی کی۔ خیر معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

حضرت صاحب قبلہؒ کے گاؤں کرمونوالا کیلئے فیروز شاہ کے اسٹیشن پر اترنا پڑتا تھا۔ پھر یہاں سے دواڑھائی میل پیدل چلنا ہوتا۔ یہ علاقہ صحرائی تھا کوئی پختہ سڑک یا واضح پگ ڈنڈی نہیں تھی۔ دوپہر کی گاڑی تقریباً مغرب کے ہنگام فیروز شاہ پہنچی۔ اب وہاں سے پیدل گاؤں کی کی جانب چلنا شروع کیا ریتلا صحرائی سا علاقہ اور پھر چاروں طرف اندھیرا۔ اثنائے مغرب میں میں نے یونہی دو چار مرتبہ بیٹری روشن کی۔ مگر اس کا ننھا بلب مریض جاں بلب کی طرح دم توڑ گیا۔ خیر جوں توں کر کے منزل طے ہوئی اور یہ خادم حضرت صاحب قبلہؒ کی مسجد میں پہنچ کر ستانے لگا۔

Marfat.com

نماز کے بعد پیشی ہوئی تو آپؒ فرمانے لگے۔ ''وہ ٹی ٹی بڑا بے ادب تھا' مگر آپ نے بھی تو ٹکٹ نہیں لیا۔ آپ اطمینان سے ٹکٹ خرید لیتے' گاڑی آپ کو چھوڑ کر نہیں آ سکتی تھی''۔

اکثر ہر مرحلے' ہر معاملے اور ہر گفتگو کی تفصیل آپؒ کو معلوم ہو جاتی۔ کبھی ہر بات کی خبر ہونے کے باوجود ٹال بھی دیتے تھے۔

مجھے بلا ٹکٹ سفر کرنے سے منع فرمایا۔ پھر ایک درویش کو بلا کر کہا ''میرے صاحب کی قیام گاہ میں لالٹین جلتی رکھنا ان کی بیٹری خراب ہو گئی ہے۔

میری شادی کب کی ہو چکی تھی اور دو بچیاں تھیں' تیسرے بچے کی آمد کے آثار ظاہر ہوئے تو میں نے حضرت صاحب قبلہؒ سے فریاد کی کہ دعا فرما کر اللہ تعالیٰ سے ایک فرزند دلوائیں۔ آپؒ نے ایک عدد شرینی عنایت کی اور حکم دیا کہ اپنی بیوی کو کھلا دینا۔ میں نے آپؒ کے ارشاد کے مطابق یہ پھل اپنی زوجہ کو کھلا دیا۔ نیتجتاً اللہ تعالیٰ نے میرے ہاں تندرست و توانا' خوبصورت بیٹا پیدا کیا۔ یہ بچہ اب میر منصور محمود بی اے ایل ایل بی کہلاتا ہے۔ پیر کی دعا اور اللہ کی عنایت کا زندہ ثبوت ہے۔

غالباً 1933ء یا 1934ء کا واقعہ ہے کہ برطانوی حکومت نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مرحوم کو بغاوت کے مقدمے میں پھانس رکھا تھا اور یہ مقدمہ گورداسپور کے مسٹر کھوسلہ کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔ اندیشہ تھا کہ بخاری صاحب کو کم سے کم جو سزا ملے گی وہ عبور دریائے شور کی ہو گی' یعنی جلاوطنی اور عمر بھر کی قید۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی تھے اور امرتسری بھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں کرمونوالا شریف جا کر حضرت صاحب قبلہؒ سے ان کیلئے دعا کراؤں۔

چنانچہ میں اور خواجہ عبدالعزیز صاحب' قبلہ پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور بخاری صاحب کی درخواست پیش کی آپؒ نے لٹھے کی ایک ٹوپی مرحمت فرمائی اور ارشاد کیا کہ یہ ٹوپی عطاء اللہ صاحب کو دیدی جائے اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی سنائی جائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں باعزت طور پر بری کریں گے۔

انجام کار مسٹر کھوسلہ نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کو بیگناہ قرار دے کر بری کر دیا۔

Marfat.com

ایک دن سرما کے ایام میں ہم چند دوست حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ چونکہ کڑاکے کی سردی پڑ رہی تھی اس لئے محفل باہر دھوپ میں لگی تھی۔ کوئی صاحب نعت شریف سنا رہے تھے اور ایک صوفی صاحب تھے کہ ان پر وجدانی کیفیت طاری ہو رہی تھی۔ اہل مجلس پر عجیب تاثر قائم تھا۔ دور کوئی بیس بائیس گز کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا کنواں تھا بمشکل ڈیڑھ گز چوڑا ہوگا۔ اس کنویں پر ایک مضبوط توانا درویش نور محمد پانی نکال رہا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کو نہ جانے کیا سوجھی کہ بآواز بلند اس درویش کو پکارا۔ ''او نور محمد!''

بس نور محمد پر اتنے ہی لفظوں سے وجد طاری ہو گیا اور اس نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کنوئیں میں گر پڑا۔ اس کا گرنا تھا کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے ان صوفی جی کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ ''صوفی جی وجد اسے کہتے ہیں''۔ صوفی صاحب شرم سے پانی پانی ہو گئے۔

پھر حضرت صاحب قبلہؒ اہل مجلس سے فرمانے لگے۔ ''بھئی اب کیا ہوگا اتنے سے تنگ کنوئیں میں نور محمد گر پڑا ہے''۔

ایک رمز آشنا نے جواب دیا۔ حضور آپ ہی نے پھینکا ہے کوئی بات نہیں۔ آخر نور محمد کو باہر نکالا گیا۔ اللہ کی قدرت سے ایک خراش بھی نہیں آئی تھی۔ (یہ سائیں نور محمد لاہور میں بھاٹی دروازہ کے باہر دفن ہیں۔)

حضرت صاحب قبلہؒ کا انداز تکلم بہت سادہ تھا۔ مریدوں عقیدت مندوں سے کچھ ایسا سلوک فرماتے کہ ہر شخص کو یقین ہوتا کہ حضرت صاحبؒ مجھ ہی پر مہربان ہیں۔ بعض ایسے بدنصیب بھی دیکھے کہ انہیں ایک لحہ بیٹھنے کی اجازت نہ ملی اور علیک سلیک کے بغیر رخصت کر دیئے گئے۔

بعض افراد کے باطنی حالات ان کے کردار کے گھناؤنے واقعات حضور پر منکشف ہو جایا کرتے اور آپؒ کی پاک طبیعت پر ناگوار اثر ڈالتے۔ بعض اشخاص واہیات مرادوں اور ناجائز خواہشوں کا تصور لے کر آتے۔ پھر بہ تقاضائے بشریت حضورؒ کا اپنا موڈ بھی بدلتا رہتا۔ نبی ہو یا ولی، خواہ کسی بھی پائے کا ہو آخر بشر ہے۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے کبھی کسی کی برائی نہیں کی، کبھی اپنی بڑائی نہیں جتائی۔ اگر کسی نے کہا، حضورؒ

Marfat.com

آپ مردِ مومن ہیں میرے لئے دعا فرمائیں' کیونکہ مردِ مومن کی نگاہ سے تقدیر بدل جاتی ہے تو ارشاد کیا ''بھئی میں تو خود ایسے مردِ مومن کی تلاش میں ہوں۔ اچھا تم بھی دعا کرو میں بھی کرتا ہوں' اللہ بڑا فضل کرے گا۔''

آپؒ کا آبائی گاؤں ضلع فیروزپور میں تھا۔ اس ضلع میں سکھوں کی اکثریت تھی۔ میں نے کئی سکھوں کو حضورؒ کے ہاں باقاعدہ نماز پڑھتے دیکھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے ہاں ایسے متعدد افراد ملتے جو بظاہر ان پڑھ دیہاتی معلوم ہوتے مگر درحقیقت ایم اے تھے۔ پی ایچ ڈی تھے' لندن کی سیاحت کئے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے سبھی فرقوں کے لوگ' شیعہ' سنی اور وہابی سبھی حضورؒ کی مجالس میں ہوتے۔ آپؒ کی محفل میں دل آزاری کی باتیں نہیں چھیڑی جاتی تھیں۔ اخوت اور دل جوئی کا اصول مدنظر رہتا۔

اگر کسی امر کی تلقین کرنی ہوتی تو نہایت سادہ اور مؤثر طریقے سے فرماتے۔ مثلاً ایک دفعہ کسی سے فرمانے لگے' میاں اب داڑھی رکھ لو۔ اس نے عذر تراشا کہ حضور دل نیک ہونا چاہئے۔ داڑھی نہ بھی ہوئی تو کیا ہے۔ آپؒ نے محبت سے فرمایا' ''بابو جی دل تو خدا نے دیکھنا ہے اور وہ ستار العیوب ہے۔ ظاہری صورت بھی نیک بناؤ تاکہ خلق کی عیب جوئی سے بچو۔''

ایک بار نوافل کی تاکید فرماتے ہوئے کہنے لگے۔ بھئی مانا کہ نفل پڑھنے کی پابندی نہیں۔ چلو یوں سمجھ لو کہ نفل کا درجہ صفر کی برابر ہے۔ مگر جب صفر کو (اکائی کے آگے لگادیں تو کیا بن جاتا ہے۔)

ایک بار چند پڑھے لکھے نوجوان حضور کے ہاں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے فرمایا' ''شریعت کی پیروی کرنی چاہئے اور اپنے معاشرے کے اندر زندگی بسر کرنا چاہئے ورنہ ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

ایک بابو صاحب نے جواب دیا' ''جناب اللہ خود زندگی کی کشتی کا ناخدا ہے وہی حفاظت کرے گا''۔ آپؒ نے مسکرا کر فرمایا میاں ٹھیک کہتے ہو۔ مگر ناخدا تو اسی کی حفاظت کا ذمہ دار ہے جو جہاز کے اندر ناخدا کے احکام کی پیروی کرے۔ جو خودکشی کے ارادے سے سمندر میں کود جائے' ناخدا کو اس سے کیا سروکار۔

نفیس خلیلی مرحوم پاک وہند کے معروف شاعر تھے مگر نظمیں اکثر پیروں فقیروں کے خلاف کہا کرتے۔ اس پر بھی حضرت صاحب قبلہؒ کا بہت احترام مدنظر رکھتے تھے۔ آپؒ کا ذکر آجاتا تو مؤدب ہو

Marfat.com

بیٹھے ایک دن میں نے کریدا تو کہنے لگے۔ بھائی میں حضرت کرمانوالاؒ کو دل سے مانتا ہوں۔ وہ سچے ولی ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے۔

''ہمارے دفتر میں ایک پریشان حال کلرک تھا۔ تنخواہ تھوڑی تھی اور عیال بہت۔ اکثر مقروض رہا کرتا۔ بہت سے پیروں فقیروں کے ہاں گیا' دعائیں کرائیں' تعویذ لکھوائے۔ لیکن حالات سدھر نہ سکے۔ کسی نے حضرت صاحب قبلہؒ کا پتہ بتایا تو ان کے گاؤں کرمانوالے پہنچ گیا۔

حضور کی مجلس میں ہجوم تھا۔ اس نے سوچا کہ جب ذرا تخلیہ ہوگا تو اپنی مصیبت عرض کروں گا۔ ادھر حضورؒ پر یہ سب کیفیت کہے بغیر روشن تھی۔ آپؒ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گئے۔ پھر اپنے دامن سے کچھ نوٹ نکال کر عطا کیے اور فرمایا۔ ''لو بابو جی سردست یہ ہزار روپے موجود ہیں پھر کسی موقع پر اور مل جائیں گے۔ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ کارساز ہے۔

گلزار احمد گل صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ پرائمری سکول نیاز بیگ متصل جامع مسجد محلہ سلامت پورہ لاہور بیان کرتے ہیں عرصہ ہوا میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ ماہ گا اگست 1952ء میں حضرت سرکار کرمانوالہؒ کے فیض کدہ پر پہلی بار بغرض بیعت حاضر ہوا۔ تعظیم وتکریم کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ نے حاضر ہونے کا سبب پوچھا۔ ہم سب نے خدمت اقدس میں عرض کر دیا۔ مجھ کو حضرت صاحب قبلہؒ نے بیعت کا شرف بخشا' درود شریف پڑھایا' تہجد اور ضروری ورد وظائف پڑھنے کی ہدایت فرمادی۔ میں اور میرے ساتھیوں نے ایک دن اور رات حضور کے در دولت پر قیام کیا۔ یہ وقت ہماری زندگی کیلئے نہایت قیمتی تھا' جس میں ہم سب نے بہت فیض حاصل کیا۔ حضور کی مجلس میں بیٹھنے کا کافی موقع ملا۔ میٹھی میٹھی اور پیاری پیاری قوت ایمانی اور جذبہ روحانی کو بڑھانے والی باتیں سنیں جس سے ہمارے مردہ دلوں کو بہت تقویت پہنچی۔ دوسرے دن ہمیں واپس لوٹنے کی اجازت ملی۔ جب ہم سب پیر پیشوا سے رخصت ہونے لگے تو میری سرکارؒ نے چند اشعار پیر وارث شاہ کی پنجابی کتاب کے ارشاد فرمائے' جو کہ مختلف ذاتوں کے عشق ' کا نظریہ پیش کرتے تھے۔ ان شعروں کا پڑھنا ایک خاص مصلحت تھی اور ہماری سمجھ سے بالاتر تھے۔ جب میری سرکارؒ نے ایک شعر کو بار بار دہرایا اور ہمیں فرمایا کہ ''بیلیو ٹھیک ہے نا''۔ تو پھر میری سمجھ میں آ گیا کہ شعر میرے ایک ساتھی کی زندگی پر صادق آتا ہے۔ اس راز دارانہ رموز پر ہم سب حیران تھے کہ

Marfat.com

سرکار عالیہ نے یہ بات پتے کی فرمائی اور کیسے اچھے طریقے سے سمجھا دی ہے۔ واقعی ولی اللہ دلوں کی باتوں کو پرکھ لیتے ہیں۔

مجھے اکثر حضور کے فیض کدہ پر حاضر ہونے کا موقع ملتا رہا ہے اور فیض کدہ سے فیض رسائی کی باتیں حاصل کرتا رہا ہوں جو ہماری اسلامی زندگی کے واسطے انشاء اللہ موزوں ثابت ہوں گی۔ میری سرکارؒ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ بیلیو! حضور سرور کائنات کی بڑی شان ہے۔ حضور علیہ پر درود شریف پڑھنا وظائف میں سے بہتر وظیفہ ہے۔ ہم سب محفل پاک میں بیٹھنے والے صدق دل سے لبیک عرض کر دیتے۔

اسی طرح ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔ ہم پھر اپنے پیشوا سرکار کرمانوالےؒ کے فیض کدہ پر حاضر ہوئے۔ دربان کے ذریعہ حاضر خدمت ہونے کی اجازت مانگی۔ سرکار عالیہ سے اجازت مل گئی۔ تعظیم و تکریم کے بعد میری سرکارؒ نے فرداً فرداً ہم سب سے حاضر ہونے کا سبب پوچھا کہ کس مقصد کے واسطے آئے ہو۔ ہم سب نے اپنے اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ ہر ایک سے پوچھتے گئے اور بیٹھ جانے کی اجازت فرماتے گئے۔ جب میری باری آئی تو مجھے ارشاد ہوا کہ تم تو فوراً واپس گھر چلے جاؤ میں کچھ حیران سا ہو گیا۔ کیونکہ میرا ارادہ واپس لوٹنے کا نہ تھا۔ معذرت کی اور ٹھہرنے کی اجازت مانگی۔ عرض کیا یا حضرتؒ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہی جاؤں گا۔ میری سرکارؒ نے میری معذرت پر فرمایا کہ اچھا تمہاری مرضی۔ اس میں خاص راز تھا جو میری سمجھ میں نہ آ سکا۔ میں نے بھی حضور کے فیض کدہ پر ہی قیام کیا۔

صبح ہم نے اجازت چاہی لیکن حضور نے اجازت نہ بخشی۔ اور فرما دیا کہ جا کر باغ میں کام کرو۔ میں اور میرے ساتھی باغ میں جا کر کام کرتے رہے۔ ظہر کے بعد پھر حضرت صاحب قبلہؒ سے اجازت مانگی۔ اجازت نہ دی گئی۔ ہمارے ساتھیوں میں سے دو ایک تو واپس چلے گئے لیکن میں اور میرے کچھ ساتھی۔ فیض کدہ پر ٹھہرے رہے۔ تیسرے روز پچھلے ٹائم ہمیں حضرت صاحب قبلہؒ کی طرف سے اجازت ملی۔ ہم رخصت ہو کر گاڑی پر سوار ہو کر گھر روانہ ہوئے۔ جب ہم اپنے گاؤں کے قریب پہنچے تو راستے میں میرے ایک دوست نے افسوس کے لہجے میں کہا کہ آپ کی والدہ صاحبہ کا بہت افسوس ہے۔ وہ پرسوں فوت ہو گئی ہیں۔ جس روز آپ حضرت کرمانوالےؒ گئے تھے اسی روز آپ کے جانے کے بعد فوت ہو

Marfat.com

گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اب میری سمجھ میں آ گیا کہ واقعی حضرت صاحب قبلہؒ مجھے اسی بنا پر جاتے ہی واپس لوٹنے کی اجازت فرماتے تھے لیکن مجھ کو اس معاملے کا پتہ نہ چل سکا۔ میرے دوستو! واقعی ولی اللہ اپنے مریدوں کی دلوں کی باتوں اور گھر کے حالات جان جاتے ہیں۔ میں اکثر اپنے دوستوں کے سامنے اپنے پیر کامل حضرت کرمانوالہ سرکارؒ کی شان کا تذکرہ کرتا رہتا ہوں کہ دیکھو میری سرکارؒ کی کتنی شان ہے۔ لوگ کہہ دیتے ہیں واقعی حضرت کرمانوالےؒ اپنے دور کے قطب تھے۔ اور بہت بڑی روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ آپؒ اپنے مریدوں کو ہر وقت باوضو رہنے کی ہدایت فرماتے۔ قبلہ رو بیٹھنے کی اور دوزانو بیٹھنے کی ہدایت فرماتے' اور درویشوں اور مریدوں کو وضو کروا کر کھانا کھلاتے۔ درود شریف کثرت سے پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔

حضور حسین نیاز نئی آبادی محلہ سلامت پورہ نیاز بیگ نزد جی پی او پاکستان بیان کرتے ہیں کہ میں لاہور جی پی او میں پارسل بکنگ پر لگا ہوا تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک شخص سیالکوٹ سے دو پارسل بک کرانے کیلئے لایا۔ پارسل کافی وزنی تھے۔ میں نے ان کا وزن کر کے چودہ روپے پونڈ کے حساب سے ٹکٹ بتائے' لیکن صحیح ریٹ انیس روپے فی پونڈ تھا۔ پارسل بک کر دیئے گئے۔ جب پارسل کراچی فارن پوسٹ آفس پہنچے وہاں ان کے وزن کی دوبارہ پڑتال کی گئی اور اس طرح ان کے ٹکٹوں میں بہت کمی پائی گئی۔ دونوں ارسال کردہ پارسلوں پر ایک سو چالیس روپے آٹھ آنے یعنی یک صد چالیس روپے آٹھ آنے کم تھے۔ تھوڑے دنوں بعد مجھے اپنے دفتر کی وساطت سے چٹھی ملی۔ جس میں رقم جمع کرانے کو کہا گیا۔ چٹھی پڑھ کر میں نہایت غمگین اور پریشان ہوا۔ کیونکہ پورے ایک ماہ کی تنخواہ کٹ جانے کا اندیشہ تھا۔ میں نے فوراً سیالکوٹ متعلقہ فرم کو چٹھی لکھی اور کہا کہ پارسلوں پر ٹکٹوں کی کمی کی رقم روانہ کر دیں۔ دفتر کے ذریعے بھی چٹھی بھجوائی لیکن بے سود آخر تنگ کر میں خود وہاں پہنچا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ متعلقہ فرم کا منیجر سلیم صاحب لاہور گئے ہوئے ہیں۔ رات کو وہاں ٹھہرا دوسرے دن پھر پوچھا لیکن منیجر صاحب نہ مل سکے ان کے چھوٹے بھائی نے یقین دلایا کہ آپ کو پیسے ارسال کر دیئے جائیں گے آخر میں واپس آ کر انتظار کرنے لگا۔ مگر سیالکوٹ سے کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا۔ دفتر والوں نے مجھے بہت ڈرایا دھمکایا میں نے ایک اپنے مہربان دوست کو دوبارہ سرکاری طور پر چٹھی لکھنے کو کہا۔ ادھر میں نے ایک چٹھی

Marfat.com

اپنے پیر پیشوا حضرت کرمانوالی سرکارؒ کی خدمت عالیہ میں ارسال کردی۔ آپؒ نے تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمہارے تمام مقاصد حسنہ دینی و دنیاوی برلادیں گے۔ مجھے تسلی واطمینان ہوا چند دنوں کے بعد ایک بیمہ مالیت ایک سو چالیس روپے آٹھ آنے بنام چیف پوسٹ ماسٹر لاہور کو پہنچا' کھولا گیا تو ایک سو چالیس روپے آٹھ آنے کے ٹکٹ پائے گئے۔ چیف صاحب نے جب یہ چٹھی پڑھی تو آگ بگولا ہوگئے اور سخت طیش میں آکر حاجی صاحب IPM کو طلب کیا اور ان کے ذریعے مجھے پیش کرنے کیلئے حکم دیا گیا۔ انہوں نے مجھے پیش تو نہ کیا بلکہ میرے بیان لکھ کر بھیج دیئے چیف صاحب نے حکم صادر کردیا کہ متعلق کلرک (مجھے) کو چارج شیٹ لگادیں۔ ادھر میں نے حضرت صاحب قبلہؒ سرکار کرمانوالہ کی خدمت عالیہ میں پھر چٹھی ارسال کردی۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے نقشہ ہی بدل دیا' یعنی ہمارے دفتر کے چار یونٹ بن گئے۔ اور ہم چیف صاحب کی نگرانی سے نکل گئے۔ اور ہمارے دوسرے افسر ڈپٹی پوسٹ ماسٹر (خزانہ) افسر مقرر ہوگئے۔ اس کے بعد آج تک حضور کی نگاہ کرم سے نہ کوئی چارج شیٹ ہی لگایا گیا اور نہ ہی کوئی محکمانہ کارروائی کی گئی۔ میری سرکارؒ کی توجہ سے یہ گراں مصیبت ٹل گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

چھبیسویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزے نہ شد

یعنی مولوی اس وقت تک مولانا رومؒ نہیں بن سکا
جب تک کہ حضرت شمس تبریزؒ کا غلام نہ بنا

Marfat.com

محترم میر منظور محمود امرتسری تحریر کرتے ہیں کہ اپنے پیر و مرشد حضرت سید کرمونوالےؒ کا ذکر خیر ہے۔ ختم ہو تو کیونکر ہو! جی چاہتا ہے کہ بس لکھتے ہی جائیں حتیٰ کہ دنیا بھر کے کاغذ اور جہان بھر کی روشنائی ختم ہو جائے۔ مگر ایسا ممکن نہیں۔ وہ کیوں؟ اس لئے کہ طبیعت پر رقت کا غلبہ ہو جاتا ہے اور جذبات امڈ آتے ہیں۔ آنسوؤں سے کاغذ بھیگ جاتا ہے۔ پھر ایسے واقعات بھی یاد آنے لگتے ہیں کہ جنہیں مدتوں پہلے بھول چکا ہوں اور جب یہ طوفان تھم جاتا ہے تو جان مضمحل ہو چکی ہوتی ہے۔

ان دنوں زمانہ کچھ ایسا آ گیا ہے کہ نئی روشنی میں پلے ہوئے نوجوان بزرگان دین کے واقعات کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں۔ مغرب کی تقلید نے انہیں اسلاف کی رسم وراہ سے بیگانہ کر دیا ہے۔ یہ اسی بیگانگی کا نتیجہ ہے کہ انہیں بزرگان دین کے واقعات کا یقین نہیں۔ یہ پیشہ ور نجومیوں، رمالوں اور جھاڑ پھونک والوں کو تو مان لیتے ہیں، نہیں مانتے تو اللہ والوں اور بزرگوں کے واقعات کو نہیں مانتے۔

حقیقت میں ان بے چاروں کا کوئی قصور نہیں، ان کے بڑوں کا قصور ہے۔ ماں باپ انہیں اسلامی تعلیم دلواتے تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ انہیں اسلاف کے حالات سے آگاہ کیا جاتا تو پھر ان کے دلوں میں بھی یقین کا نور جگمگا اٹھتا۔ ان لوگوں کو کیا معلوم کہ اولیاء کی کرامات سے انکار، انبیاء کے معجزات کا انکار ہے۔ اگر کوئی شخص نبی علیہ السلام کے معجزات کا قائل نہیں تو کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور نبیوں کو سر بلند کرنے کے لئے انہیں معجزات کا اختیار دیتے ہیں اور انبیاء کے فیوض سے اولیاء سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ اب رہا تجربہ، تو یہ وہ بزرگوں کی صحبت اختیار کئے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ میں نے ہر ہر مقام پر اللہ کی قدرت کو مختلف انداز میں جلوہ گر دیکھا ہے۔

حضرت قبلہ سید اسماعیل شاہ صاحبؒ کی چند ایک کرامات بیان کرتا ہوں۔ میں نے ان کی صحبت میں جو کچھ دیکھا وہ کہیں اور نظر نہ آیا۔ مناسب تو یہ تھا کہ آپؒ کی بزرگی، آپؒ کی ولایت پر شریعت کی روشنی میں لکھا جاتا۔ معرفت کے قلم اور نور کی روشنائی سے ان کے کردار کی تصویر کشی کی جاتی۔ مگر مضمون کو طویل کرنا بھی مقصود نہیں۔

فرماتے ہیں کرمونوالا ضلع فیروز پور (بھارت) میں قبلہ شاہ صاحبؒ کا آبائی گاؤں تھا۔ مندرجہ

Marfat.com

ذیل واقعات کا ظہور ہیں ہوا۔

سردیوں کا موسم تھا اور رات کے ساڑھے نو بجے کا وقت۔ ہم کرمانوالے شاہ صاحبؒ کے دربار میں حاضر تھے۔ حضورؒ کے بڑے دلان میں محفل جمی تھی، کوئی بیس پچیس اصحاب موجود تھے۔ سردی کے باعث دلان کے دروازے بند کر رکھے تھے۔ چھت پر ایک بڑا سا لیمپ لٹک رہا تھا اور سچ تو یہ ہے کہ اس لیمپ کی روشنی موجودہ زمانے کے برقی قمقموں سے بھی بہتر تھی۔ اتنے میں آہٹ ہوئی اور ایسا محسوس ہوا کہ کوئی شخص کمرے میں داخل ہوا ہے۔ پھر ساتھ ہی حاضرین مجلس نے ایک آواز سنی۔ ''السلام علیکم۔''

اور حضرت صاحب قبلہؒ نے باقاعدہ جواب دیا۔

مگر دروازہ بدستور بند تھا۔ کچھ توقف کے بعد پھر کوئی آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اسی طرح کوئی چھ سات اشخاص آئے اور سلام کر کے ادھر ادھر بیٹھ گئے اور قبلہ شاہ صاحبؒ نے ہر ایک کے سلام کا جواب دیا۔ بظاہر ہم وہی بیس پچیس آدمی موجود تھے۔

میں نے دل میں سوچا یہ کوئی ہوائی مخلوق ہو گی، جو نظر نہیں آئی۔ میرا یہ خیال قبلہ شاہ صاحبؒ پر منکشف ہوا تو فرمانے لگے۔

''باباجی! یہ جنات ہیں۔ آپ دیکھیں گے؟''

میں نے جواب دیا۔ ''نہیں حضورؒ دکھانے کا تکلف نہ فرمائیں۔''

میرے اس جواب پر ان نو واردوں کے ہنسنے کی آواز آئی۔ پھر مجلس پر سناٹا چھا گیا اور حاضرین میں سے کچھ لوگ سہم گئے جہاں تک اس خاکسار کی ذات کا تعلق ہے۔ میں نے دیکھنے سے انکار کیا تھا۔ مجھے علم تھا کہ میرے مرشد نے جو فرمایا ہے سولہ آنے درست ہے، مجھے تصدیق کی ضرورت نہیں تھی۔

ایک دفعہ صبح نو دس بجے کے قریب ہم کھلی دھوپ کا مزا لے رہے تھے۔ سردیوں میں گاؤں کی کھلی دھوپ بھی ایک نعمت ہوتی ہے۔ حضورؒ کی مسجد اگرچہ کچی تھی تاہم اس کے صحن کا رقبہ اچھا خاصا تھا اور یہ صحن گلی کوچوں اور کھیتوں سے کوئی چار پانچ فٹ اونچا بھی تھا۔ مجلس میں چالیس پچاس افراد حاضر تھے۔ اس وقت گفتگو میں متانت کے ساتھ لطافت بھی تھی۔

حاجی صوفی گلاب دین صاحب قصوری صاحبزادوں کی شکایتیں کر رہے تھے۔ حضورؒ کے

Marfat.com

صاحبزادے اس وقت نوعمر تھے۔کبھی کبھی صوفی گلاب دین صاحب سے مذاق کرگزرتے۔اور جب یہ چھیڑ خانی حد سے گزر جاتی تو قبلہ شاہ صاحبؒ کے روبرو شکایتیں ہوتیں۔اس روز بھی کوئی ایسا ہی مقدمہ پیش تھا۔اچانک کھیتوں کی جانب سے ایک ہجوم مسجد کی طرف آتا دکھائی دیا۔ساٹھ ستر آدمی ایک چارپائی پر کسی کو لا رہے تھے۔اہل مجلس ادھر متوجہ ہوئے اور قیاس آرائیاں ہونے لگیں۔کوئی کہتا کہ گاؤں میں فساد ہوگیا ہے اور لوگ مضروب کو لا رہے ہیں کسی نے خیال ظاہر کیا کہ جنازہ ہے' قبلہ شاہ صاحب سے دعا کرائیں گے۔مگر قصہ کچھ اور تھا۔

جب وہ لوگ مسجد کے قریب آ گئے تو حضورؒ اٹھ کر ہجوم کے نزدیک چلے گئے اور حکم دیا کہ چارپائی کو باہر ہی مسجد کی دیوار کے ساتھ رکھ دیا جائے۔ان لوگوں نے تعمیل کی۔دیکھا کہ ایک دیوانے کو زنجیروں اور رسوں سے جکڑ کر چارپائی سے باندھ رکھا ہے اور وہ چلّا رہا ہے۔زنجیریں تڑوانے کی کوشش کررہا ہے۔لوگ فریاد کرنے لگے۔

''سرکارؒ اسے بدترین آسیب ہے۔بہت سے علاج کئے ہیں لیکن یہ پیچھا نہیں چھوڑتا' خدا کے لئے ہم پر رحم کیجئے۔''

آپؒ ذرا زیرلب ہنسے اور فرمایا۔''اچھا اسے جن چمٹا ہوا ہے'بس کھول دو'اب نہیں چمٹے گا۔اب یہ اچھا ہوگیا ہے۔''

وہ لوگ کھولتے ہوئے ڈرنے اور ہچکچانے لگے۔آپؒ نے ذرا ڈانٹ کر کہا تو مان گئے اور وہ شخص باہوش ہوکر اٹھ بیٹھا اور بعد میں ہمیشہ دورے سے محفوظ رہا۔

بعض اوقات ایسے واقعات بھی ہوجاتے ہیں کہ ان پر ہنسی سی آجاتی ہے۔

انگریزوں کے عہد میں فیروز پور سٹہ بازوں کا مرکز تھا۔وڑے اور سٹے کی وبا یہاں عام تھی۔بچے' بوڑھے اور جوان سبھی اس مرض میں مبتلا تھے۔حتیٰ کہ عورتیں بھی محفوظ نہیں تھیں۔

ایک دن میں حضورؒ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو تین سٹے باز فیروز پور سے آ گئے۔کرمونوالا فیروز پور سے بالکل نزدیک دوسرا یا تیسرا اسٹیشن تھا۔انگریزوں کے زمانے میں بہت مشہور چھاؤنی بھی تھا اور اب بھی ہوگا۔

Marfat.com

سٹہ بازوں نے ڈرتے ڈرتے اپنا مدعا عرض کیا۔ قبلہ شاہ صاحبؒ بالعموم ایسے لوگوں کو خوب پٹوایا کرتے تھے۔ مگر اس لمحے طبیعت میں شگفتگی تھی، فرمانے لگے۔

''کیوں بھئی نمبر پوچھنے آئے ہو۔''

انہوں نے ڈرتے اور شرماتے ہوئے اعتراف کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ فرمانے لگے۔

''پاگلو! میں نمبر بتانے نہیں بیٹھا۔ تم جیسے کئی یہاں آتے ہیں اور مسجد کے باہر پڑی ہوئی جوتیاں گن کر چلے جاتے ہیں۔ جاؤ دفعہ ہو جاؤ۔''

سائل یہ اشارہ پا کر اٹھ کر باہر چلے گئے اور انہوں نے نمازیوں کی جوتیاں گن لیں۔ اور یہ دڑے کا نمبر تھا۔ سٹہ پوچھنے والوں میں ایک میرا واقف بھی تھا اور وہ فیروز پور کی خاکسار جماعت کا سرگرم رکن تھا۔ چھ سات ماہ بعد اس سے ملاقات ہوئی تو راز کھلا کہ وہ نمبر درست اور کامیاب نکلا تھا۔ اب یہ شخص ایک بڑا آدمی ہے۔ اللہ کی قدرت۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں امرتسر سے کرمونوالا شریف جا رہا تھا۔ قصور سے گاڑی بدل کر جس ڈبہ میں سوار ہوا اس میں تین سکھ بھی بیٹھے تھے، دو بڑی عمر کے تھے، ایک نوجوان تھا۔ گفتگو کے دوران معلوم ہوا کہ وہ بھی قبلہ شاہ صاحبؒ کی خدمت میں سلام کیلئے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا سردار جی آپ کیسے حضرت صاحبؒ کو جانتے ہیں۔ کہنے لگے۔

''جناب ہم کیسے نہ جانیں؟ بہت بزرگ ہستی ہیں۔ واہگورو کی قسم آپ جیسا ولی اس زمانے میں ملنا مشکل ہے۔''

اب ان میں سے جو سب سے بڑے تھے وہ گویا ہوئے۔

''**میاں صاحب** ہم منٹگمری کے زمیندار ہیں۔ یہ نوجوان دیدار سنگھ میرا بیٹا ہے۔ ایف اے میں پڑھتا ہے۔ اسے پتھری کی شکایت ہو گئی تھی۔ شروع میں لاپروائی کی تو مرض بڑھ گیا۔ اور جان کے لالے پڑ گئے۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ آپریشن کرنا پڑے گا۔ لیکن دیدار کی ماتا آپریشن پر آمادہ نہ تھی۔ انہیں دنوں کسی نے قبلہ شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ بس رب کا نام لے کر کرمونوالے جا پہنچے۔ آپؒ نے بڑے پیار سے پوچھا۔ ''بھئی یہ سردار کس طرح آئے ہیں۔'' پھر خود ہی فرمانے لگے۔ ''کاکے کو

Marfat.com

پتھری کی شکایت ہے۔ ہے نا؟ بہت نامراد مرض ہوتا ہے یہ"۔ پھر اس لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ اٹھ جوان کھڑا ہو جا۔ باہر مسجد کے کنوئیں کا پانی خوب پیٹ بھر کر پی لے اور اس درخت کے سائے میں لیٹ جا۔

بس جناب کے حکم کی تعمیل میں اس بچے نے سیر ہو کر کنوئیں کا پانی پیا اور درخت کے سائے میں لیٹ گیا کوئی ڈیڑھ گھنٹے کے بعد اسے کھل کر پیش آیا اور ساری تکلیف رفع ہو گئی۔ اور آج اس بات کو دو سال کا عرصہ گزر چکا ہو گا پھر کبھی دورہ نہیں پڑا۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

ستائیسویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والے ؒ

ہیچ کس ازخود چیزے نہ شد
ہیچ آہن خنجر تیزے نہ شد
ہیچ حلوائی نہ شد استاد کار
تاکہ شاگردے شکر ریزے نہ شد

کوئی لوہا خود بخود تیر یا خنجر نہیں بن سکتا جب تک کسی لوہار کے ہاتھوں نہیں چڑھتا اور کوئی حلوائی ازخود اپنے کام میں استاد نہیں بن سکتا جب تک کسی شکر ریز کی شاگردی نہیں کرتا

Marfat.com

محترم محمد یونس قریشی فتح جنگ ضلع اٹک بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ 1953ء میں بندہ دربار عالیہ حضرت کرماں والا میں حاضر ہوا' تو بڑے صاحبزادہ صاحب مدظلہ سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہؒ چشتیاں شریف تشریف لے جاچکے ہیں' اور بندے کو حضرت صاحب قبلہؒ کی واپسی تک ٹھہرنے کی اجازت دی گئی۔ باقی ملنے والے اصحاب کو واپس کر دیا گیا۔ دو تین اصحاب بندہ سمیت وہیں ٹھہر گئے۔ صاحبزادہ صاحب مدظلہ سے اجازت حاصل کر کے حضرت صاحب قبلہؒ کی واپسی تک کہ وہ بہاولپور سے آئے ہوئے تھے۔ بندے کو آٹھ' نو دن تک دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف میں ٹھہرنا پڑا۔ ورنہ ایک دن ہی عموماً ٹھہرتا تھا۔ اس دوران جمعۃ المبارک کا دن بھی آیا تو جمعہ کے وعظ کیلئے ایک باہر سے آئے ہوئے عالم دین کو کھڑا کیا گیا۔ جمعۃ المبارک کے خطبہ شریف سے پہلے وعظ کرتے ہوئے ایک جماعت کے خلاف اس عالم نے کچھ کہنا شروع کیا تو فوراً ہی خدام نے بٹھا دیا اور ایک دوسرے عالم کو جمعہ پڑھانے کیلئے کھڑا کیا گیا۔ اس وقت پاکستان میں ایک جماعت کے خلاف عوامی تحریک جاری تھی' زور شور سے جلسے جلوس جاری تھے۔ چنانچہ چند دن بعد حضرت صاحب قبلہؒ چشتیاں سے تشریف لے آئے۔ بعد دوپہر تشریف آوری ہوئی تو فوراً ہی آپؒ نے خدام دربار عالیہ سے دریافت فرمایا کہ مولوی جی پچھلا جمعہ کس نے پڑھایا سی؟ ایک خادم نے عرض کیا کہ جی فلاں مولوی صاحب کو کھڑا کیا گیا تھا لیکن وہ کچھ اختلافی مسائل بیان کرنے لگ گئے تھے۔ پھر حسب سابق ان مولوی صاحب کو بٹھا دیا گیا تھا۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ اسلام کے اندر اختلافی مسائل ہی بیان کرنے کو رہ گئے ہیں اور کوئی مسئلہ نہیں اسلام کے اندر جو بیان کیا جائے۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے چشتیاں شریف سے واپس تشریف لاتے ہی جمعۃ المبارک کے وعظ کے متعلق پوچھا۔ تو یہ واضح چیز ہے کہ یہ واقعہ آپؒ سے پوشیدہ نہ تھا۔ اگرچہ حضرت صاحب قبلہؒ سینکڑوں میل پر تشریف فرما تھے۔ سرکارؒ کا مقصد یہ تھا کہ آپ نے اچھا کیا جو اختلافی مسائل سے روک دیا۔

ایک دفعہ صبح کی اذان کے متعلق آپؒ نے درویش گل محمد کو طلب فرمایا' جو اذان کی ڈیوٹی پر تھے'

Marfat.com

کیوں اوئے گل محمد ایہہ آج سویر دی بانگ دیر نال کیوں دتی اے؟

گل محمد درویش نے عرض کیا' واقعی یا سرکار آج مینوں کچھ دیر ہو گئی سی' ذرا نیند آ گئی سی جناب

ایک دفعہ پنجگانہ نماز کے متعلق حضرت صاحب قبلہؒ نے مسئلہ بیان فرمایا۔ جمعۃ المبارک کے وعظ میں' کہ جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی خوبصورت بنایا' یہاں تک کہ وہ خود اپنے آپ پر عاشق ہو گئے۔ اور دو رکعت نماز شکرانہ اللہ تعالیٰ کا ادا کیا۔ ایک ایک رکعت ہزار برس میں ادا کی۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے جبرائیلؑ آپ نے جو نماز پڑھی ہے مجھ کو بڑی پسند آئی' میں نے قبول کی اور آپ کی یہ دو رکعت نفل نماز جو ہزاروں برسوں کے اندر ادا کی گئی ہے مجھ کو بڑی پسند ہے لیکن ایک نماز مجھ کو اس سے بھی زیادہ پسند ہے۔ اس بندے کی وہ نماز جو حضور نبی کریمؐ کی امت کے ایک بندے کی ہو اور وہ چند ساعتوں کے اندر ادا کرے اور نماز بھی بے توجہی سے پڑھی جائے' نماز یہی ہو' دھیان یہی' وضو بھی اچھی طرح سے مکمل نہ کیا گیا ہو' وہ بندہ میرے محبوبؐ کی امت کا وہ' اس کی نماز مجھ کو آپ کی نماز سے بھی زیادہ پسند ہے اور فرمایا' حضرت صاحب قبلہؒ نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مسلمان بندے کی جگہ جو میں نے جنت میں بنائی ہے وہ بہت اعلیٰ جگہ ہے۔ اس پر جبرائیلؑ نے اس بندے کی جگہ جنت میں دیکھنے کی تمنا ظاہر کی کہ یا رب مجھ کو وہ جگہ دکھا دیجئے۔

ایک دفعہ بندے کے ساتھ ایک بندے کے قریبی تعلق دار حاضر خدمت ہونے کیلئے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بے شمار مسائل تھے جو کہ گھریلو ناہموار مسائل سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے کچھ حصہ داری کے تنازعات تھے۔ اور یہ چیز ان کی ہمارے تعلق دار قریبی کی سالہا سال سے جھگڑے ناراضگی میں چلی جا رہی تھی اور رشتہ ناطہ کے اندر بھی تنازع مزید چلا آ رہا تھا۔ اگرچہ یہ ہمارے ساتھ جانے والے بزرگان برگزیدہ حضرت کے خاص طور پر قائل نہ تھے تاہم جب پانی سر سے گزر گیا تو بندے سے صلاح پوچھی۔ بندے نے یہی کہا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں چلو۔ چنانچہ تیاری ہوئی۔ ہم حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضورؒ نے دعا و برکت عطا فرمائی۔ اللہ کریم رحم کرے ٹھیک ہو جائیں گے اور سارے کام درست ہو جائیں گے۔ چنانچہ واپسی کے متعلق اسی وقت وہ بندے کے تعلق دار تیار ہو گئے۔ عرض کرنے لگے کہ جناب ہم کو اجازت دیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے

Marfat.com

فرمایا "ہیں ابھی چلے جائیں گے ایڈی چھیتی ؟"

بندے کے ساتھی نے عرض کیا' ہاں جناب مجھ کو بڑے ضروری کام ہیں۔ فیروی ایڈی چھیتی ؟ ہیں (ابھی) ہن اے چلے جاؤ گے۔ آج ہی چلے جاؤ گے؟ ہاں جناب مجھ کو بڑے کام ہیں۔ بندے نے ہر چند سمجھایا کہ سرکارؒ بار بار فرما رہے ہیں کہ اتنی جلدی نہ جاؤ کل چلے جانا' لیکن وہ بندے کے رشتہ دار جو بندے سے کافی عمر رسیدہ تھے اپنی ضد پر اڑے رہے کہ آج ہی جانا ہے۔ تو حضرت صاحب قبلہؒ نے بھی فرما دیا کہ اچھا فیر جے جانا ہے تے جاؤ۔

کرمونوالا شریف ضلع فیروز پور سے وہ ساتھی اسی وقت واپس بندے کو ساتھ لیکر چل پڑے۔ بندے نے کہا کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے صبح جانے کے متعلق فرمایا تھا۔ آپؒ نے اپنی مرضی کی ہے' ابھی واپس جانے کی ٹھان لی ہے۔ یہ نہ ہونا چاہئے تھا' کل ہم واپس ہوتے۔ حضرت صاحب قبلہؒ سے تو اچھا تھا۔ لیکن وہ ساتھی جانا ہی چاہتے تھے۔

چنانچہ فیروز پور چھاؤنی سے ایک گاڑی دو پہر اور ایک گاڑی شام کو جاتی تھی۔ موگا لائن کی دو ہی گاڑیاں آتی تھیں۔ اب یہ بندہ کے ساتھی شام والی گاڑی کی امید پر کرمونوالا شریف سے اپنی مرضی سے چل پڑے تھے۔ غرض کہ جب کرمونوالہ شریف سے چل کر فیروز شاہ اسٹیشن پر پہنچنے کے قریب تھے کہ گاڑی آ کر رکی اور چل دی۔ کیونکہ دو منٹ کھڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی نکل چکی تھی' شام ہو گئی تھی۔ اسٹیشن پر سناٹا تھا تو بندے نے ساتھی سے پوچھا' آپ تو کہتے تھے کہ ضروری کام ہے آج ہی واپس جانا ہے۔ اب تو صبح ہی گاڑی ملے گی تھکے ہوئے تھے آرام کرتے لنگر کی بابرکت روٹی اعلیٰ درجے کی عطا ہوتی اور قیام کی جو برکتیں ہیں ان سے بھی برکت ہوتی' اب کر لیجئے ضروری کام۔ مولوی ہدایت اللہ صاحب ریلوے اسٹیشن پر ملازم تھے اور حضور کے بہت پرانے ملنے والوں میں سے تھے۔ ان سے پوچھا کہ اب رات کہاں قیام کریں۔ وہ کہنے لگے کہ واپس حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کرمونوالہ شریف ہی چلے جاؤ تو بہتر ہے۔ لیکن بندے کے ساتھی اب بھی بضد تھے کہ اگر ہم کو فیروز پور چھاؤنی تک کوئی گاڑی مل جائے تو آگے ہم کو لاہور براستہ قصور کی گاڑی مل جائے گی۔ چنانچہ اسی وقت ایک مال گاڑی فیروز پور جانے والی آ گئی' اس میں بیٹھ کر فیروز پور چھاؤنی پہنچے فیروز پور پہنچ کر اترے تو معلوم ہوا

Marfat.com

کہ وہ گاڑی ابھی نکل کر گئی ہے اور جو گاڑی فیروز پور چھاؤنی سے لاہور چلتی تھی وہی دوسرے دن چلنے والی پہلی گاڑی تھی۔ اب رات کاٹنے کا مسئلہ درپیش تھا۔ سردیوں کے دن تھے کوئی زیادہ کپڑا ابھی موجود نہ تھا۔ ایک خالی گاڑی میں رات بہت برے حال میں فیروز پور چھاؤنی کے ریلوے اسٹیشن پر گزاری۔ خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ میرے ساتھی کہنے لگے کہ واقعی بزرگوں کے فرمان کو مان لینے میں ہی فائدہ ہے۔ صبح وہی گاڑی چلی جس میں حضرت صاحب قبلہ کے فرمان کے مطابق سوار ہونا تھا۔ اس کے ذریعے قصور سے ترن تارن امرتسر والی گاڑی کھیم کرن والی پر سوار ہوئے اور اپنے گھروں میں پہنچے۔

اگرچہ بندے کے ساتھی کو رات کی سردی میں بستر چارپائی کے بغیر زحمت تو بے حد ہوئی، لیکن جتنے مسائل حل طلب لیکر حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے وہ سب کے سب حل ہو گئے۔ اور یہ بھی چاہتے تھے کہ حصہ داری میں بہتر جائیداد و باغ، کوٹھی وغیرہ ہمارے حصے میں آئے، چنانچہ تمام فیصلہ ہمارے ساتھی کی مراد کے مطابق ہوا۔

ایک میٹرک پاس لڑکا ہمارے محلے میں رہتا تھا۔ اس کا والد گزر چکا تھا اور والدہ تھی۔ وہ لڑکا بندے کے پاس آجایا کرتا تھا۔ اسکی والدہ نے کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے۔ آپ کے پاس آکر اٹھتا بیٹھتا ہے۔ اس کو نصیحت کرو کہ میرا کہنا مانے، جہاں میں چاہتی ہوں وہاں رشتہ منظور کرے اور کہیں نوکری بھی کرے۔ بے کار ھرتا ہے۔ کچھ کمانے کے قابل ہو جائے۔ بندے نے اس مائی سے کہا کہ مائی جی آپ اپنے لڑکے کو حضرت صاحب قبلہ شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجو۔ بندہ بھی ساتھ چلا جائے گا۔ غرض اس کی والدہ نے اس کو بہ مشکل تیار کیا۔ اور ہم دونوں حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں کرموں والہ شریف پہنچ گئے۔ حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ماجرا کہا دوسرے دن حضرت صاحب قبلہ نے اجازت فرمادی۔ گھر واپس پہنچے تو اس لڑکے کو دفتر میں کلرک کی اچھی ملازمت مل گئی اور اپنی والدہ کے حسب منشا رشتہ پر بھی راضی ہو گیا اور اس کے مزاج کی تلخی مغروری بھی زائل ہو گئی۔ اور کرسی کا عہدہ بھی مل گیا۔

ایک دفعہ بندہ اپنے ایک قریبی بھائی کے ساتھ حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں جانے کا پروگرام بنایا کہ یہ جمعتہ المبارک ہم حضرت صاحب قبلہ کے پیچھے پڑھیں گے۔ چنانچہ جمعرات کو چل پڑے۔ رات کو قیام امرتسر کیا۔ صبح اٹھ کر ریلوے اسٹیشن امرتسر پلیٹ فارم پر آئے تو گاڑی سامنے جاتی

Marfat.com

ہوئی نظر آ رہی تھی۔ چنانچہ خیال ہوا کہ بجائے ترن تارن' کھیم کرن' قصور جانے کے ہم پہلے لاہور چلے جائیں۔

غرض کہ ایک لاہور جانے والی گاڑی پر ہم دونوں سوار ہو گئے۔ لاہور اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی نکل چکی تھی۔ پھر لاہور اسٹیشن سے باہر موٹروں کے اڈے پر سے فیروز پور چھاؤنی کیلئے بذریعہ بس سوار ہوئے تو فیروز پور چھاؤنی جب ریلوے اسٹیشن کے پل پر سے ہماری لاری گزری تو فیروز شاہ' حضرت صاحب قبلہؒ کے سٹیشن کو جانے والی گاڑی ہمارے سامنے چلی گئی تھی۔ اس کے بعد پھر فیروز پور سے موگا لائن والی گاڑی پر فیروز شاہ کا ٹکٹ لیا اور وہ ہم کو سٹیشن سے بھی دور اتار گئی۔ چنانچہ گرمیوں کی بہار تھی' فیروز شاہ سے چل کر جب کرمونوالہ شریف پہنچے تو حضرت صاحب قبلہؒ وعظ فرما رہے تھے۔

محمد بشیر تحصیل میلسی ضلع ملتان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ بیعت کا کیا مطلب ہے۔ وہاں ایک مولوی صاحب بھی بیٹھے تھے ان سے پوچھا' مولوی صاحب بتاؤ یہ کیا کہتا ہے کہ بیعت کر لو لیکن بیعت کا مطلب کیا ہے۔ مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔ فرمایا اگر کوئی چیز کسی کے پاس بیچ کر دے تو وہ کس کی ہوتی ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا جو خرید لے اسی کی ہو جاتی ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے پھر ارشاد فرمایا کہ یہ بیعت ہونے آیا ہے۔ لیکن یہ داڑھی تو رکھتا نہیں' کبھی کٹوا دیتا ہے کبھی چھوٹی رکھ لیتا ہے اور سر پر بودی رکھی ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ناچیز سے فرمایا۔ نماز پڑھا کرو۔ اور بودی منڈوا کے آنا' داڑھی رکھنا' کٹوانا نہیں پھر ہم تمہیں بیعت کریں گے۔ ناچیز چلا آیا۔ ایک سال کے بعد پھر حاضر ہوا لیکن آتے ہی رخصت مل گئی۔ ناچیز یہی سوچتا رہا' حضرت کسی طرح بیعت کر لیں۔ اسی طرح ناچیز کو بارہ سال کا عرصہ گزر گیا۔ پھر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کوٹھی کے ایک کونے میں بیٹھا رہا حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا' جو لوگ بیٹھے ہیں ان کو ایک ایک کر کے بلاتے رہو۔ ناچیز ایک طرف ہو کر بیٹھا رہا تو حضرت صاحب قبلہؒ نے سب کیلئے دعا فرمائی اور حکم دیا کہ ان کو رخصت دے دو' ناچیز نے پھر سوچا' اب بھی اسی طرح واپس جانا پڑا۔ لیکن ایک اور اللہ کا بندہ بھی تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے پھر ارشاد فرمایا' جاؤ باہر دو بندے بیٹھے ہیں ان کو بلاؤ ناچیز کو آواز دی' اٹھ کر چلا گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اپنے پاس

Marfat.com

بٹھالیا۔ پوچھا کس لئے آئے ہو' ناچیز نے عرض کیا یا حضرت بارہ سال گزر چکے ہیں لیکن ابھی آپؒ نے بیعت سے مشرف نہیں فرمایا۔ اب بھی میری یہی تمنا ہے کہ آپؒ مجھے بیعت کریں۔ چنانچہ آپؒ نے ہاتھ مبارک میں ناچیز کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ درود شریف پڑھا کرو۔ پھر سر پر ہاتھ مبارک پھیرا۔ ناچیز پہلے کچھ اور خیال رکھتا تھا۔ لیکن اسی وقت اور خیال ہو گئے اور رخصت دے دی۔ ناچیز نے عرض کیا کہ حضرتؒ کچھ بھنڈار میں دینا ہے تو جو حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کھڑے تھے' انہوں نے کہا یہاں کچھ نہیں لیتے۔ اسی وقت فرمایا ان سے لے لو' کیونکہ یہ اپنا ہو گیا ہے ناچیز کو رخصت دے دی۔ ناچیز اللہ کا شکر ادا کرتا ہوا بڑی خوشی خوشی گھر آ گیا۔ پھر ایک سال بعد دل میں شوق پیدا ہوا کہ کچھ دن حضرتؒ کی خدمت میں گزار جائیں۔ ناچیز ٹرک چلاتا تھا۔ اسی دوران جنگ شروع ہو گئی۔ ناچیز جنگ میں ٹرک لیکر چلا گیا۔ جب جنگ بند ہوئی تو واپس آتے وقت حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کچھ دن حاضری دی۔ پتہ چلا کہ حضرت صاحب قبلہؒ لاہور داتا دربارؒ گئے ہوئے ہیں ناچیز بہت پریشان ہوا۔ کچھ بیمار تھا۔ حکم ہوا' کھانا کھاؤ' کھانا کھایا تو ناچیز کی آدھی بیماری جاتی رہی۔ پھر ناچیز کو رخصت مل گئی' گھر چلا آیا۔ اس کے بعد رمضان آ گیا۔ ماہ رمضان میں حضرت صاحب قبلہؒ رحلت فرما گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

اٹھائیسویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

بزرگوں کی نگاہ دلی امراض کو شفا بخشتی ہے اور ان کی
محبت غیر پسندیدہ عادات کو بالکل دور کر دیتی ہے

حضرت مجدد الف ثانیؒ

Marfat.com

قطب الاقطاب حضرت سید اسماعیل شاہ صاحبؒ المعروف بہ حضرت صاحب کرماں والےؒ کے حالات کچھ لکھ چکا ہوں اور کچھ لکھ رہا ہوں' مگر دل کی تسکین نہیں ہوتی۔ دل کی تسکین ان کے اذکار پر منحصر نہیں' دل کی تسکین کا انحصار تو ان کے دیدار پر ہے۔ اذکار سے تو اضطراب' شوق دیدار اور سوز افکار بڑھ جاتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ یہ خطا کار دیدار سے بھی محروم نہیں۔

حضور کے وصال کے بعد ایک شب خواب میں دیکھا کہ آپؒ کی میت رکھی ہے اور میں قریب بیٹھا کلام اللہ پڑھ رہا ہوں۔ تلاوت اور فاتحہ خوانی کے بعد رخصت ہونے لگتا ہوں تو میت بیدار ہو جاتی ہے' اور حضورؒ دفعتہً میرا ہاتھ پکڑ کر فرماتے ہیں۔

''میر جی بیٹھ جاؤ' ولی زندہ ہوتے ہیں''۔

سبحان اللہ اپنی حیات بعد از موت کا احساس کس انداز سے کرایا ہے۔ مگر ہمیں احساس تو پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے۔

یوں تو ہر شخص حیات ظاہر کے بعد حیات باطنی کے کسی دور سے گزر کر رہتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو عذابِ قبر وغیرہ کے مسائل بے معنی ہو کر رہ جائیں۔

تاہم اولیاء' اور صالحین کی حیات باطنی عام لوگوں کی حیات باطنی سے مختلف ہوتی ہے۔ مگر ہم یہاں اس موضوع پر گفتگو نہیں کریں گے۔ یہ مضمون کسی اور وقت پر اٹھا سکتے ہیں۔ سر دست شاہ کرمانوالہ کے ذکر خیر سے روح کی بالیدگی کا سامان مہیا کرنا ہے۔ کیونکہ کسی کا قول ہے۔

حضرت صاحب کرماں والےؒ عالم باعمل اور ولی باکرامت تھے۔ بہت سی کرامتیں ہمارے روبرو ظہور میں آئیں اور بعض احباب کے روبرو وقوع پذیر ہوئیں۔

قاری محمد حنیف صاحب نے ہمیں سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب کرمانوالےؒ چند مصاحبوں کے ہمراہ اجمیر شریف تشریف لے گئے' اپنے دوستوں اور مریدوں کو برآمدے میں بٹھا کر آپؒ روضۂ مبارک کے اندر گئے اور دیر تک ذکر و فکر میں مشغول رہے۔

کچھ دیر کے بعد جب آپؒ باہر تشریف لائے تو ان کے دوستوں اور مریدوں نے دیکھا کہ ایک

Marfat.com

جلیل القدر بزرگ حضرت صاحبؒ کا ہاتھ تھامے ہوئے کچھ فرما رہے ہیں۔ حضرت صاحبؒ جب روضۂ انور میں گئے تھے تو تنہا تھے۔ مگر اب ان کے ساتھ ایک اور عظیم الشان ہستی چلی آ رہی تھی جس کے انوار باطنی تمام معتقدین پر عکس ریز تھے' مگر یہ جلیل القدر بزرگ برآمدے کے قریب نہ پہنچے اور نصف راستہ طے کر کے واپس روضۂ مقدس میں چلے گئے۔

حضرت صاحبؒ نے اپنے مریدوں سے پوچھا۔

"بیلیو! تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون تھے؟ یہ خواجہ صاحب قبلہؒ تھے"۔

اسی لمحے تمام لوگ خواجہ صاحبؒ کے دیدار کیلئے مقبرے کی جانب دوڑے' مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

ہمارے بڑے بھائی میر محمد سعید صاحب نے ایک چشم دید واقعہ کچھ اس طرح بیان فرمایا تھا۔

ایک مرتبہ وہ حضرت صاحب قبلہؒ کے ہمراہ صابر صاحبؒ کے مزار پر کلیر شریف گئے۔ ان دنوں کلیر شریف کے منتظمین کچھ ویسے ہی تھے جیسے عام گدی نشینوں کی اولاد ہوا کرتی ہے۔ وہ جسے چاہتے ڈراتے دھمکاتے اور مال بٹورتے حتیٰ کہ فقرا بھی ان کی بے ادبیوں' اور گستاخیوں سے محفوظ نہیں تھے۔ علماء اور فقراء احترام نسبت کو مدنظر رکھ کر سب کچھ برداشت کر لیتے۔

حضرت صاحب قبلہؒ روضۂ مبارک میں مزار شریف کے قریب کھڑے محوفکر تھے اور کچھ دوسرے درویش بھی اپنے اپنے سلسلے اور طریقے کے مطابق مصروف تھے کہ ایک نوجوان مجاور زادہ آیا اور سب کو باہر نکالنے لگا۔

اس نے درویشوں اور بزرگوں کو بہت گستاخی سے باہر دھکیلا۔ حضرت صاحبؒ اطمینان سے اپنے کام میں مشغول تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ کے جاننے والے جانتے ہیں کہ آپؒ کا وقار ظاہری شکل و صورت میں بھی اپنی نمایاں خصوصیت کی وجہ سے دیکھنے والوں کو مرعوب کرتا تھا۔ لوگوں کو آپ کی ذات بابرکات میں شاہی تمکنت نظر آتی تھی۔ تاہم وہ گستاخ مجاور زادہ آپؒ کی طرف بھی لپکا اور آپؒ کا بازو پکڑ کر باہر لے گیا۔ حضورؒ کو اس کی اس نازیبا حرکت پر بہت دکھ ہوا اور پکار کر کہا۔

"صابر پیا! تمہارے ہاں مہمانوں کی درگت بنتی ہے!"

بس اتنا کہا تھا کہ لوگوں میں شور اٹھا وہ مجاور زادہ قتل ہو گیا' وہ مجاور زادہ قتل ہو گیا۔ بات یوں ہوئی کہ

Marfat.com

وہاں ایک مجذوب سائیں مشتاق بھی پھرا کرتا تھا۔ نہ جانے اس کے جی میں کیا آئی اس نے مجاور زادے کے چاقو جھونک دیا۔

ہمارے ایک ملنے والے خواجہ محمد عمر تھے۔ کبھی ڈلہوزی میں خالیچوں کا کاروبار کرتے تھے' اب نہیں معلوم کہاں ہیں۔ مندرجہ ذیل واقعہ ان کی داستان ہے:

خواجہ عمر بہت آزاد روش اور عیش پرستی کے دلدادہ تھے۔ تاہم مذہب سے بھی کچھ لگاؤ تھا اور فقراء سے بھی محبت' اصل میں مسلمان پر اللہ کا فضل ہر رنگ متوجہ رہتا ہے اور مسلمان گناہوں کے ہجوم میں گھر کر بھی اپنے مرکز کو قطعیت کے ساتھ نہیں بھولتا۔

خواجہ صاحب ایک دفعہ حضرت صاحب کرمانوالےؒ کی خدمت میں ان کے آبائی وطن پہنچے' غالباً یہ 1935ء کا واقعہ ہے۔ خواجہ صاحب بہ عارضۂ جگر بیمار تھے اور کاروبار بحران میں آچکا تھا۔ دوا دارو بہت کی مگر فائدہ نہ ہوا۔ حضرت صاحب قبلہؒ کی شہرت سنی تو ڈلہوزی سے فیروز پور پہنچے۔

حضرت صاحب قبلہؒ نے بہت شفقت فرمائی اور بیماری کیلئے نسخہ بھی لکھوا دیا۔ پرہیز گاری کی تلقین کی۔ اتنے میں شام ہوگئی اور فیروز شاہ سے شام کی گاڑی نکل گئی۔

فیروز شاہ پر صرف پسنجر ٹرین ہی رکا کرتی تھی۔ اب خواجہ صاحب کو بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ انہیں کسی ضروری کام کے باعث رات آٹھ بجے سے پہلے فیروز پور پہنچنا تھا۔

اس لائن پر سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ فیروز شاہ' فیروز پور چھاؤنی سے تیسرا اسٹیشن تھا اور اس زمانے میں اس سڑک پر روڈ ٹریفک یونہی برائے نام سا تھا۔ اور رات کے وقت تو سڑک کی کوئی سواری کوئی تانگہ ملنا تقریباً ناممکن تھا۔ راستے میں ڈاکوؤں کے گروہ لوگوں کو لوٹ لیتے اور قتل تک کر دیتے۔

حضرت صاحبؒ نے خواجہ صاحب اور ان کے دیگر دو ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ رات بھر کیلئے رک جائیں لیکن انہیں آٹھ بجے سے پہلے شہر پہنچنا تھا وہ کیسے رکتے۔ آخر مجبوری اور واقعات کی تفصیل عرض کی تو حضرت صاحب فرمانے لگے۔

"اچھا یہ بات ہے! جاؤ پھر پیدل لگے جاؤ۔ کوئی فکر نہیں خدا حافظ ہے۔"

خواجہ صاحب بتاتے ہیں کہ وہ اجازت لیکر پیدل ہی چل پڑے۔ فیروز شاہ کے اسٹیشن سے وہ فیروز

Marfat.com

پور چھاؤنی کی سڑک پر آئے' ماحول اجاڑ بیابان کی طرح اور خوفناک تھا۔ ہر طرف خاموش تاریکی تھی۔ دل دہل رہے تھے اور زبان پر کلام پاک کی آیات تھیں۔

ابھی ہم بہ مشکل دس پندرہ منٹ ہی چلے تھے کہ سامنے روشنی دکھائی دی اور بجلی کے قمقمے نظر آئے۔ الٰہی یہ کیا؟ فیروز پور چھاؤنی تو یہاں سے ڈیڑھ گھنٹے کا راستہ اور درمیان میں دوسرا کوئی ایسا مقام نہیں جہاں بجلی ہو۔

مگر نہیں یہ فیروز پور کی چھاؤنی ہی تھی۔ ابھی ہم اس مخمصے میں تھے کہ شہر پہنچ گئے۔ یہ سب حضرت صاحب قبلہؒ کا تصرف تھا۔

منشی محمد یونس فتح جنگ ضلع اٹک لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت کرمانوالا شریف دربار عالیہ میں حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ہوا۔ تو آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت بوعلی شاہ قلندر پہلے ایک زبردست عالم دین تھے اور اکثر وعظ فرمایا کرتے اور تبلیغ کرتے رہتے۔ ایک دن ایک جگہ وعظ فرما رہے تھے تو ایک اللہ کا بندہ ان کے پاس سے گزرا۔ اور جاتے جاتے کہہ گیا کہ باتیں ہی کرتے رہو گے یا حال بھی پیدا کرو گے حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا۔ یہ سنتے ہی بوعلی شاہ قلندرؒ وہاں سے اسی وقت چل دیئے اور ایک دریا میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ گیارہ سال کھڑے رہے۔ عرشاں تے فرشاں اتے دھماں پے گیاں اور بوعلی شاہ قلندر بن گئے خدا کی منظوری والے ہو گئے' رتبہ مل گیا' نیز فرمایا کہ اللہ دے بندے دی گل کہنی دا اثر ایہہ جے بھائیا جی۔

مزید فرمایا' کہ جب گیارہ سال کے بعد مجاہدہ پورا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ آپؒ کی ریاضت عبادت قبول کی گئی ہے۔ اب آپؒ دریا سے باہر نکل آئیں' آپؒ کو حکم دیا جاتا ہے۔ تو بو علی شاہ قلندرؒ نے عرض کی۔ "یا الٰہی مجھ کو تو حضرت علیؓ آپ اپنے ہاتھ سے نکالیں گے' تو میں نکلوں گا"۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا' تو حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے فرمایا کہ آیئے قلندر صاحبؒ نکل آیئے۔ قلندر صاحبؒ نے عرض کیا کہ "جناب مجھ کو تو رب نکالے گا تو نکلوں گا"۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اور رب کا ہاتھ آپؒ کو نکالنے کیلئے مزید نہیں آئے گا۔ یہی ہاتھ اللہ کا ہے جب کہ اللہ کے حکم سے ہے۔

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ پھر بوعلی شاہ قلندرؒ دریا سے باہر آ گئے۔ فرمایا کہ بوعلی شاہ قلندرؒ اگر دوبارہ عذر کرتے دریا سے باہر نہ آتے حکم خداوندی سے منحرف ہو جاتے تو تمام عبادت و ریاضت بے کار چلا جاتا۔ لیکن رب کا فضل شامل حال ہو تو بات سمجھ میں آ گئی اور باہر نکل آئے اور مولانا شمس الدین صاحب بوعلی شاہ قلندرؒ بن گئے۔ ایہہ گل جے بھائیا جی۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ فرما رہے تھے کہ میں جب حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی خدمت میں تھا تو ایک شخص جس کی داڑھی منڈی ہوئی تھی، حضرت میاں صاحبؒ کو ملنے کیلئے شرقپور شریف آیا تو میں نے حضرت میاں صاحبؒ کے خدام سے کہا کہ اس شخص کو حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں لے جاؤ۔ خدام نے کہا کہ شاہ جیؒ سانوں میاں صاحبؒ کولوں مار پوانی جے ایس داڑھی منے بندے نوں ملاون واسطے لے جائیے۔ حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے میاں صاحبؒ کے ان پرانے خادموں سے کہا کہ تم میرے کہنے پر اس بندے کو لے جاؤ۔ اس بندے کو میاں صاحبؒ جھولی وچ پا کے تے پیار کرن گے جاؤ تسیں لے جاؤ، خدام اس شخص کو لیکر حضرت میاں صاحبؒ کے پاس لے گئے۔ حضرت میاں صاحب شیر محمد شرقپوریؒ نے جاتے ہی اس بندے کو جھولی میں بٹھا لیا اور بڑے پیار سے پوچھنے لگے، تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، جناب میرا نام قمر دین ہے۔ تو حضرت میاں صاحبؒ نے اس شخص کے سر پر ہاتھ بار بار پھیرا کہ ایہہ قمر دین ایں ایہہ قمر دین ایں تو فرمایا وہ قمر دین ہی بن گیا۔ یعنی اتنی سی توجہ مبارک اور کرم نوازی سے وہ شخص قمر دین داڑھی منڈی ہوئی والا میاں صاحبؒ کی نظر کرم سے منزل مقصود کو پہنچ گیا اور درجہ مرتبہ حاصل ہوا۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ کرماں والےؒ نے جمعۃ المبارک میں دوران وعظ فرمایا۔ بیلیو اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں اور نعمتوں کا کوئی شمار نہیں ہو سکتا۔ سب سے بڑی نعمت حضور نبی کریمؐ کی ذات مبارک ہے جس نے قرآن پاک خدائے برتر کے بھیجے ہوئے پُر مغز کلام کے معنی و مفہوم سمجھایا، عمل کر کے بھی دکھایا عملی طور پر احکام پر عمل کر کے بھی حضورؐ ایک نمونہ مثال ثابت ہوئے۔

ایک دفعہ پاک پتن شریف میں حضرت صاحب قبلہ کرماں والےؒ عیدگاہ کے دروازے کے ساتھ ہی کچھ زمین ایک لکڑی کے آلے کے ساتھ ہموار کر رہے تھے۔ ساتھ کچھ بیلی اصحاب بھی شامل تھے ایک

Marfat.com

طرف سے دوسری طرف ہموار کرتے ہوئے آ رہے تھے جا رہے تھے تو حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ مولوی جی ایہہ ٹکیاں بیلاں نوں چھڑو کہندے نیں تتا تتا تتا۔ بھئی ایس دا بھلا کی مطلب اے؟ کہ تتا ہی رو ٹھنڈا نہ ہو (اللہ دے ذکر وچ)

ایک دفعہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ بھئی م کے معنی تو لوگوں نے عالموں نے بڑے کئے ہیں۔ کسی نے د کے معنی بھی کئے ہیں۔ فرمایا کہ اسی د کی طفیل ہم کو دال روٹیاں ملتی ہیں (ایسے د دی طفیل سانوں دال روٹیاں مل دیاں نیں۔)

ایک دفعہ تنگ دستی کی شکایت کرنے والوں کی اکثریت سے فرمایا۔ باجماعت نماز ادا کرؤ جاؤ رزق کی تنگی نہیں رہے گی' آزما کر دیکھ لو۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ جو کچھ میں کہنا اوہ تے کردے نہیں تو مڑ مڑ کے میرے ول آ جاندے نیں۔ اس طرح آون دی کی لوڑ اے تے کی فائدہ۔ اس طرح تے روز گڈیاں آوندیاں نیں جاندیاں نیں۔ آوندے رہو تے جاندے رہو۔

ایک دفعہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا' اور ایک کاغذ پر کچھ عمل لکھا ہوا تھا' جو آپ کے آگے پیش کیا اور عرض کیا' یا حضرتؒ یہ عمل میں نے کسی عامل سے لکھوایا ہے۔ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ کسی بزرگ برگزیدہ ہستی کی اجازت اور مدد سے پڑھنے کی ہدایت ہے' اب آپؒ اجازت دیجئے اور مدد کی امید دلایئے تاکہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکوں' آپؒ کا نام سن کر آیا ہوں' نوازش فرمائیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے وہ لکھا ہوا کلام ملاحظہ فرمایا اور پوچھا یہ کس لئے کلام لکھوایا ہے۔ تو اس شخص نے پوشیدہ ہی اپنا راز رکھنا چاہا کہ اجی سرکارؒ ویسے ہی کچھ مشکل درپیش ہے۔ پھر بول پڑا' ہاں سرکارؒ ہے تو عورت کیلئے۔ اوے چھڈ جہیڑی چلی گئی اوہدے پچھے کی جانا اے۔

ایک دفعہ ایک اور اسی طرح کا نیا آدمی ایک کلام لکھوا آیا سرکار کرمانوالےؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا' یا سرکارؒ مجھ کو اس کلام کے پڑھنے کی اجازت اور مدد عطا ہو جائے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے وہ کلام اور عمل لکھا ہوا دیکھا تو فرمایا' واہ بھئی واہ بہت اچھا لکھا ہے' بڑا اچھا کلام ہے' بہت سونا لکھیا۔ پرتوں پڑھ کریں وہ شخص خاموش واپس ہو گیا۔

Marfat.com

ایک دفعہ ایک نمبردار صاحب جو سرکار کرماں والے ؒ سے بڑے بے تکلف تھے' عرض کرنے لگے۔ شاہ جی مینوں تے تسیں عشق دی نماز دسو' میں تے عشق دی نماز پڑھنی اے۔ فرمایا' دیکھو مولوی جی نمبردار ساڈے نال چالاکیاں کردا اے۔ بھئی مینوں تے ایہو نماز آوندی اے پہلے ایہہ پڑھو فیر عشق دی نماز آ جائے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

انتیسویں مجلس

میری سرکار

حضرت کرماں والےؒ

مشکوۃ شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں ہوسکتا

Marfat.com

محترم میر منظور محمود رقم طراز ہیں کہ سیدنا محمد اسماعیل شاہ صاحب" المعروف حضرت صاحب کر ا ں والے" کے حالات زندگی مگر اب تک جو کچھ بھی لکھا جا چکا ہے' وہ حضورؒ کی کرامات کی تفصیل ہے۔ اہل قلم معتقدین حضرات کو ان کی تعلیمات اور اسلامی افکار کی جانب بھی توجہ دینی چاہئے۔

مسلمانوں کو کسی ولی کی کرامتوں سے زیادہ ان کے اسلامی کردار سے آگاہ کیا جائے تو تبلیغ کے فرائض بھی ادا ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ اسلامی معتقدات سے نہ پیر پرستوں کو سروکار ہے نہ ان حضرات کو جو پیر ان عظام سے بے نیاز ہیں۔

پیر دراصل ایک روحانی رہنما ہے۔ جو کتاب و سنت کی روشنی میں مریدوں کو منزل توحید کی طرف بڑھاتا ہے اور روح کی طہارت کی تلقین کرتا ہے۔ نفسانی کدورت سے پاک کرتا ہے۔ چونکہ وہ خود ظاہری اوصاف کے علاوہ باطنی اوصاف کا حامل ہوتا ہے۔ اس لئے مرید اس سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں شریعت پر عمل کرنے کا ذوق پیدا ہوتا ہے اور وہ سچے اور پکے مسلمان بن جاتے ہیں۔

ایک کامل پیر کا کام صرف اتنا ہی ہے کہ شریعت محمدی کو تر و تازہ رکھے' خود اس پر عمل کرے اور اپنے زیر اثر افراد کو عمل کرنے کی ترغیب دے۔ اگر کوئی پیر ان اوصاف سے متصف نہیں تو ہمیں ایسے بھنگی' چرسی اور خلاف شرع فقیر کی ضرورت نہیں۔

لیکن افسوس ہے کہ آج کل عوام انہیں مستوں' ملنگوں کے پیچھے پڑے ہیں' بات دراصل یہ ہے کہ اسلام سے لگاؤ کسی کو نہیں سب غرض کے بندے ہیں۔ دنیا کی اغراض نے انہیں دین سے دور کر دیا ہے۔ انہیں حرص و ہوس کے سوا اور کچھ بھی درکار نہیں ہے۔ یہ لوگ صاحب شریعت بزرگوں سے کتراتے ہیں۔ انہیں نماز پڑھنا روزہ رکھنا' صبح و شام ذکر و فکر میں کچھ وقت بیٹھنا بار معلوم ہوتا ہے' مگر شب و روز ہیر پھیر میں مشغول رہنے کو بوجھ نہیں سمجھتے۔

حضرت صاحب کرماں والے" ان بزرگوں میں سے تھے جن کا اوڑھنا' بچھونا صرف شریعت تھی۔ وہ حضور رسول مقبول ﷺ کے پکے مقلد تھے۔ نبی پاک کی سنت کے علمبردار تھے۔ ان کے ہاں بعض ایسی رسومات جو دیگر سلسلوں کے ہاں جائز سمجھی جاتی ہیں' وہ بھی مفقود تھیں۔ یہاں نماز کی تاکید تھی اور ان

Marfat.com

مشاغل کی تلقین جو حضور علیہ السلام کے وقت سے جاری ہیں۔

ان کا قول تھا کہ جو شرع شریف کا پابند نہیں اسے ولی نہ مانو خواہ ہوا میں اڑتا ہو۔ حضرت صاحب قبلہ اپنے عام ملنے والوں کو محض نماز اور درود شریف کی تلقین فرماتے۔ طویل وظائف اور عبادتوں سے روکتے۔ البتہ ان کی یہ دلی تمنا تھی کہ حضور علیہ السلام کی سی شکل وصورت بنانے کی کوشش کریں، یعنی داڑھی نہ منڈوائیں۔ لباس واطوار میں مسلمان نظر آئیں۔

آپ فرمایا کرتے۔ "یارو! اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھا، سب سے حسین خوبصورت تراپا جو بنایا ہے نبی پاکؐ کا سراپا ہے۔ سب سے بہتر جو کردار گردانا ہے وہ حضور رسول مقبولؐ کا کردار ہے اور جو ہم بھی ویسی صورت، ویسی ہی سیرت بنانے کی کوشش کریں تو اللہ تبارک تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی"۔

ایک چلتے پرزے سے بابو کہنے لگے"۔ قبلہ داڑھی میں کیا رکھا ہے دل صاف ہونا چاہیے"۔

آپ خاموش ہو گئے، ہم نے تاڑ لیا کہ بابو صاحب کا یہ فقرہ حضور کو پسند نہیں آیا اور شاید ابھی اسے پٹوائیں گے مگر نہیں آپ نے ضبط کیا اور فرمانے لگے۔

"بھلے لوگ! تمہارا قرآن پر ایمان ہے؟"

"جی ہاں، کیوں نہیں۔ آخر میں مسلمان ہوں۔" اس بابو نے جواب دیا۔

آپ فرمانے لگے۔ "قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کے اسوۂ کو اسوۂ حسنہ کہا گیا ہے اور یہ داڑھی رکھنا اسی اسوۂ حسنہ کا ایک عمل ہے۔ پھر جا بجا حضورؐ ہی کی تقلید اور اطاعت کا حکم ہے۔ حضورؐ کے کسی فعل کی مذمت کرنا کسی ہوش مند مسلمان کا کام نہیں"۔

کچھ دیر توقف فرمانے کے بعد کہنے لگے۔

"**بابو جی** تم دل کی صفائی کا ذکر کرتے ہو۔ دل کا بھید تو خدا جانتا ہے ظاہری صورت بھی درست کرو، تا کہ لوگ بھی اچھا جانیں اور زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ شاید اللہ کریم ظاہر کے خاکے میں حقیقت کا رنگ بھر دیں۔ اور یہ یاد رکھو کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

"**اے مسلمانو!** جس نے میری شکل وصورت کی طرح صورت بنائی، اللہ پاک اس کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے۔ لہٰذا من تشبہ کا ثواب حاصل ہوگا۔

Marfat.com

کہا جاتا ہے کہ ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل اتارا کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت کا عارضہ تھا۔ یہ بد بخت حضرت موسیٰ کی نقل اتارا کرتا۔ آپ کی دل آزاری ہوتی۔

ایک دن حضرت موسیٰؑ نے جناب باری میں شکایت کی۔ "یا اللہ فلاں شخص میری نقل اتارتا ہے۔ مجھے دکھ ہوتا ہے اسے سزا دے"۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا۔ "موسیٰؑ وہ شخص تو مجھے بھلا لگتا ہے"۔

"یا اللہ وہ کیسے؟"

"تمہاری نقل اتارتا ہے نا' تمہارا لب ولہجہ اختیار کرتا ہے۔

اب تم سوچ کہ اللہ تعالیٰ کتنے کریم ہیں۔ ایک کم بخت دل آزاری کیلئے جناب موسیٰؑ کی نقل اتارتا ہے مگر مشابہت کی وجہ سے باری تعالیٰ اسے بھلا کہتے ہیں۔ اگر تم تقلید اور اطاعت کی نیت سے نبی پاک کی سی صورت بناؤ گے تو تمہیں کتنا اجر ملے گا؟ قیاس کرو۔

میری سرکارؒ فرمایا کرتے۔ لوگو! حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان فرمانے اور توحید کا سبق دینے تشریف لائے تھے افسوس مسلمان توحید سے دور ہوتے جارہے ہیں تصوف کی آڑ میں بعض افراد نے الحاد پھیلا دیا اور شرک کی کئی نئی صورتیں ظاہر ہورہی ہیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ میرے پاس آنے والے غرض اور مرض لیکر آتے ہیں۔ حالانکہ اسلام خدا کے سوا کسی کو کارساز نہیں بناتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا اپنی اغراض اسی سے وابستہ کرو۔

ایک شخص نے پوچھا کہ حضور آپ تو داتا صاحبؒ کے دربار پر جانے کی بہت تاکید فرمایا کرتے ہیں۔؟

آپؒ نے فرمایا "اسلئے کہ انسان جیسی صحبت اختیار کرتا ہے ویسا ہی ہوجاتا ہے۔ جیسی مجلس میں بیٹھتا ہے ویسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ اولیاء کے مزاروں پر اولیاء کی آمد ورفت رہتی ہے رحمت الٰہی کا نزول رہتا ہے۔ نیز اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامات کا اعزاز ملتا ہے۔ ممکن ہے تمہارے لئے ایسے موقع پر دعا فرمائیں جب کہ ان سے کرامت کا ظہور ہورہا ہوں۔ اولیاء کو خداوند کریم نے بہت سی قدرتیں بخشی ہیں۔ بہ ایں ہمہ ہر وقت اسی کی رضا کے طالب رہیں۔ جو سچ پوچھو تو اولیاء کی کرامت' انبیاء کے معجزات' کسی

Marfat.com

بزرگ کی دعا کی منظوری' یہ سب مشیت ایزدی ہی کے مظاہرے ہیں۔ لہٰذا اپنی تمام امیدیں اسی سے وابستہ رکھو اولیاء سے دعا کا طالب ہونا کوئی گناہ نہیں ہے دعا بھی اسباب ظاہری میں سے ایک سبب ہے۔

آپؒ فرماتے' موجودہ زمانے کے مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیم سے دور ہو چکے ہیں۔ کچھ تو ایسے ہیں جنہیں مذہب سے ذرا بھی دلچسپی نہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو مذہب کو روایات اور حکایات کا گورکھ دھندا بنا بیٹھے ہیں۔

غیر متشرع صوفیوں نے خدا کے جملہ اختیار خود سنبھال لئے ہیں ان کے مریدوں کو جو بھی مانگنا ہوتا ہے انہیں سے مانگتے ہیں۔ نبی کریمؐ جس مقدس کام کیلئے تشریف لائے تھے وہ کسی کو یاد نہیں۔ بہت سے صوفی نماز پڑھتے ہی نہیں' بس سماع پر زور ہے۔

مگر میں تمہیں بتا دوں کہ ان امور کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام وہی ہے جو حضور رسول مقبولؐ کی وساطت سے ہمیں پہنچا ہے۔

ایک صاحب کہنے لگے۔ ''حضور مولانا رومؒ نے کہا ہے

اولیا را ہست قدرت از الٰہ   تیر جستہ باز گردانند ز راہ

میری سرکارؒ نے فرمایا۔

بابو جی! ''از الٰہ'' پر بھی تو غور کرو' بنیادی اختیار تو ''الٰہ'' ہی کو حاصل ہے اور یہ ''الٰہ'' کی بندہ پروری اور اولیاء نوازی ہے جو ان سے ایسے کرشمے ظاہر ہوتے ہیں ورنہ کسی کو کچھ اپنا ذاتی اختیار حاصل نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اولیاء کو بعض امور میں اختیار بھی ملتا ہے۔ جیسے دنیائے ظاہر میں صاحب اقتدار کو اختیار حاصل ہوتا ہے' جیسے ہر بندے کو کچھ نہ کچھ اختیار حاصل ہے۔ نیکی کرنے کا' بدی کرنے کا۔ پھر عدل و انصاف اور جود و عطا کا اختیار غربا پروری کا اور یتیموں کی سرپرستی کا اختیار۔

اگر اختیار نہ ہو تو پھر عدل و انصاف کی تاکید کیوں۔ مساکین و غربا کی پرورش کی ترغیب کیوں ہو' نیکی اور بدی پر باز پرس کیوں ہو خیر و عطا پر جزا کی خوشخبری کیوں ہو' ظلم کیلئے عذاب کیوں ہو اور کرم کیلئے

Marfat.com

ثواب کیوں ہو۔ مگر یہ سب ہے اور یہ اختیار محض باری تعالیٰ کی عنایت ہے بلکہ آزمائش کہو تا کہ یہ عیاں ہو سکے کہ کس نے اس کے احکام کی تعمیل کی ہے اور کون منحرف ہوا۔ ظاہری اسباب کے طور پر دوسروں کا تعاون حاصل کرنا گناہ نہیں، وہ تعاون خواہ روحانی ہو یا مادی، لیکن عقیدہ یہی ہونا چاہئے کہ ہر تعاون جبھی کام آتا ہے جبکہ باری تعالیٰ کو منظور ہو ورنہ کوئی نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ آپؒ نے کہا تعاون بزرگوں کا 'اولیاء' کا' صاحبان اسباب ظاہر اور صاحبان اسباب باطن کا حاصل کرو مگر احسان اللہ کا مانو' اسی کے ایما اسی کی رضا سے یہ اسباب بھی کام آتے ہیں۔ ورنہ سب بے سود۔ سب اس کے حضور دم بخود اور سرنگوں ہیں کسی کو چون و چرا کی جرات نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

تیسویں مجلس

میری سرکار

حضرت گرماں والےؒ

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے
میں وی آکھاں راہ دے
بن مرشد تینوں راہ نئیں لبھنا
مر ویسیں وچ راہ دے

Marfat.com

میر منظور احمد صاحب فرماتے ہیں، میری سرکار حضرت صاحب کرمانوالےؒ کی تلقین و ترغیب کا حقیقی مقصد توحید کی اشاعت تھا وہ بھی دیگر بزرگان سلسلہ نقشبندیہ کی طرح اسلام کی اصل یعنی توحید سے آغاز تعلیم فرماتے اور سوجھ سوجھ والوں کو درود شریف کے ساتھ ساتھ اسم ذات کے ورد کی تاکید فرماتے۔

حضور فرمایا کرتے تھے کہ بعض نادانوں نے نادانستہ ایسی روش اختیار کی ہے کہ عام مسلمانوں کے دل سے توحید باری تعالیٰ کا تصور ہی ختم ہوا جاتا ہے۔

پیر تو وہ ہے جو مرید کو حضور نبی پاکؐ کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دے اور نبی پاکؐ کا عمل سراسر توحید باری تعالیٰ کی اشاعت ہے، مگر موجودہ زمانے کے بہت سے پیروں نے مریدوں کو خدا سے بیگانہ کر رکھا ہے تصوف میں بے معنی قصہ کہانیوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔

یہی وہ باتیں ہیں جن کے ردعمل کے طور پر ایسے گروہ بھی پیدا ہوئے جو توحید کے جوش میں رسالت کے احترام سے غافل ہونے لگے۔ ان سے بھی گستاخیاں ہوئیں اور وہ بھی صراط مستقیم سے بھٹک گئے۔

ورنہ ہم سب مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ایک ہے یہی کہ خدا تعالیٰ ایک ہے، واحد ہے، لاشریک ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا کوئی مثل نہیں، کوئی شریک نہیں وہ اپنی کائنات کا واحد خالق، واحد مالک ہے تمام نبی اس کے بندے ہیں اس کی شان کریم نے انہیں تقرب بخشا ہے ورنہ کوئی اس کے حضور دم نہیں مار سکتا۔ وہ کسی نبی، کسی رسول، کسی ولی کے سامنے عاجز نہیں۔

جسے جتنا تقرب حاصل ہے وہ اتنا ہی اللہ کے حضور باادب اور راضی برضا ہے۔ ہم بس ایک اسی کی عبادت کرتے ہیں اسی سے مدد چاہتے ہیں، اسی کو کارساز حاجت روا مانتے ہیں، اس کی رضا نہ ہو تو کسی سے نفع نہیں پہنچتا ہے۔

ایک دن آپؒ مریدوں میں بیٹھے انہی خیالات کا اظہار فرما رہے تھے، محفل میں چند اہل حدیث دوست بھی موجود تھے۔ ان میں کچھ نئے بھی تھے۔ اور کچھ پرانے بھی۔ یہ تمام اظہار شاید ان کے خیالات و اوہام کے ازالے کے طور پر فرمایا جا رہا تھا۔

جاننے والے جانتے ہیں کہ قبلہ حضرت صاحبؒ صرف پیر ہی نہیں تھے بلند پایہ کے عالم بھی تھے۔

Marfat.com

ہر فرقے کے لوگ ان کے ہاں آیا کرتے۔ وہ مسلمانوں میں اس تعصب کو روا نہیں رکھتے تھے جو آج کل کے بعض مولوی صاحبان کیلئے نماز کی طرح فرض ہو چکا ہے۔

حضور توحید باری تعالیٰ پر فرما رہے تھے کہ ایک صاحب پوچھ ہی بیٹھے یا حضرت "اگر خدا ہی کارساز اور حاجت روا ہے تو پھر آپ ہمیں دربار گنج بخش" میں حاضری کی تاکید کیوں فرماتے ہیں۔

آپ "قدرے مسکرائے" پھر فرمانے لگے۔

"بابو جی! میں یہ جانتے ہوئے کہ شفاء اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ بیماروں کو حکیم ڈاکٹر کے ہاں جانے کی تاکید کرتا ہوں۔ اولیاء بھی روحانی امراض کے طبیب ہیں پھر اسی واحدہ' لاشریک نے اپنے عبادت گزار بندوں کو یہ خصوصی اعزازات عطا کئے ہیں ان کی دعا قبول کی جاتی ہے' ان سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ اولیاء کی کرامات انبیاء کے معجزات کیلئے دلیل ہیں۔ یہ باری تعالیٰ ہی کی عنایت ہے ورنہ کوئی ولی قطب غوث اس کے حق ملکیت میں شریک ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

دوستو! دنیا دارالاسباب ہے۔ یہاں اسباب ظاہری کا استعمال ہوتا ہے۔ تمہیں اولاد کی تمنا ہو تو شادی کرنا پڑے گی۔ دولت کی آرزو ہو تو کاروبار شروع کرو گے۔ بیمار ہو تو معالج کے پاس جانا پڑے گا' بدکار ہو تو صحبت صالح اختیار کرنی پڑے گی۔

مگر یہ سب اسباب نظام کائنات میں رونق پیدا کرنے کیلئے ہیں' ورنہ اللہ جل شانہ' تو اسباب کے محتاج نہیں۔ وہ ہر ایک امر پر قدرت رکھتے ہیں۔

انہوں نے جوڑے کے بغیر حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔ باپ کے بغیر حضرت عیسیٰؑ تولد ہوئے' لیکن عمومی حالات میں اسباب کا اصول وضع فرمایا ہے گویا اب یہ پابندیاں تم پر عائد ہیں۔

صوفیائے کرام جو تمہیں بزرگان دین کے مزاروں پر جانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس میں چند مصلحتیں کارفرما ہیں۔

اول مقصد تو فاتحہ خوانی کا ہے' جس سے صاحب مزار سے روحانی تعلقات وابستہ ہوتے ہیں۔

دوسرا مقصد ان کی دعا سے مستفید ہونے کا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیبؐ کی اطاعت کرنے والوں کو عزیز رکھتا ہے اور ان کی دعاؤں کو شرف قبول عطا فرماتا ہے۔

Marfat.com

تیسرا مقصد ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔

یاد رکھو کہ اللہ وحدہٗ ہے لاشریک ہے' زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے وہ اسی کا پیدا کردہ اور اسی ہی کی ملکیت ہے۔ مگر اس نے اپنی شان وشوکت کے اظہار کو بہت سے فرشتوں اور انسانوں کو مختلف امور پر مقرر فرمایا ہے۔

مثلاً پیغام رسانی کیلئے حضرت جبرئیلؑ ہیں۔ بادلوں اور ہواؤں کے انتظام کیلئے میکائیل ہیں۔ اور روح قبض کرنے کیلئے عزرائیل ہیں۔

لوگوں کو ہدایت کیلئے انبیاء ہیں' کہیں خضرؑ ہیں' الیاس ہیں سب مختلف امور پر مقرر کئے جا چکے ہیں۔

جس طرح باطنی نظام میں تسلسل اور نظم ہے بعینہٖ نظام ظاہر میں بھی ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف سے بہت سی قدرتیں حاصل ہیں۔ یہ سب اسی کی دین ہے۔

آپؒ نے چند لمحے سکوت فرمایا۔ پھر اپنے ایک اہل حدیث ملنے والے مولوی عزیز الدین سے مخاطب ہوئے مولوی صاحب کسی دفتر میں ملازم تھے۔ آپؒ نے پوچھا

''کیوں مولوی جی! جب آپ دفتر سے گھر پہنچتے ہیں تو اپنی بیوی سے روٹی مانگا کرتے ہیں یا اللہ سے''۔

''جناب بیوی سے مانگتا ہوں''۔

''پھر تو وہی آپ کی حاجت روا ہوئی۔ ہر وقت اور ہر چیز اللہ ہی سے مانگنی چاہئے نا۔ دوسروں سے مانگنا شرک ہے''۔

پھر قدرے توقف کے بعد فرمانے لگے۔

''مولوی جی! تنخواہ میں ترقی کیلئے آپ افسر متعلقہ سے کہتے ہیں یا اللہ سے''۔

''جناب میں تو دونوں سے کہتا ہوں''۔

حضرتؒ مسکرا دیئے اور فرمانے لگے۔

''بھئی کوئی میرے الفاظ کا غلط مطلب نہ پلے باندھ لے۔ کارساز حقیقت میں بس ایک اللہ ہی کی ذات ہے اسباب ووسائل' نظام کائنات کیلئے ہیں۔ یہ نظم' یہ انتظام' یہ حسن ترتیب بھی اسی کی شان لازوال

Marfat.com

کا مظہر ہے''۔

مولوی عزیز الدین پرانے ملنے والے تھے' سمجھتے تھے کہ کسی نووارد کو سمجھا رہے ہیں۔

قدرے سکوت کے بعد آپؒ پھر ارشاد کرنے لگے۔

''باؤ! یہ بات تو محض سمجھانے کی غرض سے کہی ہے۔ ہر ظاہری اسباب و باطنی ذرائع کے باوجود یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہر کرم' ہر فضل صرف اللہ کی طرف سے ہے۔ ہر عنایت اسی کا انعام ہے' ورنہ کون کسی کو دیتا ہے''۔

بزرگان دین کے مزاروں پر فاتحہ خوانی کے بعد دعا اللہ ہی کے حضور کی جائے کہ ان بزرگوں کے طفیل ہماری فلاں مشکل دفع فرما اور صاحب قبر سے استدعا کرنی چاہئے کہ تمہارے لئے اللہ تبارک تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائے خیر مانگیں۔

''افسوس اب تو مذہب سے بے گانہ فقیروں نے خدا کی ذات تو نظر انداز کر دی ہے اور ان کے جاہل مرید کلیتہً اہل قبور کو حاجت روا سمجھ بیٹھے ہیں۔ جس پیر فقیر کی صحبت میں خدا کی معرفت حاصل نہیں ہوتی وہ پیر نہیں''۔

اب آپ مولوی عزیز الدین سے مخاطب ہوئے۔

''کیوں مولوی جی میں ٹھیک کہتا ہوں''

''حضور درست فرما رہے ہیں''۔ مولوی صاحب نے جواب دیا۔

اپنا اسلام' اپنا مذہب' اپنا طریقہ یہی ہے باقی رہے غیر شرع اور طریقہ کے فقیر سو ان سے ہمارا کوئی سروکار نہیں۔

''یہی مذہب حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ہے اور یہی درست ہے۔ اللہ نے نبی پاک کو شریعت کاملہ کا علمبردار بنا کر بھیجا۔ اور خلق کو ان کی اطاعت کی تاکید کی ہے' جو ان کی متعین کی ہوئی حدود سے باہر ہے وہ گمراہ ہے''۔

Marfat.com

مختصر حالات و واقعات

انسانی زندگی میں دو نظام کار فرما ہیں۔ ایک جسمانی نظام اور دوسرا روحانی نظام۔ جسم چونکہ فانی چیز ہے اس لئے اس کا نظام بھی فانی ہے۔ روح چونکہ فنا نہیں ہوتی اس لئے اس کے نظام کو بھی فنا نہیں ہے۔ جس طرح جسمانی نظام کا تعلق ظاہری امور سے ہوتا ہے اسی طرح روحانی نظام کا تعلق باطنی امور سے ہوتا ہے۔ جسم کی تربیت والدین کرتے ہیں۔ دماغ کی تربیت استاد کرتے ہیں اور روح کی تربیت اولیاء اللہ کرتے ہیں۔ وہ روح کو غفلت کی نیند سے بیدار کرتے ہیں اور انسان کو روح کی بالیدگی کا احساس وادراک ہوتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے ''اولیاء اللہ کا وجود رحمت ونعمت ہے اور ان کا ذکر نزول رحمت کا سبب اور وصل وقربت حق کا ذریعہ ہے۔''

اولیاء اللہ خواہ اپنی ظاہر زندگی میں ہوں یا برزخی زندگی میں ہوں ان کے فیوض و برکات میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بقول حضرت میاں میر علیہ الرحمہ ''برزخی زندگی میں اولیاء کرام کے تصرفات پہلے کی نسبت کہیں زیادہ ہو جاتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ان بزرگان عظام کی برکت سے مخلوق پر بے حد رحم فرماتے ہیں۔ ان کے طفیل آفات و بلیات' قحط اور بیماری کو روکتے ہیں۔ لوگوں کے گناہ معاف فرماتے ہیں۔ دعائیں قبول کرتے اور حاجات بر لاتے ہیں۔ دشمنوں پر انہیں فتح دلاتے ہیں اور روزی میں وسعت دیتے ہیں۔ یہی اولیائے کرام وہ باکمال ہستیاں ہیں جن کی شان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''بلا شبہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم ہے'' اور ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''اولیاء اللہ میری قبا کے نیچے مامون ومحفوظ ہیں'' اور انہیں مردان خاص کے قلوب کو حق تعالیٰ کا مقام کہا گیا ہے اور فرمان نبوی ﷺ ہے کہ ''مومن کی فراست سے ڈرو یہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں۔'' ذکر الٰہی کے باعث ان کے قلوب مثل آئینہ صاف وشفاف ہوتے ہیں اور ان پر انوار الٰہی کا عکس پڑتا ہے۔ جس کی دولت انمیں صفات الٰہیہ پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ان سے طالبین کو بھی فیض پہنچتا ہے۔ اور ان کے مدفن بھی انوار وتجلیات ربانی کے مرکز بن جاتے ہیں۔

ان نفوس قدسیہ نے قرون اولیٰ سے لے کر عصر حاضر تک ہر دور میں اپنی اپنی خانقاہوں میں رشد وہدایت کی مشعلیں روشن کیں۔ اس سے ہزاروں لاکھوں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو

Marfat.com

تاریکی کی دنیا سے نکال کر روشنی میں لا کھڑا کیا۔

اکابر سلسلہ نقشبندیہ کو اسلام کی ترویج و اشاعت میں بڑا دخل ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم ترین سرمایہ افتخار، بانی اور پیش رو سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں جو بوجہ محبت رسول ﷺ اور کامل اتباع شریعت، مطہرہ صحابہ کرام میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ فیضان نبوت کا یہ سلسلہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ سے ہوتا ہوا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ذات مبارکہ سے انعکاس پذیر ہوتا ہے۔

اس نسبت جلیلہ کے وارث و مظہر اور عظیم سرمایۂ افتخار اعلیٰ حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاریؒ بنے۔ خداوند تعالیٰ نے انہیں جن خصوصیات سے نوزا تھا وہ انہیں گروہ اولیاء میں ''حضرت کرمانوالےؒ'' کے نام سے ممتاز کرتی ہیں۔

ولادت باسعادت : اعلیٰ حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہؒ موضع کرموں والا ضلع فیروزپور میں 1297ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار سیّد سید علی شاہ المعروف سید سکندر علی شاہؒ اپنی خاندانی وجاہت، نیکی اور پاکبازی کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب سید جلال الدین سرخ بخاریؒ جیسے جلیل القدر ولی اللہ سے ہوتا اکتالیسویں پشت میں حضرت امام حسینؓ سے جاملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم : زمانہ طفولیت سے ہی آپ کو لہو لعب کی طرف رغبت نہ تھی۔ عام بچوں میں کھیلنا آپ کی عادت نہ تھی۔ آپ نے جب ہوش سنبھالا تو مکتب کی طرز پر تعلیم شروع کرائی گئی۔ ابتدائی تعلیم موضع سلطان خان والا نزد کرموں والا میں حاصل کی۔ قرآن کریم ناظرہ اور مروجہ عربی و فارسی کی کتب پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی و روحانی علوم کے حصول کیلئے عازم سفر ہوئے۔ بوقت رخصت آپ کے شفیق چچا سید قطب الدین شاہ نے فرمایا ''برخوردار وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو خشک اور صرف قیل وقال تک محدود ہو'' چنانچہ یہ بات آپ کے ذہن نشین ہو چکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عمل صالح کی راہیں ہموار ہوں۔ آپ نے اس وقت کے شہرہ آفاق کے حامل مدارس مظاہر العلوم سہارنپور، مدرسہ نعمانیہ لاہور، مدرسہ عبدالرب دہلی اور جلال پور وغیرہ سے تکمیل علم و دورہ حدیث کی سندات حاصل کیں۔ علاوہ ازیں فن تعلیم، طب و تربیت بھی حاذق حکماء سے حاصل کی۔

منازل سلوک : ظاہر علوم کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کے حصول کیلئے آپ متعدد بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے آپ نے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے خلفاء میں سے ایک بزرگ حضرت مولانا شرف الدین سے نسبت روحانی قائم کی۔ جن سے آپ کو تمام سلاسل میں

Marfat.com

بیعت کی اجازت حاصل ہوئی۔ حضرت مولانا شرف الدینؒ کے وصال کے بعد آپ کا جذبہ شوق آپ کو اس وقت کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے آفتاب عالم حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے پاس لے گیا۔ حضرت میاں صاحبؒ نے بوقت ملاقات دریافت فرمایا ''شاہ جی! کچھ علم بھی پڑھا ہے؟'' آپ نے عرض کیا ''حضور! پڑھا تو ہے لیکن کچھ سمجھ نہیں آیا'' قبلہ میاں صاحبؒ نے فرمایا ''اللہ کریم سمجھ بھی عطا فرما دیں گے۔'' اس پہلی ملاقات میں حضرت میاں صاحبؒ نے نسبت نقشبندیہ القاء فرمائی اور دیر تک توجہ عالیہ سے مستفیض فرمایا۔ پھر حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا ''یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے'' شیخ کامل کی پہلی نظر کیمیا اثر نے آپ کے دل کی دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کو مسند ارشاد پر بٹھا کر خلق کی رہبری پر مامور فرما دیا۔ حضرت میاں صاحب ضلع فیروزپور اور اس کے نواح سے آنے والے طالبان طریقت سے فرمایا کرتے تھے کہ شاہ صاحب (حضرت کرمانوالے) وہاں موجود ہیں۔ ان سے مل لیا کرو۔ ایک ہی بات ہے۔ اتنی دور آنے کی کیا ضرورت ہے۔

رشد و ہدایت : آپ نے واپس جا کر اپنے گاؤں کرموں والا میں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ مقام مرجع خاص و عام بن گیا۔ اس آفتاب ولایت کی روشنی دن بدن دور دور تک پھیلتی گئی۔ اہل طلب جوق در جوق اکتساب فیض کیلئے حاضر ہوتے۔ طالبین کے احوال کی درستی اور ان میں شریعت وسنت کی پیروی کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے آپ کی باطنی روحانی قوت خوب کام کرتی۔ آپ امامت وصلوۃ کیلئے اکثر مسجد میں رونق افروز رہتے۔ جمعتہ المبارک کے دن تقریر عموماً پنجابی زبان میں ایسی پرتاثیر ہوتی کہ اسکی اثر انگریزی کی کسک جملہ سامعین اپنے دلوں میں دیر تک محسوس کرتے۔ لنگر شریف ہمہ وقت جاری رہتا۔ تھوڑے عرصہ میں آپ کے حلقۂ ارادت میں بے شمار افراد داخل ہو گئے۔ غیر مذاہب کے لوگ بھی کثیر تعداد میں آتے۔ اکثر ہندو اور سکھ لوگوں کی ظاہری و باطنی حالت بدل جاتی اور وہ ذکر و فکر اور مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔ اکثر تذکرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اپنے مرشد گرامی کی ظاہری حیات میں ہی حضرت کرمانوالےؒ نے نہ صرف خود کو سچا اور حقیقی جانشین ثابت کیا بلکہ لاکھوں دلوں کو یادالٰہی میں مشغول کر دیا۔

ہجرت : قیام پاکستان کی جدوجہد میں آپ کا ہر مرید عقیدت مند آپ کی ہدایت پر سرگرم کارکن کی حیثیت سے پیش پیش تھا۔ مسلم لیگ اور تحریک آزادی کے متعدد رہنماؤں کو حضرت صاحبؒ کا مکمل تعاون اور سرپرستی حاصل تھی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ قصور سے ہوتے ہوئے پاکپتن شریف پہنچے۔ اور مسجد وعید گاہ تعمیر کرائی۔ بعد ازاں آپ اوکاڑہ کے نزدیک پکا چک 56/2.L میں آ کر مستقل رہائش پذیر ہوئے۔ یہ

Marfat.com

گاؤں آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے ''حضرت کرمانوالہ شریف'' کے نام سے موسوم ہوگیا۔ ہجرت سے قبل آپ اکثر فرماتے ''ایسی جگہ جائیں گے جہاں مکانات قبلہ رخ ہوں' پاس ہی پکی سڑک' ریلوے لائن اور نہر بھی ہو۔ سب ساتھ ساتھ ہوں تاکہ بیلیوں (دوستوں) کو آمدورفت میں آرام رہے اور وہاں سے ریل گاڑی میں سوار ہوکر سیدھا مدینہ شریف جاسکیں۔ آپ کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی اور موجودہ دربار شریف حضرت کرمانوالہ اوکاڑہ کا نقشہ آپ کا فرمان حرف بحرف درست ثابت کررہا ہے۔ آپ نے آتے ہی اس گاؤں میں اپنی قیام گاہ پر نماز پنجگانہ اور جمعہ کا انتظام فرمایا۔ زائرین وحاجت مندوں کیلئے قیام وطعام کا اہتمام کیا۔ ریلوے سٹیشن اور ڈاک خانہ کا اجرا ہوا۔ اب یہی جگہ رشد وہدایت کا مرکز بن گئی۔ اور تشنگان جام وحدت اپنی پیاس بجھانے لگے۔

اخلاق کریمانہ : حضرت کرمانوالے نہایت خوش خلق' خوش ذوق' اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کے مالک تھے۔ آپ کے پاس سبھی قسم کے لوگ آتے۔ کبھی کسی سے نہ سنا گیا کہ اس کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ اس کی ضرورت پوری نہیں ہوئی۔ بیشتر لوگوں کو حاجت بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ بلکہ آپ اکثر دل کا حال پہلے معلوم کرلیتے۔ آپ کے کشف کے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہیں تھی۔ اس لئے غلط بیان کرنے والوں کو ناپسند فرماتے۔ آپ فرماتے مجھے لوگوں کے حالات کی جستجو اور تفتیش کی ضرورت نہیں بلکہ سچی بات بتانے سے اقرار گناہ کی شکل پیدا ہوتی ہے اور اقرار گناہ میں توبہ کا پہلو ہے۔ اخلاق واعمال کی اصلاح کا انداز ایسا کریمانہ کہ کوئی نافرمانی پر قادر نہ ہوتا۔

حضرت کرمانوالے کو نمود ونمائش اور ریاکاری سے سخت نفرت تھی۔ دست بوسی یا پاؤں کو چھونا سخت ناپسند تھا۔ حتیٰ کہ رسمی مصافحہ کے شائقین کو ڈانٹ ڈپٹ کر نصیحت فرماتے۔ مجلس میں آپ کی تشریف آوری پر کسی شخص کو تعظیماً کھڑا ہونے کی اجازت نہ تھی۔ بڑے بڑے علماء مجلس میں آکر باادب بیٹھتے اور بڑے پیچیدہ مسائل حل کرواتے۔ بدعقیدہ علماء بحث یا مناظر کے بغیر ہی راست راست پر آجاتے۔ آپ کا ہر کلمہ اور ہر ہر ادا بمطابق سنت مصطفیٰ ﷺ ہوتی۔ جمعہ کے دن خطبہ خود فرماتے۔ جس کی اثر انگیزی سامعین میں حیرت انگیز ہوتی ۔ وعظ ونصیت سے کوئی لمحہ خالی نہ گزرتا۔ آپ کی باتیں انتہائی حکیمانہ ہوتیں۔ اور اکثر دلوں پر اثر کرتیں۔ آپ نے کبھی تعویزات اور جھاڑ پھونک کا سہارا نہیں لیا بلکہ اکثر ایک جیسے مریضوں کو شہد' لسی' گلقند' مجھن' کھوی' گندم کا بھوسہ' لنگر کے بچے ہوئے ٹکڑوں' نماز پنجگانہ کی پابندی' درود پاک بکثرت پڑھنے اور داڑھی رکھنے کا نسخہ بتاتے تو قدرت کاملہ سے حیرت انگیز تاثیر ظاہر ہوتی۔ ڈاکٹر سے مایوس مریضوں کو آپ

Marfat.com

رب کریم کی رحمت پر بھروسہ رکھنے کی تلقین کرتے۔

اتباع شریعت : حضرت کرمانوالےؒ ان کاملین میں سے تھے جن کا اوڑھنا بچھونا صرف شریعت مطہرہ تھا۔ وہ حضورﷺ کے سچے عاشق اور پیروی سنت کے علمبردار تھے۔ ان کا قول تھا کہ جو شخص شریعت کا پابندی نہیں اسے ولی نہ مانو۔ خواہ ہوا میں اڑتا ہو۔ آپ کے بارے مشہور تھا کہ انہیں سنت کے مطابق مستحب داڑھی رکھوانے اور حقہ چھڑانے کا طریقہ خوب آتا ہے۔ اور سنت کی پیروی سختی سے کرواتے ہیں۔ آپ ہمیشہ اس تمنا کا اظہار کرتے کہ ان سے ملنے والے حضور نبی کریمﷺ کی شکل وصورت بنائیں۔ داڑھی نہ منڈائیں اور لباس واطوار میں مسلمان نظر آئیں آپ پردہ نسواں کے سخت پابند تھے۔ کبھی کوئی عورت آپ کی مجلس مبارک نہیں آسکتی تھی۔ بلکہ پانچ چھ سال کی بچیوں کے آنے کی بھی ممانعت تھی۔ اگر کسی وقت زنان خانہ میں جانا، ہوتا تو پہلے پردے کا اہتمام فرماتے۔ محرم مستورات کے سوا کوئی عورت آپ کے روبرو نہیں آتی تھی۔

آپ کے مریدین اور وابستگان بھی اتباع شریعت کے بے حد خیال رکھتے۔ اس لئے سنت کی پیروی میں سفید ٹوپی و پگڑی، سفید کرتہ اور تہبند، لمبی داڑھی مبارک، سادہ کھانا مٹی کے برتنوں میں دایاں گھٹنا کھڑا کر کے کھاتے تھے۔ صرف داڑھی والا آدمی نماز باجماعت میں پہلی صف میں کھڑا ہو سکتا تھا، معمولی چیزوں مثلاً لوٹا، جوتا، درانتی، جھاڑو وغیرہ کا منہ قبلہ رخ رکھنا اور عورتوں سے سخت پردہ کرنا ایسی روشن روایات ہیں کہ جن کا موجودہ دور میں ملنا محال ہے۔

وصال مبارک : حضرت صاحب کرمانوالےؒ تادم آخرت سنت رسول اللہﷺ پر سختی سے عمل پیرا رہے۔ بالآخر 27 رمضان المبارک 1385ھ بتاریخ 20 جنوری 1966 بروز جمعرات 88 سال کی عمر میں یہ حامی شریعت وسنت، رہبر کامل، قطب زمان، نائب رسالت، آفتاب علم وعرفان پردہ کر گیا۔ آپ کا دار فانی سے رخت سفر باندھ کر دار بقا کو روانہ ہو جانا سب کو تڑپا گیا۔ بزم احباب پر افسردگی چھا گئی۔ لیکن غم واندوہ کی ان تاریکیوں کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے پہلے سے ہی انتظام کر دیا تھا۔ حضرت صاحب کرمانوالےؒ سے وابستہ روشن وتابندہ روایات کی پاسداری آپ کے دولخت جگر صاحبزادے پیر سید محمد علی شاہ بخاری اور صاحبزادہ پیر سید عثمان علی شاہ بخاری کے کندھوں پر آن پڑی۔

حضرت صاحب کرمانوالےؒ نے اپنے وصال مبارک سے ساتھ آٹھ سال قبل ہی اپنے چھوٹے صاحبزادے پیر سید عثمان علی شاہ بخاری کو تمام امور سونپ دیئے تھے۔ لہٰذا آپؒ نے بعد از روحانی و باطنی تربیت انہیں اپنی حیات مبارکہ میں یہ بیعت وخلافت کی اجازت بھی مرحمت فرمادی۔ آپ کو اطاعت شعاری

Marfat.com

اور سعادت مندی کے سبب حضرت صاحبؒ کا خاص قرب حاصل تھا۔ آپ اکثر فرماتے کہ میرے بس کی بات نہیں مجھے پیر عثمان علی شاہ بخاری سے محبت ہے۔

حضرت صاحب کرماں والےؒ کے وصال سے باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری پر گہرا اثر پڑا اور جدائی کا یہ صدمہ ناقابل برداشت تھا۔ بالآخر 15 جولائی 1978ء کو سید عثمان علی شاہ بخاری بھی وصال فرما گئے۔ ان حالات میں تمام تر ذمہ داری باباجی پیر سید محمد علی شاہ بخاری کے کندھوں پر آن پڑی۔ آپ نے نہایت استقامت اور ہمت سے یہ بار اٹھائے رکھا۔ باباجی سید محمد علی شاہ بخاری اپنی زندگی میں بہت سی کڑی آزمائشوں سے گزرے لیکن آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ چھوٹے بھائی کے بعد آپ کی ہمشیرہ بھی وصال فرما گئیں۔ ان صدمات کا غم ابھی تازہ تھا کہ آپ کے ہونہار' قابل فخر' اکلوتے لخت جگر' پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری بھی 2 مارچ 1992ء کو اس جہان فانی سے پردہ فرما گئے۔ پیر سید غضنفر علی شاہ بخاریؒ کے وصال کے تقریباً ایک سال بعد باباجی سید محمد علی شاہ بخاری بتاریخ 12 جون 1993ء کو وصال فرما گئے۔ ان مسلسل صدمات کے باعث مریدین اور طالبین راہ سلوک پر غم واندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ لیکن اللہ کریم کو اپنے بندوں کی رہبری ورہنمائی مقصود تھی۔ اس لئے اپنی حکمت کاملہ سے باباجی سید عثمان علی شاہ بخاریؒ کے دو صاحبزادے اور حضرت صاحب کرمانے والےؒ کے پوتے پیر سید صمصام علی شاہ بخاری اور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی کو خلق خدا کیلئے رشد وہدایت کا ذریعہ بنایا۔ لہٰذا بتاریخ 16 جولائی 1993ء کو باباجی سید محمد علی شاہ بخاریؒ کی رسم چہلم کے موقعہ پر رسم دستار بندی ادا کی گئی۔ رسم دستار بند میں سرچشمہ فیض وکرم آستانہ عالیہ مکان شریف کے سجادہ نشین سید محفوظ حسین شاہ' سجادہ نشین شرقپور شریف' سجادہ نشین کیلیانوالہ شریف' سجادہ نشین ڈھولر شریف اور سجادہ نشین بھلیر شریف نے اعلیٰ حضرت کرمانوالےؒ کے پوتے اور باباجی پیر سید عثمان علی شاہ بخاریؒ کے قابل فخر صاحبزادے پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری کو سجادہ نشین مقرر فرما کر جملہ خلافت وبیعت کا فریضہ سونپا' جو اپنے عظیم المرتبت داداپاک سے وابستہ روشن وتابندہ روایات کی پاسداری بخوبی کر رہے ہیں۔ موجودہ حالات میں یہ بجاطور پر کہا جاسکتا ہے کہ تشنگان جام وحدت' روشنی کے متلاشی اور بھٹکے ہوئے لوگوں کیلئے آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف رشد وہدایت کا مرکز اور منبع فیوض وبرکات ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس آستانہ عالیہ سے وابستہ لاکھوں افراد کا سلسلہ دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ حضرت صاحب کرماں والے کا سالانہ عرس مبارک ہر سال بتاریخ 28-27 فروری آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف (اوکاڑہ) پر زیر نگرانی پیر سید صمصام عل شاہ بخاری اور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری منعقد ہوتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

ہماری قابل مطالعہ کتابیں

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ لاہور

Voice: 042-7249515

Marfat.com

ہماری قابل
مطالعہ کتابیں
گلشن قادری
شرح الصدور
بہار مدینہ
سیر گلستان
دربار نبی
کلام ریاض
احوال القبور
مسائل عمرہ
روضہ رسول
کی باادب حاضری
کرمانوالہ بک شاپ
دوکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ لاہور
Voice: 042-7249515

Marfat.com